

ذاللافنا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کچھ دیگر کتابت کیساتھ

کفایۃ المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

www.ahlehaq.org

دارالاشاعت
فون: 3318753 کراچی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مُدَلَّل، مُکَمَّل

مفتی اعظم حضرت مولانا مہنقی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد دوم

کتاب لعلم، کتاب السلوک والطریقہ، کتاب لتفسیر والتجوید
کتاب الحدیث والاثار، کتاب التاریخ والسیر، کتاب الجہاد، کتاب الحدود
والجنايات، کتاب الاکرام والاضطرار، کتاب للقیط واللقطۃ، کتاب الیمین و
النذر، کتاب لقضاء والافتاء، کتاب الظہار، کتاب الختان والخفاح،

دارالاعیضۃ ۸ اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

﴿.....ملنے کے پتے.....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ فی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نا بھروڈ لاہور
نکشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اورالپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

دیباچہ

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على نبيه الامي الامين وعلى

آله واصحابه الطاهرين المهديين

اما بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد دوم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں، ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ لکھا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد دوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۲۲۹ الجمعیت سے ۵۵ متفرق ۸۷ کل ۳۷۱

کفایت المفتی جلد اول اور جلد دوم کے کل فتاویٰ کی تعداد سات سو نوے (۷۹۰) ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد سوم بھی جلد شائع ہوگی جو کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

احقر حفیظ الرحمان واصف

۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

www.ahlehaq.org

فہرست مضامین کفایت المفتی جلد دوم

کتاب العلم

پہلا باب : دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول : تعلیم کی فضیلت

- (۱) دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے سے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں ۲۹
- (۲) تبلیغ کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے ۳۰
- (۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے ۴
- (۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں
- (۴) پست اقوام کے نو مسلم بھی عام مسلمانوں کے بھائی ہیں ۴
- (۵) ہر مسلمان پر بقدر معلومات تبلیغ لازمی ہے ۴
- (۳) مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو مسلمان کر لینا ضروری ہے ۳۱
- (۲) (۱) کیا مروجہ طریقہ تبلیغ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بھی تھا؟ ۳۲
- (۲) صحابہ کرام فرد افراد اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے ۴
- (۳) تبلیغ فرض کفایہ ہے ۴
- (۴) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جاسکتا ہے؟ ۴
- (۵) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں ۴
- (۶) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟ ۴
- (۷) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے ۴
- (۵) خواتین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم ۳۵

فصل دوم : تعلیم قرآن

- (۱) (۲) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا ۴
- (۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے ۴
- (۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے ۴
- (۷) قاعدہ ”یسرنا القرآن“ بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ ۳۶
- (۸) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا ۳۷

صفحہ	مضمون
۲۸	(۹) بچوں کو کھڑا کر کے ان سے قرآن مجید سننا خلاف ادب نہیں.....
۱	(۱۰) مجلس میں تلاوت و نظم و غیرہ پڑھی جائے تو تلاوت کی تقدیم افضل ہے.....
۳۹	(۱۱) کیا غیر مسلم کو قرآن مجید پڑھانا جائز ہے؟.....
۱	(۱۲) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا.....
۱	(۱۳) دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کرایا جائے.....
	دوسرا باب : تعلیم کے احکام و آداب
	فصل اول : تعلیم کا معاوضہ لینا
۴۰	(۱۴) دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے.....
۴۱	(۱۵) (۱) قرآن مجید پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے تراویح و شبینہ کی جائز نہیں.....
۱	(۲) پیشگی وعدہ اور طے کئے بغیر اگر حافظ صاحب کو کچھ دیا جائے تو گنجائش ہے.....
۱	(۳) شبینہ پڑھانا کیسا ہے.....
۴۳	(۱۶) (۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے؟.....
۱	(۲) تنخواہ لے کر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا.....
۱	(۳) غریب اور مالدار دونوں کو تنخواہ لیکر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت کرنے پر ثواب ملے گا.....
۱	(۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے لینا جائز ہے.....
۱	(۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم.....
۱	(۶) ”میں اللہ واسطے امامت یا خدمت کروں گا“ ”تم اللہ واسطے تنخواہ دو“ سوال ممنوع میں داخل نہیں.....
۱	(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک قول کی تشریح.....
۱	(۱۷) حضور ﷺ کبھی کبھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت و صداقت کھانا تناول فرماتے تھے نہ.....
۴۴	کہ بطور اجرت.....
۱	(۱۸) طالب علم کو اگر تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے.....
۴۵	(۱۹) (۱) داخلہ فیس کا حکم.....
۱	(۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے.....
۱	(۲۰) متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے.....
	فصل دوم : آداب تعلیم

صفحہ	مضمون
۵۰	(۲۱) عید گاہ میں بچوں کو تعلیم دینا کیسا ہے؟
۵۱	(۲۲) شریعت میں عاق کرنے کا اختیار کسی کو نہیں
	تیسرا باب : تعلیم زنان
۱۱	(۲۳) اسلام میں خواتین کی تعلیم
۱۱	(۱) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے؟ اور مشہدۃ کب ہوتی ہے؟
۵۲	(۲) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق
۱	(۳) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل
۱۱	(۴) قرآن و حدیث سے مستنبط علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟
۱۱	(۵) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے
۱۱	(۶) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟
۶۹	(۲۴) مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں
۱۱	(۲۵) پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کا رخصت میں حصہ لے سکتی ہے
۱۱	(۲۶) بچی سے مجمع میں تلاوت کرانا
۷۰	(۲۷) لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم
	چوتھا باب : متفرقات
۱۱	(۲۸) بھشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے
۷۱	(۲۹) علماء کو شیطان بد معاش ظالم کہنے والا فاسق ہے
۱۱	(۳۰) نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے
۷۳	(۳۱) غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے
۷۴	(۳۲) کیا حکومت کا مدح صحابہ کور و کناند اخلت فی الدین نہیں
۱۱	(۳۳) فحش گو فسادی و عظم کرنے کے لائق نہیں
۷۵	(۳۴) بچوں کو ”قاعدہ یسرنا القرآن“ پڑھانا کیسا ہے؟
	کتاب السلوک والطریقة
	پہلا باب : اذکار و اشغال
	فصل اول : ذکر جلی و خفی اور ختم و غیرہ
۷۷	(۳۵) عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولیٰ ہے

صفحہ	مضمون
۷۷	(۳۶) (۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں.....
۷۸	(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے.....
۷۸	۳۷ حکم انعقاد المحافل الموسومة بحلقة الذکر.....
۸۰	۳۸ (۱) ختم قرآن کے بعد چند سورت اور صل علی نبینا الخ پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟.....
۷۸	(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں.....
۷۸	(۳) مجلس ذکر میں انبیاء اور اولیاء کے ارواح کے آنے کا عقیدہ کیسا ہے؟.....
	فصل دوم : اسماء حسنی
۸۱	۳۹ اسم اعظم کے ورد سے حضرات کا حکم.....
۷۸	جواب از مولوی وزیر الدین چشتی.....
۷۸	جواب از حضرت مفتی اعظم.....
	فصل سوم : توسل
۸۳	۴۰ آیت وابتغوا الیہ الوسيلة میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟.....
۸۵	۴۱ توسل بالذات میں اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک.....
۷۸	۴۲ بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے.....
۸۶	۴۳ ”حق النبی وآلہ الامجاد“ سے دعا کا حکم.....
۷۸	۴۴ مدد طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول ﷺ کا نام شریک کرنا جائز نہیں.....
۸۷	۴۵ نقشہ نعل مبارک مسجد میں لگا کر ہر نماز کے بعد اسے بوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں.....
۷۸	۴۶ حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں.....
۸۸	۴۷ حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ ”یا“ کا حکم.....
۷۸	۴۸ (۱) نقشہ نعل مبارک سے تبرک و توسل اور اس کو شائع کرنے کا حکم.....
۷۸	(۲) نام سے پہلے ”خادم و ربار محمدی“ لکھ دینا کیسا ہے؟.....
۷۸	(۳) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں.....
۹۰	۴۹ معروف نقشہ کیا حضور اکرم ﷺ کے نعل ہی کا ہے اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟.....
	خط و کتابت ماخوذ از اتمام المقال
۹۲	نقشہ نعل مبارک سے توسل کے مسئلہ پر حکیم الامتہ کے نام مفتی اعظم کے مکتوب کا خلاصہ.....
۷۸	جواب مکتوب از حکیم الامتہ.....

صفحہ	مضمون
۹۴	مکتوب حکیم الامت بنام مفتی اعظم
۹۵	جواب مکتوب از حضرت مفتی اعظم
۹۶	مکتوب از حکیم الامت
	فصل چہارم: درود دعائے گنج العرش وغیرہ
۹۹	۵۰ درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں
۱۰۰	۵۱ حضور اکرم ﷺ کا تعلیم کردہ ورد کیا ہے؟ اور ”صلی اللہ علیک یا رسول اللہ“ کا حکم
۱۰۱	۵۲ ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام بے اصل ہے
۱۰۲	۵۳ جماعت بنا کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم
۱۰۳	۵۴ کیا درود شریف کا ثواب حضور اکرم ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جاسکتا ہے؟
۱۰۴	۵۵ درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں
۱۰۵	۵۶ (۱) درود تاج کے بجائے ماثور دعا پڑھنا افضل ہے
۱۰۶	(۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش پڑھنا جائز ہے مگر انکی اسناد بے اصل ہیں
	دوسرا باب: پیری و مریدی
	فصل اول: بیعت
۱۰۷	۵۷ بیعت توبہ مسنون ہے معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے
۱۰۸	۵۸ ایک بزرگ سے صرف وظیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں
۱۰۹	۵۹ (۱) پیر کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے بٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں
۱۱۰	(۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے بٹھا کر ذکر کرانا حضور اکرم ﷺ خلفائے راشدین اور نہ کسی بزرگ سے ثابت ہے
۱۱۱	(۳) کرامت پیر کے اختیار میں نہیں
۱۱۲	۶۰ کبار کے مرتکب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں
۱۱۳	۶۱ کبار کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مریدی جائز نہیں
۱۱۴	۶۲ مرشد منع نہ کرے تو سیاسی معاملہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑھتا
۱۱۵	۶۳ پیری و مریدی کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

صفحہ	مضمون
۱۰۷	۶۴ تستحب البيعة في طريق من طرق المشايخ.....
۱۰۸	۶۵ (۱) مرید ہونے کا مطلب.....
۱۱	(۲) مرید ہونا مستحب ہے.....
۱۱	(۳) بیعت کرنا 'مرید ہونا' دونوں کا ایک ہی مطلب ہے.....
۱۱	(۴) کیا بغیر مرید ہوئے مرنے سے نقصان پہنچے گا؟.....
۱۱	(۵) مرید ہونا ضروری نہیں.....
۱۱	(۶) خلاف شرع حرکت کرنے والے پیروں کا مرید ہونا جائز نہیں.....
۱۰۹	۶۶ حرام افعال کے مرتکب پیر کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے.....
	فصل دوم : ریاضت
۱۱۰	۶۷ تزکیہ نفس کے لئے کئے جانے والے مراقبے میں ناجائز کام نہ ہو تو مباح ہے.....
۱۱۱	۶۸ تصور شیخ کا حکم.....
۱۱	۶۹ نمازیہ مراقبہ میں تصور شیخ کا حکم.....
	تیسرا باب متفرقات
	۷۰ شعر "اللہ کے پلے میں سوائے وحدت الخ" ملحدانہ ہے ایسی غزل خوانی کی مجالس میں.....
۱۱۲	شرکت سے بچنا ضروری ہے.....
۱۱	۷۱ تتبع شرع عالم کی توہین اس کے علم کی وجہ سے کرنا کفر ہے 'تصوف شرعی علوم میں داخل ہے.....
۱۱۴	۷۲ پمفلٹ میں مذکور تمام باتیں صحیح ہیں.....
۱۱۵	۷۳ کیا جاہل شخص ولی بن سکتا ہے؟.....
۱۱	۷۴ کرامت بعد الموت ممکن ہے.....
۱۱۶	۷۵ حضور اکرم ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں پر لگانے کا حکم.....
۱۱	۷۶ شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں.....
۱۱۷	۷۷ نامحرم عورت کا مرشد کے ساتھ رہنا جائز نہیں.....
۱۱۹	۷۸ ماثور وظائف ثابت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہیے غیر ماثور میں اختیار ہے.....
۱۱	۷۹ مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کا التزام درست نہیں.....
	۸۰ حضور اکرم ﷺ کا معراج کے وقت حضرت عبدالقادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر
۱۱	براق پر سوار ہونے کا واقعہ جملاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے.....

صفحہ	مضمون
۱۲۰	۸۱ سماع متعارف، قوالی، ڈھول، طبلہ، سارنگی سنا ممنوع ہے..... کتاب التفسیر والتجوید پہلا باب: آیات کی تشریح
۱۲۲	۸۲ آیت ”ولو علم الله فيهم خيرا لاسمعهم (الایہ)“ کا صحیح مطلب..... ۸۳ ”قل انما انا بشر مثلكم“ کا ترجمہ کہہ دو تحقیق نہیں ہوں بشر مانند تمہارے، کرنا غلط اور تخریف ہے.....
۱۲۳	۸۴ آیت ”وآت ذا القربى حقہ (الایہ) وبالوالدین احسانا (الایہ)“ وغیرہ کی تشریح.....
۱۲۵	۸۵ آیت ”ان عبادی لیس لك علیہم (الایہ)“ ”لاغوینہم اجمعین“ میں شبہ تعارض کا رفع.....
۱۲۶	۸۶ (۱) آیت ”یعیسیٰ انی متوفیک ورافعلک (الایہ)“ کا صحیح معنی..... (۲) آیت ”مرج البحرین“ سے علیٰ اور فاطمہؑ اور ”یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان“ سے حسن و حسینؑ مراد لینا غلط ہے.....
۱۲۷	۸۷ (۱) قرآن مجید میں بعض ایسی آیتیں ہیں جن کا حکم موقت تھا..... (۲) قوانین اسلام مقتضائے عقل کے موافق ہیں.....
۱۲۸	دوسرا باب: رموز اور قاف
۱۲۸	۸۸ قرآن مجید میں مواضع وقف کرنا حکم.....
۱۲۹	۸۹ ”غشاوۃ“ پر سانس ٹوٹنے میں ”لہم“ سے ابتدا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں..... ۹۰ ایسے لفظ پر سانس ٹوٹے جہاں وقف نہ ہو تو اعادہ افضل ہے.....
۱۳۰	۹۱ ایضاً.....
۱۳۱	تیسرا باب: مخارج حروف.....
۱۳۲	۹۲ ضاد اکثر صفات میں طاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے.....
۱۳۳	۹۳ ضاد کو مشابہ طا پڑھنا درست ہے یا دال پڑ پڑھنا..... جواب از قاری محی الدین پانی پتی..... جواب از مفتی اعظم..... جواب از قاری سید طاہر حسین.....
۱۳۴	۹۴ ”ضاد“ اکثر صفات میں مشابہ ”طاء“ ہے ضاد کو دال پڑ پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی.....
۱۳۵	۹۵ ضاد کو مشابہ طا پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے.....

صفحہ	مضمون
۱۳۳	۹۶ ”ضاد“ صحیح مخرج سے ادا کیا جائے مشابہ ”ظا“ ہوگی یا نہ؟ ”ضاد“ کو مشابہ ”دال“ پڑھنا کیسا ہے؟
۱۳۴	جواب از مولانا غلام رسول بنوئی
۱۳۵	جواب از حضرت مفتی اعظم
۹۷	جواب دیگر
۹۸	غیر المغضوب یا ولا الضالین میں ”ضاد“ کو قصداً ”ظا“ پڑھنا غلط ہے، صحیح ادا کیا جائے تو
۹۹	مشابہ ظا ہوگی
۱۰۰	جواب دیگر
۱۰۱	”ضاد“ کو خالص ”ظا“ یا ”دال“ پڑھنا غلط ہے
۱۰۲	”ولا الضالین“ کو ”ولا الظالین“ (بالظا) پڑھنا غلط ہے
۱۰۳	”ولا الضالین“ کو ولا الظالین پڑھنا درست ہے یا لا الذوالین؟
۱۰۴	چوتھا باب: اعراب قرآن
۱۰۵	۱۰۳ قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد لگائے گئے؟
۱۰۶	۱۰۴ پیش کو واو معروف اور زیر کو یاء معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے
۱۰۷	۱۰۵ جواب کی توضیح
۱۰۸	پانچواں باب: متفرقات
۱۰۹	۱۰۶ سورہ توبہ کی ابتداء میں اعوذ باللہ من النار الخ پڑھنا ثابت نہیں
۱۱۰	۱۰۷ مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں
۱۱۱	۱۰۸ آیت الکریٰ ایک آیت ہے
۱۱۲	۱۰۹ آیت ”وما انزل علی الملکین ببابل ہاروت و ماروت (الایہ)“ کی صحیح تشریح
۱۱۳	۱۱۰ عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کا ترجمہ شائع کرنے کا حکم
۱۱۴	۱۱۱ قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے
۱۱۵	۱۱۲ کیا حروف مقطعات کے معانی کا علم حضور ﷺ کو تھا؟
۱۱۶	۱۱۳ سورہ براءۃ سے پہلے بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ
	کتاب الحدیث والآثار
	پہلا باب: متفرق احادیث کی تشریح
	۱۱۴ حدیث شریف کی تعلیم فرض کفایہ ہے، صحابہ کرام کے زمانہ میں تدوین حدیث کا

صفحہ	مضمون
۱۴۷	اہتمام خلط بالقرآن کے خوف سے نہیں کیا گیا.....
۱	۱۱۵ حضور ﷺ کا خچر پر سوار ہونے کی حدیث کا حوالہ.....
۱۴۸	۱۱۶ حدیث ”نحن احق بالشك من ابراهيم“ الخ کا صحیح مطلب.....
۱	۱۱۷ ”خلق الله التربة يوم السبت“ الخ کا صحیح حدیث ہے.....
۱۴۹	۱۱۸ حدیث ”فمن وصلها وصلته ومن قطعها بئته“ الخ کا صحیح ترجمہ.....
۱	۱۱۹ حدیث ”يا عباد الله اعينوني“ الخ کا صحیح مطلب.....
	۱۲۰ معراج کی رات حضور ﷺ کا عبد القادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہونے کا واقعہ من گھڑت ہے.....
۱۵۰	۱۲۱ ”حدیث منکر“ معلل، موقوف وغیرہ نہیں ہو سکتی، ”کنا صحیح نہیں.....
۱	۱۲۲ کیا احادیث مثل قرآن ہیں.....
۱۵۱	۱۲۳ حدیث ”ستفترق امتی علی ثلث و سبعین“ الخ میں امت سے امت دعوت مراد ہے.....
۱۵۲	یا امت اجابت.....
	۱۲۴ محدثین کا چوتھے طبقہ کی کتب رزین و شعب الایمان و بیہقی اور ابن عساکر سے حدیث لینے کی وجہ.....
۱۵۳	۱۲۵ (۱) حدیث ”ثلاث لا ينظر الله اليهم يوم القيمة“ الخ کا حوالہ.....
۱	(۲) حدیث ”لو ان الناس يعلمون ما في الغداء والصف الاول الخ“ کا حوالہ.....
	۱۲۶ حضرت سعد بن معاذؓ پر قبر کی تنگی کی وجہ ان کو نبی ﷺ کی شفقت پر ناز اور خالص رحمت الہی پر تکیہ نہ ہونا قرار دینا غلط ہے.....
۱۵۴	۱۲۷ حدیث ”اتبعوا السواد الاعظم“ میں ”الاعظم“ سے رفعت شان مراد ہے یا کثرت تعداد.....
۱۵۶	۱۲۸ (۱) بخاری شریف کا اصح الکتاب ہونے کی وجہ.....
۱۵۷	(۲) حنفیہ کے نزدیک بھی بخاری شریف کتاب اللہ کے بعد صحیح تر کتاب ہے.....
۱	(۳) مشکوٰۃ المصابیح معتبر کتاب ہے.....
۱	(۴) اخبار ”الجمعیۃ“ میں فتوے حنفی مذہب کے مواقف دیئے جاتے ہیں.....
۱	(۵) اخبار ”الجمعیۃ“ کے اراکین حنفی ہیں.....
۱	(۶) فتاویٰ رشیدیہ و مجموعۃ الفتاویٰ معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں.....
	کتاب التاریخ والسیر

صفحہ	مضمون
	پہلا باب: سیرت و شمائل (علیٰ صاحبہا التحیۃ)
	۱۲۹ آیت ”واقصد فی مشیک“ اور حدیث ”اذا مشی تکفأ تکفؤا کأنما ینحط من
۱۶۰	صب“ الخ کی تطبیق.....
۱۶۱	۱۳۰ کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بادشاہ کے نام خط لکھا یا دستخط کیا ہے؟
۱۶۲	۱۳۱ فضلات نبویہ کا حکم.....
۱۶۳	۱۳۲ حضور اکرم ﷺ امت کے وارث نہیں، شفیع ہیں.....
۱۶۴	۱۳۳ (۱) حضور اکرم ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟
۱۶۵	(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فردا فردا کی گئی سب سے پہلے ابو بکر و عمر و عثمان نے ادا کی
	دوسرا باب: اہل بیت و اہل قریش
۱۶۶	۱۳۴ روایات صحیحہ سے ابو طالب کا حالت کفر پر مرنا ثابت ہے.....
۱۶۷	۱۳۵ کیا ”قدموا قریشاً ولا تقدموها“ الخ صحیح حدیث ہے؟ اسکا صحیح مطلب کیا ہے؟
۱۶۸	۱۳۶ ابن زیاد کا حضرت حسینؑ کے سر کو بید سے مارنا ثابت ہے.....
۱۶۹	۱۳۷ میدان کربلا میں اشارہ سے صف اول کے آدمیوں کا سرتن سے جدا کرنے کے واقعہ وغیرہ
۱۷۰	کی نسبت حضرت حسینؑ کی طرف صحیح نہیں.....
۱۷۱	۱۳۸ حضرت علیؑ حضور اکرم ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ
۱۷۲	کے چچا تھے.....
۱۷۳	۱۳۹ قاتلان حسینؑ کو گالی دینا کیسا ہے؟
۱۷۴	۱۴۰ یزید ابن زیاد کے ہاتھوں حضرت حسینؑ کی شہادت سن کر مکدر ہوا.....
	تیسرا باب: صحابہ و تابعین
۱۷۵	۱۴۱ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی.....
۱۷۶	۱۴۲ (۱) صحابہ اور اہل بیت دونوں فضائل احادیث میں موجود ہیں.....
۱۷۷	(۲) حضرت معاویہؓ صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں.....
۱۷۸	(۳) حضرت علیؑ کے نابالغی کی حالت میں ایمان لانے پر اعتراض لغو ہے.....
۱۷۹	(۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے.....
۱۸۰	(۵) حضرت علیؑ کے حسینؑ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھیجنے کو دکھاوا خیال کرنا
۱۸۱	بدگمانی ہے.....

صفحہ	مضمون
	۱۴۳ کیا حکومت کا مدح صحابہ سے روکنامہ اخلت فی الدین نہیں؟ ان حالات میں مسلمانوں کو
۱۴۱ کیا کرنا چاہیے؟
۱۴۲ جواب از مولانا محمد اسباط
۱۴۶ جواب از مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۴۷ جواب مفتی اعظم
۱۴۸ جواب از مفتی مظاہر علوم
	۱۴۴ کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنامہ اخلت فی الدین نہیں؟ مسلمانوں، خصوصاً طلبہ
۱۴۵ دارالعلوم دیوبند کو ان حالات میں کیا کرنا چاہیے؟
۱۴۸ صحابہ کا زمانہ ایک سو ہجری تا بعین کا ایک سو ستر ہجری اور تبع تا بعین کا دو سو بیس ہجری تک ہے
۱۴۹ شہادت عثمانؓ کے متعلق ایک سوال
۱۵۰ حضرت معاویہؓ جائز خلیفہ تھے ان سے یزید کو ولی عہد بنانے میں اجتہادی غلطی ہوئی
	چوتھلا باب: ائمہ و مجتہدین
۱۵۱ امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات کیا ہے؟
۱۵۲ ابن الہمام بلند پایہ کے محقق ہیں ان کی کتاب ”فتح القدر“ نہایت مستند و معتبر کتاب ہے
۱۵۳ علامہ ابن امیر الحاج حنفی المذہب اور ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں
	پانچواں باب متفرقات
۱۵۴ مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ہے، جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں
۱۵۵ قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء معتبر و مستند کتاب ہیں یا نہیں؟
	کتاب الجہاد
	پہلا باب: ہجرت و جہاد
۱۵۶ حکم الهجرة من الهند والجهاد فیہا
	دوسرا باب: شہادت
۱۵۷ کیا قومی مفاد کے لئے خود کشی کرنا گناہ کبیرہ ہے؟
۱۵۸ دارالحرب میں غیر مسلم شاتم رسول کی سزا قتل ہے یا معافی بھی ہو سکتی ہے؟
۱۵۹ باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے انگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے حکم میں نہیں
۱۶۰ مذہبی معاملہ پر مسلمان اور گوتہمدھ مذہب کے افراد میں جھڑپ اور برمی حکومت کی

صفحہ	مضمون
۱۸۹	فائرنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟
۱۹۰	۱۵۸ تحریک کشمیر میں ظلم مارا جانے والا مسلمان شہید ہے
۱۹۱	۱۵۹ ظلم مارا جانے والا مسلمان ثواب شہادت کا مستحق ہے
۱۹۱	تیسرا باب : غلام و جاریہ
۱۹۱	۱۶۰ اہل یجوز شراء المرأة المشركة من ابویہا المشرکین - بضمن معلوم؟
۱۹۲	۱۶۱ ہندوستان میں خریدی ہوئی باندی سے ہسٹری کا حکم
۱۹۲	۱۶۲ ہندو عورت کو شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں
۱۹۳	۱۶۳ آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں
۱۹۳	۱۶۴ نیپال اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں اصول شرعی کے موافق لونڈیاں نہیں
۱۹۳	چوتھا باب : متفرقات
۱۹۹	۱۶۵ کلکتہ کی لڑائی شرعی جہاد نہیں فساد ہے
۱۹۹	اقدامی جہاد بھی جائز ہے
۲۰۳	کتاب الحدود والجنایات
۲۰۳	پہلا باب : اقامت حدود شرعیہ
۲۰۳	۱۶۶ ادار الحرب میں زانی سے توبہ کر لینا کافی ہے
۲۰۳	دوسرا باب : تعزیر
۲۰۳	۱۶۷ استاذ شاگرد کو کتنا مار سکتا ہے؟
۲۰۳	۱۶۸ بلا عذر منکوحہ بالغہ کی رخصتی نہ کرنے والا قابل مؤاخذہ ہے
۲۰۳	تیسرا باب : تعزیر یاخذ المال
۲۰۵	۱۶۹ بیچ کا مجرموں سے جرمانہ لینا جائز نہیں زجراتا وقت توبہ قطع تعلق جائز ہے
۲۰۶	۱۷۰ مالی جرمانہ جائز نہیں
۲۰۶	۱۷۱ مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں تا وقت توبہ قطع تعلق کر لینا جائز ہے
۲۰۶	۱۷۲ مالی جرمانہ جائز نہیں
۲۰۶	۱۷۳ قاضی کو مالی جرمانہ کرنے کا حق نہیں
۲۰۸	۱۷۴ جبراً فیصلہ کرنے کی اجرت اور مالی جرمانہ لینا جائز نہیں
۲۰۸	۱۷۵ مالی جرمانہ جائز نہیں

صفحہ	مضمون
۲۰۹	۱۷۶ جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالکوں کو واپس کی جائے
۴	۱۷۷ (۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں
۴	(۲) تہمت لگانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں
۴	۱۷۸ مالی جرمانہ جائز نہیں رقم مالک کو واپس کی جائے
۴	۱۷۹ مالی جرمانہ جائز نہیں وصول شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے
	چوتھا باب : قصاص و دیت
۲۱۱	۱۸۰ شبہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے دیت مغلطہ اور کفارہ لازم ہے
۴	۱۸۱ تلوار سے بھی تیز آلہ سے قصاص لینا بنسبت تلوار کے اولیٰ ہے
	۱۸۲ مظلوم مقتول حملہ کرنے والے کو بھی قتل کر دے تو ظالم کا خون رائیگان ہے مظلوم کا
۲۱۴	قصاص یا دیت واجب ہے
۲۱۵	۱۸۳ استاذ کے جائز ڈرانے دھمکانے سے بچ جان دیدے تو استاذ پر گناہ نہیں
	پانچواں باب : قتل اور خودکشی
	۱۸۴ قاتل غیر اسلامی حکومت کے فیصلہ پر دس سال سزا کاٹ کر آزاد ہو جائے تو گناہ سے بری الذمہ
۴	سمجھا جائے گا؟ یا ورثاء کو خون بہا دینا ہوگا؟
۲۱۶	۱۸۵ کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی گناہ کبیرہ ہے؟
۲۱۷	۱۸۶ خودکشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورثاء صدقہ واستغفار کریں
۲۱۸	۱۸۷ قاتل جرم قتل پر پھانسی دی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے
	چھٹا باب : سرقہ
۴	۱۸۸ چوری کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے
۴	۱۸۹ ایضاً
۲۱۹	۱۹۰ مسروقہ مال مالک کو واپس کرنا یا اس سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے
۴	۱۹۱ بغیر اجازت کاٹی ہوئی سرکاری جنگلات کی لکڑیوں کا خریدنا درست نہیں
۲۲۰	۱۹۲ شرکاء سے چوری چھپے شرکت کا مال بچنے والے سے خریدنا جائز نہیں
	ساتواں باب : بدکاری و زنا
۲۲۱	۱۹۳ زنا کرنے والا فاسق ہے ایسے شخص سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے
۴	۱۹۴ جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے جانور بدکار کے حوالہ کر کے قیمت لی جائے

صفحہ	مضمون
۲۲۲	جواب دیگر.....
۱۹۵	ادار الحرب میں زانی اور زانیہ پر حد جاری نہیں ہو سکتی ان سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے.....
۲۲۳	۱۹۶ کیا زانی اور زانیہ کو فیصلہ کے بغیر قتل کرنا جائز ہے؟.....
۱۹۷	بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھنے والا شخص فاسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے.....
۲۲۴	۱۹۸ جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے.....
۱۹۹	ساس سے زنا کے اقرار سے بیوی حرام ہو جاتی ہے.....
	آٹھواں باب : متفرقات
۲۲۵	۲۰۰ بے گناہ پر تہمت زنا لگانے والے گناہ گار ہیں.....
	کتاب الاکراہ والاَضطرار
	پہلا باب : مجبوری میں ارتکاب کفر
۲۲۸	۲۰۱ حالت اکراہ میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے.....
	جواب از مولانا عبدالحلیم شاہ.....
	جواب از حضرت مفتی اعظم.....
۲۲۹	۲۰۲ حالت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے.....
۲۳۰	۲۰۳ حالت اضطرار کے سوا کسی حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں.....
	دوسرا باب : بیچارگی میں ارتکاب حرام
	۲۰۴ حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم.....
۲۳۱	۲۰۵ مسلمان ماہر معالج بیماری کا علاج شراب میں منحصر بتا دے تو شراب سے علاج کی اجازت ہے.....
	کتاب اللقیط واللقطہ
	پہلا باب : پڑی ہوئی چیز پانا
۲۳۳	۲۰۶ ملی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معلوم ہو تو بھی واپس کرنا ضروری ہے.....
	۲۰۷ مالک سے ناامیدی کے بعد ملی ہوئی چیز صدقہ کی جائے.....
	۲۰۸ ملی ہوئی چیز کے اعلان کے بعد مالک نہ ملنے پر پانے والا محتاج ہو تو خود استعمال کرے ورنہ
۲۳۴	کسی فقیر کو دیدے.....
	کتاب الیمین والنذر

صفحہ	مضمون
	پہلا باب : عہد و پیمان اور حلف
	فصل اول : حلف کی تشریحات
۲۰۹	دوسرے کے قسم دینے پر بیت قسم ”ہاں“ نہ کہے تو قسم نہیں ہوگی
۲۱۰	قرآن مجید کی قسم کھا کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا
۲۱۱	گھر کا کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد گھر کا کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا
۲۱۲	ایک جائز معاہدہ کے بعد دوسرا معاہدہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں
۲۱۳	قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے پھر جانا سخت گناہ ہے
۲۱۴	”بیوی سے زندگی کروں تو اس کے نطفہ سے ہوں“ کا حکم
۲۱۵	گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو مرغ یا بیڑ کھانے سے حاث نہ ہوگا
۲۱۶	حلف بالقرآن جائز ہے حاث ہونے پر کفارہ لازم ہوگا
۲۱۷	قرآن کی قسم کھانے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزلہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی
۲۱۸	شروع کام کرنے کی قسم کا حکم
۲۱۹	خدا کی قسم کھا کر توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا
۲۲۰	فلاں کے گھر کھانا کھاؤں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو“ قسم کا حکم
	فصل دوم قسم توڑنے کا کفارہ
۲۲۱	قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو
۲۲۲	تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے
۲۲۳	خدا کی قسم کھا کر توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو
۲۲۴	تین دن مسلسل روزہ رکھنا واجب ہے
۲۲۵	مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد لوگوں کے کہنے پر مسجد جانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا
۲۲۶	سچ بولنے کی قسم کے بعد جھوٹ بولنے سے کفارہ لازم ہوگا
۲۲۷	ایک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا
	دوسرا باب : منت ماننا
۲۲۸	بیماری سے صحت پر مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم
۲۲۹	شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم
۲۳۰	یصح التضحیۃ بالشاة المشترقة قبل ایام النحر بنية التضحیۃ الراجبة

صفحہ	مضمون
۲۵۱	۲۲۹ مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں
۴	۲۳۰ نذر کی قربان میں عید قربانی کی شرائط کا ہونا ضروری ہے
۲۵۲	۲۳۱ حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں
۲۵۳	۲۳۲ نذر کی قربانی میں قربانی اور عقیقہ کے جانور کی شرائط کا لحاظ ضروری ہے
۴	۲۳۴ (۱) بحری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے
۴	(۲) پانچ سو ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے
۱۵۴	۲۳۵ کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والا روزہ اور فدیہ دینے سے عاجز ہو تو کیا حکم ہے؟
۴	۲۳۶ مسجد میں چراغ جلانے اور کھانا رکھنے کی نذر واجب الاداء نہیں
۲۵۵	۲۳۷ نذر کا بحر عقیقہ یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں
۴	۲۳۸ عزیز کی سلامتی واپسی پر جانور کی نذر ماننی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے
۴	۲۳۹ بحر ازبج کرنے کی نذر کے بعد بھیڑ ذبح کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی
	کتاب القضاء والافتاء
	پہلا باب : ثالث بنانا
۲۵۷	۲۴۰ فریقین کی رضامندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے
۲۵۸	۲۴۱ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے
۲۵۹	۲۴۲ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے
۲۶۰	۲۴۳ (۱) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے شوہر دو کی تو کیا حکم ہے؟
۴	(۲) دی ہوئی طلاقوں کی تعداد میں شوہر شک ظاہر کرے تو کیا حکم ہے؟
۴	(۳) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟
۴	(۴) ثالث مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے
۱۱	(۵) ثالث شرعی مسئلہ سے ناواقف ہو تو عالم سے مسئلہ معلوم کر کے اسکے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے
۲۶۱	۲۴۴ پنچایت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہیے۔
۲۶۲	۲۴۵ رضامندی سے بنایا گیا ثالث نکاح فسخ کر سکتا ہے
	دوسرا باب : عمدہ قضاء

صفحہ	مضمون
۲۴۶	(۱) مسلمانان ہند کے ذمہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر
۲۶۳	کرا نے کا مطالبہ کیسا ہے؟
۶	(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے یا نہیں؟
۶	(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے
۲۶۸	۲۴۷ (۱۲) عمدہ قضاء کے لئے صلاحیت و استعداد شرط ہے
۶	(۳) قاضی مقرر کرنے کا حق مسلمان حاکم کو ہے وہ نہ ہو تو مسلمان جماعت کو
۶	(۴) قاضی کن اوصاف کے آدمی کو بنانا چاہیے؟
۶	(۵) قاضی کے خدمات اجازت کے بغیر کسی کو انجام نہیں دینی چاہیے
۲۷۰	۲۴۸ زوجین کے درمیان انگریزی عدالت کے مسلم حج تفریق کر سکتے ہیں
۶	۲۴۹ (۱) کبار کے مرتکب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں
۶	(۲، ۳) فاسق کے گھر کو محکمہ شرعیہ سمجھ کر اس میں شرعی امور کے تصفیہ کے لئے
۶	آنا جائز نہیں
۲۷۱	(۴) کبار کا مرتکب مردود الشہادۃ ہے
۶	(۵) حرام مجلس کے انعقاد کے لئے چندہ دینا موجب فسق ہے
۶	(۶) حق چھپانے والا مولوی بھی فاسق ہے
۶	(۷) تبع شرع عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے
	تیسرا باب دعویٰ اور گواہی
۲۷۲	۲۵۰ ٹیلی فون پر عادل گواہوں کی گواہی بھی مقبول نہیں
۲۷۳	۲۵۱ جس گواہی سے حقوق العباد ضائع ہوں اس کا چھپانا حرام ہے
۶	(۱) شرعی شہادت پر حکومت سے طلبانہ و خوراک نہیں لینا چاہیے
۶	(۲) شہادت شرعی ہو تو آمد و رفت کا کرایہ لینا جائز ہے
۶	(۳) عدالت میں موجود شخص چال و چلن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا
۶	(۴) رشوت کی تعریف
۶	(۵) زبانی کوشش سے ہو سکنے والا کام کی اجرت لینا کیسا ہے؟
۲۷۴	۲۵۲ ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہے، مسلمان کے خلاف نہیں
۲۷۵	۲۵۲ طلاق یا بیوی کو بچنے کی گواہی دینا جائز، بعض صورتوں میں واجب ہے

صفحہ	مضمون
۲۷۵	۲۵۵ شرعی شہادت دینے کے لئے اجرت لیدنا جائز نہیں.....
۲۷۶	۲۵۶ دائرہ منڈے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہوتا ہے.....
۲۷۶	۲۵۷ مدعی ایک اور مدعی علیہ دو ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے.....
۲۷۸	۲۵۸ ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو میاں و بیوی منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟.....
۲۷۸	۲۵۹ عورت کے غلط دعویٰ پر قاضی کا نسخہ نکاح قضاء صحیح ہوگا.....
۲۷۹	۲۶۰ حسبت پر مبنی شہادت بلا وجہ تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے.....
۲۷۹	۲۶۱ (۱) مرض الموت میں مملوکہ زمین ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے.....
۲۷۹	۲۶۱ (۲) خرید و فروخت پر گواہوں کی گواہی معتبر ہے.....
۲۷۹	۲۶۱ (۳) شہادت کے لئے لفظ "اشد" کافی ہے.....
۲۷۹	۲۶۱ (۴) عادل گواہ کی گواہی پر کذب کا عقلی احتمال شرعاً و عرفاً معتبر نہیں.....
۲۸۰	۲۶۲ عورت یا مرد کے دعویٰ کے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں.....
	چوتھا باب: منصب افتاء
۲۸۱	۲۶۳ مطلقہ مغلطہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حلال نہیں ہوتی.....
۲۸۲	۲۶۴-۲۶۵ بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے.....
۲۸۲	۲۶۶ یہ فیصلہ کرنا اہل شوریٰ کا کام ہے کہ فلان کام دارالعلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں؟.....
۲۸۳	۲۶۷ مسئلہ پوچھنے پر عالم کا یہ کہنا "جاؤ میں مسئلہ نہیں جانتا" کیسا ہے؟.....
۲۸۳	۲۶۸ مفتی پر زبانی جواب واجب ہے تحریری نہیں.....
۲۸۳	۲۶۹ (۱) مفتی کے لئے صاحب علم ماہر "احوال زمانہ سے واقف ہونا ضروری ہے.....
۲۸۳	۲۶۹ (۲) غیر عالم فتویٰ دینے کا اہل نہیں بلا تحقیق و تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے.....
۲۸۳	۲۶۹ (۳) مفتی کا قصد کسی مسلمان کے خلاف نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ دینا سخت گناہ ہے.....
۲۸۳	۲۶۹ (۴) تکبر اور نام و نمود کے لئے اپنی تعریف شائع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا گناہ ہے.....
۲۸۵	۲۷۰ دینی مسئلہ بغیر علم کے بتانا سخت گناہ ہے.....
۲۸۵	۲۷۱ فتویٰ کو بلا وجہ نہ ماننا موجب فسق اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے.....
۲۸۵	۲۷۲ ایضاً.....
۲۸۶	۲۷۳ بغیر علم کے مسئلہ بتانا گناہ ہے.....
۲۸۶	۲۷۴ جواب کے آخر میں "واللہ اعلم" لکھنا علماء کا طریقہ مسلوک ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا.....

صفحہ	مضمون
۲۸۵	غیر قاضی کا فیصلہ قضاء نہیں.....
۲۸۶	ایک شخص مدعی نکاح ہو، عورت اور اس کے والد منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟
۲۸۷	کتاب الطہارۃ
۲۸۸	پہلا باب : حوض اور کنویں کے احکام
۲۸۹	بحری کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے.....
۲۹۰	کنویں میں بحری یا اونٹ کی کتنی میٹگنیاں گر جائیں تو ناپاک ہوگا؟
۲۹۱	چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو بھی موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے.....
۲۹۲	کنویں میں پیشاب کا ڈھیلا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے.....
۲۹۳	کنویں میں جو تاگر جائے تو کیا حکم ہے؟
۲۹۴	کنویں کے قریب نجس پانی ہو تو جب تک کنویں کے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو
۲۹۵	کنواں پاک ہے.....
۲۹۶	جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو محض ہندو کھٹک کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا.....
۲۹۷	دہ درہ کنواں جو تاگر کرنے سے ناپاک نہ ہوگا.....
۲۹۸	ہشت پہلو، توس کا رقبہ دہ درہ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض کبیر کے حکم میں ہے.....
۲۹۹	(۱) کنواں میں عورت گر کر زندہ نکال لی جائے تو کنواں پاک ہے.....
۳۰۰	(۲) کنویں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے.....
۳۰۱	کنواں چھپکلی کے گر کر مرنے یا پھولنے پھٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا.....
۳۰۲	حوض کے دہ درہ ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں.....
۳۰۳	غیر مسلم کو نہلا دھلا کر کنویں میں داخل کیا جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا.....
۳۰۴	شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گز کا ہوتا ہے.....
۳۰۵	۲۹۱ ہندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا.....
۳۰۶	دہ درہ رقبہ یا اس سے زیادہ رقبہ کے تالاب میں نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس میں
۳۰۷	وضو اور غسل جائز ہے.....
۳۰۸	چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے.....
۳۰۹	اوپر سے تنگ اندر سے کشادہ حوض میں نجاست گرے تو اس سے وضو کا کیا حکم ہے؟
۳۱۰	کنویں میں مر اہواکتا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے.....

صفحہ	مضمون
۲۹۹	۲۹۶ مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا.....
۷	۲۹۷ کنویں سے زندہ یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنا پانی نکالا جائے؟.....
۷	بچوں کے گرائے ہوئے پتھروں کے ناپاکی کا جب تک یقین نہ ہو کنواں پاک ہے.....
۳۰۰	۲۹۸ وہ دردہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے؟.....
	دوسرا باب : انسان اور اس کے عوارض
	فصل اول : بول و براز کے احکام
۷	۲۹۹ شیر خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے.....
۳۰۱	۳۰۰ وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم.....
۷	۳۰۱ پیشاب کی پاکی کے لئے ڈھیلا اور پانی کا استعمال افضل ہے.....
	فصل دوم : حیض و نفاس
۷	۳۰۲ ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان کو ہاتھ لگانا جائز نہیں.....
۳۰۲	۳۰۳ ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار پڑھ سکتی ہے.....
۷	۳۰۴ شوہر نے بنے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا تو گناہ نہیں.....
	۳۰۵ نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنے والا دیگر حرام افعال
۷	کے مرتکب شخص سرداری کے لائق نہیں.....
	۳۰۶ عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چالیس دن سے زیادہ آئے تو کتنے دن نفاس کے شمار
۳۰۳	ہوں گے.....
۳۰۳	تمتہ سوال.....
	فصل سوم : آدمی کا جسم اور جھوٹا
۳۰۵	۳۰۷ بھنگی یا چمڑا نہلا دھلا کر پاک کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں.....
۳۰۶	۳۰۸ (۱) بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں.....
۷	(۲) بھنگی سے مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟.....
	۳۰۹ بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا جائز ہے، تبلیغی مقصد کے پیش نظریہ
۳۰۷	عمل قابل تحسین ہے.....
	۳۱۰ غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے، تبلیغی مقصد کے
۷	پیش نظریہ عمل مستحسن ہے.....

صفحہ	مضمون
۳۱۱	کافر کا بدن پاک ہو تو اس کا جھوٹا اور پکایا ہوا کھانا کھانا جائز ہے تبلیغی مقصد سے یہ عمل
۳۰۸	موجب اجر ہے.....
۳۱۰	نجاست کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے.....
۳۱۳	جواب دیگر.....
	فصل چہارم: وضو غسل اور تیمم
۳۱۴	اعضاء تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے کوئی عضو رہ جائے تو تیسری ضرب کی
۳۱۱	ضرورت نہیں.....
۳۱۵	نخنوں سے نیچے پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا.....
۳۱۶	غسل جنابت میں سونے کے دانت کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں.....
	جواب دیگر.....
۳۱۷	غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے وضو کے لئے چار اعضاء کو خاص کرنے کی وجہ.....
۳۱۸	دانتوں پر سونے کا چڑھایا ہوا خول مانع غسل و وضو نہیں.....
۳۱۹	حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ و منہ دھو کر کھانی جائے.....
۳۲۰	دانت صاف کرنے کے برش میں اگر خنزیر کے بال ہوں تو اس کا استعمال ناجائز ہے.....
۳۲۱	(۱) وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہیے؟.....
	(۲) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے.....
۳۲۲	وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے.....
۳۲۳	دانت صاف کرنے کے برش میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو تو استعمال نہیں کرنا چاہیے.....
۳۲۴	ناک اور آنکھوں سے آنے والے پانی کا حکم.....
۳۲۵	سونے کا لگایا ہوا دانت مانع غسل نہیں.....
۳۲۶	سبیلین سے خارج ہونے والا مطلقاً ناقص وضو ہے.....
۳۲۷	وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو لینا کافی ہے خواہ باقی
۳۲۸	اعضا خشک ہوں یا نہ.....
۳۲۹	دخول حشفہ سے بیوی پر بھی غسل واجب ہوگا.....
۳۳۰	جنائز کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض و نوافل پڑھنا جائز ہے.....
	(۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا جائز ہے زینت کے لئے مکروہ ہے.....

صفحہ	مضمون
۳۱۷	(۲) دانتوں پر چڑھایا ہوا سونے کا خول مانع غسل و وضو نہیں.....
۳۱۸	۳۳۱ گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خلال کا کوئی ثبوت نہیں.....
۳۱۹	۳۳۲ جنبی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کا پکایا ہوا کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں.....
۳۱۹	۳۳۳ کمزور بوڑھے کو پانی کے استعمال سے سخت بیماری کا اندیشہ ہو تو غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے...
۳۲۰	۳۳۴ حنفیہ کے نزدیک بھی تیمم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا فرض ہے.....
۳۲۱	۳۳۵ دانت صاف کرنے کے لئے ایسے برش کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرام ہے.....
۳۲۱	۳۳۶ سخت اونٹنی یا سوتلی موزے جن پر سے پانی نہ چھنے اور چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے.....
۳۲۱	۳۳۷ حالت جنابت میں ٹیل لگا کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا.....
۳۲۲	۳۳۸ مسواک سے دانتوں کو صاف کرنا مسنون ہے برش پاک ہو تو اس کا استعمال مباح ہے.....
۳۲۲	۳۳۹ تمباکو نوشی اور نسوار رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا.....
۳۲۲	۳۴۰ یواسیر میں مبتلا شخص جس کے کپڑے ہمیشہ ناپاک رہتے ہوں کیسے نماز پڑھے؟.....
۳۲۳	۳۴۱ بدن سے نجاست زائل کئے بغیر نماز نہ ہوگی.....
	فصل پنجم: حد بلوغ
۳۲۳	۳۴۲ لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے.....
۳۲۳	۳۴۳ (۱) لڑکی حیض آنے یا احتلام یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے.....
۳۲۳	(۲) مونے زیر ناف کا ظاہر ہونا علامت بلوغ نہیں.....
۳۲۳	(۳) غیر شادی شدہ لڑکی حیض آنے کے بعد بھی باکرہ کہلائے گی.....
۳۲۳	(۵) مراثق اور مراہقہ کی پہچان کیا ہیں؟.....
۳۲۳	(۶) لڑکے کی علامات بلوغ.....
	تیسرا باب: برتنوں اور کپڑوں کی پاکی
۳۲۳	۳۴۴ معذورین کے کپڑے کب تک پاک شمار ہوں گے.....
۳۲۵	۳۴۵ خرید ہوا کوٹ یا واسکٹ کا پلید ہونا یقینی نہ ہو تو دھونا واجب نہیں.....
۳۲۵	۳۴۶ مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا.....
۳۲۵	۳۴۷ کفار کو حرام گوشت پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکھیں دے سکتے ہیں جھٹکے کے واسطے.....
۳۲۶	۳۴۸ بحری ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے.....
۳۲۶	۳۴۸ کافروں کے دھلے ہوئے کپڑوں کے ناپاک نہ ہونے کا غالب گمان ہو تو ان میں نماز جائز ہے.....

صفحہ	مضمون
۳۴۹	تا بنجہ و پیتل اور لوہے کے برتن جائز تقاریب کے لئے غیر مسلموں کو کرایہ پر دینا جائز ہے.....
۳۵۰	جنبی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے.....
۳۵۱	دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے.....
	چوتھا باب : صابون وغیرہ
۳۵۲	ولایتی صابن جس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے کے استعمال کا حکم.....
	پانچواں باب : متفرقات
۳۵۳	مستعمل پانی سے وضو کا حکم.....
۳۵۴	بیلوں کے پیشاب سے غلہ کو پاک کرنے کے لئے غلہ کی کوئی مقدار نکال دینا.....
۳۵۵	راستوں کے کچھڑ اور پانی میں آثار نجاست نہ ہوں تو پاک ہیں.....
۳۵۶	جنبی شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ و منہ دھو کر کھانا کھائے.....
۳۵۷	(۱) مشرکوں میں نجاست اعتقادی ہے ان کا جھوٹا پاک ہے.....
	(۲) ملی کا جھوٹا مکروہ ہے.....
۳۵۸	کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر اشیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں.....
۳۵۹	تولیہ یا رومال سے پاؤں یا جوتا جھاڑنے کے بعد چہرہ پونچھنا یا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے.....
۳۶۰	مقعد میں تھرما میٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا.....
۳۶۱	دری یا ٹاٹ جو نچر نہ سکے کے پاک کرنے کا طریقہ.....
۳۶۲	جلتے تنور میں کتا گرے اور جل کر مر جائے تو تنور کا کیا حکم ہے؟
	کتاب الختان والختان
۳۶۳	بے ختنہ بالغ شخص دوسرے سے ختنہ کرا سکتا ہے.....
۳۶۴	ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا ضروری نہیں.....
۳۶۵	کیا عورتوں کا ختنہ بھی سنت ہے؟
۳۶۶	(۱) کیا بے ختنہ مسلمان کا ختنہ ضروری ہے؟
	(۲) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے.....
	(۳) بے ختنہ مسلمان کی اولاد کا نکاح با ختنہ مسلمان کی اولاد سے جائز ہے.....
	(۴) بالغ نو مسلم کا ختنہ کر دینا بہتر ہے.....
	(۵) کیا بے ختنہ بالغ مسلمان پر ختنہ کے لئے سختی کی جاسکتی ہے.....

صفحہ	مضمون
۳۳۵	(۶) بے ختنہ کے پیشاب کی پاکی اور نماز درست ہو سکتی ہے.....
"	(۷) بے ختنہ بالغ مسلمان کا ختنہ جائز ہے.....
"	(۸) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے.....
"	(۹) بے ختنہ بالغ مسلمان طہارت میں احتیاط کرے تو باختنہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے.....
۳۳۷	۳۶۷ ختنہ کی تقریب میں ناجائز کام نہ ہو تو شرکت جائز ہے.....
"	۳۶۸ کیا عورت کا ختنہ مسنون ہے؟.....
۳۳۸	۳۶۹ ختنہ کی دعوت جائز ہے.....
"	۳۷۰ ختنہ کرنا سنت اور مسلمانوں کا شعار ہے بلا عذر نہ کرنے والوں سے قطع تعلق کیا جائے.....
۳۳۹	۳۷۱ غیر مسلم ماہر ذاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے.....

تم الفہرس بعون اللہ تعالیٰ و منہ العمیم، والحمد للہ علیٰ ذلک

www.ahlehad.org

کتاب العلم

پہلا باب، دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول، دینی تعلیم اور تبلیغ کی فضیلت

دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے شخص سے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں

(سوال) ہمارے یہاں کچھ عرصہ سے ایک مدرسہ قائم ہے جس کی آمدنی کے یہ ذریعہ ہیں کہ ہم سب بستی والے اس کا چندہ بھی دیتے ہیں اور گولک (۱) بھی ہر ایک کے یہاں رہتی ہے اور آٹے کی چٹکی (۲) بھی لی جاتی ہے گولک میں ہر شخص حسب حیثیت و قنفاً وقتاً کچھ ڈالتا رہتا ہے سال بھر کے بعد گولک سب سے واپس لی جاتی ہے لہذا مسمی عمر و جو بستی میں ایک سربر آوردہ آدمی ہے اس کے پاس جب محصل چندہ گولک لینے گیا تو اس نے کہا کہ میں تو ماہوار چندہ گولک سے دیتا ہوں محصل کے پوچھنے پر کہا کہ میرے والد بھی اسی طرح دیتے تھے میں تو ان کی تقلید کروں گا محصل نے کہا کہ وہ تو وعدہ کر چکے تھے کہ گولک الگ دیں گے اور چندہ الگ دیں گے عمرو نے کہا کہ جائز ان کی قبر پر پوچھو۔ محصل واپس آیا جب اس کو منتظران مدرسہ نے زیادہ کہا تو اس نے کہا چندہ کار جسٹ دکھاؤ، منتظران نے کہا کہ تم کو پہلے جواب دینا چاہیے تھا پھر ہم رجسٹر دکھائیں گے غرضیکہ اس پر بہت دیر تک جھگڑا رہا اور اس نے جواب نہ دیا بعدہ عمرو نے دو چار دیگر لوگوں سے مل کر گاؤں میں گھر گھر یہ اعلان کرایا کہ جو کوئی شخص مدرسہ سے میں چٹکی اور گولک دیگا، اس سے ہم سمجھ لیں گے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ اس شخص سے اسلامی تعلقات منقطع کر دینا چاہیے یا نہیں؟

بنیہ اتوجروا

(جواب ۱) فی زمانہ جب کہ دیگر اقوام روز بروز اسی فکر میں ہیں کہ ترقی کی جائے اور نعوذ باللہ من ذلک اسلام کو بیخ بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ بھی ایسے اسباب مہیا کریں جس کی وجہ سے دیگر اقوام کو ان کے مقابلے میں اول تو جرأت مقابلہ ہی نہ ہو سکے اور اگر کسی وقت جرأت کر کے آگے بڑھیں تو ان کو پسپائی نصیب ہو اور وہ اسباب جن کی وجہ سے مخالف اقوام کا وار مسلمانوں پر نہ چل سکے ان کی اپنی دینی تعلیم ہے جس قدر تعلیم عام ہوگی اسی قدر مخالفین کو زک اٹھانا پڑے گی۔ اس لئے ہر جگہ اور ہر ملک کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کی ترقی میں کوشاں رہیں (۲) جو خدا کے بندے اس ضرورت کو محسوس کر کے مدرسے اور انجمنیں قائم کرتے ہیں دیگر مسلمانوں کو ان کی امداد و اعانت

(۱) قولہ گولک: روزمرہ کی بھری (آمدنی) رکھنے کا ظرف (فیروز اللغات)

(۲) قولہ چٹکی: مٹھی بھر آٹا (فیروز اللغات)

(۳) قال العلامة فی فصولہ: من فراض الاسلام تعلم ما یحتاج الیہ العبد فی اقامۃ دینہ، و اخلاص عملہ للہ تعالیٰ و معاشرۃ عبادہ (رد المحتار: مقدمہ ۴۲/۱ ط سعید)

کرنا واجب ہے (۱) جو کوئی شخص اس کے برخلاف ان کی ترقی میں روڑے اٹکائے وہ درحقیقت ان باخدا لوگوں کا ہی دشمن نہیں ہے بلکہ وہ اسلام کا دشمن ہے وہ رسول عربی روحی فداہ کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ ایسے شخص سے مسلمانوں کو اسلامی تعلقات زجر منقطع کر دینے چاہئیں ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ مسلمان اس سے خلا ملار کھیں جو شخص اسلام کی پیچ کٹی خود اپنے ہاتھوں سے کرے وہ کب اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے اسلامی اخوت کو قائم رکھیں۔ (۲)

ہر کس ازدست غیر نالہ کند سعدی ازدست خویشیشن فریاد واللہ تعالیٰ اعلم

- (۱) تبلیغ اسلام کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے
- (۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے
- (۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ اور رسول کے مجرم ہیں۔

(۴) کم نسب اقوام کے نو مسلم عام مسلمانوں کے بھائی ہیں

(۵) ہر مسلمان پر بقدر معلومات تبلیغ لازمی ہے

(سوال) بعض مقامات پر بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ خود مسلمان جو احکام اسلام سے ناواقف ہیں یا بنود کی صحبت سے متاثر ہو کر یا بنود سے دبے ہوئے ہونے کے سبب یا بنود کا دست نگر ہونے کے باعث یا اپنی ذاتی ثروت و شرافت پر مغرور ہوتے ہوئے پست اقوام کے مسلمان ہونے میں حارج و مانع نظر آتے ہیں اس جہالت کو مد نظر رکھتے ہوئے عامۃ المسلمین کی آگاہی کے لئے اقدام فرمایا جائے۔

(۱) تبلیغ اسلام و تالیف قلوب کی نیت سے ہر مسلمان کو غیر مسلم پست اقوام کے ساتھ رواداری خیر طلبی اور جاذبانہ حسن سلوک کا کیا حکم ہے؟

(۲) جو لوگ خود مسلمان ہو کر نو مسلموں کو ذلیل سمجھیں ان سے نفرت و حقارت کا برتاؤ کریں ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) جو لوگ خود مسلمان ہو کر پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کریں اور مخالفت پر آمادہ

(۱) ذلك انه اذا اضطرب جبل الامن في الامة او انتشر المرض في ابناءها او كثر الجهل في افرادها، ولا سبيل لدرء هذا الا ببذل المال، وجب على الاغنياء ان يبذلوه لدفع هذه المفاسد وازالة هذه الطوارئ لحفظ المصالح العامة (تفسير المراغي البقرة ۲۵۴ الجزء الثالث ص ۹ ط شركة مكتبة مصطفى، مصر)

(۲) فتبين هنا السبب المسوغ للهجر و هو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن طلع عليها منه هجره عليها ليكف عنها... قال المهلب، غرض البخاری فی هذا الباب: ان يبين صفة الهجران الجائز وأنه يسوغ بقدر الجرم، فمن كان من اهل العصيان يستحق الهجران بترك المكالمه كما في قصة كعب وصاحبيه (فتح الباری شرح صحيح البخاری، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى ۱۵/۱۰ ط المطبعة الكبرى الميرية مصر)

ہوں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۴) جدید مسلمان پست اقوام کے ساتھ محبت، اخوت، کھانے پینے، مسجدوں میں پہلو بہ پہلو نماز پڑھنے ان کو کلمہ کا شریک بھائی جاننے کا کیا حکم ہے؟

(۵) تبلیغ اسلام کیا صرف علماء کرام کا کام ہے؟ یا ہر مسلمان کو سرگرمی سے اپنی اپنی وسعت و ہمت کے مطابق اس خدمت کو انجام دینا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۱۶۷ محمد زکریا۔ ناظم جمعیت تبلیغ الاسلام بمبئی۔
۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲) (۱) نہایت مناسب بلکہ ضروری اور موجب اجر ہے کیونکہ حسن سلوک بھی ایک طرح سے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی ہے۔ (۱)

(۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا سخت گناہ اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے خلاف ہے۔ (۲)

(۳) یہ لوگ خدا اور رسول کے مجرم اور اسلام کے باغی ہیں۔ (۳)

(۴) ضروری ہے اور اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ سب کلمہ گو بھائی بھائی ہیں۔ (۴)

(۵) ہر مسلمان پر بقدر اس کی معلومات کے تبلیغ فرض ہے۔ (۵) (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو مسلمان کر لینا ضروری ہے

(سوال) ایک مشرک بغرض قبول اسلام مسجد میں آیا اور امام مسجد سے کہا کہ مجھ کو کلمہ پڑھا کے مسلمان بنائیے اور سند دے دیجئے جس میں چندہ خیرات کا ذکر نہ ہو۔ امام صاحب نے کہا کہ مسلمان ہونے سے ہر مسلمان اعلان کی سند نہیں دے سکتے مشرک نے عاجزی سے کہا کہ آخر مسلمانی کے اعلان کی سند دینے سے آپ کا کیا نقصان ہے امام صاحب نے کہا کہ متولی صاحب سے دریافت کروں گا وہ شخص بیٹھارہا پھر امام

(۱) و فی مجموع النوازل : اذا دخل يهودى الحمام، هل يباح للخادم المسلم ان يخدمه، ينظر ان فعل ذلك لیسلم قبله الى الاسلام فلا بأس به وعلى هذا اذا دخل ذمی علی مسلم فقام له، ان قام طمعا فی اسلامه فلا بأس به (عالمگیریہ : الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحکام التي تعود اليهم ۳۴۸/۵، ط مجدیہ، کونئہ)

(۲) و فی الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: یس ان یسمى الرجل کافرا او زانیا بعد اسلامه و توبته و قيل نزلت فی عکرمہ بن ابی جهل حين قدم المدينة مسلما و کان المسلمون اذا راوه قالوا: ابن فرعون هذه الامة فشکا ذلك الى رسول الله ﷺ فنزلت - (الحجرات ۱۱ - ۲۱۳/۱۶ ط دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(۳) قل يا اهل الكتاب لم تصدون عن سبيل الله من آمن تبغونها عوجا (الآية) (آل عمران: ۹۹)

(۴) يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر وانثى (الآية) و فی تفسير القرطبی : انزل الله هذه الآية زجرهم من التفاخر بالا نساب والتكاثر بالاموال والازدلال بالفقراء فان المدار على التقوى (الحجرات ۱۳، ۲۲۳/۱۶، ط دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان)

(۵) بلغوا عني ولو آية (الحديث) و فی المرقاة : اى انقلوا الى الناس وافيدوهم ما مكنكم او ما استطعتم مما سمعتموه مني وما اخذتموه عني من قول او فعل او تقرير بواسطة او بغير واسطة (ولو آية) اى ولو كان المبلغ آية - (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم، ۲۶۴/۱، ط امدادیہ ملتان)

صاحب اور متولی صاحب سے گفتگو ہوئی یا نہیں ہم کو اس کا علم نہیں عشاء کے بعد امام صاحب نے کلمہ نہیں پڑھایا اور کمرہ کی طرف چل دیئے ایک مصلیٰ نے متولی صاحب سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتے ہیں متولی صاحب نے کہا کہ کدھر کا، ڈھیر چمار ہے ہم پہچانتے نہیں مسلمان سند دیکے مسلمان نہیں بنا سکتے غرضیکہ اس مصلیٰ اور متولی میں بہت جھگڑا ہوئی اور متولی نے الٹی سیدھی بجواس کی اور اس کو کلمہ نہ پڑھایا۔ المستفتی نمبر ۷۲۰ ایم اے مصطفیٰ (برما)۔

۲۹ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳) جو شخص مسلمان ہونے کے لئے آئے اس کو مسلمان کر لینا ضروری ہے اور اسلام لانے کی سند دینا ضروری تو نہیں ہے مگر جائز ہے، ناجائز یا ممنوع نہیں مسلمان نہ کرنا یا اس کو حقیر و ذلیل سمجھ کر مسلمان کرنے سے انکار کر دینا یا برا بھلا کہنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں متولی کا یہ فعل سخت گناہ تھا جس سے ایمان جاتے رہنے کا خطرہ ہے (۱) امام کا فعل بھی گناہ تھا۔ ان دونوں کو فوراً توبہ کرنی لازم ہے اور اگر وہ آدمی مل سکے جو مسلمان ہونے آیا تھا اور انہوں نے اس کو زجر کر کے مسجد سے نکال دیا تو ان پر لازم ہے کہ اس سے معافی مانگیں اگر وہ مسلمان ہو گیا ہو جب بھی اور نہ ہو اہو جب بھی اور اگر مسلمان نہ ہو اہو تو اس کو ترغیب دیکر مسلمان کرنے کی کوشش کریں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) کیا مروجہ طریقہ تبلیغ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں بھی تھا؟

(۲) صحابہ کرام فرداً فرداً اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے

(۳، ۴) تبلیغ فرض کفایہ ہے

(۵) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جاسکتا ہے؟

(۶) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں

(۷) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟

(۸) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے

(سوال ۱) کیا حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی تبلیغی تحریک ہیئت کذائی قرون اولیٰ میں پائی جاتی ہے؟ (۲)

کیا صحابہ کرامؓ و فوہد بنا کر مسلمانوں میں کلمہ و نماز سکھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے یا علماء سلف بدین

مسلمانوں کے گھروں پر کلمہ و نماز وغیرہ کے لئے جماعتیں بنا کر اپنا ایک امیر بنا کر تشریف لے جاتے

تھے؟ (۳) یہ تحریک فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ (۴) اس تحریک میں شامل ہونے کو فرض عین

(۱) قال کافر لمسلم اعرض علی الاسلام فقال لا ادری، او قال اذهب الی عالم، او قام کافر فی المجلس و اراد ان یسلم فقال له العالم اجلس الی آخر المجلس - یکفر فی هذه کله (جامع الفصولین : الفصل الثامن والثلاثون ۲/ ۲۹۶، ط مطبعة ازهریه، ناشر اسلامی کتب خانہ کراچی)

کننے والے حق بجانب ہیں یا نہیں؟ (۵) اس تحریک پر جہاد متعارف جو قرآن و حدیث میں آتا ہے صادق آتا ہے یا نہیں؟ نیز انفروا اخفافاً و ثقلاً (۱) کی آیات جہاد و لغدوة و روحۃ فی سبیل اللہ (۲) کی احادیث جہاد کا اس تحریک کو مصداق ٹھہرانا درست ہے یا نہیں؟ (۶) جو وعیدیں قرآن و حدیث میں ترک جہاد پر وارد ہوئی ہیں اس تحریک میں شامل نہ ہونے والوں پر چسپاں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ (۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ عام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے یا مخصوص طبقے کے ساتھ خاص ہے؟ (۸) جب کہ کلمہ و نماز کا ہر شخص قائل ہے اور اس کو کلمہ کی حقیقت اور نماز کی فرضیت معلوم ہے لیکن اپنی سستی و کاہلی کی وجہ سے ان کا پابند نہیں ہے یا کلمہ کے صحیح الفاظ کا تلفظ نہیں کر سکتا تو اب نماز کی پابندی کے متعلق کہنا یا کلمہ کی صحت الفاظی کرنا یہ تبلیغ ہے یا ترغیب؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۲۔ حاجی حنیف الدین صاحب بندوق والے۔ دہلی مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

(جواب ۴) (۱) یہ تحریک اصل حقیقت کے اعتبار سے تو اسلام کی بنیادی چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچانا اور ان کے گھروں پر جا کر خود پہنچانا ہی اصل تبلیغ ہے قرون اولیٰ میں ہر شخص بجائے خود یہ خدمت انجام دیتا اور زندگی کے ہر شعبے میں اس کو پیش نظر رکھتا تھا۔ اس لئے اس وقت جماعتیں بنانے اور کسی نظام کی جداگانہ قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ (۲)

(۲) صحابہ کرامؓ فرداً فرداً اور کئی کئی مل کر یہ خدمت انجام دیتے تھے مگر اس وقت یہ خدمت کلمہ پڑھانے اور نماز سکھانے کی صورت میں ہوتی تھی یعنی غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے اور نماز وغیرہ سیکھتے تھے قرآن مجید پڑھتے اور یاد کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے بعض کو فرداً (۳) اور بعض کو دوسرے رفقاء کے ساتھ تبلیغ اسلام و تعلیم احکام کے لئے بھیجا ہے (۵) آج کل بد قسمتی سے مسلمانوں کو کلمہ صحیح یاد کرایا

(۱) التوبة : ۴۱

(۲) بخاری : باب الغدوة والروحة فی سبیل اللہ ۱/۳۹۲، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی

(۳) وقد كان المسلمون في الصدر الاول على هذا المنهج من المراقبة للقائمين بالاعمال العامة فقد خطب عمر على المنبر وكان مما قال : اذا رايتم في اعوجاجاً فقوموه ، فقام احد رعاة الابل وقال لور اينما فيك اعوجاجاً لقومناه سيوفنا - وكان الخاصة من الصحابة متكاتفين في اراء هذا الواجب ، يشعر كل منهم ، بما يشعر الاخر من الحاجة الى نشر لواء الاسلام و حفظه و مقاومة كل من يمس شيئاً من عقائده و آدابه و احكامه و مصالح اهله ، وكان سائر المسلمين تبعاً لهم (تفسير المراغي، آل عمران: ۱۰۴ - ۲۲/۴ ط مصر)

(۴) عن ابن عباس قال : قال رسول الله ﷺ لمعاذ بن جبل حين بعثه الى اليمن : انك ستأتي قوماً من اهل الكتاب فاذا جنتهم فادعهم الى ان يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله ، فان هم اطاعوا لك بذلك فاجبرهم ان الله فرض عليكم خمس صلوة كل يوم وليلة (الحديث) (صحيح البخاری: باب بعث ابی موسی و معاذ الى اليمن قبل حجة الوداع ۲/۶۲۳، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(۵) عن انس قال : بعث النبي ﷺ سبعين رجلاً لحاجة يقال لهم القرآء (الحديث) و في الفتح : قدم ابو براء عامر بن مالك المعروف علاء بن ابی لهب على رسول الله ﷺ فعرض عليه الاسلام فلم - يسلم ولم يبعد وقال محمد بن بعث رجلاً من اصحابك الى اهل يثرب ان يستجيبيوا لك وانا حاربهم فبعث المنذر بن عمرو في اربعين رجلاً الخ (باب غزوة الرجيع و رعل و زكوان و بئر معونة ۷/۲۹۸، ط مطبعة ميريه مصر)

جاتا ہے اور ان کو گھیر کر مسجد میں نماز کے لئے لایا جاتا ہے غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے جانے کا موقع ہی دستیاب نہیں ہوتا ان نام کے مسلمانوں کی حالت اصلاح پذیر ہو تو پھر غیر مسلموں کی طرف توجہ کی جائے۔

(۳، ۴) فرض عین تو نہیں ہے مگر فرض کفایہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ (۱)

(۵) جہاد کے تو ایک مخصوص معنی ہیں یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے قتال کرنا اور ظاہر ہے کہ یہ تحریک اس معنی کے لحاظ سے جہاد نہیں ہے (۲) جہاد کے دوسرے معنی اللہ کے راستے میں کوشش اور ریاضت سے کام لینا اس معنی کے لحاظ سے اس تحریک کو جہاد کہہ سکتے ہیں اور آیت کریمہ انفروا خفافا وثقالا اور حدیث شریف لغدوة اور واحة فی سبیل اللہ کے حکم میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ (۳)

(۶) ترک قتال کی وعیدیں اس پر چسپاں کرنا صحیح نہیں ہاں ترک تبلیغ اور مداہنت کی وعیدیں اس کے ساتھ متعلق ہوں گی۔ (۴)

(۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بہت سے درجات ہیں اس کا ابتدائی اور عام درجہ ہر مسلمان کے ساتھ متعلق ہے۔ (۵)

(۸) اس کو تبلیغ کہا جائے یا ترغیب اس کا کچھ فرق نہیں کلمہ کا بالا جہال قائل بھی اس کے صحیح مفہوم اور صحیح تلفظ کی تبلیغ کا محتاج ہے اسی طرح نماز کو فرض جاننے والا اور ماننے والا بھی احکام و مسائل نماز کی تفصیلات کی تبلیغ کا محتاج ہے۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

- (۱) ان الدعوة الاسلامیة و نشرها فی آفاق العالم، والامر بالمعروف والنہی عن المنکر من فروض الاسلام الکفائیة (التفسیر المنیر فی العقیدہ والشریعہ والمنہج - آل عمران ۱۰۴، ۴/۳۵ ط دار الفکر، بیروت)
- (۲) فالجہاد هو الدعا الی الدین الحق والقتال مع من امتنع و تمرد عن القبول اما بالنفس او بالمال (عالمگیریۃ: الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً ۱۸۸/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)
- (۳) الجہاد احتمال المشقة و مکافحة الشدائد فی شمل: الحرب للدفاع عن الدین و اہلہ و اعلاء کلمتہ او جہاد النفس الذی سماہ السلف الجہاد الاکبر و من ذلك مجاہدة الانسان لشہواتہ خصوصاً فی سن الشباب، و المجاہدة بالمال لا اعمال الخیر النافعة للامة و الدین الخ (تفسیر المراغی، آل عمران ۱۴۲، ۴/۸۳ ط مصر)
- (۴) عن حذیفہ ان النبی ﷺ قال و الذی نفسہ بیدہ لتامر بالمعروف و لتنهون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذاباً من عنده ثم لتدعنه و لا یستجاب لکم (مشکوۃ المصابیح: باب الامر بالمعروف ص ۴۳۶ ط سعید)
- (۵) و فی المرقاة لملا علی القاری: وقد قال بعض علمائنا، الامر الاول (ای النہی بالید) للأمر، والثانی (ای النہی باللسان) للعلماء والثالث (ای النہی باستنکار القلب) لعامة المسلمین (باب الامر بالمعروف ۲۳۸/۹، ط امدادیہ، ملتان)
- (۶) و فرض علی کل مکلف و مکلفۃ بعد تعلمہ علم الدین و الہدایۃ تعلم علم الوضو والغسل والصلوة الخ (رد المحتار: مقدمہ ۴۲/۱، ط سعید)

نوائتین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم

(سوال) (۱) کیا عورتوں کا تبلیغ کے لئے سفر کرنا مع محرّم کے درست ہے؟ (۲) مردوں کا تبلیغ کو جانا اور اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ کا انتظام بھی نہ کرنا کہاں تک درست ہے؟ (۳) کیا تبلیغ کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے؟ یا واجب یا سنت؟

(جواب ۵) تبلیغ دین ہر مسلمان پر بقدر اس کے مبلغ علم کے لازم ہے لیکن تبلیغ کی غرض سے سفر کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف ان لوگوں پر جو تبلیغ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور فکر معاش سے بھی فارغ ہوں تبلیغ کے لئے سفر کرنا جائز ہے فرض لازم ہر مسلمان کے ذمے نہیں ہے اور عورتوں کا تبلیغ میلے گھروں سے نکلنا زمانہ خیر الامم میں نہ تھا اور نہ اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں تنہا تبلیغ کے لئے سفر کریں عورت کو بغیر محرّم کے سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں حج فرض کے لئے بھی بغیر محرّم کے جانا جائز نہیں تو صرف تبلیغ کے لئے کیسے جاسکتی ہیں۔ (۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل دوم، تعلیم قرآن

(۱) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
(۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے
(۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے
(سوال) (۱) قرآن شریف بے سمجھے پڑھنے سے کیا قرآن شریف کی بے عزتی ہوتی ہے اگر نہیں تو کیا بے سمجھے پڑھنا داخل ثواب ہے؟

(۲) قرآن شریف سمجھ کر پڑھنا کیا مسلمانوں پر فرض ہے؟
(۳) جو شخص مطلقاً قرآن شریف نہ پڑھا ہو تو کیا وہ گناہ گار ہے؟ (نیاز مند محمد سلیمان، واوڑا)
(جواب ۶) قرآن شریف کی عبارت کی تلاوت خواہ سمجھ کر ہو یا بے معنی سمجھے ہو موجب اجر و ثواب ہے ہاں سمجھ کر پڑھنے والے کو ثواب زیادہ ہو گا اور بے سمجھے ہوئے پڑھنے والے کو کم۔ لیکن ثواب دونوں کو ملے گا یہ خیال کہ بے سمجھے ہوئے پڑھنے سے قرآن کی بے عزتی ہوتی ہے غلط ہے (۲) بلکہ اس میں تو اس بات کا ثبوت ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں قرآن مجید کی اتنی عزت ہے کہ باوجود معنی نہ سمجھنے اور معنی سے لطف اندوز نہ ہونے کے بھی وہ اس کی تلاوت میں اپنا وقت اور قوت خرچ کرتا ہے حدیث شریف

(۱) و مع زوج او محرم بالغ - لا مراة حرة ولو عجزوا فی سفر (التنویر و شرحہ : کتاب الحج ۲/ ۴۶۴، ط سعید)
(۲) قال ابن حجر : اما الثواب علی قرأتہ (ای القرآن) فهو حاصل لمن فهم ولمن لم يفهم بالکلیۃ للتعبّد - وان کان متفاوت بین القرآن وغیره و بین من فهم و بین من لم يفهم (مرقاۃ المفاتیح - باب بعد کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی ۵/ ۹، ط امدادیہ، ملتان)

میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں، اور مثال میں فرمایا کہ آلم ایک حرف نہیں بلکہ تین حرف ہیں۔ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے تو اس کلمہ آلم کے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی (۱) (بوجودیکہ اس کلمہ یعنی حروف مقطعات کے معنی کو کوئی نہیں سمجھتا ہے کیونکہ اس کے معنی خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ حضرت حق اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز ہے۔

(۲) سمجھ کر قرآن شریف پڑھنا اور اس کے حلال و حرام امر و نہی کا علم حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے یعنی کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو قرآن پاک کے معانی اور مطالب سمجھتے ہوں اور وہ لوگوں کو بتاتے رہیں ہر ایک مسلمان کے ذمے یہ فرض نہیں ہے (۲) ہاں ہر مسلمان کے ذمے قرآن مجید کی اتنی عبارت یاد کرنی فرض ہے جس سے نماز پوری ہو سکے۔ (۳)

(۳) اگر نماز درست ہونے کے لائق بھی قرآن مجید اس نے نہیں پڑھا اور یاد نہیں کیا تو گناہ گار ہوگا (۴) بشرطیکہ پڑھنے اور یاد کرنے کا وقت پایا ہو اور قدرت رکھتا ہو، یعنی نو مسلم اس وقت تک معذور ہے کہ اسے پڑھنے اور یاد کرنے کے لائق وقت ملے اور گونا گوار عمر بھر کے لئے معذور ہے۔ (۵)

قاعدہ ”یسرنا القرآن“ پکوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

(سوال) زید کے پاس چند چھوٹے چھوٹے بچے قرآن شریف پڑھتے ہیں جنہیں ابتداء میں قاعدہ یسرنا القرآن (جس کے مصنف ایک قادیانی ہیں) پڑھایا جاتا ہے محض اس خیال سے کہ قاعدہ مذکور بہ نسبت مروجہ قاعدوں کے آسان ہے آیا جائز ہے یا نہیں؟ علیٰ ہذا غیر مترجم قرآن شریف یسرنا القرآن مطبوعہ قادیان پر مسلمان کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳ عبدالحق کراچی ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود: قال: قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فله به حسنة، والحسنة بعشرة أمثالها؛ لا أقول آلم حرف ولكن الف حرف و لام حرف و میم حرف (جامع الترمذی، باب ماجاء فی من قرأ حرفاً من القرآن ماله من الاجر ۱۱۹/۲، ط سعید)

(۲) قال تعالیٰ، فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیفقهو فی الدین (الآیة) قال القاضی ابو السعود فی تفسیرہ: وفید دلیل علی ان التفقه فی الدین من فروع الکفایة (التوبة ۲۲، ۶۱۷/۲، ط مکتبة الریاض الحدیث بالریاض)

(۳) وفرض القراءة آیة علی المذهب، وحفظها فرض عین، وحفظ فاتحة الكتاب وسورة واجب علی کل مسلم (التنویر مع الدر المختار، باب صفة الصلاة ۵۳۷/۱، ط سعید)

(۴) لان تعلم بعض القرآن فرض عین علی الكل فاذا لم يوجد هناك احد یقرء اثموا جميعاً (مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی ۳۶۲/۴، ط املادیہ، ملتان)

(۵) ولا یلزم العاجز النطق כאخرس والی تحریک لسانه وكذا فی حق القراءة، هو الصحیح لتعذر الواجب (التنویر و شرحه: باب الاذان، مطلب فی حدیث الاذان حزم، ۴۸۱/۱، ط سعید)

(جواب ۷) اس قاعدہ اور قرآن مجید کو تعلیم کے لئے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ قاعدہ اور قرآن مجید کے ساتھ قادیانی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا مضمون چھپا ہوا نہ ہو۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

معنی و مطلب سمجھے بغیر قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت کرنا بیسود اور بے ثواب ہے۔ المستفتی عبدالعلیم عزیز اللہ متعلم عربک کالج دہلی۔ ۲۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۸) قرآن مجید کی عبارت اور نظم کی حفاظت بھی ایک مقصود اور مہتمم بالشان امر ہے، حضرت حق تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (۲) میں قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل فرمانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عالم اسباب میں حفاظت کا ریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اسی حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا اور یاد کرنا لازمی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ آلم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف الف۔ لام۔ میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیاں ملیں گی (۳) کتب سماویہ میں سے تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تفوق کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ والمانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ بجائے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا بجائے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے اور وہ رائج و فائق ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بے سمجھے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ۔ الجواب صحیح

(۱) اس قاعدہ میں خلاف شریعت یا قادیانی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا کوئی مضمون نہیں، اس لئے یہیوں کو اس کا پڑھنا مباح ہے۔

(۲) (الحجر: ۹)

(۳) عن عبداللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنة، والحسنة بعشرة مثالیہا، لا اقول الم حرف و لكن الف حرف و لا م حرف، و میم حرف (جامع الترمذی: باب ماجاء فی من لرا حرفاً من القرآن مالہ من الاجر ۱۱۹/۲ ط سعید)

(۴) قال ابن حجر: اما الثواب علی قرأتہ (ای القرآن) فهو حاصل لمن فہم ولمن لم یفہم بالکلیۃ للتعبد۔ وان کان متفاوت بین القرآن وغیرہ و بین من فہم و بین من لم یفہم (مرقاۃ المفاتیح، باب بعد کتاب فضائل القرآن ۹/۵ ط مدادیہ، ملتان)

صواب بندہ محمد یوسف عفی عنہ

بچوں کو کھڑا کر کے ان سے قرآن مجید سننا خلاف ادب نہیں

(سوال) زید اور عمرو کے عقائد حنفی ہیں زید کہتا ہے کہ بچوں سے کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھوا خلاف ادب ہے عمرو کہتا ہے کہ مبلغین و قراء قیام فرما کر حدیث شریف اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور حاضرین جلسہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ رہتے ہیں تو کیا یہ خلاف ادب نہیں ہو تا زید نے ایک جلسے کے موقع پر ایک قاری صاحب کار کو ع سنوایا اور تمام جلسے کو کھڑا کر دیا۔ یہ کہاں تک صحیح ہے۔

المستفتی نمبر ۱۰۱۲ حافظ محمد صدیق (ہمت نگر) یکم ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۲ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) بچوں سے قرآن مجید کا آموختہ یا سبق کھڑا کر کے سننا جائز ہے زید کا قول کہ کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھوانا خلاف ادب ہے صحیح نہیں جلسے میں قاری کے کھڑے ہونے پر سارے جلسے کو کھڑا کر دینا درست نہ تھا یہ فضول حرکت کی گئی آنحضرت ﷺ اور صحابہ خطبہ جمعہ میں قرآن مجید پڑھتے تھے اور ساری جماعت بیٹھی رہتی تھی اور یہی طریقہ متواتر چلا آتا ہے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

مجلس میں تلاوت و نظم وغیرہ پڑھی جائے تو تلاوت کی تقدیم افضل ہے

(سوال) بچوں کو سکھانے کے لئے جلسہ کرایا جاتا ہے اس میں قرآن شریف کی تلاوت اور کہانی یا مضمون اور نظم تین چیزیں ہوتی ہیں اس میں ایک ترتیب تو یہ ہے کہ اول بچے قرآن شریف کی تلاوت کر لیں اس کے بعد کہانی اور نظم کا مرتبہ رکھا جائے دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول کہانی پھر قرآن شریف، پھر نظم اور دونوں صورتوں میں بہتر صورت کونسی ہے قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور کہانیوں کا مقدم کرنا جو صورت شرعاً افضل ہو اور قام فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۱۰۸۳ عبد العظیم دہلی۔ ۱۰ جمادی الاول

۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰) قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے (۲) تاکہ وہ پہلے ہو جانے کی وجہ سے کہانی اور نظم کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔ الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ

(۱) عن جابر بن سمرہ قال: كانت للنبي ﷺ خطبتان يجلس بينهما يقرأ القرآن ويذکر الناس (صحیح لاء مسلم کتاب الجمعة ۱/۲۸۳، ط قدیمی کتب خانہ کراچی) وفيه عن جابر بن عبد الله قال بينا النبي ﷺ يخطب يوم الجمعة، اذا جاء رجل فقال له النبي ﷺ اصليت يا فلان؟ قال: لا قال قم، فاركع،، (کتاب الجمعة ۱/۲۸۷ ط قدیمی)

(۲) ان يقدم على الشروع في البحث والتدريس قراءة شيء من كلام الله تبركاً وتيمناً، اذا تعددت الدروس قد الاشرف فلا شرف والا هم فالاهم لأمة الدروس فقدم تفسير القرآن ثم الحديث (تذكرة السامع والمتكلم في آداب العالم والمتعلم، ص ۳۴-۳۵ مكتبة دار الباز مكة المكرمة)

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح۔ ریاض الدین عفی عنہ، مدرس دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح
محمد مظہر اللہ غفرلہ۔ امام مسجد فتحپوری، دہلی۔

کیا غیر مسلم کو قرآن شریف پڑھانا جائز ہے؟

(سوال) ایک شخص ہندو اپنے شوق سے قرآن مجید پڑھنا چاہتا ہے بلکہ قرآن مجید پڑھنے کا دل سے بہت شوق رکھتا ہے پڑھانے والا بوجہ حرمت وادب کلام پاک تامل کرتا ہے اس لئے تصدیقہ خدمت ہے کہ ایسے غیر مسلم کو قرآن مجید کا پڑھانا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۰۶ املا عبد الغنی صاحب (جے پور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۹ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۱) غیر مسلم کو قرآن شریف کی تعلیم دینا جائز ہے معلم اس کو احترام کلام مجید کی تعلیم بھی دے اور اپنے اوپر بے حرمتی کا کام نہ ہونے دے اس قدر کافی ہے۔ اس کا بھی اندازہ کر لے کہ غیر مسلم کی نیت تو خراب نہیں ہے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا

(سوال) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معانی باوجود مترجم قرآن کے باعث اجر و ثواب ہے یا نہیں؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں المستفتی نمبر ۲۷۶۵ حکیم محمد ایوب مراد آباد ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ ۲۵ اپریل ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۲) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معانی کے بھی موجب ثواب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ الم ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے یعنی صرف الم پڑھنے والے کے لئے تیس نیکیاں ہیں (۲) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف نظم قرآن کی عبارت پڑھنا بھی موجب اجر ہے اور الم تو معلوم المعنی بھی نہیں ہے متشابہات میں سے ہے ہاں قرأت قرآن فہم معنی کے ساتھ ہو تو اور زیادہ ثواب ملے گا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قال الامام محمد فی السیر الکبیر: واذا قال الحربی او الذمی للمسلم علمنی القرآن فلا باس بان یعلمہ و یفقہہ فی الدین لعل اللہ یقلب قلبہ۔ والحاصل مما سبق ان وقوع المصحف باید الکفار انما یمنع منه اذا خیف منهم اہانتہ، اما اذا لم یکن مثل هذا الخوف فلا باس بذلك لا سیما لتعلیم القرآن و تبلیغہ۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلم۔ باب النہی ان سافر بالمصحف الخ، ۳/۳۸۶، ط مکتبہ دار العلوم، کراچی)
(۲) عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنہ، والحسنۃ بعشرۃ امثالہا، لا اقول الم حرف ولكن الف حرف، و لام حرف، و میم حرف (جامع الترمذی: باب ماجاء من قرأ حرفاً من القرآن فلہ من الاجر ۱۱۹/۲، ط سعید)
(۳) قال ابن حجر: اما الثواب علی قرأۃ (ای القرآن) فهو حاصل لمن فہم و لمن لم یفہم للتعبد بالکلیہ۔ وان کان یتفاوت بین القرآن وغیرہ و بین من فہم ومن لم یفہم (مرقاۃ المسابیح: باب بعد کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی ۹/۵، ط امدادیہ ملتان)

دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کر لیا جائے (سوال) چونکہ آج کل جبریہ تعلیم کا نفاذ روز بروز ترقی پر ہے اور اس میں بعض جگہ میونسپل کمیٹی وغیرہ نے استثنائے تعلیم مذہبی کو برقرار نہیں رکھا جو کہ اصل قانون میں موجود ہے (ایکٹ نمبر ۷، ۱۹۱۹ء دفعہ ۱۰ میں درج ہے کہ (ب) لڑکے کو مذہبی وجوہات کی بناء پر کمیٹی حاضری مدرسہ نے حاضر ہونے سے معاف کر دیا ہے) ایسی صورت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

(جواب ۱۳) مسلمانوں کے بچوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) ضروری ہے (۱) اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کے لئے گیارہ سال سے کم عمری کا وقت ہی مناسب ہے (۲) اس لئے ضروری ہے کہ جو بچے قرآن مجید کے مکتبوں میں قرآن مجید پڑھ رہے ہیں خواہ حفظ یا ناظرہ، ان کو اس شرط کے ساتھ کہ وہ قرآن مجید پڑھتے رہیں اس جبریہ تعلیم سے مستثنیٰ کر لیا جائے لیکن جب وہ قرآن بھی نہ پڑھیں بیکار پھرنے لگیں تو پھر ان کو تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ (ماخوذ از رسالہ جبریہ تعلیم شائع کردہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ۱۳۶۶ھ)

دوسرا باب تعلیم کے احکام و آداب فصل اول، تعلیم کا معاوضہ لینا

دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے

(سوال) امامت یا تعلیم قرآن و دیگر کتب دینیہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۴) امامت و تعلیم قرآن کی اجرت لینا (بنا بر فتویٰ متاخرین حنفیہ) جائز ہے۔ قال فی الہدایۃ و بعض مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا استنجا علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ و زاد فی مختصر الوقایۃ و متن الاصلاح تعلیم الفقہ و زاد فی متن المجمع الامامۃ و مثله فی متن الملتقی و در البحار (رد المختار ۳) مختصراً

(۱) وایضاً فی اطلاقہ ایماء الی قولہ الأئمہ ان حفظ القرآن من فروض الکفایات فیخاطب بہ کل الامۃ فی کل زمن، نعم ان حفظہ جمع منهم يقوم بهم الکفایۃ سقط الحرج عن جمیعہم والا اثموا کلہم (مرقاۃ المفاتیح : کتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث ۴/ ۸۰، ط امدادیہ ملتان) و فیہا: و ظاہر کلام الزرکشی ان کل بلد لا بد فیہ ان یکون ممن یتلو القرآن فی الجملة لان تعلم بعض القرآن فرض عین علی کل، فاذا لم یوجد هناك احد یقرأ اثموا جمیعاً (مرقاۃ: کتاب فضائل القرآن، ۴/ ۶۲، ط امدادیہ، ملتان)

(۲) و حجة من اجاز (ای تعلیم القرآن الصبیان) انه ادعی الی ثبوته و رسوخہ عنده کما یقال: التعلم فی الصغر کالنقش فی الحجر (فتح الباری، شرح صحیح البخاری: باب تعلیم الصبیان القرآن، ۷۵/ ۹، ط مطبعہ کبریٰ میریہ، مصر) (۳) کتاب الاجارۃ، مطلب فی الاستنجا علی الطاعات، ۵۵/ ۶ ط سعید

- (۱) قرآن مجید پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے، تراویح و شبینہ کی اجرت جائز نہیں
(۲) پیشگی وعدہ اور طے کئے بغیر اگر حافظ صاحب کو کچھ دیا جائے تو گنجائش ہے
(۳) شبینہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) حفاظ کے لئے اجرت و معاوضہ جائز ہے یا نہیں؟ خواہ وہ تعلیم قرآن شریف کا ہو یا ایصال ثواب کے لئے ختم پڑھنا یا رمضان المبارک میں تراویح یا شبینہ پر ہو۔ (۲) اجرت و معاوضہ اگر جائز ہے تو تعین کے ساتھ یا بلا تعین؟ (۳) شبینہ کی دو صورتیں ہیں (ایک رات میں اور تین رات میں) ہر دو جائز ہے یا ناجائز؟ یا کوئی ایک جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۳۰۲ حافظ محمد عزیز اللہ خوشنویس (اجمیر شریف)
۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲ جون ۱۹۳۲ء

(جواب ۱۵) قرآن پاک اور علوم دینیہ کی تعلیم کی اجرت متاخرین حنفیہ کے فتوے کے بموجب جائز ہے حنفیہ کا اصل مسلک عدم جواز تھا۔ جواز کا فتویٰ انہوں نے ضرورت کی بناء پر دیا ہے تعلیم کی اجرت کے جواز کی ضرورت ظاہر ہے کہ اگر اجرت لینی ناجائز قرار دی جائے تو اس کا نتیجہ ترک تعلیم کی صورت میں ظاہر ہو گا اور قرآن مجید اور علوم دینیہ کی تعلیم کا متروک ہونا عظیم الشان نقصان ہے اس لئے جواز اجرت کا فتویٰ دیدیا گیا اسی پر امامت و افتاء کو بھی قیاس کیا گیا (۱) مگر صرف تلاوت قرآن مجید (بغرض ایصال ثواب) کی اجرت کو اصل مسلک کے موافق ناجائز ہی رکھا گیا کیونکہ اگر عدم جواز اجرت کی وجہ سے تلاوت قرآن بغرض ایصال ثواب متروک ہو جائے تو کسی ضرورت دینیہ میں کمی نہیں آتی اس لئے قرآن مجید تراویح میں سنانے کی اجرت بھی ناجائز قرار دی گئی کہ اس کے ترک سے کسی ضرورت دینیہ میں کمی نہیں آتی سورتوں کے ساتھ تراویح پڑھ کر سنت قیام رمضان ادا کر سکتے ہیں۔ (۲) بلا تعین دے دیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہو سکتی ہے۔ (۳)

(۱) الاصل ان کل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستنجار عليها - قال في الهداية: و بعض مشايخنا رحمهم الله تعالى استحسنوا الاستنجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الامور الدينية ففي الامتناع تصحيح حفظ القرآن، و عليه الفتوى - و زاد في متن المجمع: الامة، و مثله في متن الملتقى و درر البحار (رد المحتار، كتاب الاجارة، مطلب في الاستنجار، على الطاعات ۵۵/۶ ط سعید) (۲) فهذا دليل قاطع و برهان ساطع على ان المفتي به ليس هو جواز الاستنجار على كل طاعة بل على ما ذكره فقط فما فيه ضرورة ظاهرة تبیح الخروج من اصل المذهب من طرق المنع - وقد ذكرنا مسئلة تعليم القرآن على استحسانه يعنى للضرورة، ولا ضرورة في الاستنجار على القراءة على القبر - ولا يصح الاستنجار على القراءة (رد المحتار مطلب تحرير فهم في عدم جواز الاستنجار على التلاوة ۵۷، ۵۶/۶ ط سعید) (۳) فان اعطى المعلم شيئاً من غير شرط فظاهر كلام جوازه، وهو قولنا معشر الحنفية - ولا اذا كان بغير شرط كان هبة مجردة، فجاز - كما لو لم يعلمه شيئاً (اعلاء السنن، باب الاجرة على تعليم القرآن، ۱۶۹/۱۶ - ۱۷۰ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه، كراچي) اگر نیت خالص ہو قرآن سنانے والا حسبتہ اللہ سناے، اور دینے والا بھی محض اللہ تعالیٰ کے واسطے غریب سمجھ کر کچھ دے دیں تو یہ قرآن پڑھنے کا معاوضہ نہیں ہوگا، اس کے جواز میں تامل نہیں لیکن ایسا اس زمانہ میں کہاں ہے؟ مذکورہ معیار کے قرآن سنانے اور پیسے دینے والوں کا وجود اس زمانہ میں عفا ہے، اس لئے اب بلا تعین بھی سنانے والے کے لئے لینا اور دینے والے کیلئے دینا جائز نہیں - وفي الشامية: ولو لا الاجرة ما قرأ احد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً ووسيلة الى جمع الدنيا - انا لله و انا اليه راجعون (كتاب الاجارة، ۵۷/۶، ط سعید)

(۳) تبیین کی دونوں صورتیں بوجہ ان عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً لازم ہیں مکروہ ہیں اگر پڑھنے والا اور سننے والے سب کے سب مخلص ہوں اور بہ نیت عبادت شوق سے پڑھیں اور سنیں تو تین دن میں ختم کرنا بہتر ہوگا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

- (۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے
- (۲) تنخواہ لیکر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا
- (۳) غریب اور مالداروں کو تنخواہ لیکر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت پر ثواب ملے گا
- (۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے لینا جائز ہے
- (۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم

(۶) میں اللہ واسطے امامت یا خدمت کروں گا، تم اللہ واسطے تنخواہ دو سوال ممنوع میں داخل نہیں

(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک قول کی تشریح

(سوال) زید ایک جگہ ملازم ہے وہاں دینی کتابیں پڑھاتا ہے اور امامت کرتا ہے اور اس کو تنخواہ ملتی ہے کتابیں پڑھانے کو وہ کارکردنی سمجھتا ہے یعنی اگر ملازمت نہ رہے تب بھی وہ تھوڑا بہت پڑھانے کا کام جاری رکھے اور امامت کے کام کو وہ کارکردنی نہیں سمجھتا یعنی اگر امامت کی تنخواہ نہ ملے تو وہ امامت نہ کرے امامت کرنے کو پسند نہیں کرتا امامت کے پندرہ روپے اور مدرسے کے دس روپے ملتے ہیں اگر امامت کو چھوڑ دے تو اس جگہ مدرسے کرنا مشکل ہو جاتا ہے تو عرض یہ ہے۔

(۱) صورت مذکورہ میں تنخواہ لیکر امامت کرنے سے امامت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۲) صورت مذکورہ میں تنخواہ لیکر دینی کتابیں پڑھانے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۳) کوئی شخص تنخواہ لیکر اگر امامت کرے یا تعلیم دینی کرے تو کن وجوہ میں ثواب ہوگا اور کن وجوہ میں

ثواب نہ ہوگا کس طرح نیت کرنے سے ثواب ہوگا مالدار اور غریب میں فرق ہے یا نہیں؟

(۴) تعلیم دینی و امامت پر تنخواہ ٹھہرا کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) طلباء سے استاد کام لے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور استاد کو اجر ملے گا یا جاتا رہے گا؟

(۶) اگر کوئی شخص محلہ والوں کو یا متولی مسجد کو یوں کہے کہ میں امامت کروں گا یا مسجد کا کام کروں گا اللہ

واسطے اور تم مجھ کو اللہ کے واسطے کھانا اور تنخواہ دو تو اس طرح اللہ مانگنا جائز ہے یا نہیں اور یہ مانگنا سوال

ممنوع میں داخل ہے یا نہیں؟

(۷) شاہ عبدالعزیزؒ نے سورہ بقرہ آیت وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم کے تحت میں فرمایا ہے کہ ”

(۱) ولا یختم فی اقل من ثلاثة ايام تعظیمالہ (عالمگیریۃ: الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح و قرأۃ القرآن الخ.

اجرت بر عبادت گرفتار صورت جائز است کہ نیت خالص محض برائے خدا باشد و بدو دن و نبودن اجرت برابر گردد۔ آن عبادت را کار کردنی خود داند خواہ کسے بر اہل اجرت بدہدیانہ دہد و اگر مانند حرفتہا و مزدور یہائے دنیاوی اہل عبادت را معلق بر گرفتار اجرت سازد کہ اگر اجرت داند بجا آورد و الا ترک کرد پس او محض مزدور است از ثواب بہرہ ندارد بلکہ خوف عقاب دارد کہ کار دین را برائے دنیا کرد و آخرت را بادی فروخت، معاذ اللہ من ذلک۔“ عبارت مذکورہ کا کیا مطلب ہے؟ فی زمانہ امامت کو شاید ہی کوئی کار کردنی سمجھتا ہو اس لئے کہ اس میں بہت ذمہ داری ہے اگر تنخواہ نہ دی جائے تو اکثر مساجد خالی رہیں۔

المستفتی نمبر ۵۲۰ محمد ابراہیم (احمد آباد) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶) نمبر اسے لیکر ۴ تک کا جواب یہ ہے: کہ امامت اور تعلیم و تدریس کی تنخواہ ٹھہرا کر لینا جائز ہے (۱) اور اگر اس کی نیت یہ ہو کہ رفع ضروریات کے لئے تنخواہ لیتا ہوں اور اگر ان کاموں کو دینی کام سمجھ کر اختیار کرتا ہوں تو اس کا ثواب بھی ملے گا اگرچہ بلا تنخواہ حسبہ اللہ یہ کام کرے تو ثواب زیادہ ہوگا۔ (۲)

(۵) طلباء سے عربی طور پر کوئی کام لینا جو وہ بطیب خاطر خدمت استاذ سمجھ کر کر دیں اور خوش ہوں جائز ہے اور اس میں اس کے ثواب تعلیم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

(۶) یہ تعبیر تو ممنوع نہیں اور نہ یہ سوال میں داخل ہے مگر جب کہ نیت معاوضہ کی ہو تو اس کلام سے کچھ فائدہ نہیں۔ (۲)

(۷) شاہ صاحب کی عبارت اس قول پر مبنی ہے کہ عبادت پر اجرت لینا جائز ہے اور جو صورت جواز کی تحریر فرمائی ہے وہ درحقیقت اجرت کی حد میں داخل نہیں ہوتی اور جو صورت عدم جواز کی تحریر فرمائی ہے وہ اجرت ہے جیسا کہ ان کا فقرہ ”پس او محض مزدور است“ اس کی دلیل ہے اور یہ متقدمین کے نزدیک ناجائز اور متاخرین کے فتوے کے بموجب جائز ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) و یفتی الیوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة والاذان - فيجب المسمى بعقد (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في الاستنجا على الطاعات، ۵۵/۶، ط سعید)

(۲) نعم قد يقال ان كان قصده وجه الله تعالى لكن بمر اعانة للاوقات، والاشتغال به يقل الاكتساب، عما يكفيه لنفسه و عياله فياخذ الاجرة لنلايمنه الاكتساب عن اقامة هذه الوظيفة الشريفة، ولولا ذلك لم ياخذ اجرا فله الثواب المذكور بل يكون قد جمع بين عبارتین: وهما الاذان، والسعي على العيال، وانما الاعمال بالنيات (رد المحتار باب الاذان، مطلب في المؤذن اذا كان غير محتسب في اذانه ۳۹۲/۱، ط سعید)

(۳) انما الاعمال بالنيات (الحديث) (بخاری : باب كيف كان بدا الوحي الى رسول الله ﷺ ۲/۱، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(۴) اما الاجارة على الطاعات فاصول المذهب الحنفية تقتضي انها غير صحيحة ايضا - لكن المتأخرين من الحنفية نظر و الى حالة ضرورة طارئة فافتوا بجواز اخذ الاجرة على بعض الطاعات للضرورة (كتاب الفقه على المذاهب الاربعه : مبحث ماتجوز اجارته وما لا تجوز ۱۱۰/۳، ط دار الفكر، بيروت)

حضور ﷺ کبھی کبھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت
• صدائے کھانا تناول فرماتے تھے نہ کہ بطور اجرت

(سوال) عوام رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کھانا کھایا کرتے تھے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے گھر سے کھاتے تھے اور نہ ہی کوئی مزدوری یا اجرت لیتے تھے اور قرآن اس حکم کو کئی جگہ فرماتا ہے اس کے مخالف آج علماء مقتدیوں کے گھروں سے کھاتے ہیں اور اپنی نماز پڑھائی جنازہ یا نکاح پڑھائی کی اجرت لے لیتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ دہلی ۹ شوال ۱۳۵۴ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷) قرآن مجید میں کہیں پیغمبر ﷺ کو امت کے گھر کھانا کھانے سے منع فرمایا نہیں گیا اس لئے امت کے افراد بھی حضور ﷺ کے دولت خانے پر کھانا کھاتے تھے اور حضور ﷺ کبھی کبھی اپنے مخلصین کے مکان پر کھانا تناول فرماتے تھے (۱) لیکن حضور ﷺ کا تناول فرمانا معاذ اللہ اجرت کے طور پر نہیں ہوتا تھا بلکہ محبت و صداقت کی بناء پر ہوتا تھا جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے (۲) رہا آج کل مساجد کے اماموں، موزنوں یا استادوں کا اجرت امامت و اذان یا اجرت تعلیم لینا تو یہ مسئلہ مجتہدین امت میں مختلف فیہ تھا۔ امام ابو حنیفہ عبادات کی اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور دوسرے ائمہ جائز فرماتے تھے متأخرین حنفیہ نے بھی دوسرے کے قول کے موافق تعلیم و امامت و اذان کی اجرت کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے کیونکہ بغیر اجرت ان چیزوں کا بقاء اور نظام کا قیام مشکل ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

طالب علم کو اگر تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے
(سوال) دینی طلباء کو آج کل علمائے کرام دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر کیوں نہیں سکھاتے تاکہ ہنر کے ذریعے اپنی روزی کما سکیں اور علم دین سے دوسروں کو بلا کسی مزدوری کے فیض پہنچائیں؟
المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ زنجانی (دہلی)

(۱) عن ابی ہریرۃ قال: خرج رسول اللہ ﷺ ذات یوم اولیلة - فاتی رجلاً من الانصار فاذا هو لیس فی بیتہ فلما رآہ المرأة قالت مرحباً (الی قولہ) ما نطلق فجاء ہم بعقد فیہ بسر و تمر و رطب فقال کلوا من ہذہ، واخذ المدیة، فقال لہ، رسول اللہ ﷺ ایاک والحبوب، فذبح بہم فاکلوا من الشاة ومن ذلك العقد (الحديث) (صحیح الامام مسلم: باب جواز استتاعہ غیرہ الی دار من یثق ۱۷۶/۲، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(۲) و فی تفسیر القرطبی (قولہ تعالیٰ: قل ما سالتکم من اجر) ای جعل علی تبلیغ الرسالة (فہو لکم) ای ذلك الجعل لکم ان کنت سالتکم وہ (ان اجری الا علی اللہ وهو علی کل شیء شہید) (سبا: ۴۷ - ۱۹۹/۷، ط دار الفکر، بیروت)

(۳) ولا جل الطاعات مثل الاذان والحج والامامة و تعلیم القرآن والفقہ، و یفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقہ والامامة والاذان (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قولہ: و یفتی الیوم الخ) قال فی الہدایۃ: و بعض مشایخنا استحسنوا الاستنجار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الامور الدینیہ - وزاد فی متن المجمع: الامامة - وزاد بعضهم الاذان (رد المحتار مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الاستنجار علی التلاوة ۵۵/۶، ط سعید)

(جواب ۱۸) ہاں یہ بات کہ طالب علم کو علم کے ساتھ کوئی صنعت و حرفت بھی سکھائی جائے بہتر ہے اور بہت سے لوگوں نے اس پر عمل شروع بھی کر دیا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف دینی علوم کی تعلیم دینا ناجائز یا غیر مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ

(۱) داخلہ فیس کا حکم
(۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے

(سوال) ایک اسلامی مدرسہ کی مالی حالت نہایت خراب ہے، یہاں کے مسلمان اس قدر بے حس ہیں کہ باوجود خدمات کے اعتراف کے مالی امداد کی طرف راغب نہیں ہوتے اس مدرسہ میں نہ گورنمنٹ سے کوئی مالی امداد لی جاتی ہے نہ کسی بورڈ وغیرہ سے اندریں صورت (۱) اگر بچوں کے داخلہ کے وقت کوئی رقم داخلہ فیس کے طور پر لی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲) درجہ قرآن یا حفظ و ناظرہ اردو یا فارسی یا عربی ان میں سے کسی درجہ کے لڑکوں پر ماہوار فیس شرعاً مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی مہتمم مدرسہ دینیہ اسلامیہ، غازی پور (یوپی) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۹) (۱) داخلہ کی فیس تو کوئی معقول نہیں (۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے۔ (۲)

متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے
(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعلیم قرآن مجید اور اذان و امامت کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ بنیو اتوجروا

(جواب ۲۰) واضح ہو کہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ امام شافعیؒ اور امام بن حنبلؒ (۳) اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایسی اطاعت پر جو اجیر کے ذمہ متعین نہ ہوں عقد اجارہ منعقد کرنا اور اجرت لینا دینا جائز ہے جیسے تعلیم قرآن مجید، اذان، امامت وغیرہ اور امام ابو حنیفہؒ اور زہری اور قاضی شریح اور ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ طاعات پر اجارہ ناجائز ہے ہمارے اصحاب متقدمین حنفیہ کا یہی مسلک تھا کہ

(۱) معقول اس اعتبار سے نہیں کہ یہ طے نہیں ہو سکا کہ داخلہ فیس کس چیز کی اجرت ہے، خصوصاً جب داخلہ فیس کے ساتھ ماہوار فیس بھی لی جائے، غایتاً فی الباب یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ داخلہ سے متعلق امور نمٹانے کی اجرت ہے
(۲) و یفتی الیوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه (الدر المختار مع رد المحتار: مطلب تحریر مہم فی عدم جواز الاستجارہ علی التلاوة الخ ۵۵/۶ ط سعید)

(۳) امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق یہ نقل ہے کہ وہ طاعات پر اجرت لینے کے مجوزین میں ہیں مبنی بر قول ضعیف یا قول قدیم یا باشرط اجرت لینے پر ہے، ان کا مشہور اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ طاعات پر اجرت لینا جائز نہیں (دیکھئے الانصاف: عمل فقہ الامام احمد بن حنبل، باب اجارہ ۵۶/۴، ط دار احیاء التراث بیروت و کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ، مبحث ما تجوز اجارته وما لا تجوز، ۱۲۶/۳، ط دار الفکر، بیروت)

طاعات پر اجرت لینا ناجائز ہے اور قدمائے حنفیہ اسی کے موافق فتویٰ دیتے اور عمل کرتے رہے علم دین پڑھانے والوں، اذان کہنے والوں اور امامت کرنے والوں کے وظائف بیت المال سے مقرر ہوتے تھے اور یہ لوگ نہایت اطمینان اور فارغ البالی سے اپنا کام انجام دیتے تھے۔

کچھ عرصے کے بعد اسلامی سلطنت نہ رہنے یا بیت المال کے مصارف میں بعض مسلمان بادشاہوں کے شرعی حدود سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے ان علماء اور موزنین وائمہ کے وظائف بند ہو گئے اور تعلیم علوم دینیہ یا اذان و امامت کی انجام دہی میں جو فراغت قلبی انہیں حاصل تھی وہ جاتی رہی چونکہ یہ لوگ بھی آخر انسان تھے اور انسانی ضروریات معاش ان کی زندگی کے لوازمات میں بھی داخل تھیں اس لئے ان کو مجبوراً مال حاصل کرنے کے ذرائع کی طرف متوجہ ہونا پڑا جس کے وسیلے سے اپنی اور اپنی اولاد و متعلقین کی اوقات بسر کر سکیں ذرائع معاش چونکہ مختلف اقسام کے ہیں کسی نے کوئی طریقہ اختیار کیا کسی نے کوئی۔ کسی نے تجارت، کسی نے زراعت، کسی نے ملازمت، کسی نے صنعت و دستکاری اختیار کی اسی طرح ضرورتیں بھی کئی پیشی میں مختلف تھیں اس لئے رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک بڑا حصہ کسب معاش میں خرچ کر دیتے کے باوجود بھی بعض افراد کی ضرورتیں پوری نہ ہوئیں۔

ان حالات کی وجہ سے بہت سے علماء بہت سے موزن، بہت سے امام مجبوراً ان مشاغل کی وجہ سے تعلیم یا اذان یا امامت کی خدمت کو بالالتزام پورا نہ کر سکے اور بلاآخر انہیں اضطراری حالت سے ان خدمات کو چھوڑنا پڑا لیکن تعلیم چھوڑنے سے یہ نقصان متصور تھا کہ علم دین کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا کیونکہ جب پڑھانے والوں کو اپنی ضروریات معاش میں مشغولی کی وجہ سے اتنی فرصت نہ ملتی کہ طلبہ کو پڑھا سکیں تو پھر علم دین کی زندگی اور بقاء کی کیا صورت تھی اذان چھوڑ دینے سے یہ نقصان متصور تھا کہ نماز کے اوقات کا انضباط جو معین موزن ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے درہم برہم ہو جاتا چونکہ اس زمانے میں بڑے بڑے شہروں بلکہ بعض قصبوں میں بھی اکثر غریب مسلمان کارخانوں اور کمپنیوں اور ملوں میں مزدوری پر کام کرتے ہیں اور اپنے افسروں کی خوشامد کر کے نماز اور جماعت کے لئے اجازت حاصل کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اذان اور نماز کا وقت معین ہو کہ اس کے موافق وہ کارخانوں سے ٹھیک وقت پر آجایا کریں اور جماعت سے نماز پڑھ کر اپنے کام پر چلے جائیں اگر اذان و جماعت کے اوقات معین نہ ہوں تو ان لوگوں کو یا تو جماعت چھوڑنی پڑے یا اپنے کام میں زیادہ دیر تک غیر حاضر رہنے کی وجہ سے افسروں سے ناچاقی پیش آئے اور اپنے ذرائع معاش کو کھو بیٹھیں امام معین نہ ہونے کی صورت میں جماعت کا انتظام درست نہیں رہ سکتا، اور پورے انضباط سے نماز نہیں ہو سکتی جن مساجد میں کوئی موزن اور امام مقرر نہیں ہے نماز کے وقت جو پہلے آگیا اس نے اذان کہہ دی اور جس کو مناسب سمجھا امام بنادیا ایسی مسجدوں میں جماعت کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہو سکتا اور اس لئے ان لوگوں کو جو دوسروں کی تابعداری میں پھنسے ہوئے ہیں اکثر اوقات ایسی مسجدوں میں جماعت سے

نماز نصیب نہیں ہوتی۔

پس متاخرین فقہاء حنفیہ نے اس ضرورت شرعیہ کی وجہ سے حضرات امام شافعیؒ کے قول کے موافق یہ فتویٰ دیا ہے کہ مواقع ضرورت میں طاعات پر اجرت لینا جائز ہے اور قرآن مجید و حدیث و فقہ کی تعلیم اور اذان و امامت پر اجرت لینے کی جواز کی تصریح کر دی کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ بغیر ان کے بقاء کے اسلامی حقیقت کا باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

ہم ذیل میں فقہاء کی وہ تصریحات نقل کرتے ہیں جن میں آج کل اذان و امامت اور تعلیم پر اجرت لینے کا جواز مذکور ہے۔

و بعض مشائخنا رحمہم اللہ استحسنوا الاستیجاز علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ اہ کذا فی الہدایۃ (۱) اور ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے آج کل تعلیم قرآن پر اجرت لینے دینے کا جواز بہتر سمجھا کیونکہ امور دینیہ میں لوگوں کی سستی ظاہر ہو گئی ہے تو ممانعت کے حکم میں اندیشہ ہے کہ حفظ قرآن ضائع ہو جائے اور اسی جواز اجرت پر فتویٰ ہے۔

و مشائخ بلخ جوزو الاستیجار علی تعلیم القرآن اذا ضرب لذلك مدة وافتوا بوجوب المسمی کذا فی المحيط۔

اور مشائخ بلخ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے کو جائز فرمایا ہے جب کہ اس کی مدت معین کی جائے اور معین شدہ اجرت کے واجب التسلیم ہونے کا فتویٰ دیا جا ہے۔

و کذا جوزو الاستیجار علی تعلیم الفقہ و نحوہ و المختار للفتویٰ فی زماننا قول ہولاء کذا فی الفتاویٰ العتابیۃ فتاویٰ عالمگیری باختصار (۲)

اسی طرح تعلیم فقہ اور اس کے امثال (اذان و امامت) پر اجرت لینے کا جواز بھی ہے اور ہمارے زمانے میں فتویٰ کے لئے انہیں لوگوں کا قول مختار ہے۔

الاستیجار علی الطاعات کتعلیم القرآن و الفقہ و التدیس و الو عظ لا یجوز ای لا یجب الاجر و اهل المدينة طیب اللہ ساکنہا جوزوہ و بہ اخذ الامام الشافعیؒ قال فی المحيط و فتویٰ مشائخ بلخ علی الجواز قال الامام الفضلی و المتأخرون علی جوازه و کان الامام الکرمانی یفتی ”بدرنار سیدہ معلم را خوشنود بکنید“ و فتویٰ علمائنا علی ان الاجارة ان صحت یجب المسمی و ان لم تصح یجب اجر المثل الخ فتاویٰ بزازیہ (۳)

(۱) کتاب الاجارة، مطلب تحریر مہم فی عدم جواز الاجرة علی التلاوة الخ ۵۵/۶، ط سعید

(۲) الباب السادس عشر فی مسائل الشیوخ فی الاجارة و الاستیجارۃ علی الطاعات، ۴۴۸/۴، ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) نوع فی تعلیم القرآن و الحرف ۳۷/۵، ط ماجدیہ کوئٹہ۔

طاعات پر عقد اجارہ مثلاً تعلیم قرآن و فقہ اور تدریس اور وعظ پر اجرت لینا جائز نہیں یعنی اجرت واجب نہیں ہوتی اور اہل مدینہ طیب اللہ ساکنہ طاعات پر اجرت لینے کو جائز کہتے ہیں اور امام شافعیؒ اسی کے قائل ہیں محیط میں فرمایا کہ مشائخ بلخ کا فتویٰ جواز پر ہے۔

امام فضلیؒ نے فرمایا کہ متاخرین حنفیہ جواز کے قائل ہیں اور امام کرمانی فتویٰ دیتے تھے کہ ”دروازے تک پہنچنے سے پہلے معلم کو خوش کر دو“ اور ہمارے علماء کا فتویٰ ہے کہ اگر عقد اجارہ صحیح طور پر کیا گیا تو اجرت معینہ واجب ہوگی ورنہ اجر مثل لازم ہوگا۔

وقال محمد بن الفضل كره المتقدمون الاستيجار لتعليم القرآن و كرهوا اخذ الاجرة عليه لوجود العطية من بيت المال مع الرغبة في امور الدين و في زماننا انقطعت فلواشتغلوا بالتعليم بلا اجر مع الحاجة الى معاش لضاعوا او تعطلت المصالح فقلنا بما قالوا - فتاوى بزازيہ (۱) و مثله في الخانية - (۲)

امام محمد بن الفضلؒ نے فرمایا کہ متقدمین حنفیہ نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو اس لئے مکروہ فرمایا تھا کہ بیت المال سے معلمین کے لئے عطیات مقرر تھے اور لوگوں کو امور دین کی رغبت بھی تھی اور ہمارے زمانے میں عطیات منقطع ہو گئے تو اب اگر تعلیم میں مشغول ہوں اور اسباب معیشت کی حاجت اسی طرح باقی رہنے کے باوجود اجرت نہ لیں تو مرنے لگیں گے اور مصالح زندگی درہم برہم ہو جائیں گے اس لئے ہم بھی اسی بات کے قائل ہو گئے جس کے (یعنی امام شافعیؒ و امام احمد و اہل مدینہ وغیرہ) قائل تھے یعنی جواز اجرت کا فتویٰ ہم نے بھی دے دیا ہے۔

قال الشيخ الامام شمس الائمة السرخسي رحمه الله تعالى ان مشايخ بلخ جوزوا الاجارة على تعليم القرآن واخذوا في ذلك بقول اهل المدينة وانا افتي بجواز الاستيجار ووجوب المسمي - فتاوى قاضی خاں (۳)

امام شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ مشائخ بلخ نے تعلیم القرآن پر اجرت لینے دینے کو جائز فرمایا ہے اور اس بارے میں انہوں نے اہل مدینہ کے قول پر عمل کیا ہے۔ اور میں بھی اجرت لینے دینے کے جواز اور اجرت معینہ کے واجب ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں۔

والفتوى اليوم على جواز الاستيجار لتعليم القرآن وهو مذهب المتأخرين من مشايخ بلخ استحسبوا ذلك لظهور التواني في الامور الدينية و كسل الناس في الاحتساب -
آج کل تعلیم قرآن کی اجرت لینے کے جواز پر فتویٰ ہے اور یہ متاخرین مشائخ بلخ کا مذہب ہے، انہوں نے

(۱) نوع فی تعلیم القرآن والحرف، ۳۸/۵ ط ماجدیہ، اکوئٹہ

(۲) باب اجارة الفاسدة ۳۲۵/۴، ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) حوالہ بالا

اس جوازِ اجرت کو اس لئے بہتر سمجھا کہ امورِ دینیہ میں لوگوں کی سستی ظاہر ہو رہی ہے اور ثواب کی نیت سے کام کرنے میں لوگ کسل کرنے لگے ہیں۔

و کذا یجوز علی الامامة فی هذا الیوم لان الائمة کانت لهم عطیات فی بیت المال وانقطعت الیوم بسبب استیلاء الظلمة علیها۔

اور اسی طرح اس زمانہ میں امامت کی اجرت بھی جائز ہے کیونکہ پہلے اماموں کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر ہوتے تھے وہ اب بند ہو گئے۔ کیونکہ بیت المال ظالموں کے قبضے میں ہیں۔
و فی روضة الزند ویستی کان شیخنا ابو محمد عبداللہ الخیزر اخیزی یقول فی زماننا یجوز للامام والموزن والمعلم اخذ الاجرة - انتھی عینی (۱) شرح کنز الدقائق اور روضہ زند ویستی میں ہے کہ شیخ ابو محمد عبداللہ الخیزر اخیزی فرماتے تھے کہ ہمارے زمانے میں امام، اور موزن اور معلم کو اجرت لینا جائز ہے۔

ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والامامة والاذان - انتھی (در مختار) (۲)
اور آج کل قرآن و فقہ کی تعلیم اور امامت اور اذان پر اجرت لینے دینے کے جواز پر قنوی دیا جاتا ہے۔
ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل بوضاحت ثابت ہو گئے۔

(۱) متقدمین حنفیہ طاعات پر اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور اہل مدینہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے۔

(۲) متاخرین حنفیہ نے یہ دیکھ کر بیت المال کے عطیات موقوف ہو گئے اور ذرائع معیشت میں دشواریاں پیدا ہو گئیں اور امور دین میں سستی اور بے پروائی ظاہر ہو گئی پس ایسی حالت میں عدم جواز اجرت کا حکم دینے سے دین اور شعائر مذہب کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے انہوں نے اس مسئلہ میں امام شافعی اور اہل مدینہ کا قول اختیار کر لیا جیسے کہ متاخرین حنفیہ نے اسی قسم کی ضرورتوں کی وجہ سے زوجہ مفقود کے بارے میں امام مالک کے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۳) متاخرین حنفیہ کا متقدمین کے قول سے اختلاف کرنا اس ضرورت شرعیہ پر مبنی تھا، پس جن ضرورتوں میں یہ ضرورت متحقق ہوگی وہیں یہ حکم ہوگا اور جہاں یہ ضرورت نہ ہوگی وہاں یہ حکم جاری نہ ہوگا چنانچہ علامہ شامی نے رد المحتار (۴) میں تصریح کر دی ہے کہ تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل بغرض ایصال ثواب پر اجرت لینا دینا اب بھی ناجائز ہے کیوں کہ اس میں کوئی ضرورت نہیں اور ان کے چھوڑنے سے دین اور شعائر مذہب کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح وعظ کی اجرت اس صورت سے کہ وعظ

(۱) کتاب الاجارة باب الاجرة الفاسدة ۲/۱۵۴ ط اداره القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی

(۲) کتاب الاجارة مطلب فی الاستئجار علی الطاعات ۵۵/۶ ط سعید

(۳) کتاب الاجارة مطلب تحریر مهم فی عدم جواز اخذ الاجرة علی التلاوة الخ ۵۶/۶ ط سعید

کہنے کی نوکری کر لی جائے جائز ہے۔ لیکن متفرق طور پر واعظ جو وعظ کہتے ہیں ان کی اجرت لینا جائز نہیں اور عدم جواز کی وجہ ایک (۱) عارضی خارجی ہے۔ جو اکثری طور پر ان متفرق وعظوں کو لاحق ہے وہ یہ کہ اجرت کے خیال سے واعظ کتمان حق کر جاتا ہے یعنی اگر اجرت دینے والے کے اندر کوئی خلاف شرع امر پایا جاتا ہو تو واعظ اس کا رد نہیں کرتا کہ مبادا اجرت ملنے میں کوئی روک پیدا ہو جائے کیونکہ ایسے متفرق وعظوں کی اجرت اکثری طور پر شخصیت سے متعلق ہوتی ہے یا سامعین سے ہی وصول اجرت کی امید ہوتی ہے اور نوکری کی صورت میں اکثری طور پر یہ عارض نہیں پایا جاتا۔ اور اگر کسی ملازمت میں بھی کتمان حق کی نوبت آئے تو وہ بھی ناجائز ہوگی۔

(۴) تعلیم قرآن مجید۔ تدریس حدیث وفقہ۔ اذان و امامت کی مذکورہ بالا عبارتوں میں تصریح موجود ہے پس ان چیزوں کی اجرت جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ عفا عنہ ما جناہ المدرس فی المدرسة الامینیۃ الواقعة بدہلی۔ ۲۰ شعبان ۱۳۳۲ھ
الجواب صواب: محمد انور عفا اللہ عنہ معلم دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح۔ خلیل احمد عفی عنہ
الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

فصل دوم۔ آداب تعلیم

عید گاہ میں بچوں کو دینی تعلیم دینا کیسا ہے؟

(سوال) شہر بھاگلپور میں شہر اور میونسپل حلقے سے کچھ دور شاہ جنگی تالاب سے متصل پورب کی طرف ایک قدیم عید گاہ کی مسجد ہے اب جماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے اتردکھن اور پورب کی جانب پختہ چار دیواری سے اس کا محاصرہ کر دیا گیا ہے جماعت اس میں کثیر ہوتی ہے پانچ ہزار کی جماعت ہوتی ہے سوائے عیدین۔ اس کے کچھم جانب بڑا تالاب اور اتر اور دکھن جانب میدان کربلا ہے صرف پورب جانب دو تین رسی کے فاصلے پر بستی ہے چند روز سے اس مسجد کے اندر ایک شخص نے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چھوٹی چھوٹی ابتدائی درسی کتابوں اور قرآن شریف کی تعلیم بچوں کو

(۱) احقر کے نزدیک ”عارضی“ کہنے کی ضرورت نہیں فقہاء نے وعظ کو امامت و تعلیم قرآن کے ساتھ ذکر کیا ہے یہ قرینہ ہے اس کا کہ اس کا حکم مثل ان دونوں کے ہے اور ان کا حکم یہ ہے کہ اگر التزام کے طور پر عمل ہو تو استیجار جائز ہے اور اگر کسی نے ایک مسئلہ پوچھ لیا ایک وقت کی نماز پڑھانے کو کہہ دیا تو اجرت لینا جائز نہیں پس یہی حکم وعظ کا ہوگا کہ اتفاقاً کسی نے وعظ کی درخواست کی اس پر اجرت لینا جائز نہ ہوگا اور جب نوکری کر لی تو جائز ہوگا۔ ہذا ما فہم۔ البتہ حضرت مفتی صاحب سلمہ نے جو متن میں ذکر کیا ہے وہ ان دونوں صورتوں میں فرق ہونے کا ایک لطیف نکتہ ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ اشرف علی (تھانوی)

دی جاتی ہے وہ بھی باضابطہ اور منظم طریقے سے نہیں مسجد کے اندر اس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رہے تو کوئی قباحت نہیں اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ مسجد صرف نماز کی جگہ ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام جائز نہیں اس کے متعلق آپ شریعت کا حکم بتائیں۔ المستفتی نمبر ۴۴۷ سید احسن علی (بھگلپور) ۲ محرم ۱۳۵۴ھ م ۷ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱) عید گاہ کا حکم مسجد کے احکام سے تھوڑا سا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں حتی الامکان مسجد یا عید گاہ میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچے پاکی ناپاکی اور احترام مسجد کا خیال نہیں رکھ سکتے لیکن اگر کسی دوسری جگہ کا انتظام نہ ہو سکے تو پھر مجبوری کی حالت میں مسجد یا عید گاہ میں بھی تعلیم دینا ناجائز نہیں (۱) ہاں معلم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا عید گاہ کے احترام و صفائی کا لحاظ رکھے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

شریعت میں عاق کر دینے کا اختیار کسی کو نہیں!
(از الجمعية دہلی، مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) استاد شاگرد کو عاق کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عاق کر دیا تو کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۲) عاق کر دینے کا کسی کو اختیار نہیں اور نہ یہ کوئی شرعی اصطلاح ہے جو شخص استاد کا فرمان اور ایذا رساں ہے وہ خود عاق ہے خواہ استاد عاق کرے یعنی عاق کرنے کا اعلان کرے یا نہ کرے اور جو فی الحقیقت نافرمان نہیں ہے اس کو اگر استاد عاق کرنے کا اعلان بھی کر دے جب بھی وہ عاق نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

تیسرا باب تعلیم زنان

- (۱) اسلام میں خواتین کی تعلیم
- (۲) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے اور مشتمل کب ہوتی ہے؟

(۱) واما المعلم الذی يعلم الصبيان اذا جلس في المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحر أو غيره لا يكره (عالمگیری: فصل کرہ غلق باب المسجد ۱/۱۱۰ ط ماجدیہ، کوئٹہ)
(۲) فمن تاذی منه استاذہ يحرم بركة العلم الا قليلا (تعلیم المتعلم وطریق التعلیم مترجم فصل فی تعظیم العلم واهله ص ۵۷ ط میر محمد کتب خانہ، کراچی)

(۳) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق

(۴) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل

(۵) قرآن و حدیث سے مستنبط علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟

(۶) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے

(۷) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟

(سوال) استفتائے وزارت جلیلہ معارف (افغانستان) از جمعیت عالیہ علمائے ہند در دہلی نمبر ۱۰۵۴

مورخہ ۱۴ ابرج سنبلہ -

معلوم فقہیت و درایت حضرات علمائے حقیقی است کہ دریں روز ہمارے خلاف و دارالافتوائے

اسلامی

(ترجمہ) یہ فتویٰ حکومت افغانستان کی وزارت معارف کی طرف سے جمعیت علمائے ہند سے طلب کیا گیا۔ متنازع فیہ افتادہ مصالح و حوائج طبقہ اہل اسلام در ہر مملکت بنابر سبب فوق متشت گردیدہ - رجحان حکم نسبت باختلاف آرائے مجتہدین سابق و لاحق در مسائل متفرعہ متزلزل ماندہ عجلۃ فیصلہ احتیاجات فقہی و عقلی بدون استفتاہائے متفرق و منفرد امکان تلفیق نمی یابد خاصۃً مسائل اجتماعیہ امت محمدیہ ﷺ کہ عمدہ آل دریں عصر بصد ہالغ می شود۔

ازاں جملہ امروز ہا مسئلہ تحصیل مستورات بنابر آرائے علماء ایں ولا بسکتہ انجامیدہ حال آنکہ بیشتر علمائے ہند ایران ترکستان کافکاس ترک عربستان و افریقہ جواز و لزوم آل بدعت حسنہ (عموماً مدرسہ و خصوصاً مدرسہ اناشیہ) را تقویت فرمودہ اند۔

اما علمائے افغانستان دلائل نصی و اصولی سائر قطعات اسلامی را طلب می نمایند۔

اینست کہ وزارت جلیلہ معارف دولت متبوعہ ما استفتائے مسئلہ فوق را از مقام رفیع استدلال و افتائے شہاستفتاری کند کہ ”آیا مجتمعاً در مدارس تحصیل اناث استحسان شرعی دارد یا نہ؟ کیفیت اجرائے آل چگونہ باید کرد؟“

ایں قدر را کا طر نشان خدمت شہامر شد اں دینی میدارد کہ در فتوائے فوق جہت ہائے ذیل در نظر گرفتہ می شود۔

(۱) سن بلوغ یعنی ابتدائے مکلفیت صنف اناث اصغری چیست؟ و اعظمی کدام؟ بشرط آب و ہوا

نسل و اصول معیشت) مشتبہاۃ چہ درجہ وارد؟ ستر مشتبہاۃ تا چہ اندازہ است؟

(۲) حقوق و وظائف تربیوی آنہا پیش از بلوغ چیست؟ و بعد از بلوغ تا چہ اندازہ است؟ یعنی جبر و اختیار آنہا را نقل (شرع) چہ حدود گزاشتہ؟

(۳) رکن و شرط ستر حقیقی چیست؟ یعنی استتار عورت آنہا؟ پیش از سن تکلیف و بعد از تکلیف بچنین قبل از

ناہل وبعد ازاں برائے اجنبی و محارم چه فرما دارد چنانچہ تسنن احتیاطی یعنی شعار عصمت برائے آنها چه شرائط اجتماعی و دینی وارد؟

(۴) علوم مفروضہ و استحسانہ کہ از آیات کریمہ، واحادیث صحیحہ مستنبط میگردد کدام ہاست یعنی درجہ تحصیل آنها را شریعت اسلامیہ تا کجا لزوم و جوازی دہد؟

(۵) ممنوعیت اجتماع نسواں نظر بدلائل اربعہ تا کدام حدست و در کدام مقامہاست؟

(۶) حقوق و وظائف نسواں محترم تنها بقواعد اجتماعی و مدنی علاوہ بر حقوق شرعی، نسبت محالست امروزہ ما مسلمانان چه باید شد؟ از علوم و صنائع نظر باحتیاج تمدنی، کدام ہا پے در پے لزوم وارد؟

(۷) حکمائے فوق عموماً در مذاہب اہل سنت و خصوصاً در مذہب امام ابو حنیفہ، سنجیدہ شود چیست؟ و تلفیق نہاچہ ذریعہ ممکن می شود؟

لما صہ - مسئلہ فوق یکے از مسائل اجتماعی و اخلاقی است کہ حل و فصل اور از دین و مذہب استنباط کردہ لائیل حقیقی باید اثبات نمود و علمائے ایں ولادر بسیار مسائل مختلف فیہ کہ از امور مہمہ انام اسلام است تا شکل و تمرکز مقام خلافت و مشیخت اسلامیہ درویزہ و استفتاری نمایند - بریں وجہ پے در پے مسائل مغلقہ باجماع علمائے امت، اگر ممکن باشد استدعائے فیصلہ دارند -

حاشیہ) تائید فتوائے مذکور بواسطہ تاریخ اسلام نیز کردہ شود جائے اتمان است - فیض محمود زیر معارف حقیقت شناس علمائے حق پر یہ بات روشن ہے کہ فی زمانہ کوئی ایک اسلامی و شرعی مرکز نہ ہونے وجہ سے ہر ملک کے مسلمانوں کے دینی و شرعی ضرورتیں اور احکام مختلف فیہ ہو گئے ہیں اور فروعی مسائل میں متقدمین و متاخرین کے اختلاف رائے کی وجہ سے کسی قطعی فیصلے پر جلد پہنچنا دشوار ہو گیا ہے - خاص کر وہ فقہی و عقلی مسائل جو اس زمانے میں اجتماعی طور پر امت محمدیہ کو پیش آرہے ہیں نا پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے جب تک کہ متعدد مقامات سے استفتاء طلب نہ کئے جائیں -

ان سینکڑوں مسائل میں سے ایک مسئلہ تعلیم نسواں کا ہے جو مقامی علماء کی رائے کی بناء پر نرض التواء میں ہے اور صورت حال یہ ہے کہ ہندوستان، ایران، ترکستان، قفقاز، ترکی عرب و افریقہ کے نتر علماء عام اسکولوں میں اور خاص کر زنانہ اسکولوں میں لڑکیوں کی تعلیم کو جائز اور ضروری (بدعت نہ) قرار دیتے ہیں -

لیکن علمائے افغانستان تمام دنیائے اسلام کے علماء سے اسکے جواز و استحسان کے لئے واضح اور ی دلائل طلب کرتے ہیں -

اس بناء پر ہماری واجب الاطاعت حکومت کی وزارت معارف کی طرف سے مذکورہ بالا مسئلے کا آپ کا مدلل فتوے مطلوب ہے کہ آیا اجتماعی طور پر اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو تعلیم دلانا شرعاً تحسن ہے یا نہیں؟ اور اس کو جاری کرنے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

رہنمایان دین کو اتنا ذہن نشین کرادینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مسئلے کی تحقیق میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھا جائے۔

(۱) لڑکیوں کی عمر بلوغ بلحاظ آب و ہوا نسل اور پیشوں کے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کیا ہے؟ مشتبہات کب ہوتی ہے اور مشتبہات کا ستر کس قدر ہے؟

(۲) لڑکیوں کی تربیت کے حقوق والدین پر قبل بلوغ کیا کیا ہیں؟ اور بعد بلوغ کس قدر ہیں یعنی لڑکیوں کو شریعت نے کس عمر میں خود مختار قرار دیا ہے اور کس عمر تک باپ کی ولایت میں رکھا ہے؟

(۳) ستر عورت کی تفصیل کیا ہے؟ مکلف ہونے سے پہلے اور بعد تاہل سے پہلے اور بعد اجانب سے اور محارم سے کتنا ستر ہے اور کیا کیا فرق ہے اسی طرح پردہ کے کیا کیا حدود شرائط شریعت نے اور اسلامی معاشرے نے مقرر کئے ہیں؟

(۴) وہ فرض اور مستحب علوم جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں کون کون سے ہیں؟ شریعت نے ان کے حصول کے لئے لزوم و جواز کے کیا درجات مقرر کئے ہیں؟

(۵) ائمہ اربعہ کے مسلک کے لحاظ سے عورتوں کا اجتماع کس حد تک ممنوع ہے اور کن مقامات میں؟
(۶) عورتوں کے حقوق شرعی کے علاوہ محض اجتماعی و شہری حقوق عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق کیا کیا ہونے چاہئیں اور موجودہ طرز تمدن کی ضرورتوں کے پیش نظر کون کون سے علوم و فنون اور ہنر درجہ بدرجہ ضروری ہیں؟

(۷) مذکورہ بالا مسائل میں تمام اہل سنت کے مذاہب اور خاص کر مذہب حنفیہ کے مطابق حکم دیا جائے اور قابل عمل بنانے کا سہل طریقہ ارشاد فرمایا جائے۔

غرض کہ مذکورہ بالا مسئلہ اخلاقی و اجتماعی مسائل میں سے اہم ترین مسئلہ ہے اس کا فیصلہ دین و شریعت سے مضبوط دلائل کے ساتھ ہونا چاہئے ہمارے مقامی علماء عالم اسلام کے اور بھی بہت سے اہم ترین اور مختلف فیہ مسائل میں آپ سے استصواب کرنا چاہتے ہیں مثلاً خلافت اور اسلامی مرکزیت کی تشکیل اور مقام خلافت کی تعیین اور اسی قسم کے اور بہت سے پیچیدہ مسائل بشرط امکان تمام علمائے امت کے اجماع کے ساتھ حل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

(نوٹ) فتویٰ ہذا کی تائید میں اگر اسلامی تاریخ سے بھی کچھ شواہد پیش کئے جائیں تو موجب ممنونیت ہوگا۔
(جواب ۲۳) باسمہ و بحمدہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت منعم حقیقی جل شانہ و عز سلطانہ انسان را محلہ علم و حلیہ ہنر آراستہ 'لوائے تکریم او منشور و لقد کر منا بنی آدم' (۱) برافراشتہ و صدور بنی آدم را مستودع امانات ربانیہ و مستقرودیات رحمانیہ گردانیدہ بہ پر توفیائے علوم لدنیہ منور ساختہ و امت محمدیہ

را علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ خطاب کرتے ہوئے خیر ائمہ اخراجت للناس (۱) سر بلند بخشیدہ و علمائے ایشاں را ہمیراث انبیاء و مرسلین بہرہ ور فرمودہ شریعت اسلامیہ را برائے ایشاں مکمل و مختتم نازل فرمودہ بطغرائے ”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی“ (۲) مسجل نمود خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ از ما مفارقت نہ ورزید تا آنکہ شریعت مقدسہ اسلامیہ درجہ شریعتہ بیضاء لیہا و نہار ہا سوا نگرفتہ۔ بابے از ابواب معاش و معاد نگزاشتہ کہ توضیح احکام او نفرمودہ و نوع از انواع نفسیات و اجتماعیات نماندہ کہ کشف حقائق آن نہ نمودہ۔

تکمیل تعلیم اسلامی برائے نجات اسلامیہ کفیل و منار ارشاد نبوی برائے ہدایت ایشاں خیر دلیل است اسفار ائمہ و مجتہدین از تفصیلات احکام مملو و مشحون و از تلفیق اغیار مصون و مامون۔

اقوام غیر اسلامیہ از تعلیم و تہذیب اسلامی خوشہ چین و حامیان تہذیب نوع انسانی بجهت ہدایت اسلامیہاں پناہ گزین اسلام تہذیبے دارد کہ عمر و اعصار و وہور مبدل نہ شد و نخواہد شد و تازگی و نصارت آل بسوم و حرور حوادث پڑمردگی نہ پذیرفت و نخواہد پذیرفت مکون الا کوان و مقدر الا قدر جامہ تہذیب کہ بقدر اسلامیہاں راست فرمودہ حقا کہ کھنگی و خرق در ال راہ یافتن نمی تواند۔

طبقات انام کہ با اجتماعیات حکم ارکان حقیقت واحدہ دارند ہر یکے را از ایشاں مرتبہ مقرر و ہر رکن را محلے مقدر و جائے معین ہست اگر ذکور ہمزئیے شرف دارند انات ہم مخصوصیے ممتاز اند۔

عملہا است کہ مرداں را شاید و ہنر ہا است کہ زناں را می زبید در اجتماعیات مرداں را حدیست مقرر و زناں را مقرر نیست محدود ہر یکے را از محل و مقرر خویش اعتد انباید (۳) و ایس سخن شک و شبہتہ نشاید۔

مسئلہ تعلیم زناں کہ امروز ہا محل اختلاف است دو مرتبہ دارد مرتبہ اولی تحصیل علم فی حد ذاتہ و مرتبہ ثانیہ صورت و تشکیل تحصیل

مسئلہ اولی اختلاف را نشاید کہ از بدیہیات اسلام است خطابات افتراض تحصیل علوم و اوامر تفکرو تدبیر آیات نفسی و آفاقی مخصوص بذکور نیست (۴) و ضرورت تنور بنور علم اختصاصے مرداں و اقتضارے بصنفے نہ دارد چہ علم از لوازم حیات نفس انسانی ہست۔

(۱) آل عمران: ۱۲۰

(۲) المائدہ: ۳

(۳) ان الله كلف كلا من الرجال والناس اعمالا فما كان خاصا بالرجال لهم نصيب من اجره لا يشار كههم فيه النساء وما كان خاصا بالنساء لهن نصيب من اجره لا يشار كهن فيه الرجال وليس لاحد هما ان يتمنى ما هو مختص بالآخر وقد اراد الله ان يختص النساء باعمال البيوت والرجال بالاعمال الشاقة التي في خارجها ليتيقن كل منهما عمله ويقوم بما يجب عليه مع الاخلاص (تفسير المراغي النساء: ۳۲، ۲۳/۵ ط مصر)

(۴) و منها ما قيل ما حكم المسلمات في ذلك لانه ذكر جمع التذكير واجب بان هذا من باب التعليل فان المسلمات يدخلن فيه كما في سائر النصوص والمخاطبات (عمدة القاري) باب من سلم المسلمون من لسانه ويده ۱/۱۳۳ ط منيريه بيروت

انسانے مرد باشند یا زن کہ بہرہ از علم نہ دارد در حقیقت از حیات انسانیہ حظے ندارد و از اینجا است کہ حق تعالیٰ شانہ عالم راجی و جاہل را میت خواندہ حیث قال وما یستوی الاحیاء ولا الاموات (۱) رسول کریم

ﷺ فرمود طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ (۲) (اگر زیادت لفظ مسلمہ کہ در اکثر طرق نیست بصحت نہ رسد ثبوت حکم خلل نہ پذیرد۔ زیرا کہ عموم خطابات شرعیہ ذکور و اناث را شامل است پس لفظ مسلم بمعنی صاحب اسلام ست مرد باشند یا زن چنانکہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ (۳) و دیگر نصوص مرداں خصوصیت نہ دارد۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ)

صحابیات کبار برائے تحصیل علم اعتنائے بلیغ فرمودہ و صالحات سلف بتعلم علوم اہتمام عظیم نمودہ۔

زنان پاک طینت برائے اکتساب فوائد علمیہ در ذات اقدس رسالت پناہ راہ منافست اختیار نمودند و گفتند کہ **ثَلَبْنَا عَلَيْكَ الرِّجَالَ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ** (۴) و مرئی اعظم سوال ایشان را در جہ اجابت عطا فرمودہ بمکان یک صحابیہ تشریف ارزانی داشتند و زنان مجتمعه را درس و تعلیم فرمودند (۵)

در خطبہ عید مرداں را خطبہ دادہ گماں بردند کہ شاید زنان از سماع خطبہ محروم مانند پس خود بہ نفس نفیس نزد جماعت زنان رفتند و ایشان را خطبہ دادند (۶)

پس افتراض تحصیل علوم ضروریہ و استحباب اکتساب علوم مستحبہ و اباحت اخذ علوم مباحہ برائے زنان محل تردید نیست و دلیل فارق میان مرداں و زنان دریں باب در شریعت مقدسہ وجود ندارد (۷)

(۱) الفاطر: ۲۲

(۲) سنن ابن ماجہ: باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ص ۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی، و فی المرقاة ای و مسلمۃ کما فی روایۃ (کتاب العلم، الفصل الثانی ۱/ ۲۸۴ ط امدادیہ، ملتان)

(۳) بخاری باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ ۱/ ۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۴) عن ابی سعید الخدری قال قال النبی ﷺ فاجعل لنا یومًا من نفسک فوعدهن یومًا لقیہن فیہ فو عظہن و امرہن (الحديث) (صحیح البخاری: باب هل يجعل للنساء یومًا علی حدۃ فی العلم ۱/ ۲۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) (۵) ووقع فی روایۃ سهل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ بنحو هذه القصة: فقال: موعده كن بیت فلانۃ فاتاهن فحدثنہن (فتح الباری شرح صحیح البخاری: باب هل يجعل للنساء یومًا علی حدہ ۱/ ۱۷۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر)

(۶) قال عطاء: اشہد علی ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ خرج و معہ بلال، فظن انه لم یسمع النساء فو عظہن و امرہن بالصدقہ فجعلت المرآة تلقي القرط والخاتم و بلال یاخذ (صحیح البخاری: باب عظة النساء و تعلیمہن ۱/ ۲۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۷) و اعلم ان تعلم العلم قد یكون فرض عین، و هو بقدر ما یحتاج لدینہ، و فرض کفایہ: و هو ما زاد علیہ لنفع غیرہ و مندوبا: و هو التبحر فی الفقہ (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ: قال العلامی فی فصولہ: من فرائض الاسلام تعلم ما یحتاج الیہ العبد فی اقامة دینہ و اخلاص عملہ للہ تعالیٰ و معاشرۃ عبادہ، و فرض علی کل مکلف و مکلفۃ بعد تعلمہ علم الدین و الهدایۃ علم الوضوء و الغسل (قوله فرض کفایہ) و اما فرض الکفایۃ من العلم فهو کل علم لا یستغنی عنہ فی قوام امور الدنیا کالطب و الحساب و النحو الخ (رد المحتار: مطلب فی فرض الکفایہ و فرض العین ۱/ ۴۲ ط سعید)

اما مسئلہ ثانیہ کہ بصورت تحصیل و تشکیل آل تعلق دارد پس بیان آل تمہید مقدمہ رومی خواہد و آل مقدمہ
ایں کہ حق تعالیٰ شانہ انسان را نحو آن گوناگون و مقتضیات بوقلمون آفرید۔

اکل و شرب و ازدواج و غیرہ از ضروریات طبعیہ انسان است۔ اما برائے ہر یکے حدود و ضوابط
معینہ ہست کہ رانمی رسد کہ بوقت جوع مال غیر یا چیزے حرام را خورد۔

و نمی رسد کہ بوقت تشنگی آب نجس و حرام نبو شد و نمی رسد کہ بجز زنان مباحہ راہ استمتاع بگوید۔
چنانکہ برائے تحصیل مآکل و مشارب و جود معینہ ہست پنجنیں برائے تحصیل ازواج طرق محدودہ
است و چنانکہ اعتداء از حدود تحصیل غذا و شرب و لباس بجر اثم ظلم و عدوان و غصب و سرقت و رشوت و غیرہ
می رساند و مغضوب خالق می سازد پنجنیں اعتداء از حدود مخالطت بفواحش زنا و نظر محرم و قبلہ محرمہ می برد
معموت منتقم حقیقی می کند۔

ہر گاہ کہ فتنہ اعتداءے حدود مخالطت خیلے عظیم و فساد او فساد ہا کل بود شریعت مطہرہ اسلامیہ
دریں باب خیلے احتیاط مرعی داشت و مردان و زنان را بہ تجنب از دواعی فساد بتاکید اکید امر فرمود۔ رب
العزۃ بجناب رسالت پناہ خطاب فرمودہ گفت قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم و یحفظوا
فروجہم و گفت و قل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن و یحفظن فروجہن ولا یتدین
زینتہن الا ما ظہر منها ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن ولا یتدین زینتہن الا لبعولتہن او
آباءہن (الایۃ) (۱)

و حضرت رسالت پناہ ﷺ زنان را از حضور مجالس رجال و اجتماع بایشاں بازداشت تا آنکہ نماز
زنی را اندرون خانہ از نمازش بدالان و نمازش را بدالان از نمازش بھجن و نمازش را بھجن دار از نمازش بمسجد
محلہ و نمازش را بمسجد محلہ از نمازش بمسجد جامع افضل و بہتر فرمود (۲) و زنان از اتباع جنازہ منع فرمود (۳)
بلکہ مطلقاً خروج زنان از بیوت بغیر ضرورت مستحسن نشمرده (۴) و فرمود المرأة عورة و انہا اذا

(۱) النور: ۳۰-۳۱

(۲) عن ام حمید الساعدیۃ انہا جاءت الی رسول اللہ ﷺ فقالت: یا رسول اللہ انی احب الصلوۃ معک قال قد
علمت انک تحبین الصلوۃ معی و صلوتک فی بیتک خیر لک من صلوتک فی حجرک و صلوتک فی حجرک
خیر لک من صلوتک فی دارک و صلوتک فی دارک خیر لک من صلوتک فی مسجد قومک و صلوتک فی مسجد قومک
خیر لک من صلوتک فی مسجد الجماعة (فتح الباری شرح صحیح البخاری: باب خروج النساء الی المساجد
باللیل بالغلس ۲/۲۹۰ ط مصر)

(۳) عن ام عطیہ انہا قالت: نہینا عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا (صحیح البخاری: باب اتباع النساء الجنائز
۱/۱۷۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) قال اللہ تعالیٰ و قرن فی بیوتکن (الایۃ) قال القرطبی فی تفسیرہ 'معنی هذه الاية الا مر بلزوم البيت وان كان
الخطاب لنساء النبی ﷺ فقد دخل غیرہن فیہ بالمعنی' هذا لولم یرد دلیل نہی جمیع النساء کیف والشریعة
طافحة بلزوم النساء بیوتہن والا نکفاف عن الخروج الا لضرورة (الاحزاب: ۷۳۳/۱۱۷) دار الکتب العربیۃ
بیروت لبنان

خارجت استشرافها الشیطان وانها اقرب ما تكون الى الله وهی فی تعزیتها (رواه الطبرانی فی الکبیر مجمع الزوائد) (۱) ونیز فرمود ما من امرأة تخرج فی شهرة من الطیب فینظر الرجال الیها الا لم نزل فی سخط الله حتی ترجع الی بیتها (مجمع الزوائد من الطبرانی) (۲)

ازیں تمام نصوص شرعیہ واضح شد کہ شریعت مقدسہ مطہرہ برائے زنا اطلاق ناجائز نداشته کہ برائے مرداں مباح است و در سد باب مفسد و دواعی اعتداء از حدود استمتاع خیلے اہتمام و تاکید فرمود۔

ولا ریب کہ مسلماناں بہ برکت اتباع اوامر الہیہ و تعمیل ارشادات نبویہ در معاشرت اہم معاشرتے دارند کہ از ہمہ فسادات مبراء از جمیع فواحش منزہ است۔

پردہ متعارف اسلامیات شعبہ از شعب ہمیں معاشرہ و تہذیب است۔ مفسد نسائیہ کہ در اقوام غیر مسلمہ ایشیا و یورپ و افریقہ و امریکہ مشاہدہ می رود در شر فائے اہل اسلام اثرے ازال یافته نمی شود۔

اسلامیائے رومی منرو کہ بر جمیع اقوام عالم در خصوص ایں امر نیازند و طبل افتخار بنوازند۔ امروزہا مفسد اطلاق زناں در ممالک یورپ بر ہمہ عالم ہوید است۔

دریں زمانہ پر فتنہ بر ذمہ اولی الامر سلاطین اسلام متختم است کہ مراقبہ احوال مسلمین بکنند و ایشان را از حفیض تنزل باوج ترقی برسانند۔

ضروریات زمانہ حاضر بتوسیع تعلیم و اشاعت علوم در جماعت زناں احتیاجے شدید پیدا کردہ اہم ترین فوائد از تعلیم زناں حاصل و بسبب جمالت ایشان فوت می شود لیکن شک نیست کہ فطائف حفظ حدود الہیہ و صیانت شعار اسلامیہ و ترویج سنت نبویہ و ابقائے قوانین متعارفہ قومیہ نسبت بہمہ و فطائف اقدام و اہم است۔ چہ سلاطین اسلام بمقتضائے السلطان ظل اللہ فی الارض (۳) اخلال حضرت احدیت و نائبین حاملین رسالت اند و ظل شے را باید کہ از ذی ظل متفاوت نباشد۔

نظر بریں لازم آمد کہ سلاطین اسلام اولاً وبالذات احیائے ملت و سلوک لسا لک تہذیب اسلامی و رعایت آداب معاشرۃ سلف صالحین لازم دارند و صبیات را بحدے اطلاق نہ دہند کہ ایشان عادات و اطوار زناں یورپ آموختہ از معاشرۃ اسلامیہ و تہذیب سلف مطلق و آزاد شوند و عواقب و خیمہ اطلاق و آزادی با ایشان رسد۔

اگر اسلامیائے از قوانین و شعار اسلامیہ بے نیاز شدہ ترقی کردند (اگر تسلیم کردہ شود کہ ایں چنین

(۱) کتاب الادب باب خروج النساء ۲/ ۵۷۰ ط بیروت

(۲) حوالہ بالا

(۳) عن ابن عمر ان النبی ﷺ قال : ان السلطان ظل الله فی الارض (الحديث) (مشکوۃ المصابیح کتاب الامارۃ والقضاء ۲/ ۳۱۹ ط سعید)

ترقی 'ترقی ہست' ترقی اسلام و اقوام مسلمہ نباشد - واللہ لن یفلح آخر هذه الامة الا بما افلح به اولها - (۱) نظر بر امور فوق جواب 'استفتاء ایس' کہ

افتتاح و اجرائے مدارس خاصہ بزنان و اجتماع صبعیات برائے تعلیم - و تعلیم فنون لائقہ بزنان و تعلیم کتابت بزنان ہمہ امور مشروعہ ہست و استحسان شعری وارد (۲) چہ اصل آں نظم تعلیم است و از حامل نوائے رسالت ﷺ فی الجملہ زنان بہ تعلیم مجتمعات در مکا نے مردی شدہ و ازین است کہ امام بخاری عقد بابے بایں ترجمہ نمودہ ہل یجعل للنساء يوماً علی حدة و اثبات حکم حدیثی کہ مشعر است بجواز اجتماع زنان در مکا نے برائے تعلیم فرمودہ (۳) و تجربہ شاہد کہ نائندہ کہ در تعلیم اجتماعی میسر شود در انفرادی حاصل نمی گردد -

اجرائے مدارس زنان اگر بصورت تخصیص در قرون اولی نبود مضائقہ ندارد چہ قیام مدارس صبیان ہم بصورت تخصیص در زمان سلف نشانے ندارد مع ہذا جما ہیر امت محمدیہ بجوازش قائل و در مدارس رجال بتعلیم و تعلم شاغل اند - (۴)

تعلیم فرائض اسلامیہ و واجبات شرعیہ معاویہ و معاشیہ فرض و تعلیم علوم مستحبہ مثل سیر صالحین و عبر و حکم مستحب و تعلیم فنون مباحہ مباح است - (۵)
و وظیفہ سلطان الاسلام و المسلمین ظل اللہ فی الارضین اینکہ صیانت اوضاع اسلامیہ و مراقبہ احوال مدارس صبیات و سد ابواب خلل و رفع اسباب زلل بذمہ ہمت مبارکہ خود و بگیریہ ندو و وظیفہ قوم اینکہ

(۱) کتاب الاعتصام الشاطبی : ۲/۲۱۵ ط بیروت امداد المفتین - کتاب السنة والبدعة ۱/۲۰۸ ط ادارة المعارف کراچی

(۲) عن الشفاء بنت عبد الله قالت : دخل على النبي ﷺ و انا عند حفصة فقال لي الا تعلمين هذه رقبة النملة كما علمتها الكتابة (سنن ابی داؤد باب ماجاء فی الرقی ۲/۱۸۶ ط سعید) قال الشيخ فی بذل الجمهور 'فیه دلیل علی جواز كتابة النساء' و اما حدیث لا تعلمو هن الكتابة فمحمول علی من یخشی علیها الفساد (بذل المجهود فی حل سنن ابی داؤد ۵/۸ ط معهد الخلیل الاسلامی کراچی)

(۳) عن ابی سعید الخدری قال : قال النساء للنبی ﷺ غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا يوماً من نفسك فوعدهن يوماً لقیهن فیہ فوعدهن و امرهن (الحديث) (صحیح البخاری باب هل یجعل للنساء يوماً علی حدة ۱/۲۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) و فی المراقبة لملا علی القاری : قال الشيخ عز الدین بن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد : البدعة اما واجبة كتعلم النحو - و اما مندوبة 'کاحداث الربط و المدارس' و کل احسان لم یعهد فی الصدر الاول - (باب الاعتصام بالکتاب و السنة الفصل الاول ۱/۲۱۶ ط امدادیہ ملتان)

(۵) و اعلم ان تعلیم العلم یكون فرض عین : و هو بقدر ما یحتاج لدینہ و فرض کفایة : و هو مازار علیہ لنفع غیرہ و مندوباً : و هو التبحر فی الفقه و علم القلب الدر المختار قال المحقق فی الشامیة : قال العلامی فی فصولہ من فرائض الاسلام تعلم ما یحتاج الیه العبد فی اقامة دینہ و اخلاص عملہ لله تعالی و معاشرۃ عباده و فرض علی کل مکلف و مکلفة بعد تعلمہ علم الدین و الهدایة تعلم علم الوضوء و الغسل - (قوله و فرض کفایہ) فهو کل علم لا یستغنی عنه فی قوام امور الدنیا کالطب و الحساب و النحو الخ (مقدمة : مطلب فی فرض الكفایة و فرض العین ۱/۴۲ ط سعید)

باقثال او امر نخل اللہ تقدّم نمایند اگر ہر وظیفہ بجائے خود بحمال انجامید خیلے فوائد مہمہ و عوائد فاضلہ بقوم و ملک حواہد رسید انشاء اللہ تعالیٰ۔

کیفیت اجزائے آل بہ نہجیکہ سلطان الاسلام والمسلمین ظل اللہ فی الارضین ممشورہ الساطین علم و حامیان تہذیب اسلامی و محافظین شعار اسلامیہ و قومیہ نظر بخصوص احوال افغانستان مناسب بینند بکنند (۱)

جملۃ الامرایس کہ مدارس صبیات مختصہ بہ بصیبات باشد و اجتماع و حضور و آمد و رفت ایشان بمدارس بطورے منضبط کردہ شود کہ احتمال تطرق فساد باقی نماند۔ (۲)

نسائے صالحات را خدمت تعلیم و تہذیب تفویض کردہ شود اگر زنان معلّمہ میسر نہ آیند باضطرار رجال صالحین معتمد علیہم را معین نمایند و مراقبہ احوال ایشان لازم دانند۔ (۳)

(۱) ابتدائے سن بلوغ نہ سال و انتہائیش پانزدہ سال است یعنی امکان دارد کہ صبیہ نہ سالہ بالغہ و مکلفہ شود (۴) و باختلاف قوت و استعداد و صلاحیت جسمانیہ و تنوع آب و ہوا و خصوصیات نسلیہ و قومیہ سن بلوغ و تکلیف مختلف می شود ارباب بصیرت در ہر مقام تعیین سال می توانند کرد۔

درجہ مشہتہ نیز باختلاف مقام و احوال متفاوت می شود ممکن کہ صبیہ ہشت سالہ یا ہفت سالہ مشہتہ گردد و ممکن کہ تا یازدہ و دوازہ سال بعد مشہتہ نہ رسد۔

حکم ستر صبیات آنکہ عمر دہ سالگی ستر واجب می شود حد ستر صبیہ دہ سالہ مثل حد ستر بالغہ ہست در رد مختار می آرد ثم کبالغ۔ صاحب رد المختار می گوید ای عورتہ تکنون بعد العشرۃ کعورۃ البالغین (۵) و صاحب رد المختار در بیان درجہ مشہتہ می آرد و اختلفوا فی حد المشہتہ و صحیح الزیلعی و غیرہ انہ لا اعتبار بالسن من السبع علی ما قیل او التسع وانما المعتبر ان تصلح للجماع بان تکنون عبلۃ ضخمة والعبلۃ المرآة التامة الخلق (۶)

(۲) وظائف تربیت اولاد بدمہ پدر متعلقہ بغذا و لباس و تہذیب و تعلیم بر درجہات متفاوتہ منقسم

(۱) يجب علی الامام ان يشاور اهل الحل والعقد فی مهمات الامور التي لانص فیها (تکملۃ فتح الملہم : کتاب الامارۃ ۳/ ۲۷۵ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) واذا کان الشرع اذن للمرأة ان تتعلم ما ینفعها فی امر دینہا و دیناها فیجب ان یکون هذا التعلیم بمعزل من الذکور دنیائی عنہم حتی یسلم البنت عرضہا و شرفہا الخ (تربیت الاولاد فی الاسلام : مسئولیۃ الواجب التعلیمی ۱/ ۲۷۶ ط دار الاسلام قاہرہ بیروت)

(۳) امرآة متعلم من الاعمی ان تعلمت من المرآة احب (خلاصۃ الفتاوی : القراءۃ خارج الصلوۃ ۱/ ۱۰۳ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(۴) وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولہا تسع سنین هو المختار کما فی احکام الصغار (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار : فصل بلوغ الغلام ۶/ ۱۵۴ ط سعید)

(۵) کتاب الصلاۃ مطلب فی ستر العورۃ ۱/ ۴۰۸ ط سعید

(۶) باب صفۃ الصلاۃ باب الامامۃ ۱/ ۵۷۳ ط سعید

است تعلیم فرائض و واجبات شرعیہ فرض و تعلیم محاسن اخلاق و حسن معاشرت و فنون مدہ معیشت و حرف و صنائع مستحب و مباح بقدر درجہ ہائے شرعیہ و طبعیہ ہست - (۱)

پدر رومی رسد کہ اولاد را بر تعلیم فرائض و واجبات مجبور کند و تا دیب نماید -

قال النبی ﷺ علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین واضربوه علیها ابن عشرة

(ترمذی) (۲) وقال النبی ﷺ لان یودب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی)

(۳) وقال ﷺ ما نحل والد ولداً من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی) (۴)

(۳) سترے کہ در نماز شرط است سوائے وجہ و یدین و قدین ہمہ جسم را شامل است (۵) و ستر

عرفی کہ نظر غصمت است وجہ و یدین و قدین را نیز شامل است زیرا کہ نیا طت فتنہ بکشف وجہ اغلب

است (۶) و حکم دائر بعلت خدو باشد - حجت تختم ستر عرفی قول باری عزاسمہ و اذا سالتموهن متاعاً

فاستلوھن من وراء حجاب (۷) و قول نبی ﷺ افعمیا وان انتما (۸) ہست نعم فرق در میان

اجانب و محارم چیزے است معتمد علیہ چہ در محارم احتمال فساد منعدم و ضروریات معاشرۃ مقتضیہ تسامح

موجود است (۹) و ہمچنین در میان صبیان صغیر السن (۱۰) و صبیات صغیرۃ السن کہ غایت بہ نہ سالگی

باشند (۱۱) و میان زائد العمر فرقے ہست کہ اشارتے ہاں در فوق رفت اما قبل تاہل و بعد تاہل فرقے بنظر

(۱) و فی القنیۃ : لہ اکراہ طفله علی تعلیم قرآن و ادب و علم لفریضتہ علی الرالدین (الدر المختار : باب التعزیر ۷۸/۴ ط سعید)

(۲) باب ماجاء متى يؤمر الصبی بالصلوة ۹۳/۱ ط سعید)

(۳) باب ماجاء فی ادب فی ادب الولد ۱۶/۱ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

(۵) بدن الحرہ عورة الا وجهها و کفہا و قدمیہا کذا فی المتون (عالمگیریۃ الفصل الاول فی الطہارۃ و ستر العورة ۵۸/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۶) و تمنع الشابة من کشف الوجه بین رجال لانه عورة بل لخوف الفتنة کمسہ (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ : والمعنی تمنع من الکشف نخوف ان یری الرجال و جہہا فتقع الفتنة لانه مع الکشف قد یقع النظر الیہا بشهوة (کتاب الصلاة مطلب فی ستر العورة ۴۰۶/۱ ط سعید)

(۷) الاحزاب : ۵۳

(۸) سنن ابی داؤد : باب قوله تعالى و قل للمؤمنات یعضضن من ابصار هن ۲۱۴/۲ ط سعید

(۹) و ینظر الرجل من محرمہ ہی من لا یحل لہ نکاحها ابداً بنسب او سبب ولو بزنا الی الراس والوجه والصدر والساق والعضدان امن شہوتہا (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار : فصل فی المس والنظر ۳۶۷/۶ ط سعید)

(۱۰) قال اللہ تعالیٰ : ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن (الی قوله تعالیٰ) او الطفل الذین لم یتظہر و اعلى عورات النساء (الایۃ) (النور : ۳۱)

(۱۱) و فی السراج : لا عورة للصغیر جدّاً ثم مادام لم یشتہ فقبل و دبر ثم تغلظ الی عشر سنین ثم کبالغ (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ و اختلفوا فی تقدیر حد الشهوة فقیل سبع و قیل تسع (مطلب فی ستر العورة ۴۰۷/۱ ط سعید)

نیامدہ۔

(۴) علوم فرائض و واجبات اسلامیہ از عبادات و معاملات و معاشرت و اجتماعات فرض۔ و علوم مستحبات مستحب۔ و علوم مباحات مباح۔ (۱) حسب تفصیل نمبر ۲ باید فہمید۔

(۵) اجتماع نسواں فی حد ذاتہ مخطور نیست۔ اگر زناں در جائے مجتمع شوند و اجتماع را غرض مفید و غایت نافع باشد شرعاً خطرے لازم نیاید۔ (۲) اما اختلاط زناں بر جال در مجامع نظر بر تطرق فتن ممنوع است۔ و ازین است کہ زنان از اتباع جنازہ و خروج از خانہائے خود بلا ضرورت شدیدہ بازداشتہ شدند و ترغیب نماز در خانہ ایشاں رادادہ شد۔ و نماز خانہ در حق ایشاں از نماز مسجد محلہ بلکہ مسجد نبوی ہم افضل شمر وہ شد (۳)

(۶) حقوق نسواں محترم تنها بقواعد اجتماعیہ و فی ہمیں قدر است کہ ایشاں بعد ادائے حقوق دینیہ خالصہ ادائے حقوق اقارب و زوج و تربیت اولاد و تنظیم امور منزل شعار خود سازند و از اجانب احتراز و اجتناب در زیدہ اگر صنعتی بہ دست دارند و فرصت بہم رسد بدال مشغول باشند۔ در مجالس و محافل بے باکانہ در آمدن و در مجامع ہنر و لعب بے حجابانہ شریک شدن و راہ اختلاط با جانب پوشیدن نہ صرف ذاتیات نسواں را مضرت ہائیکہ مساند بلکہ تہذیب اسلامی را از بیخ بر کند۔ (۴)

(۷) ایں ہمہ لواحق کہ بر روئے قرطاس آور دیم بر طبق اصول سادات حنفیہ بود۔ شواہد و نظائر ہر لائحہ در کتب مشائخ و اسفار مذہب موجود است واللہ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ و کفایۃ الاولیٰ ۱۳۳۳ھ
(یادداشت) فتوائے محیثیت شخصیہ کاتب الحروف مقتصر باید داشت

(۱) و اعلم ان تعلم العلم یكون فرض عين: وهو بقدر ما يحتاج لدينه، و فرض كفایہ: وهو ما زاد عليه لنفع غيره و مندوباً وهو التبخر في الفقه و علم القلب (الدر المختار) قال المحقق في الشاميه: و فرض على كل مكلف و مكلفه بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل..... (و فرض كفایہ) و اما فرض الكفایة من العلم فهو كل علم لا يستغنى عنه في قوام امور الدنيا الخ (مقدمه: مطلب في فرض الكفایة و فرض العين ۱/ ۴۲ ط سعید)

(۲) عن ابی سعید بن الخدری قال جاء ت امرأة الى رسول الله ﷺ فقالت: يا رسول الله ذهب الرجال بحديثك فاجعل لنا يوماً من نفسك، يومانتيك فيه يعلمنا مما علمك الله فقال اجتمعن في يوم كذا وكذا في مكان كذا وكذا فاجتمعن فاتاهن رسول الله ﷺ فعلمهن مما علمه الله الحديث (صحيح البخاري: باب تعلم النبي امته من الرجال والنساء ۲/ ۱۰۸۷ ط قديمي كتب خانه كراچی)

(۳) عن ام حميد الساعديه انها جاءت الى رسول الله ﷺ فقالت: يا رسول الله اني احب الصلوة معك قال قد علمت انك تحبين الصلوة معي و صلوتك في بيتك خير لك من صلوتك في حجرتك و صلوتك في حجرتك خير لك من صلوة في دارك و صلوتك في دارك خير لك من صلوتك في مسجد قومك و صلوتك في مسجد قومك خير لك من صلوتك في مسجد الجماعة (فتح الباري: باب خروج النساء الى المساجد) بالليل بالغسل ۲/ ۲۹۰ ط مصر) و في رواية احمد: " في مسجدي " (۲۶۵۵/ ۷، ۵۱۴-۵۱۵ ط دار احياء التراث العربي، بيروت لبنان)

(۴) فلا تخرج الا لحق لها او لزيارة ابويها كل جمعة مرة او المحارم كل سنة، ولكونها قابلة وغاسلة لا فيما عدا ذلك (الدر المختار مع رد المحتار: مطلب في منع الزوجة لنفسها بقبض المهر ۳/ ۱۴۳-۱۴۴ ط سعید)

(ترجمہ) اس کے نام اور تعریف کے ساتھ پاک اور بلند ہے وہ بارگاہ منعم حقیقی جل شانہ و عز سلطانہ جس نے انسان کو لباس علم اور زیور ہنر سے آراستہ کر کے اُس کی عظمت کے جھنڈے کو بفرمان ”ولقد کرمنا بنی آدم“ بلند کیا اور اولاد آدم کے سینوں کو امانت ربانی اور ودیعت رحمانی کا مستقر بنا کر خدا داد علوم کی روشنی سے منور کیا اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا فضل الصلوٰۃ والتحیۃ کو کنتم خیر امة اخرجت للناس سے سرفرازی بخشی اور اس امت کے علماء کو انبیاء و مرسلین کی میراث سے بہرہ مند فرما کر اور ان کے لئے اسلام کی مکمل اور آخریت شریعت نازل فرما کر ”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی“ کی مہر لگادی خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے شریعت اسلام کو ایک واضح روشن اور معتدل شریعت بنایا جا چکا تھا دنیا و آخرت کا کوئی ایسا باب نہیں چھوڑا جس کے متعلقہ احکام و ضاحت کے ساتھ بیان نہ فرمائے ہوں اور نفسیات و اجتماعیات کا کوئی شعبہ ایسا باقی نہیں رہا جس کی حقیقت کا اکتشاف نہ کیا ہو دین کی مکمل تعلیم مسلمانوں کی نجات کی کفیل اور ارشادات نبوی کا مینار ان کے لئے بہترین رہنما ہے ائمہ مجتہدین کی تصانیف مفصل احکام و مسائل سے معمور اور اغیار کی تلخیص سے دور ہیں۔

دنیا کی غیر مسلم اقوام نے اسلام کی تعلیم و تہذیب سے بہت کچھ خوشہ چینی کی ہے اور حامیان تمدن و تہذیب نے اسلام کی رہنمائی میں ہی پناہ لی ہے اسلام ایک ایسا مضبوط کلچر رکھتا ہے جو تغیرات زمانہ کے ساتھ متغیر نہیں ہو سکتا اور اس کی تازگی و رعنائی میں حوادث کی گرم ہواؤں سے کوئی پڑمردگی پیدا نہیں ہو سکتی مومن کے قدر و قامت پر پروردگار عالم اور کارکنان قضاء و قدر نے جو مخصوص ثقافتی لباس چست کیا ہے واللہ اس کو کبھی بوسیدگی و کھنگنی لاحق نہ ہو سکے گی۔

مختلف انسانی طبقات جو اجتماعیات میں حقیقت واحدہ کے ارکان کا حکم رکھتے ہیں ان میں سے ہر ایک رکن کا ایک خاص درجہ مقرر اور ہر ایک کا ایک موقف و مقام معین و مقدر ہے اگر مرد کو خاص اعزازات بخشے گئے ہیں تو عورت کو بھی خاص خاص امتیازات عطا فرمائے گئے ہیں۔

بعض کام مردوں کے مناسب ہیں اور بعض کام عورتوں کے لائق ہیں، اجتماعی زندگی میں مردوں اور عورتوں کے لئے جدا جدا حدود مقرر ہیں لہذا ہر ایک کو اپنے مقام اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے اور یہ ایک ایسی ناقابل تردید بات ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ جو آج کل زیر بحث ہے اس کے دو حصے ہیں ایک تو یہ کہ عورتوں کو تعلیم دینی چاہیے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ ان کو تعلیم دینے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

صورت اول میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں کیونکہ حصول علم اسلام کے فرائض میں سے ہے تحصیل علم کی فرضیت کا خطاب اور انفرادی و اجتماعی آیات قرآنیہ میں تدبر و تفکر کا حکم صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے علم کی روشنی حاصل کرنے کی ضرورت صرف مردوں یا کسی ایک

صنف کے لئے منحصر نہیں ہے کیونکہ علم حیات انسانی کے لوازم میں سے ہے۔

کوئی انسان مرد ہو یا عورت جو علم سے بہرہ مند نہیں ہے وہ حقیقتہً حیات انسانی سے محروم ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے عالم کو زندہ اور جاہل کو مردہ کہا ہے جیسا کہ فرمایا وما یستوی الاحیاء ولا الاموات اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے ”طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ“ لفظ مسلمہ جو اکثر روایتوں میں نہیں ہے اگر صحیح تسلیم نہ کیا جائے تب بھی ثبوت حکم میں خلل واقع نہ ہوگا کیونکہ شریعت میں خطابات کا عموم ذکر و اناث کو شامل ہوا کرتا ہے پس مسلم سے مراد صاحب اسلام ہے خواہ مرد ہو یا عورت جیسا کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ اور اسی قسم کے دیگر نصوص صرف مردوں کے لئے نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

بڑی بڑی صحابیات نے تحصیل علم کے لئے سخت جدوجہد فرمائی ہے اور سلف میں سے بہت سی صالحات نے علم حاصل کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کی ہیں ان پاک طینت مخدرات عصمت نے استفادہ علم کے لئے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے گلے شکوے کئے اور کہا کہ ہمارے مقابلے میں مردوں نے آپ کو گھیر لیا ہے پس آپ ہم کو بھی اپنا ایک دن عطا فرمائیے چنانچہ مرئی اعظم ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی آپ ایک صحابیہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں بہت سی عورتوں کا اجتماع ہوا اور آپ نے ان کو احکام شریعت کی تعلیم دی۔

اسی طرح ایک عید کے موقع پر آپ نے عید کا خطبہ دیا اور پھر خیال ہوا کہ عورتیں خطبہ نہیں سن سکیں لہذا آپ خود بہ نفس نفیس عورتوں کے اجتماع کے قریب تشریف لے گئے اور دوبارہ خطبہ دیا۔ پس علوم ضروریہ کی تحصیل کی فرضیت اور علوم مستحبہ کے حصول کا احتجاب اور مباح علوم کے اکتساب کی اباحت عورتوں کے لئے محل تردد نہیں ہے اور اس مسئلہ میں عورتوں مردوں کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم دلانے کی صورت اور طریقہ کیا ہونا چاہئے پس اس پر بحث کرنے سے پہلے تمہید ذیل پر غور کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو انواع و اقسام کی احتیاجات و خواہشات کے ساتھ پیدا کیا ہے مثلاً کھانا پینا اور ازدواج وغیرہ انسان کی فطری ضرورتیں ہیں لیکن ہر ایک ضرورت پوری کرنے کے لئے کچھ حدود اور ضابطے مقرر ہیں کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ بھوک کے وقت غیر کامال یا کوئی حرام چیز کھالے یا پیاس کے وقت ناپاک یا حرام مشروب پی لے اور جائز نہیں کہ جائز و حلال عورت کے سوا کسی عورت سے حظ نفس حاصل کرے۔

جس طرح معاش حاصل کرنے کے لئے جائز طریقے مقرر ہیں اسی طرح زوجہ حاصل کرنے کے لئے بھی خاص حدود ہیں اور جس طرح کہ تحصیل رزق و لباس کے مقررہ طریقوں سے تجاوز کرنا جرائم و ظلم، عدوان و غصب، سرقت و رشوت کی طرف لیجاتا ہے اور خالق کا غضب کا سبب بنتا ہے اسی طرح

صنعتی تعلقات کے حدود سے تجاوز کرنا بدکاری، بد نگاہی اور ناجائز اختلاط کی طرف لے جاتا ہے اور منتقم حقیقی کے عتاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔

یہ ناجائز اختلاط کا فتنہ چونکہ عظیم الشان فتنہ ہے اور اس کے نتائج بہت تباہ کن ہوتے ہیں اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس باب میں بہت زیادہ احتیاط مد نظر رکھی ہے اور مردوں اور عورتوں کو دو اعلیٰ فساد سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ حضرت رسالت پناہ صلیم کو خطاب فرماتا ہے۔ ”و قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم و یحفظوا فروجہم“ اور فرمایا ”و قل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن و یحفظن فروجہن ولا یتبدین زینتہن الا ما ظہر منها و لیضربن بخمرہن علیٰ وجوہہن ولا یتبدین زینتہن الا لبعولتہن او آباءہن“

اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کو مردوں کے اجتماعات میں شریک ہونے سے منع فرمایا ہے یہاں تک فرمایا کہ عورت کا کوٹھڑی کے اندر نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور دالان کی نماز صحن کی نماز سے اور گھر کے صحن کی نماز مسجد محلہ کی نماز سے اور مسجد محلہ کی نماز مسجد جامع کی نماز سے بہتر ہے اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا۔ بلکہ مطلقاً گھروں سے بلا ضرورت عورتوں کے نکلنے کو اچھا نہیں سمجھا۔ فرمایا ”المرأة عورة وانها اذا خرجت استشر فہا الشیطان وانها اقرب ما تكون الی اللہ وہی فی قعر بیتہا (رواہ الطبرانی فی الکبیر مجمع الزوائد) اور فرمایا ”ما من امرأة تخرج فی شہرة من الطیب فینظر الرجال الیہا الا لم تنزل فی سخط اللہ (مجمع الزوائد من الطبرانی)

ان تمام نصوص شرعیہ سے واضح ہے کہ جو آزادی مردوں کو دی گئی ہے شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے جائز نہیں رکھی اور صنعتی تعلقات کی حدود سے تجاوز کرنے کے اسباب اور اس کے مفاسد کے سد باب کے لئے بے انتہا سعی بلیغ فرمائی ہے بیشک احکام خداوندی کی اطاعت اور ارشادات نبوی کی تعمیل کی برکت سے دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کا معاشرہ بدکاری و فواحش سے پاک اور محفوظ ہے۔

پردہ جو مسلمانوں میں رائج ہے وہ اسی تہذیب و معاشرہ کا ایک حصہ اور شعبہ ہے صنعتی بگاڑ جو ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کی غیر مسلم اقوام میں دیکھا جا رہا ہے شرفائے اہل اسلام کے اندر اس کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔

خاص کر اس باب میں اگر مسلم قوم تمام اقوام عالم پر فوقیت کا ناز کرے اور فخر کرے تو زیبا ہے دور حاضر کی عورتوں کی مطلق العنانی سے ممالک یورپ میں جو تباہی برپا ہے وہ دنیا پر روشن ہے اس عہد پر فتن میں سلاطین اسلام کے ذمہ واجب ہے کہ مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیں اور ان کو تنزل کی پستی سے اونچ ترقی پر پہنچانے کی کوشش کریں۔

زمانہ حاضر کے مقتضیات نے عورتوں کے اندر تعلیم کی توسیع و اشاعت کی شدید ضرورت پیدا کر دی ہے، وہ اہم فوائد جو ان کی تعلیم کی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں وہ محض ان کی جہالت کی وجہ سے فوت ہو رہے ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ حدود الہیہ کی نگہداری اور شعائر اسلامیہ اور ترویج سنت نبویہ کی پاسداری اور قومی تہذیب و معاشرہ کا باقی رکھنا دوسرے تمام امور سے زیادہ اہم اور مقدم ہے کیونکہ سلاطین اسلام خدائے واحد کے سائے اور انبیاء کے قائم مقام ہیں اور کسی چیز کا سایہ اس چیز کے مطابق ہی ہونا چاہیے۔

ان امور کے پیش نظر لازم آیا کہ سلاطین اسلام سب سے پہلے اور بذات خود دین کا احیاء کریں اور اسلامی تہذیب کے راستے اختیار کریں اور سلف صالحین کے آداب معاشرۃ کی حفاظت ضروری سمجھیں اور لڑکیوں کو اتنی آزادی نہ دیں کہ وہ زنان یورپ کی عادات و اطوار سیکھ کر اسلامی معاشرۃ اور اسلاف کی تہذیب کو خیر باد کہہ دیں اور پھر اس آزادی کے خطرناک نتائج اور ان کو بھگتنے پڑیں۔ اگر مسلم قوم اسلامی قوانین و شعائر کو چھوڑ کر ترقی کرے (بشرطیکہ اس کو ترقی مانا جائے) تو یہ ترقی اسلام کی اور مسلم قوم کی ترقی نہ ہوگی خدا کی قسم اس اہمیت کے متاخرین ہرگز ترقی نہ کر سکیں گے جب تک کہ متقدمین کے اسوہ حسنہ کو اختیار نہ کریں امور مذکورہ بالا کو پیش نظر رکھتے ہوئے استفاء کا جواب یہ ہے کہ۔

زنانہ مدارس کا کھولنا اور جاری کرنا اور لڑکیوں کا تعلیم کے لئے وہاں جانا اور عورتوں کو انکی صنف کے مناسب علوم و فنون سکھانا اور کتابت سکھانا یہ تمام امور شریعت کے مطابق اور مستحسن ہیں کیونکہ ان کا مبنی تعلیم و تعلم کی تنظیم اور تشکیل ہے تعلیم کے لئے اجتماعی طور پر عورتوں کا ایک مقام پر جمع ہونا احادیث سے ثابت ہے اور اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے ایک باب اس عنوان کا باندھا ہے کہ هل يجعل للنساء یوما علی حدۃ اور اس کے تحت وہ حدیث لائے ہیں جس سے تحصیل علم کے لئے کسی مکان میں عورتوں کا اجتماع ثابت ہوتا ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ اجتماعی طور پر تعلیم جس قدر مفید ہے انفرادی طریقے سے اتنی مفید نہیں۔

زنانہ مدارس کی تشکیل اگر قرون اولیٰ میں نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ لڑکیوں کے اسکول اور مدرسے بھی زمانہ ماضی میں نہیں تھے پھر بھی امت محمدیہ کے تمام علما اس کے جواز کے قائل ہیں اور مردانہ مدارس کے اندر پڑھتے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں۔

فرائض اسلامیہ اور واجبات شرعیہ خواہ عبادات میں سے ہوں خواہ معاملات میں سے ان کی تعلیم فرض ہے اور علوم مستحبہ مثلاً صلحا و علما کے تذکرے اور عبرت آموز تاریخی روایات اور اخلاقیات وغیرہ کی تعلیم مستحب ہے اور فنون مباحہ کی تعلیم مباح ہے۔

سلطان اسلام ظل اللہ کا فرض ہے کہ اسلامی طرز معاشرت کی حفاظت کرے اور زنانہ

مدارس کے حالات کی نگرانی اور مفاسد و فتن کی روک تھام کو اپنے ذمہ لازم سمجھے اور رعایا کا فرض ہے کہ ظل اللہ کی اطاعت کریں اگر ہر کام کو حدود شناسی کے ساتھ عمدہ طریقے سے انجام دیا جائے تو ملک و قوم کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہنچے گا۔

زنانہ اسکولوں کے اجرا کا طریقہ پادشاہ اسلام، مشورہ ارکان دولت و علمائے ملت و حکمائے امت طے کرے خاص کر افغانستان کے حالات کو مد نظر رکھ کر جو طریقہ مناسب ہو وہ اختیار کیا جائے۔
اجمالاً یہ کہ لڑکیوں کے اسکول صرف لڑکیوں کے لئے مخصوص ہونے چاہئیں اور ان کے لئے اسکولوں میں جمع ہونے اور آمد و رفت کے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ فتنہ کا احتمال باقی نہ رہے نیک کردار اور پاک دامن عورتوں کو تعلیم و تربیت کی خدمت کے لئے مقرر کیا جائے اگر معلمات نہ مل سکیں تو مجبوراً نیک اور صالح قابل اعتماد مردوں کو معین کیا جائے اور ان کی کڑی نگرانی کی جائے۔

(۱) سن بلوغ کی عمر کم سے کم نو سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہے یعنی نو سال کی لڑکی کا بالغ اور مکلف ہو جانا ممکن ہے اور جسمانی قوت و استعداد اور نوعیت آب و ہوا اور نسلی و قومی خصوصیات کے اختلاف سے بلوغ و مکلفیت کی عمروں میں اختلاف ہوتا ہے ارباب بصیرت مختلف مقامات کے مطابق عمر بلوغ متعین کر سکتے ہیں۔

مشتہات کے درجات بھی احوال و مقامات کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ سات آٹھ سال کی لڑکی مشتہات ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ گیارہ بارہ سال تک مشتہات نہ ہو۔

لڑکیوں کے لئے ستر عورت کا حکم یہ ہے کہ دس سال کی عمر میں ستر واجب ہو جاتا ہے اور دس سال کی لڑکی کے لئے ستر کی حد مثل بالغہ عورت کے ہے درمختار میں ہے ثم کبالغ صاحب ردالمحتار فرماتے ہیں ای عورتہ تکنون بعد العشرة كعورة البالغین اور صاحب ردالمحتار نے درجہ مشتہاتہ کو اس طرح بیان کیا ہے واختلفوا فی حد المشتہاء و صحح الزیلعی وغیرہ انہ لا اعتبار بالسن عن السبع علی ما قبل او التسع وانما المعتبر ان تصلح للجماع بان تکنون عبلۃ ضخمة والعبلة المرأة التامة الخلق

(۲) باپ کے اوپر اولاد کی تربیت کی ذمہ داریاں جو غذا لباس اور تادیب و تعلیم سے تعلق رکھتی ہیں چند درجات پر منقسم ہیں فرائض و واجبات شرعیہ کی تعلیم فرض ہے اور حسن اخلاق و معاشرت اور روزگار اور پیشہ و ہنر وغیرہ کی تعلیم شرعی و طبعی درجات کے مطابق مستحب و مباح ہے۔
باپ کا حق ہے کہ اولاد کو فرائض اور واجبات شرعیہ کے سیکھنے پر مجبور کرے اور ضرورت ہو تو

سزا دے۔ قال النبی ﷺ علموا الصبی الصلوۃ ابن سبع سنین واضربوہ علیہا ابن عشرة (ترمذی) وقال النبی ﷺ لان یودب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی) وقال ﷺ ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی)

(۳) عورتوں کے لئے جو ستر کہ نماز میں شرط ہے چہرے اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کے علاوہ تمام جسم پر مشتمل ہے اور پردہ عرفی کہ شعار عصمت ہے چہرہ اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بھی شامل ہے کیونکہ چہرے سے ہی فتنے کا قوی تعلق ہے اور حکم اپنی علت پر ہی جاری ہوتا ہے اس پردہ عرفی کے وجوب کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ *وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ* اور نبی ﷺ کا فرمان *افعمیا وان انتما البتہ اجنبی اور محرم کے فرق کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ محرم میں بدینتی کا احتمال نہیں ہوتا اور معاشری ضروریات کشف حجاب کی اجانت کی مقتضی ہیں اسی طرح چھوٹے لڑکوں اور زیادہ سے زیادہ نو سال کی لڑکیوں اور زیادہ عمر والوں کے درمیان بھی فرق ہے جس کے بارے میں کچھ اشارات اوپر گزر چکے ہیں لیکن قبل تاہل اور بعد تاہل کا فرق میری نظر سے نہیں گزرا۔*

(۴) شرعی فرائض و واجبات کا علم حاصل کرنا فرض ہے، خواہ وہ علوم عبادات و معاملات سے تعلق رکھتے ہوں خواہ معاشرۃ اور تہذیب و تمدن سے اور مستحبات کا علم مستحب اور مباحات کا علم مباح جیسا کہ نمبر ۲ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۵) مخض اجتماع عورتوں کا ممنوع نہیں ہے اگر صرف عورتیں کسی جگہ جمع ہوں اور اجتماع کی غرض و غایت مفید ہو تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع بہت سے فتنوں کا سبب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اسی وجہ سے عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے اور بلا ضرورت شدیدہ گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہے اور ان کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر میں نماز پڑھنے کو مسجد محلہ سے اور مسجد نبوی سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے۔

(۶) اجتماعی و تمدنی حیثیت سے محترم خواتین کے صرف اتنے ہی حقوق ہیں کہ وہ حقوق دینیہ کی ادائیگی کے بعد شوہر اور اقارب کے حقوق بجالائیں اولاد کی تربیت امور خانہ داری میں دلچسپی لیں اجنبی سوسائٹی سے دور رہیں اور اگر کوئی ہنر آتا ہو تو اور فرصت ملے تو اس میں مشغول رہیں اور بیابکانہ مردانہ اجتماعات اور جلسوں میں شریک ہونا اور بے حجابانہ لمو و لعب کے مجموعوں میں جانا اور غیر مردوں سے بے تکلف ہونا نہ صرف یہ کہ نسوانی خصوصیات کو فنا کر دے گا بلکہ اسلامی تہذیب کو بھی تباہ کر دے گا۔

(۷) یہ جو کچھ مسائل لکھے گئے ہیں اکابر حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں ہر مضمون کے متعلقہ دلائل و شواہد مشائخ مذہب کی تصانیف میں موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ و کفایہ - ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ
(نوٹ) فتویٰ ہذا کو راقم الحروف کا ذاتی جواب سمجھنا چاہیے۔

مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں (سوال) بعض کہتے ہیں کہ لڑکیوں کو لکھنا پڑھانا ہی نہیں چاہیے بس قرآن شریف پڑھا دینا چاہیے کیونکہ بڑے اسکولوں کی نازیبا افواہیں پہنچی ہوئی ہیں مسلمان راجپوتوں کی بستی ہے اکثر گھرانے منہ بے پردہ کی پابندی ہے لیکن اس عمر کی لڑکیاں ملاجی کے پاس تقریباً بیس تیس جاتی ہیں اس مدرسے کی مدد کرنی چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر جو نڈلہ ضلع کرنال - ۷ اذیقندہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۴) لڑکیوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا جائز ہے حساب 'اردو وغیرہ پڑھانے اور ہنر سینا پکانا کاڑھنا وغیرہ سکھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہاں پردے اور صلاحیت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کار خیر میں حصہ لے سکتی ہے

(سوال) شریعت عورت کو کار خیر یا فہ عام میں اقدام کرنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں حضور ﷺ نے تعلیم یافتہ خواتین کے متعلق ارشاد فرمایا ہے لہذا عرض ہے کہ پنجاب میں بڑی بڑی قابل ترین عورتیں مل سکتی ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۵ مختار جہاں بیگم معرفت آغا محمد حفیظ اللہ صاحب (جالندھر) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ / ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵) شریعت مقدسہ اسلامیہ عورتوں کو کسی اسلامی خدمت سے جوان کے لائق ہو منع نہیں کرتی پردہ کی محافظت کے ساتھ عورت مردوں کے مجمع میں تقریر کر سکتی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

پنجی سے مجمع میں تلاوت کرانا

(از اخبار الجمعیۃ دہلی - مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک صاحب جو علم دین کے مدعی ہیں اور ایک اسلامی جامعہ کے پرنسپل ہیں اپنے وعظ کا افتتاح ایک نابالغ لڑکی کی قرآن خوانی سے فرماتے ہیں باوجودیکہ اس کی حاجت نہیں جلسہ میں بہترین

(۱) عن الشفاء بنت عبد اللہ قالت دخل علی النبی ﷺ وانا عند حفصة فقال لی الا تعلمین هذه رقية النملة کما علمتها الكتابة (سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی الرقی، ۱۸۶/۲ ط سعید) قال الشیخ فی بذل المجہور، فیہ دلیل علی جواز کتابۃ النساء واما حدیث لا تعلموہن الكتابة فمحمول علی من یخشى علیہا الفساد - (بذل المجہور فی حل سنن ابی داؤد ۱۸/۵ ط معہد الخلیل الاسلامی، کراچی)

(۲) عورت کی آواز کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ عورت ہے اس لئے بلا ضرورت شدیدہ غیر محرم کے سامنے بولنا جائز نہیں۔ وفی الشامیہ (قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) التسیح للرجال والتصفیق للنساء فلا یحسن ان یسمعہا الرجل و فی الکافی : ولا تلبی جہراً لان صوتہا عورة و مشی علیہ فی المحيط فی باب الاذان مطلب فی ستر العورة ۱/ ۶۰ ط سعید

حفاظ موجود ہوتے ہیں کیا یہ جائز ہے ؟

(جواب ۲۶) نابالغہ بچی سے قرآن شریف کی تلاوت کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ بچی اتنی چھوٹی ہو جس کی طرف بد نظری سے دیکھنے کا موقع نہ ہو۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینی بروئے شریعت جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۷) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء سدا الذریعاً

الفساد منع کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چوتھا باب متفرقات

بہشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے

(سوال) بہشتی زیور مولانا اشرف علی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہمارے مدرسہ میں چلانے کا

ارادہ ہے اس کے پڑھانے میں کچھ برکت ہے یا نہیں اس کتاب میں غلط مسئلہ ہے یا نہیں جاہلوں میں یہ

بات مشہور ہے اس لئے آپ کا جواب آنے کے بعد اس میں چلانے کا ارادہ ہے۔ المستفتی نمبر

۱۸۲۰ محمد اسماعیل جی پٹیل (ضلع سورت) ۲۲ / رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ / ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸) بہشتی زیور بہت اچھی اور معتبر اور مفید کتاب ہے اس کے مضامین اور مسائل جو

اس میں لکھے ہیں معتبر اور صحیح ہیں اور بچوں طالب علموں کو اس سے دینی اور دنیوی فائدے پہنچے گے تعلیم

الاسلام بھی بچوں کے لئے مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وفي السراج ' لا عورة للصغير جداً ثم مادام لم يشته فقبل و دبر' ثم تغلظ الى عشر سنين (الدر المختار) قال

المحقق في الشاميه (قوله : لا عورة للصغير جداً) وكذا الصغيرة كما في السراج (مطلب في ستر العورة ۱ / ۷۰)

ط سعيد

(۲) عن الشفاء بنت عبد الله قالت دخل على النبي ﷺ وانا عند حفصة فقال لي الا تعلمين هذه رقبة النملة كما

علمتها الكتابة - (سنن ابى داؤد : باب ماجاء في الرقي ۲ / ۲۱۶ ط سعيد) قال الشيخ في بذل المجهود فيه دليل

على جواز كتابة النساء واما حديث لا تعلمو هن الكتابة محمول على من يخشى عليها الفساد (۵ / ۸۰ ط معهد

الخليل الاسلامي كراچی)

علماء کو شیطان بد معاش، ظالم کہنے والا فاسق ہے!

(سوال) ایک شخص نے کہا کہ فی زمانہ جتنے علماء واعظ ہیں وہ سب شیطان ہیں اور بد معاش اور ظالم اور چور ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۸۴۷ محمد عبدالحق صاحب (ضلع ہوڑہ) ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹) یہ کہنا کہ فی زمانہ جتنے واعظین ہیں سب شیطان اور بد معاش اور ظالم اور چور ہیں غلط ہے اور کہنے والا ظالم اور فاسق ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے

(سوال) میں ایک نو مسلم ہوں آغوش اسلام میں آئے ہوئے صرف پانچ سال ہوئے ہیں لیکن تعلیم الاسلام اور دیگر اسلامی کتابوں کا مطالعہ میں نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں کیا تھا یہ اعزاز مجھے میرے محسن استاد مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب ور نیکلور ٹیچر مشن ہائی اسکول لاہور کی بدولت نصیب ہوا قصہ بڑا طویل ہے اور آزمائشوں سے بھرا ہوا ہے لیکن اللہ کریم نے میری ہر حال میں مدد فرمائی اور لغزش سے محفوظ رکھا مختصراً عرض ہے کہ میں نے ایک متمول ہندو گھرانے میں پرورش پائی ہے میرے والد لالہ ہیرالال صاحب جائیداد ہیں اور سات سو روپیہ ماہوار کے قریب صرف مکانات کا کرایہ آمدنی ہے مجھ کو انہوں نے بی اے تک تعلیم دلائی اور میرے اسلامی خیالات سے ہمیشہ خائف رہے اور ڈی اے وی کالج میں خاص طور پر مجھ پر نگاہ رکھی جاتی تھی اور ہندو مذہب کی تعلیم میں کوشاں تھے لیکن میری رغبت دن بدن اسلام کی طرف ہوتی گئی اور میں نے اپنے رہبر مولانا صاحب کا ساتھ نہ چھوڑا انہوں نے بھی مجھے قرآن شریف اور دینیات اور دیگر اسلامی مسائل کا درس دیا یہ سب تعلیم بالکل خفیہ طریق پر ہوتی رہی میں نے اس اثناء میں اپنے اسلام پاک کا اعلان کرنے کا ارادہ کیا لیکن میرے اخراجات بیوی بچوں کا گزارہ بچوں کی تعلیم بیوی کا اپنے ہی مذہب پر رہنے کا اصرار والدین کی محبت اور دیگر امیرانہ زندگی تھی الغرض شیطانی وسوسے تھے لیکن میں مولوی صاحب کے دست مبارک پر اسلام قبول کر چکا تھا اور صوم و صلوٰۃ پر پابند تھا میرے والدین ہر ممکن طریقے سے میرے اس مبارک کام میں حائل ہوتے تھے لیکن میرا ذوق اور مولوی صاحب کا اخلاص بالکل بھی اثر نہ ہونے دیتا تھا والدین روپیہ

(۱) یہ حکم اس وقت ہے جب علماء کی توہین بلا وجہ یا کسی دنیوی معاملہ کی وجہ سے کرے، وفی جامع الفصولین، بغض عالمًا او فقیہًا بلا سبب، ظاہر خیف علیہ الکفر جامع الفصولین، الباب الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر ۳۰۹/۲، ناشر اسلامی کتب خانہ کراچی، اور اگر علماء کی توہین و تضلیل ان کے حاملین علم ہونے کی وجہ سے کمے تو بلاشبہ کافر ہوگا۔ قال فی الاشباہ والنظائر، الاستہزاء بالعلم والعلماء کفر (الفن الثانی، کتاب السیر ص ۱۹۱، ط دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

پیسہ مجھ پر بہت خرچ کرتے اور تمام جائیداد کا مجھ کو انچارج بنایا لیکن میرے مذہب نے مجھ کو دیانتداری سچ بولنا اور سچائی کی حمایت کا درس پہلے ہی دیا تھا لہذا میں نے اپنے ملازموں سے اچھا منافع دکھایا آخر میں میری بیوی بھی قبول اسلام پر رضامند ہو گئی اور میرے دو بڑے لڑکے جو انٹر لیس کلاس میں پڑھتے تھے تعلیم الاسلام مجھ سے لیتے اور پورے طور پر مجھ سے متفق تھے اور ۱۹۳۲ء کے درمیان میں ۱۵/ جون کو ہم نے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرتے ہوئے قبول اسلام کر لیا اس کے بعد جو مجھ پر اور میری نیک بیوی پر گزری وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن ہم نے صبر سے برداشت کیا میرے والدین نے میری بیوی کا تمام زیور اور جہیز جو اس کے قبضے میں تھا طلب کیا یہ امتحان عورت کے لئے بہت سخت تھا لیکن خدا کا فضل شامل حال تھا بلا دروغ سب پیش کر دیا اور ہم لوگ تنہا علیحدہ رہے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا میں نے محنت مزدوری کی اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالا ہاں البتہ بچوں کی تعلیم جاری نہ رکھ سکا لیکن ایک ماہ کی آزمائش کے بعد بچوں کو میری والدہ نے کالج میں داخل بلا کسی شرط کے کروادیا۔ اس وقت دو بچے بڑا بی بی ایس سی اور چھوٹا ایف ایس سی میں تعلیم پاتا ہے ذہین محنتی اور اسلامی رکن پر پابند ہیں لیکن اب جب کہ میرے بچے اعلیٰ تعلیم کے اختتام پر ہیں میرے دیگر عزیز واقارب نے والدین کو مجبور کر دیا ہے اور انہوں نے میرے بچوں کو تعلیم دلوانے سے اگست ۱۹۳۳ء سے انکار کر دیا ہے اور فیس وغیرہ بچوں کی نہیں دی چند مسلم بھائیوں نے مل کر بچوں کی چار چار ماہ کی فیس اور ان کے خور و نوش کا انتظام کر دیا تھا لیکن آئندہ کے لئے ان کا خرچ مشکل نظر آتا ہے بچوں کو اتنے اعلیٰ مقام تعلیم پر لے جا کر چھوڑنا ایک صدمے سے خالی نہیں لیکن یہ قربانی بھی میں اور میرے بچے کرنے کو تیار ہیں اسلام قبول کرنے سے پیشتر ہم لوگوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ ہم لوگ اسلام پر بار ڈالنے کے لئے اسلام میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور کسی مسلم برادر کو تکلیف نہیں دیں گے مولوی صاحب مرحوم کا ارشاد تھا کہ خدا کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا نا لیکن میرے چند دوست مصر ہیں لہذا اب از روئے شرع جو مناسب احکام ہیں اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔

(۱) مندرجہ بالا بیان کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا اسلام مجھے اجازت دیتا ہے کہ اپنے متمول مسلم بھائیوں سے امداد کے لئے عرض کر دوں (۲) کیا امداد کنندہ بھائی کے روپے کا مصروف جائز ہوگا (۳) کیا اس قسم کی امداد کی درخواست میرے لئے خدا کی درگاہ میں قابل مواخذہ تو نہ ہوگی جبکہ امداد دنیاوی تعلیم کے لئے طلب کی جائے کیا امداد کنندگان کو اس کا اجر ویسے ہی ملے گا جیسا کہ دیگر اسلامی کاموں میں روپیہ خرچ کرنے سے ملتا ہے۔

(نوٹ) میری مستقل آمدنی اس وقت ۵۲ روپیہ ماہوار ہے بچوں کا خرچ تعلیم تقریباً ۸۰ روپے ہے موجودہ تعلیم سے فارغ ہونے میں ۸ ماہ باقی ہیں میں اپنی آمدنی میں سے ۲۲ روپے ماہوار ان کو دے سکتا ہوں باقی تقریباً ۶۰ روپے ماہوار کا خرچ ہے اس طرح سے مجھے تقریباً ۳۸۰ روپے کی ضرورت ہے یہ

فتویٰ صرف اپنے چند مہربانوں کے اصرار پر طلب کیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ مجھے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتے ہیں لیکن میرے ضمیر نے اس کی اجازت نہیں دی میرا خدا میرا خود کفیل ہے بچوں کے لئے بھی وہی کفالت فرمائے گا یہ میرے بچوں پر امتحان کا موقعہ ہے دعا فرمائیے اللہ کریم صبر عطا فرمائے میں اپنے کافر والدین کے سامنے دست سوال دراز نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ المستفتی نمبر ۱۹۷۲ محمد عبد اللہ نو مسلم معرفت سید محمد احسان صاحب۔ نیو دہلی ۷۲ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۰) آپ اپنے مسلم دوستوں کے سامنے یہ تمام حالات بیان کرنے میں مواخذہ دار نہیں ہوں گے پھر مسلم احباب آپ کے بچوں کی تعلیم کی تکمیل میں جو خرچ کریں گے ان کو اس کا ثواب ضرور ملے گا آپ ان کی اعانت قبول کرنے سے انکار نہ کریں (۱) اللہ تعالیٰ آپ کی آپ کے بچوں کی صداقت و اخلاص کا نعم البدل اور اجر جزیل عطا فرمائے گا یہ تعلیم اگرچہ دنیوی ہے لیکن یہ بھی صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ دینی حیثیت حاصل کر سکتی ہے کیونکہ فراغت کے بعد اس کے ذریعہ سے بھی دین کی خدمت کی جاسکتی ہے (۲) اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں سے آپ کو نوازے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے! (سوال) تبلیغ کا کام اگر کوئی شخص اردو یا فارسی خواں کتاب دیکھ کر بیان کرے تو جائز ہے یا نہیں ایک شخص کو دلچسپی ہے اور اکثر اشخاص کو امر معروف نہی منکر کرتا ہے اور کئی سال سے دینیات سے شوق ہے تو ایسا شخص کسی کو وعظ و پند وغیرہ کہنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔ المستفتی عبد العزیز ٹوٹکی (جواب ۳۱) اگر یہ شخص خود عالم نہ ہو تو تبلیغ کا کام کتابوں سے کر سکتا ہے مگر صرف کتابیں سنادے اپنی طرف سے کچھ بیان نہ کرے اور کتابیں بھی معتبر اور معتمد علیہ ہوں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) والغنی لا یمنع من تناولها عند الحاجة کابن السبیل 'بحر عن البدائع' وهذا التعلیل یقوی ما نسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکوة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لا فادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعية الى مالا بدمنه کذا ذکره المصنف (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ 'یکون طلب العلم مرخصاً لجواز سؤاله من الزکاة وغیرها وان کان قادراً علی الکسب' - (باب المصروف ۲ / ۳۴۰ ط سعید)

(۲) قال النبی ﷺ انما الاعمال بالنیات (الحدیث) (صحیح البخاری : باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ۲ / ۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) ثم انه کان یامر وینهی من کان عالماً بما یأمر به و ینهی عنه و ذلك یختلف باختلاف الشئ فان کان من الواجبات الظاهرة والمحرمات المشهورة كالصلوة والصیام والزنا والخمر ونحوها فکل مسلمین عالم بهاء وان کان من دقائق الافعال والاقوال وما یتعلق بالا جتهاد فلم یکن للعوام مدخل فيه (مرواة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: باب الامر بالمعروف ۳۲۹ / ۹ ط امدادیہ ملتان)

کیا حکومت کی طرف سے مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہ کی ممانعت کا ایک دل آزار قانون بنایا ہے جس کا نفاذ لکھنؤ میں بالکل جابرانہ طور پر ہو رہا ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ کی ممانعت مداخلت فی الدین ہے اس موقع پر خاموش رہنا حرام ہے لہذا ہم طلبہ دارالعلوم آپ کی رائے دریافت کرتے ہیں کہ تعلیم کا خیال کریں یا قانون شکنی کے لئے تیار ہو جائیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۹۶ خواجہ محمد احمد غازی پوری متعلم دارالعلوم دیوبند ۶ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲) مداخلت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموم کے لحاظ سے ہر آن میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں امتناع مدح صحابہ کا قانون جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے انتظاماً نافذ کر دیا ہے۔

میرے خیال میں دارالعلوم کے طلبہ مذہباً ابھی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چلا رہے ہیں طلبہ کو تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

فحش گو فسادی و عظ کرنے کے لائق نہیں

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص جو اپنے آپ کو مولوی اور واعظ اسلام کہتا اور لکھتا ہے 'مسجد میں کھڑے ہو کر نہایت بیباکی سے فحش کلامی کرتا ہے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرتا ہے' مسلم خادمان قوم کو مسلم نما ہندو کہتا ہے نعرہ تکبیر کے مقابلے میں ہر ہر مہادیو کا جیکارہ لگاتا ہے دوسرے لوگوں کو بھی اس جیکارہ کی تلقین کرتا ہے مسلمانوں پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے ماؤں بچوں بوڑھوں کی موجودگی میں مسجد کے اندر فحش مغالطات گالیاں زباں سے نکالتا ہے جن کا نقل کرنا بھی خلاف تہذیب ہے مسلمان شہدائے مقتولین کو کوئی شہید کے نام سے یاد کرتا ہے وغیرہ۔

(جواب ۳۳) ایسا شخص اس لائق نہیں کہ اس کو وعظ کی اجازت دی جائے وعظ و تذکیر کا مقصود لوگوں کی اصلاح اور ان کے اخلاق کی درستی ہے ان میں اسلامی اتفاق و اتحاد پیدا کرنا و واعظ کا پہلا فرض ہے ہر ہر مہادیو کا جیکارہ لگانا کفر کی نشانی اور کافروں کا شعار ہے۔ مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) ان رسول اللہ ﷺ قال: ليس من تشبه بغيرنا ولا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى (الحديث) (جامع الترمذی)

باب ماجاء فی کراہیۃ اشارۃ الید فی السلام ۹۹/۲ ط سعید

بخلاف وضع قلنسوة المعجوس وشد الزنار، لانه امارۃ الکفر کالختان امارۃ الاسلام۔ (الفتاویٰ البزازیہ علی هامش

الہندیہ الثالث فی الحظر والا باحۃ ۳۱۱/۶ ط ماجدیہ کوئٹہ)

بچوں کو قاعدہ ”یسرنا القرآن“ پڑھنا کیسا ہے؟

(الجمعیتہ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص پیرزادہ منظور محمد نام نے ایک طویل قاعدہ بچوں کی تعلیم کے لئے بنایا ہے جس کا نام قاعدہ یسرنا القرآن ہے یہ شخص قادیانی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور صاحب وحی مانتا ہے اس قاعدہ کو پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص قاعدہ لکھے اور قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھ دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴) میں نے قاعدہ یسرنا القرآن اب تک نہیں دیکھا اگر اس قاعدہ میں قادیانی مشن کی باتیں لکھی ہوں تو یقیناً اسے بچوں کو پڑھانا نہیں چاہیے ایسا نہ ہو کہ ابتدا ہی سے ان کے دل میں گمراہی کی طرف میلان ہو جائے اور صرف حروف اور تراکیب حروف کی پہچان کرانے اور تعلیم دینے کے طریقے ہی مذکور ہوں اور قادیانیت کی کوئی بات نہ ہو تو اس کی تعلیم مباح ہوگی (۱) لیکن بہر صورت اس سے احتراز اولیٰ و انسب ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم کے لئے دوسرے قاعدے بہت اچھے اچھے (مثلاً نورانی قاعدہ وغیرہ) موجود ہیں قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) قاعدہ یسرنا القرآن میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے قادیانی مشن کی تبلیغ ہو لہذا بچوں کو اس کی تعلیم دینا مباح ہے۔

كتاب السلوك و الطريقة

www.ahlehaq.org

پہلا باب اذکار و اشغال فصل اول ذکر جلی و خفی اور ختم و غیرہ

عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولیٰ ہے!

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت، مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ جلی ذکر حرام ہے اور عمر و کہتا ہے کہ ذکر جلی جائز ہے؟
(جواب ۳۵) ذکر جلی جائز ہے اور مشائخ صوفیہ کا معمول و متواتر ہے احادیث کثیرہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے جن مواقع میں کہ شریعت نے خود ذکر جلی مقرر فرمایا ہے اس کے اندر تو کوئی کلام ہی نہیں کر سکتا جیسے اذان، تکبیر، تلبیہ، حج، تکبیر، تشریق وغیرہ کہ یہ سب اذکار ہیں اور جہر سے ثابت ہیں ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو تو نفس حکم یہی ہے کہ جائز ہے اور اگر کوئی عارضی مانع موجود ہو تو ناجائز ہو جائے گا موانع عارضیہ کی مثال یہ ہے کہ ذکر کے جہر سے کسی سونے والے کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑتا ہو یا ذکر کرنے والا جہر کو ضروری یا لازم سمجھے وغیرہ (۱) اور جہاں یہ موانع موجود نہ ہوں وہاں ذکر جلی جائز مگر ذکر خفی اولیٰ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں

(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے!

(سوال) (۱) بوقت خطبہ جمعہ سورہ کہف کا دور با آواز بلند ایک ایک رکوع کر کے پڑھتے ہیں نو وارد مصلیوں کی نمازوں میں خلل آتا ہے۔

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ طیبہ کا ذکر بالجہر کیا کرتے ہیں تین مرتبہ اس طرح لا الہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم باپو ولد حسین باپو (می کانٹھا) مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۴۰ء۔

(۱) اما رفع الصوت بالذكر فجائز كما في الأذان والخطبة والحج، وقد حرر المسئلة في الخيرية و حمل ما في فتاوى القاضى على الجهر المضر وقال: ان هناك احاديث اقتضيت طلب الجهر و احاديث طلب الاسرار والجمع بينهما بان ذلك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال، فلا سترار افضل حيث خيف الرياء او تاذى المصلين او النام الخ (رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع، ۳۹۸/۶ ط سعید)

(۲) واما الادعية والاذکار فبالخفية اولی (رد المحتار: قبیل مطلب الثناء علی الکریم دعا ۵۰۷/۲ ط سعید)

(جواب ۳۶) سورہ کہف آواز بلند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے (۱)

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں (۲) اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ کو پڑھنا جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ وہابی

حکم انعقاد المحافل الموسومة بحلقة الذكر

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال ۱) ان فی دیارنا انعقدت محافل متعددة فی اماکن مختلفة موسومة بحلقة الذكر بین معاشر المسلمين فمن الناس من یعتقدھا فی اسبوع مرة و منهم من یحضرھا فی شهر مرة فیھا یدکرون اللہ تعالیٰ و یکبرونہ و یسبحونہ و یمجدون و یهللون و یتغفرون و یحمدون و یتلون القرآن و یصلون علی النبی الکریم و احياناً یقرأ فیھا المولد و یدکر و غیر ذالک من الاوراد یقرؤن مجتمعین و الغرض من ذالک ان یؤلف اللہ تعالیٰ بهذه البرکات بین قلوب المؤمنین و ینور قلوبهم بنور الهدایة فیفوز و ابا لفلاح والنجاح یوم الدین -

(۲) وقوافل من شبان الاسلام متعلقة بها الموسومون بالمبلغین و هم یتعلمون المواعظ الحسنیة والمسائل الشرعیة منظومة لتكون اقرب الی الحفظ والقبول فاحیاناً هم یخرجون مزینا بالا علام والبیاض و یطوفون فی اماکن مختلفة و ینشدون المنظوم المذکور مبلغاً و یکبرون اللہ تعالیٰ بین ذالک لکلمة اللہ معلیاً فوجدت زهاء ثلاثة آلاف من شبان المبلغین انهم صاروا مصلیاً و محسناً مزکیاً فما قول جمعیة علماء الہند فی ذالک الامر؟ (ترجمہ) ہمارے علاقے میں مختلف مقامات پر متعدد محفلیں قائم ہیں جن کو جلقہ ذکر کہا جاتا ہے بعض لوگ ایسی محفلیں ہفتے میں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مہینے میں ایک مرتبہ ان محفلوں میں

(۱) و فی حاشیۃ الحموی للشعرانی 'اجمع العلماء سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد و غیرھا الا ان یشوش جہرہم علی قائم او مصل او قاری الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا ۱/۶۶۰ ط سعید

(۲) ثم قال فی النہر عن المعراج 'واما ما یفعل عقب الصلوة من السجدة فمکروہ اجماعاً لان العوام یعتقدون انھا واجبة او سنة - ای وکل جائز ادى الی اعتقاد ذلک کرہ (رد المحتار: کتاب الصلاة ۱/۳۷۱ ط سعید)

(۳) والا سرار افضل حیث خیف الریاء او تاذی المصلین او النیام (رد المحتار: کتاب الحظر والاباحہ) فصل فی البیع ۶/۳۹۸ ط سعید

لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور تکبیر و تسبیح و تہجد بیان کرتے ہیں کلمہ طیبہ استغفار تہجد کا ورد کرتے ہیں تلاوت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں کبھی کبھی ان محفلوں میں مولود شریف اور دیگر اذکار بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ان اذکار کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے قلوب میں محبت والفت پیدا کر دے اور نور ہدایت سے منور کر دے تاکہ آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب ہو۔

ان محفلوں سے مسلم نوجوانوں کی کچھ ٹولیاں وابستہ ہیں جن کو مبلغین کہا جاتا ہے وہ وعظ و نصیحت کے مضامین اور مسائل شرعیہ بصورت نظم سیکھتے ہیں تاکہ جلدی اور آسانی یاد ہو جائیں پھر کبھی کبھی وہ ٹولیاں جھنڈیاں اور روشنی لیکر نکلتی ہیں اور وہ نظمیں آواز بلند پڑھتی ہوئی آبادی میں چکر لگاتی پھرتی ہیں اور اس سے مقصد تبلیغ اور اللہ کے نام کو بلند کرنا ہے چنانچہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ کئی ہزار ایسے مبلغ نوجوان نمازی اور نیک بن گئے تو اس مسئلے میں ہندوستان کے علماء کی جمعیتہ کیارائے رکھتی ہے؟

(جواب ۳۷) اعلموا رحمکم اللہ انہ لا خیر الا فی اتباع سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ وما من رجل احدث فی الدین ما لیس منه الا یكون مردوداً علیہ ما احدث (۱) وما من حدث الا وقد یری المحدث انہ احدث خیراً فیصل و یضل وقد رای ابن مسعود قوماً یجتمعون فیذکرون اللہ تعالیٰ - یسبحون و یہللون فقام فقال انا ابن مسعود ولا اراکم الا قد احدثتم ما ہکذا وجدنا اصحاب النبی ﷺ فمن کان منکم ذاکراً فلیذکر اللہ فی نفسه و فی بیتہ او کما قال (۲) وانکر ابن عمرؓ علی قوم کانوا یجتمعون فی المسجد لصلوة الضحیٰ و یهتمون لہا کالفرائض وقال انہا بدعة (۳) فہذہ الحلق المسئول عنہا من الاحداث التی یری محدثوها انہا خیر و ذریعة للاصلاح و ماہی الا وبال و لکال اذ لیس لہا فی الشریعة الاسلامیة اصل یعتمد علیہ (۴) ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

و کذا انشاد الا شعار فی الطرق والاسواق لیس من التبلیغ فی شئی وانما ہو

تہیج النفوس المستعدة للشہوات

وتزکیۃ النفوس بکتاب اللہ و السنۃ و احوال صالحی الامۃ و سیر الصحابة

(۱) عن عائشةؓ قالت: قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فہورد (مشکوٰۃ المصابیح: باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۱/ ۲۷ ط سعید)

(۲) رد المحتار کتاب الحظر والا باحۃ ۶/ ۳۹۸ ط سعید

(۳) واما ما صح عن ابن عمر انہ قال فی الضحیٰ ہی بدعة محمول علی ان صلاتہا فی المسجد والتظافر بہا کما کانوا یفعلونہ بدعة لا ان اصلہا فی البیوت و نحوہا مذموم او یقال قولہ بدعة ای المواظبۃ علیہا (شرح النووی علی الصحیح لمسلم باب استحباب صلوۃ الضحیٰ ۱/ ۲۴۹ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(۴) والمبتدع قدم ہوی نفسه علی ہدی اللہ مکان اضل الناس و هو یظن انہ علی ہدی (کتاب الاعتصام للشاطبی ۱/ ۵۲ ط مصر)

والتابعین اولیٰ من هذا الطريق واللہ الموفق -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ، دہلی

(ترجمہ) جان لو خدا تم پر رحم فرمائے کہ بھلائی اگر ہے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے اور جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی تو وہ اس کی ایجاد کی ہوئی بدعت اس پر رد کر دی جائے گی یعنی نامقبول ہے اور ہر بدعت کا موجد یہی سمجھتا ہے کہ اس نے بڑا عمدہ اور مفید کام جاری کیا ہے اس غلط فہمی میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے ایک جگہ دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کرتے ہیں آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں ابن مسعود ہوں یہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تمہاری ایجاد کی ہوئی بدعت ہے ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ چپکے چپکے اپنے دل میں کرے اور اپنے گھر میں جا کر کرے او کما قال اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے ان لوگوں کو منع کیا جو نماز چاشت کے لئے مسجد میں جمع ہوتے تھے اور اس کے لئے فرائض کی طرح اہتمام کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اس طرح اہتمام کرنا اور جمع ہونا بدعت ہے۔ پس یہ حلقہ ہائے ذکر جن کے متعلق دریافت کیا گیا ہے اسی قسم کی بدعات میں سے ہیں جن کے ایجاد کرنے والے ان کو عبادت سمجھتے ہیں اور اصلاح کا ذریعہ جانتے ہیں حالانکہ یہ گناہ اور موجب عذاب ہے، کیونکہ شریعت میں اس (قسم کے حلقہ ہائے ذکر کے اہتمام و انتظام) کا کوئی قابل اعتبار ثبوت نہیں ہے اور گمراہی سے بچنے اور سیدھا راستہ پانے کی توفیق خدائے بزرگ و برتر ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

اور یہی حکم ہے نظمیں پڑھنے اس طرح ٹولیاں بنا کر جھنڈیاں اور روشنی لیکر بازاروں اور گزرگاہوں میں نظمین پڑھنا کوئی تبلیغ نہیں ہے یہ تو محض رنگین طبائع کے لئے حظ نفس کا ذریعہ اور تحریک ہے۔ نفوس کی اصلاح و تزکیہ قرآن و حدیث اور امت کے صلحا کے حالات اور صحابہ و تابعین کی سیرت کے ساتھ بہتر ہے بہ نسبت ایسے من گھڑت طریقوں کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ختم قرآن کے بعد چند سورتیں اور، “صل علی نبینا الخ” پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟

(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں

(۳) مجلس ذکر میں انبیاء و اولیاء کے ارواح کی موجودگی کا عقیدہ کیسا ہے؟

(سوال) (۱) بستی میں عام طور سے یہ طریقہ رائج ہے کہ لوگ ثواب کی خاطر قرآن ختم کراتے ہیں اور ختم کے بعد کچھ سورتیں یعنی قل یا ایہا الکفرون سے لیکر مفلحون تک پڑھتے ہیں اور صل

علی نبینا صل علی کریمنا صل علی محمد اس قسم کا ایک سلام پڑھتے ہیں اور اس کو اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اکثر اوقات فرض نماز بھی قضا کر دیتے ہیں۔

(۲) یہ لوگ تبارک پڑھواتے ہیں اگر کوئی نہیں پڑھتا تو اس کو ذلیل کرتے اور برا بھلا کہتے ہیں۔
(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس مجلس میں ذکر ہوتا ہو اس میں تمام انبیاء و اولیاء کی ارواح موجود ہوتی ہیں اس لئے اس مجلس میں سے نماز کے لئے بھی اٹھ کر نہیں جانا چاہیے۔
(جواب ۳۸) (۱) ختم کا یہ طریقہ مسنون نہیں ہے اس کو ضروری سمجھنا اور اس کی وجہ سے نماز فرض قضا کر دینا ناجائز ہے اس طریقے کو بند کر دینا چاہیے (۱)

(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں یہ بھی لوگوں کا خود گھڑا ہوا طریقہ ہے اسے بھی ترک کر دینا لازم ہے (۲)

(۳) یہ قول بھی بے اصل ہے تمام انبیاء اور اولیاء کی روحوں کا آنا بے دلیل ہے (۲) اور یہ بات کہ مجلس ذکر میں سے نماز کے لئے بھی اٹھ کر نہیں جانا چاہیے بے دینی ہے فریضہ نماز اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا ہے اس کی ادائیگی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی نہ اس پر غالب آسکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم اسمائے حسنی و غیرہ

اسم اعظم کے ورد سے حضرات کا حکم

(سوال) نودونہ (۹۹) اسمائے الہی کہ مندرج کلام شریف میں ہیں مثل رحیم کریم، علی وغیرہ میں سے کوئی اسم مبارک لیویں اور اس کی دعوت کریں اور حسب شرائط علم عمل کے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ متقدمین نے ہر اسم الہیہ کو با شرائط مزبورہ جدا جدا دعوت کے ساتھ معہ موکلہائے ان اسماء کے قبضہ عمل کا کیا ہے مجاہدات کلیہ اور محنت تامہ اپنے سے باتبع ان متقدمین کے صاحب مذکور عمل اسم الہی کا کریں اور مؤکل اسم کو کہ اثر اسم ہے حاضر کریں کہ جس کا نام حضرات ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز محاطری موکلہائے کہ جو اللہ پاک کے نام کے مؤکل ہیں ان کے توسط سے اکثر دخل آسیب و خارجی

(۱) ای وکل جائز ادی الی اعتقاد ذلک کرہ (رد المحتار) کتاب الصلاة ۱/۳۷۱ ط سعید

(۲) وقراءة الکافرون الی آخرہ مع الجمع مکروہہ لانہا بدعة لم ینقل عن الصحابة ولا عن التابعین (عالمگیریہ الباب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح وقراءة القرآن ۵/۳۱۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) حتی کہ روحوں کے آنے کے اعتقاد رکھنے والے کو فقہا کرام نے کفر کہا ہے "وعن هذا قال علمائنا" "من قال ارواح المشائخ حاضرة یکفر" (الفتاویٰ البزازیة علی هامش العالمگیریہ) الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ ۶/۳۲۶ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً (سورة النساء) و فی تفسیر الجلالین کتاباً مکتوباً ان مفروضاً موقوتاً مقدراً وقتها فلا تؤخر عنه (تفسیر الجلالین: النساء ۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

امراض جسم انسانی وغیرہ کے جو بالکل موہومیت سے متعلق ہیں دریافت کا ذریعہ وہ موکلما کئے جا کر افادہ عامہ بسوئے خلاق عامل کا رجوع ہونا اور فیض عام جاری کرنا خلقت کی طرف شریعت پاک کیا حکم نافذ کرتی ہے بیواتو جروا۔

(جواب) (از مولوی محمد وزیر الدین چشتی نظامی سلیمانی) اسمائے صفات الہی کی دعوت یو جوہات کلیہ از روئے شرع شریف کے جائز ہے اس دعوت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ دلائل کے ساتھ دعوت اسمائے الہی کا حکم نافذ ہے اور اللہ پاک زور کے ساتھ اپنے بندوں کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ ولله الاسماء الحسنی فادعوه بها (و خدائے راست نامہائے نیک پس بخوانید اور بآں نامہا سورہ اعراف ۹) اور منکر دعوت اسمائے الہی کا بدلیل نص صریح قطعی کافر ہے اور وہ نصوص صریح یہ ہے وذرو الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانہا یعملون (۱) (و بجزارید آناں را کہ کجروی می کنند در نامہائے خدا دادہ خواہ شد مرا ایشاں را بجزائے آنچه می کردند - سورہ اعراف) اور مشکوٰۃ کے عذاب قبر میں لکھا ہے کہ جو کوئی نودونہ ناموں کا منکر ہووے اس کو قبر میں ننانوے سانپ آویں گے کہ بہت زہر دار ہوں گے اور اس کو کھاویں گے۔

از علمائے صوفیہ طریق شرائط خواندن اسم اعظم یابد یلع العجائب بالخیر یابد یلع دریابد ایں مشترک ہم بھفت جلالی و ہم بھفت جمالی موصوف است و دعوت اسم مذکور جمیع اولیاء اللہ متقدم و متاخر کردہ اند۔ چنانچہ حضرت میران سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اللہ سرہ العزیز و حضرت شاہ مدار بدیع الدین و حضرت نور قطب عالم و حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری و اکثر خواجگان چشت از تصرف ایں اسم متصرف بودہ اند چنانچہ میر سید علاؤ الدین کنوزی خلیفہ حضرت سلطان نصر الدین محمود چشتی یک رسالہ جدا خاصیت اسم مذکور نوشتہ است کہ علم ہیمیاور یمیاو سیمیاو کیمیاہر چہار علم از دعوت اسم مذکور نوشتہ اند و از ارواح انبیاء و اولیاء و شہداد و بیداری ملاقات کنند و صاحب عمل ہر مقامے را کہ خواہد بیند و در ساعت سیر کند و سیر افلاک نیز از اندک توجہ میسر آید۔ عالم ملکوت و جبروت و لاہوت را معائنہ کند۔ واللہ اعلم بالصواب و در جواہر خمسہ شیخ محمد غوث گواپری در جوہر سوم می نویسد عبارتہذا "ایں دعائے کبیر منزل است بر مہتر آدم علیہ السلام و صحف آدم بزبان ہندی بود در اں ایں دعا مسطور است و از توریت و از صحف ابراہیم علیہ السلام ہم روایت کردہ اند و اکثر انبیائے عظام و اولیائے کرام ایں دعا خواندہ اند و قوم عیسیٰ ہنوز بدعوت ایں دعاء عامل اند و حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اسناد ایں دعابے نہایت فرمودہ اند و بعضے مشائخ نیز گفتہ اند کہ ایں دعا را مقید باسناد بخند بہر نیت کہ خواند مستجاب گردد و در ایں دعا الفاظ گوناگون افتادہ اند زیرا کہ بہر لسان آدم علیہ السلام سخن کردہ اند حق تعالیٰ ایشاں را اسمائے الہی و کوئی معلوم کردہ بود

کقولہ تعالیٰ و علم آدم الا سماء کلہا (۱) شاہد بر آنست دعائے کبیر این است یا حی حین لا
 حی فی دعوة ملکہ و بقائہ یا حی اوام ہوام (ہین نسرین پرین رائی پر م ہنساونگ ہانگ رہنگ
 پرنگ سرنگ انگ اءنگ نمو۔ بلکہ بعض اسمائے فرقان شریف کے علاوہ صحیفہ آدم علیہ السلام نازل
 ہوئے ان کے دعوت بھی ہمارے اولیاء اللہ و مشائخ عظام نے بہت کچھ کئے ہیں بلکہ تعلیم و تلقین دعوت
 اسماء الہی کا سلسلہ ہمیشہ تاقیام جاری رکھا گیا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام ابو البشر کو تمام اسم تعلیم ہوئے ہیں
 ہر اقلیم کی زبان میں ان اسموں کی دعوت آدم علیہ السلام نے کی اور اولاد میں بھی دعوت اسماء کا سلسلہ
 جاری ہوا۔ الولد سر لابیہ جس نبی علیہ السلام نے جس اسم کو لیا اور اپنے عمل میں لانا چاہا مع موکل
 اس کی دعوت کے وہی اسم ان کے لئے اسم اعظم بن گیا اللہ پاک کے تمام ہی نام اسم اعظم ہیں و علی ہذا
 امت محمد رسول اللہ ﷺ میں اولیاء اللہ و مشائخ متقدمین و متاخرین اسی طرح تمام دعوت کرتے رہے ہیں
 اور اسم اعظم وہی اسم ان کے حق میں ہوا عمل دو طرح ہیں ایک ورد اور ایک عمل ورد وہ ہے جو تبرکاً
 پڑھا جاوے عمل وہ ہے کہ باموکل ترک حیوانات کے ساتھ واسطے حاضری موکلمہ کے پڑھا جاوے اگر با
 موکل پڑھا گیا اور اثر ظاہر ہوا یعنی موکل حاضر ہوئے اسم اعظم ہو گیا واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد وزیر
 الدین چشتی نظامی السیلمانی

(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظم) ہو المصوب خدا تعالیٰ و تقدس کے اسماء بطور ورد کے پڑھنا اور ان
 کے ذریعے سے خدائے تعالیٰ کو اپنی دعائیں پکارنا شریعت مقدسہ میں ثابت اور محمود و مستحسن ہے (۲) باقی
 رہا بطور عمل کے پڑھنا اور موکلوں کو تابع یا حاضر کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس طریقہ عمل اور قواعد
 دعوت میں کوئی بات قوانین شریعہ کے خلاف نہ ہو تو حد جواز و لباحت میں داخل ہے اور اگر اس میں کوئی
 بات خلاف شریعت یا اس دعوت سے غرض کوئی بری بات ہو تو قطعاً جائز ہوگا۔

اور جواب مذکور پچند وجوہ مخدوش ہے اول تو جواز دعوت پر آیہ کریمہ فادعوه بہا سے
 استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس میں فقط یہ حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارو
 نہ کہ اور گھڑے ہوئے ناموں کے ساتھ اور نہ اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارنے کو برا سمجھو آیت
 میں یہ مراد نہیں کہ دعوت اصطلاحی اسما کی ادا کرو کیونکہ یہ دعوت جس کو عامل اپنی اصطلاح میں دعوت
 کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کرامؓ سے ثابت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان پس اس دعوت
 اصطلاحیہ کے منکر کو کافر کہنا سخت جرأت ہے اور کافر کہنے والے کے ایمان کی خیر نہیں (۳) اور جواہر خمسہ

(۱) (البقرة: ۳۱)

(۲) و فی التارخانیہ معزیاً للملتقی عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ لا ینبغی ان یدعو اللہ الابہ والدعاء الماذون فیہ
 الما موربہ ما استفید من قولہ تعالیٰ وللہ اسماء الحسنی فادعوه بہا (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیۃ (قوله
 بہ) ای بذاتہ و صفاتہ و اسمائہ (کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۳۹۶/۶ ط سعید)(۳) وعذر الشاتم "فيا کافر" وهل یکفر؟ ان اعتقد المسلم کافراً نعم (قنویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیۃ
 قوله "ان اعتقد المسلم کافراً" نعم ای یکفر ان اعتقدہ کافر لا بسبب مکفر (باب التعزیر ۶۹/۴ ط سعید)

اور اس قسم کی اور اعمال کی کتابیں اس بارے میں حجت نہیں ہیں اور نہ ان کے مضامین فتوے میں بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں اور عالمون اور صوفیہ کے اقوال شرعاً دلیل نہیں ہیں (۱) پس سوال مذکور کا جواب وہی ہے جو اوپر بندہ نے تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

فصل سوم - توسل

آیت ”وابتغوا الیہ الوسيلة“ میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟

(سوال) یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسيلة الخ (۲) زید کہتا ہے کہ اس آیت میں جو وسیلہ کا لفظ آیا ہے اس سے اولیاء اللہ مراد ہیں یعنی اولیاء اللہ کو وسیلہ بناؤ نیز حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی مترجم حمائل کے ص ۸۳ پارہ ششم سورہ مائدہ رکوع ۶ کے حاشیہ میں یہ عبارت مندرج ہے۔ ”حضرت ابن عباس نے کہا مراد وسیلہ سے قربت ہے یہی قول مجاہد اور بہت سے مفسرین کا ہے قتادہ نے کہا یعنی تقرب حاصل کرو اللہ کا اطاعت کر کے اور عمل پسندیدہ بجالا کے بعض جاہل لوگوں نے لفظ وسیلہ کو اس جگہ پیری مریدی پر اتارا ہے یہ تفسیر حقیقت میں مجرورانے کے ساتھ کی ہے حدیث شریف میں آیا ہے۔ جس شخص نے قرآن شریف کی تفسیر اپنی رائے کے ساتھ کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنا لے (ابن کثیر وفتح)“ (۳)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حمائل شریف کی یہ عبارت صحیح ہے یا زید کا قول؟

(جواب ۴) آیہ کریمہ میں وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ یا قرآن پاک پر عمل کرنا ہے (۴) اور اگر نبی یا ولی بھی مراد ہوں تو ان کی اطاعت اور فرمان برداری امور شرعیہ میں مراد نہوگی نہ ان کی ذات اور شخصیت۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ولا یخفی ان مبنی الاعتقاد ولا یكون الا على الأدلة یقینیة، و مثل هذا المعنى الذى اساسه على ذلك المبنى لا یصلح ان یكون من الادلة الظنیة ولذا لم یعتبر احد من الفقهاء جواز العمل فى الفروع الفقہیة بما یتظهر للصوفیة من الامور الكشفیة او الحالات المنامیة (مرقاۃ المصابیح، باب اشراط الساعة، ۱/ ۱۷۹-۱۸۰ ط امدادیہ ملتان)

(۲) المائدة: ۳۵

(۳) واما التفسیر بمجرد الراى فحرام لما رواه محمد بن حریر، عن ابن عباس عن النبی ﷺ من قال فى القرآن برايه او بما لم یعلم فلیتبعوا مقعده من النار (مقدمہ تفسیر ابن کثیر ۵/ ۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) قال فى روح المعانی: ”الوسيلة“ فعلیة بمعنی ما یتوسل به و یتقرب الى اللہ عز وجل من فعل الطاعة وترك المعاصی الخ (المائدة ۳۵، ۱۸۲/۵ ط دار الفکر بیروت لبنان)

توسل بالذات میں اہل السنۃ والجماعت کا مسلک

(سوال) جناب نبی کریم ﷺ ودیگر اکابر امت کے ساتھ دعا میں توسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی حضور ﷺ ودیگر حضرات انبیاء کرام و اولیائے کرام کے توسل سے دعا مانگنا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اہل سنت والجماعت ودیگر اکابر امت کا اس مسئلے میں کیا مسلک رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۵۰۰ مولانا محمود احمد صدیقی حسن پور - ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱) توسل بالصالحین کے مسئلے میں اختلاف ہے بعض علماء منع کرتے ہیں لیکن اکثر جواز کے قائل ہیں قائلین بالجواز کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ فلاں اپنے مقرب و مقبول بندے کی برکت سے یا اپنے عباد مقبولین مقربین کی برکت سے میری دعا قبول فرمائے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے (۱) اللھم انی اتوجه الیک بنبیك نبی الرحمة الخ (۲) حدیث میں موجود مذکور ہے جو جواز کے لئے دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے!

(سوال) عمر کہتا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی شخص کو بغیر وسیلہ امیر و وزیر کے بادشاہ تک رسائی نہیں ہو سکتی، ٹھیک اسی طرح بغیر بزرگان دین کا وسیلہ پکڑے ہماری دعا درگاہ رب العزۃ میں قبول ہونا تو درکنار وہاں تک پہنچ بھی نہیں سکتی اگر کسی بزرگ کا وسیلہ نہ بھی لیا جائے تو حرج نہیں مگر حضور ﷺ کا وسیلہ لینا تو ضروری ہے آپ کے وسیلے کے بغیر ہماری کوئی مراد پوری نہیں ہو سکتی یعنی یوں دعا مانگنی چاہیے "اے معبود حقیقی مالک دو جہاں اپنے محبوب پاک ﷺ کے صدقے یا طفیل سے میری یہ دعا قبول فرما" بحر جواب دیتا ہے کہ یہ صریح شرک ہے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ خدا کا مقرب سمجھ کر ان کا وسیلہ لیتے تھے اور اسی فاسد عقیدے کو مٹانے کے لئے خداوند عالم نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا البتہ یہ دعا جائز ہے کہ "اے معبود حقیقی مالک دو عالم اپنے محبوب پاک کی برکت سے میری یہ دعا قبول فرما"

براہ کرم تحریر فرمائیں کہ طفیل صدقہ اور برکت میں کیا فرق ہے؟ دعا میں اگر لفظ طفیل یا صدقہ استعمال کیا جائے تو شرک ہو جاتا ہے اور اگر برکت کہا جائے تو جائز ہو جاتی ہے کیا ان کے معنی میں کچھ فرق ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (سگرور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(۱) اویراد بالحق الحرمة والعظمة فیکون من باب الوسيلة وقد قال تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسيلة وقد عد من آداب الدعاء التوسل (رد المحتار باب الاستبراء وغیرہ ۶/۳۹۷ ط سعید)

(۲) عن عثمان بن حنیف ان رجلاً ضرب البصر اتي النبی ﷺ فقال.... يدعو بهذا الدعاء اللهم انی اسئلك وأتوجه الیک بنبیك محمد نبی الرحمة (جامع الترمذی باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ و تعوذہ فی دبر کل صلوٰۃ ۲/۱۹۸ ط سعید)

(۱) (او کما قال) یعنی حضور انور ﷺ کا ارشاد اور حکم ہے کہ جب کچھ مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر اس تعلیم اور اس حکم کے موافق مسلمانوں کو مدد طلب کرتے وقت صرف حضرت حق کا نام لینا چاہیے رسول اللہ ﷺ کا نام شریک کرنا درست نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نقشہ نعل مبارک مسجد میں لگا کر نماز کے بعد اسے یوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں (سوال) مسجد کے ایک امام صاحب نے محراب پر ایک چھپا ہوا نقشہ نعلین کا لگا رکھا ہے اور وہ اس کو حضور پاک کی نعلین مبارک کی صورت قرار دیکر ہر نماز پڑھانے کے بعد اس پر ہاتھ پھیر کر اور آنکھوں سے لگا کر اس کو یوسہ دیتے ہیں اور تمام مقتدیوں کو مسجد میں وہ اپنے اس نئے نعل کی اور مصافحہ کی ترغیب دیتے ہیں اور ان سے کراتے ہیں آیا یہ ایسا عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۰۶ حافظ محمد رحیم بخش صاحب لال دروازہ مقرر ۱ صفر ۱۳۵۶ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵) آنحضرت ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ کسی کے پاس ہو اور وہ براہ محبت اس کو یوسہ دے تو مضائقہ نہیں (۲) لیکن اس کو کسی جگہ لگا کر لوگوں کو ہدایت کرنا کہ وہ اس پر ہاتھ پھیریں اور یوسہ دیں یہ جائز نہیں کہ اس میں ایک رسم پڑ جانے اور تعظیم میں غلو پیدا ہونے سے ایک بدعت قائم ہو جائے گی۔ (۲) اور نماز کے بعد خصوصیت سے مصافحہ کرنا بھی جائز نہیں ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں! (سوال) کیا حضور ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶) حضور اکرم ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا صحیح نہیں دعا اور سوال سب اللہ تعالیٰ سے ہونے چاہیے خود آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے فرماتے ہیں اذا سالت فاسئل الله واذا

(۱) جامع الترمذی، باب ۷۸/۲ ط سعید

(۲) فی هذه الاحادیث 'التبرک بآثار الصالحین و بیان ما كانت الصحابة علیہ من التبرک بآثارہ' و تبرکھم بادخال بدہ الکریمہ فی آیتھم و تبرکھم بشعرہ الکریم (شرح النووی مع الصحیح لمسلم: باب قریہ ﷺ من الناس و تبرکھم بہ ۲۵۶/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) ثم قال فی النہر عن المعراج واما ما یفعل عقب الصلوۃ من السجدة فمکروه اجماعاً لان الناس یعتقدون انها واجب او سنة - ای وکل جائز ادى الی اعتقاد ذلك کرہ (رد المحتار - کتاب الصلاة ۱/۳۷۱ ط سعید)

(۴) وقد صرح بعض علمائنا و غیر ہم: بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوۃ مع ان المصافحة ستة و ما ذاک - إله لکونہا لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع (رد المحتار، مطلب فی دفن المیت ۲/۲۳۵ ط سعید)

استعنت فاستعن بالله (۱) کہ جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کرو اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ اس پر عمل کرنا۔ امتی کو لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ ”یا“ کا حکم!

(سوال) اکثر علما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگا سکتے ہیں اور کسی کے نام کے آگے نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگایا گیا تو غوث پاکؒ ان کی اولاد میں سے ہیں اگر یا غوث کر کے یاد کیا یا پکارا تو کیا حرج ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۳۱۸ سے سی منضوری (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۷) آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ بھی یا لگانا جائز نہیں ہاں درود شریف میں صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا جائز ہے وہ بھی اس خیال سے کہ فرشتے یہ درود حضور ﷺ کو پہنچا دیں گے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

(۱ تا ۴) نقشہ نعل مبارک سے توسل و تبرک اور اس کو شائع کرنے کا حکم

(۵) نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھ دینا کیسا ہے؟

(۶) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں

(سوال) استفتاء ہذا کی پشت پر رسول کریم ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ ہے اور اسی کے ساتھ نعل مبارک کے بعض آثار و خواص اور اس کی تعریف میں بعض بزرگوں کے اشعار اور اس نعل مبارک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے حاجات طلب کرنے کا طریقہ بھی تحریر ہے زید نے یہ نقشہ نعل مبارک مع امور بالا حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب زاد السعید سے ملحقہ رسالہ نیل الشفا بنعل المصطفیٰ سے نقل کر کے طبع کرایا اور مسلمانوں کے مجمع میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ وہ اس کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں حضرات اکابر تحریر فرمائیں کہ کیا (۱) زید کا یہ نعل ناجائز ہے (۲) اس کے آثار و خواص میں جن برکات کے ظہور کا ذکر ہے ان کا اعتقاد ناجائز ہے (۳) اس نقشہ مبارک کو باعث برکت سمجھنا ناجائز ہے (۴) اس نقشہ مبارک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ناجائز ہے (۵) زید جو ایک مسجد میں امام ہے اس نے اس نقشہ کو طبع کرا کے اپنے نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھ دیا کیا یہ لکھنا ناجائز ہے (۶) زید نے صبح کو یہ مبارک نقشہ مسلمانوں میں تقسیم کئے دوسرے دن صبح کو زید کی کمر میں

(۱) جامع الترمذی: باب ۷۸/۲ ط سعید

(۲) اور حاضر و ناظر سمجھ کر استعانت و استمداد کے لئے کما شکر ہے۔ الثانی انه دعاه و ناداه (الرسول ﷺ بالتصريح وله ظهار الفافة والا اضطرار اليه و سال منه هذه المطالب التي لا تطلب الا من الله وذلك هو الشرك في الالهية (تفسير العزيز الحميد شرح كتاب التوحيد باب من الشرك ان يستغيث بغير الله ص ۱۸۷ ط المكتبة السلفية)

کپڑے وغیرہ اتار کر ٹھنڈی ہوا میں لیٹنے کی وجہ سے درد ہو گیا اس پر ایک شخص نے زید سے کہا کہ تم نے یہ نقشہ طبع کرا کے تقسیم کیا تھا اس وجہ سے تمہارے سر اور کمر میں درد ہو گیا اور تم دو دن ترجمہ نہ کر سکے کیا اس شخص کا یہ قول صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بیٹو اتو جروا

المستفتی نمبر ۱۵۵۷ مولوی محمد یوسف صاحب امام مسجد حوض والی محلہ چوڑی دالان دہلی مورخہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ مطابق یکم جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۴) آنحضرت ﷺ کے آثار متبرکہ طیبہ سے برکت حاصل کرنا تو علماء متقدمین اور صحابہؓ اور تابعینؓ سے ثابت ہے (۱) لیکن آثار و اشیاء متبرکہ سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق یہ بات ثابت ہو کہ وہ حضور ﷺ کی استعمال کی ہوئی اشیاء (مثلاً جنبہ مبارک یا قمیص مبارک یا نعل مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے اجزاء (مثلاً موئے مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے ساتھ مس کی ہوئی چیزیں ہیں (مثلاً اس خاص پتھر کے جس پر قدم مبارک رکھنے سے نشان قدم بن گیا ہو) لیکن ان میں سے کسی چیز کی تصویر بنا کر اس سے برکت حاصل کرنے کا معتمد اہل علم و ارباب تحقیق سے ثبوت نہیں (۲) اگر تصویر سے تبرک حاصل کرنا بھی صحیح ہو تو پھر نعل مبارک کی کوئی تخصیص نہ ہوگی بلکہ جنبہ مبارک، قمیص شریف، موئے مبارک اور قدم شریف کی کاغذ پر تصویر بنانے اور ان سے تبرک و توسل کرنے کا حکم اور نقشہ نعل مبارک سے تبرک و توسل کا حکم ایک ہوگا اور ایک ماہر بالشریعت اور ماہر نفسیات اہل زمانہ اس کے نتائج سے بے خبر نہیں رہ سکتا جن بزرگوں نے نعل مبارک کے نقش کو سر پر رکھا پس وہ دیا اس سے توسل کیا وہ ان کے وجدانی اور انتہائی محبت بالنبی ﷺ کے اضطراری افعال ہیں ان کو تعمیم حکم اور تشریع للناس کے موقع پر استعمال کرنا صحیح نہیں۔ (۳) نیز اس امر کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ نعل مبارک کا یہ نقشہ فی الحقیقت حضور ﷺ کے نعل

(۱) عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى الغداة جاء خدم المدينة بآيتهم فيها الماء فما يؤتى بآناء الا غمس يده فيها - و عنه قال لقد رأيت رسول الله ﷺ والخلاق يحلقه واطاف اصحابه فما يريدون ان تقع شعرة الا في يدرجل (صحيح الامام مسلم) قال النووي في شرحه في هذه الاحاديث - التبرك بآثار الصالحين و بيان ما كانت الصحابة عليه من التبرك بآثاره و تبركهم بادجال يده الكريمه في الآنية و تبركهم بشعره الكريم (باب قربہ ﷺ من الناس و تبركهم به ۲/ ۲۵۶ ط قديمی کتب خانہ کراچی)

(۲) عن ابی الخوراء السعدی قال : " قلت لحسن بن علی : " ما حفظت من رسول الله ﷺ ؟ قال : حفظت من رسول الله ﷺ " دع ما یریک الی مالا یریک (الحديث) (ترمذی : قبیل ابواب صفة الجنة ۷۸/۲ ط سعید) وفي المرقاة : " والمعنی اترك ما تشك فيه من الاقوال والا عمال انه منهي عنه اولا او سنة او بدعة واعدل الی مالا تشك فيه منهما " والمقصود ان یبني المكلف امره علی یقین البحث والتحقیق والصرف و یكون علی بصيرة فی دینه (کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال ۴۳/۶ ط امدادیہ ملتان)

(۳) ولا یخفی ان مبنی الا اعتقاد لا یكون الا علی الادلة الیقینیة و مثل هذا المعنی الذی اساسه علی ذلك المبنی لا یصلح ان یكون من الادلة الظنیة " ولذا لم یعتبر احد من الفقهاء جواز العمل فی الفروع الفقہیة بما یتظهر للصوفیة من الامور الکشفیة او من الحالات المنامیة (مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح : باب اشراط الساعة " الفصل الثاني ۱۷۹/۱۰ - ۱۸۰ ط امدادیہ ملتان)

مبارک کی صحیح تصویر ہے یعنی حضور ﷺ کے نعل مبارک کے درمیانی پٹھے (شراک) کے وسط میں اور آگے کے تسموں (قبالین) پر ایسے ہی پھول اور نقش و نگار بنے تھے جیسے اس نقشے میں بنے ہوئے ہیں اور بلا ثبوت صورت و ہیئت کے حضور ﷺ کی طرف نسبت کرنا بہت خوفناک امر ہے اندیشہ ہے کہ من کذب علی متعمداً الخ (۱) کے مفہوم کے عموم میں شامل نہ ہو جائے کیونکہ اس ہیئت کے ساتھ اس کو مثال نعل مصطفیٰ قرار دینے کا ظاہر مطلب یہی ہے کہ اس کو مثال قرار دینے والا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسی نعل مبارک استعمال کی تھی جس کے پٹھوں اور اگلے تسموں پر اس قسم کے پھول بنے تھے اور اس طرح کے نقش و نگار بھی تھے۔

پھر یہ سوال بھی پیدا ہو گا کہ یہ نقش و نگار ریشم سے بنائے گئے تھے یا کلابتوں اور زری کے تھے یا محض ٹھپہ تھا اور ان تمام امور میں سے کسی ایک کا بھی ثبوت مہیا نہ ہو گا اور اختلاف اہوا سے مختلف حکم لگانے جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال تصویر کو اصل کا منصب دینا اور اس کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا احکام شرعیہ سے ثابت نہیں اگر حضور ﷺ کی نعل مبارک جو حضور ﷺ کے قدم مبارک سے مس کر چکی ہو کسی کو مل جائے تو زہرے سعادت اس کو بوسہ دینا سر پر رکھنا سب صحیح مگر نعل کی تصویر اور وہ بھی ایسی تصویر جس کی اصل سے مطابقت کی بھی کوئی دلیل نہیں اصل نعل مبارک کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

سوال نمبر ۱ سے ۴ تک کا تو یہ جواب ہو گیا نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ کسی شخص کا اپنے متعلق خادم دربار محمدی لکھ دینا ناجائز نہیں ہے اور نمبر ۶ کا جواب یہ ہے کہ جو شخص سر اور کمر کے درد کو اس پرچہ کی اشاعت کا نتیجہ ہونے کا اعتقاد رکھے وہ بھی غلطی کرتا ہے اور لا تقف ما لیس لك به علم (۲) کے تحت اس کو ایسا حکم لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

معروف نقشہ کیا حضور ﷺ کے نعل ہی کا نقشہ ہے؟ اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟
(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نقشہ معہ ہدایت شائع ہوا ہے جس میں شان کف پائے مبارک کا نقشہ دیا گیا ہے یہ نقشہ جو شائع کیا گیا ہے حضور ﷺ کے نعلین شریف کا درست نقشہ ہے کیا اس کی اصل احادیث شریف یا اقوال خلفائے راشدین سے ثابت ہے دوسرے مشتر نے یہ بھی تحریر کیا کہ بتوسل نعلین شریف دعا کرنا چاہیے یہ نقشہ معہ تحریر ارسال ہے لہذا شرع شریف میں اس نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اس کے توسل سے اپنی حاجت طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۸ انوار احمد صاحب (دریہ کلاں دہلی) - مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ /

(۱) صحیح الامام مسلم: باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ ﷺ ۷/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) بنی اسرائیل: ۳۶

جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۴۹) اگر آنحضرت ﷺ کی استعمال کی ہوئی نعل شریف کسی کو مل جائے تو ہے سعادت اور فرط محبت سے اس کو یو سہ دینا سر پر اٹھالینا بھی موجب سعادت ہے (۱) مگر یہ تو اصل نعل نہیں اس کی تصویر ہے اور یہ بھی قیقن نہیں کہ یہ تصویر اصل کے مطابق ہے یا نہیں اور تصویر کے ساتھ اصل شے کا معاملہ کرنا شریعت میں معہود نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پائے مبارک موئے مبارک اور قمیص مبارک جبہ مبارک کی تصویریں بھی بنائی جاسکتی ہیں اور اگر ان میں بھی اصل کی مطابقت کے ثبوت سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر آج ہی پشمار تصویریں بن جائیں گی اور ایک فتنہ عظیمہ کا دروازہ کھل جائے گا (۲) جن بزرگوں نے اس تصویر کے ساتھ محبت کا معاملہ کیا وہ ان کے والہانہ جذبات محبت کا نتیجہ تھا مگر دستور العمل قرار دینے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

خط و کتابت

(ماخوذ از رسالہ اتمام المقال)

(سوال) مذکورہ بالا دو فتوؤں کے بعد بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں مختلف اشخاص کی طرف سے سوالات آئے اور بعض مخلصین نے حاضر خدمت ہو کر موافق و مخالف اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمانوں میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہونے لگا۔

حضرت مفتی صاحب نے دیکھا کہ اختلاف و شقاق بین المسلمین کا ایک نیا دروازہ کھل رہا ہے اگر

(۱) عن انس بن مالک قال : قال رسول الله ﷺ اذا صلى الغداة جاء خدم المدينة بأنيتهم فيها الماء، فما يؤتى بانه الا غمس يده فيها - و عنه لقد راي رسول الله ﷺ والحلاق يحلقه واطاف به اصحابه، فما يريدون ان تقع شعرة الا في يدر جل (صحيح الامام مسلم) قال النووي في شرحه في هذه الاحاديث - التبرك بآثار الصالحين و بيان ما كانت الصحابة عليه من التبرك بآثاره و تبركهم بادخال يده الكريمة في الآنية و تبركهم شعره الكريم (باب قربة ﷺ من الناس و تبركهم به ۲/۲۵۶ ط قديمي كتب خانہ، کراچی)

(۲) عن الحسن بن علي قال حفظت من رسول الله ﷺ دع ما يريك الى مالا يريك (جامع الترمذی : قبيل ابواب صفة الجنة ۲/۷۸ ط سعيد) وفي المرقاة: والمعنى اترك ما تشك فيه من الاقوال والاعمال انه منهي عنه أولا و مسته او بدعة، واعدل الى تشك فيه منهما والمقصود ان يبنى المكلف امره على اليقين البحث والتحقيق الصرف و يكون على بصيرة في دينه (مرقاة: كتاب البيوع، باب الكسب و طلب الحلال ۶/۴۳ ط امداديه ملتان)

(۳) ولا يخفى ان مبنى الاعتقاد لا يكون الا على الادلة اليقينية و مثل هذا المعنى الذي اساسه على ذلك المبنى لا يصلح ان يكون من الادلة الظنية؛ ولذا لم يعتبر احد من الفقهاء جواز العمل في الفروع الفقهية بما يظهر للصوفية من الامور الكشفية او من الحالات المنامية (مرقاة المفاتيح، شرح مشكوة المصابيح: باب اشراط الساعة، الفصل الثاني ۱۰/۱۷۹-۱۸۰ ط امداديه ملتان)

ممکن ہو تو اسی وقت اس کا تذکرہ کر لیا جائے چنانچہ حضرت مدوح نے اپنے دونوں جواب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی خدمت میں ایک مکتوب کے ساتھ روانہ کر دیئے افسوس کہ اس مکتوب کی نقل مفتی صاحب نے نہیں رکھی تھی (غالباً حضرت حکیم الامت مدظلہم العالی کے یہاں محفوظ ہوگی) مگر اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا :-

خلاصہ مضمون مکتوب مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

خدمت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دام فیضہم

حضرت محترم دام فیوضکم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یہاں اپنی جماعت کے ایک اچھے مستعد عالم نے یہ نقشہ جو ارسال خدمت ہے چھپوا کر شائع کیا لوگوں میں اس کی اشاعت سے کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق سوالات ہو رہے ہیں میرے پاس بھی دو سوال آچکے ہیں میں نے جو جواب تحریر کئے ہیں وہ ملاحظہ اقدس کے لئے ملفوف ہذا ہیں براہ کرم ملاحظہ کے بعد رائے عالی سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں اگر جواب درست نہ ہونے کا مجھے اطمینان ہو جائے گا تو میں بلا تکلف رجوع کر لوں گا یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ رسالہ نیل الشفا میں نے مطالعہ کیا ہے وہ میرے لئے موجب اطمینان نہیں ہوا۔ والسلام۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مفتی صاحب کے خط کے جواب میں حضرت مولانا تھانوی کا جو گرامی نامہ آیا اس کی نقل یہ ہے

ارشاد نامہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم

بجواب مکتوب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دامت فیوضہم

تصحیح الجواب وتوثیقہ من الاحقر الافقر اشرف علی عفی عنہ

بعد الحمد والصلوة احقر نے دونوں جواب پڑھے جو بالکل حق ہیں اور صحت معنی کے ساتھ

اسلوب (۱) کلام میں ادب کی رعایت خاص طور پر قابل داد ہے جس کی ایسے نازک مسائل میں سخت ضرورت ہے اب ان کے مضامین کے متعلق بغرض توضیح بعض ضروری معروضات پیش کرتا ہوں۔

نمبر ۱۔ بدلائل ثابت ہو چکا کہ یہ اعمال (۲) شرعیہ نہیں اور ایسے اعمال کے لئے جن کا منشا حب و شوق طبعی دایب ہو مستقل دلیل کی حاجت نہیں خلاف دلیل نہ ہونا کافی ہے کما قال عثمان ولا مسست

ذکری بیمینی منذ بایعت رسول اللہ ﷺ راوہ ابن ماجہ (۳)

(۱) هذا مفاد کلامہ مدظلہ و لفظہ لفظی ادب

(۲) يدلہ فی مکتوبہ الاخير با مقاصد الشرعیة

(۳) باب کراہیۃ من الذکر بالیمین والاستنجاء بالیمین ص ۲۷ ط سعید

ظاہر ہے کہ یہ رعایت بنا بر حکم شرعی نہیں ورنہ ثوب نجس کا دلک یا عصر بھی یمن سے جائز نہ ہوتا۔
 نمبر ۲۔ جب ان اعمال کی بنا ادب و حب و شوق طبعی ہے اور بعض اوقات صرف تشاکل و تشابہ بھی نشان جذبات کا ہو جاتا ہے تو وہاں بھی اجازت دی جائے گی۔ کما فی فتاویٰ العلامة عبدالحی صفحہ ۳۲۲۔ نقل عیاض عن احمد بن فضلویہ الزاهد الغازی قوله ما مسست القوس بیدی الا علی طہارة منذ بلغنی ان رسول اللہ ﷺ اخذ القوس بیدہ۔ ظاہر ہے کہ مٹی اس کا جز دونوں قوس کے تشابہ کے اور کیا تھا پھر تشابہ و تشاکل عام ہے ناقص ہو یا تام او کسی عین کا ہو یا تمثال کا چنانچہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے تصویر روضہ منورہ و نقشہ مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ واقعہ دلائل الخیرات کے باب میں جواب دیا ہے کہ بوسہ دادن و چشم مالیدن بریں نقشہ ہائے ثابت نیست و اگر از غایت شوق سرزد ملامت و عتاب ہم بر جانیا شد اھ من الفتاویٰ الامدادیہ جلد ثالث ص ۱۴۰ اور نعل شریف کی تمثال اگر پوری مطابق بھی نہ ہو مگر کسی درجہ میں تو مشابہ ضرور ہے جیسا روضہ شریفہ کا نقشہ واقعہ دلائل الخیرات پس غایت مافی الباب تطابق نام کا دعویٰ و اعتقاد ناجائز و محتاج نقل صحیح ہو گا باقی مطلق تشابہ تو احادیث سے ثابت ہے۔

نمبر ۳۔ ایسے احکام حبیہ شوقیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا اس لئے ضروری نہیں کہ نعل مبارک کے تمثال کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا مستلزم ہو دوسرے تبرکات کے تماثل کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے کو کما قال بعض العشاق۔ امر علی الدیار دیار لیلی۔ اقبل ذالجدار و ذالجدار۱۔ و ما حب الہیار شغفن قلبی۔ و لکن حب من سکن الدیار۱۔ و لم یقل اقبل ذی الشمار و ذی الشمار۲۔ اور مثلاً مساجد میں مستعمل ظاہر جو تہ پہن کر نہ جانا جس کی بناء محض ادب طبعی عرفی ہے اسکو مستلزم نہیں کہ جہاں پہن کر بھی جانا مساجد میں قیاساً خلاف ادب سمجھا جاوے اور مثلاً تقبیل تمثال روضہ شریفہ کا جواز بد کور نمبر ۲۔ اس کو مستلزم نہیں کہ اصل قبر شریف کی تقبیل کی اجازت دی جائے بلکہ اس کا مدار اہل ادب کے ذوق و عادت پر ہے باقی تمثال نعل شریف کی تخصیص اول تو بوجہ ذوقی ہونے کے محل سوال نہیں لیکن ممکن ہے کہ داعی اس تخصیص عادی کا طالب کا اپنے لئے غایت تذلل اختیار کرنا ہو کہ اس سے زیادہ درجہ کی چیزوں تک میری کہاں رسائی ہوتی۔ کما قیل۔

نسبت خود برسخت کردم و بس متعلم زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادلی

واللہ اعلم باسرار عبادہ۔

نمبر ۴۔ یہ سب تفصیل حکم فی نفسہ کی ہے ورنہ جہاں احتمال غالب مفاسد کا ہو وہاں نقشہ تو کیا خود اصل تبرکات کا انعدام بھی بشرط عدم اہانت و بشرط عدم لزوم ابقا مطلوب و مامور بہ ہو گا جیسا حضرت عمرؓ کا قصہ قطع شجرہ کا منقول ہے۔ (۱)

(۱) کان الناس یاتون الشجرۃ الی یقال لہا شجرۃ الرضوان فیصلون عندها فبلغ ذلك عمر بن الخطاب فاوعدہم فیہا و امر بہا فقطعت (طبقات ابن سعد غزوہ الحدیبیہ ۲/۱۰۰ ط بیروت)

نمبر ۵۔ میں نے جب رسالہ نیل الشفا بمعل المصطفیٰ لکھا تھا جس کو غالباً چھتیس سال کا زمانہ ہو گیا گو اس میں بھی کافی احتیاطیں کر لی گئی تھیں منشا میں بھی کہ ثقات سے نقل کیا گیا اور ناشی میں بھی کہ آخر میں غلو سے اہتمام کے ساتھ روک دیا گیا مگر تاہم اتنے مفاسد محتملہ سے ذہن خالی تھا لیکن پندرہ سال سے زائد مدت گزری کہ اس قسم کے شبہات قلب میں پیدا ہوئے کہ عوام غلو نہ کرنے لگیں اس کے چند روز بعد ایک صاحب توفیق نے اس کے متعلق استفسار کیا جس کا جواب لکھ کر میں مطمئن ہو گیا یہ جواب النور محرم ۱۴۲۲ھ کے صفحہ ۹ میں بعنوان تنبیہ بر اصلاح معاملہ بامثال نعل شریف شائع ہوا ہے پھر مزید احتیاط کے لئے النور شوال ۱۴۲۲ھ کے صفحہ ۲۰ میں اس تنبیہ کی تجدید اس عبارت سے کر دی کہ نیل الشفاء کے متعلق النور نمبر ۹ جلد ۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے اس کے خلاف نہ کریں۔ اھ

اب محمد اللہ دوسرے علماء کی تحریر سے بھی میرے مقصود کی تائید ہو گئی پس کسی کو غلو کی گنجائش نہیں رہی اور اس مفصل و مکمل تحقیق کے بعد احقر کی تحریرات میں باہم بھی اور دوسرے حضرات اہل تحقیق کی تحریر سے بھی تعارض کا احتمال نہیں رہ سکتا لیکن اگر اب بھی کسی کے خیال میں تعارض کا شبہ ہو تو اس کے لئے میں اعلان کر رہا ہوں کہ دوسرے حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جاوے اور میری تحریر کو مرجوح بلکہ مجروح و ممنوع عنہ بلکہ مرجوح عنہ سمجھا جاوے۔ فقط ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۵۶ھ مفتی صاحب قبلہ کے دونوں جوابوں کی تصدیق و تصحیح اور نفس مسئلہ کی توضیح کے متعلق تو حضرت حکیم الامتہ مولانا تھانوی دام ظلہ کی یہ تحریر تھی جو اوپر نقل کی گئی اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی تھا جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکتوب حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیضہ

بنام مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا السلام علیکم۔ اگر اصل جواب شائع ہو تو بشرط خلاف مصلحت نہ ہونے کے میری تحریر (۱) بھی شائع فرمادی جائے خواہ بعینہ خواہ بعد تلخیص و حذف اجزاء مضرہ للعوام۔ البتہ صورت ثانیہ میں اگر تلخیص کو میں بھی دیکھ لوں تو یہ فائدہ ہے کہ اس کو یہاں بھی محفوظ کر لوں تاکہ آئندہ جواب میں اس کی رعایت رہے

اور بعینہ شائع کرنے کی صورت میں یہ بھی اختیار ہے کہ اجزاء مضرہ کا جواب درد بھی ساتھ ساتھ حواشی میں شائع کر دیا جائے اور اس صورت میں مجھ کو دکھلانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ

(۱) اس تحریر سے وہ تحریر مراد ہے جو اوپر بعنوان تصحیح الجواب و توثیقہ نقل کی جا چکی ہے

تصرف میری عبارت میں نہ ہوگا جیسا تلخیص کی صورت میں ہوگا۔
 اور اگر خلاف مذاق نہ ہو تو اس مجموعہ کا کوئی لقب بھی رکھ دیا جائے۔ خواہ (۱) تمام المقال فی بعض احکام التمثال یا اور کچھ اور اشاعت کی صورت میں النور کا مضمون بعنوان تنبیہ (۲) بھی شائع ہو جائے تو انفع ہے جس کا پتہ نمبر ۵ میں لکھا ہے فقط۔
 حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے اس ارشاد نامے کے موصول ہونے پر حضرت مفتی صاحب قبلہ نے پھر ایک خط حضرت حکیم الامت مدظلہ کی خدمت میں لکھا جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

مکتوب دوم مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ
 بخد مت حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیوضہم

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ۔ مدرسہ امینیہ دہلی
 حضرت مخدوم محترم دام فضلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ نے معزز و مفخر فرمایا جزاکم اللہ تعالیٰ۔ مجھے دو باتیں عرض کرنی ہیں امید کہ تسلی بخش جواب سے شاد کام فرمائیں گے حضرت عثمانؓ کی حدیث کے ابن ماجہ (۲) میں یہ الفاظ ہیں ما تغنیب ولا تمنیت ولا مسیت ذکری بيمينی منذ بايعت بها رسول الله ﷺ اس میں دو تین باتیں مذکور ہیں اور تینوں اسلام میں ممنوع ہیں تو کیا اس قول کا مطلب یہ ہو سکتا ہے یا نہیں کہ جب سے میں نے حضور سے بیعت کی یعنی اسلام لایا ہوں یہ کام نہیں کئے جیسے حضرت عمرؓ کا قول ہے ما بليت قائماً منذ اسلمت (رواہ البزاز و رجالہ ثقات کذا فی الزوائد) (۳) اگر یہ مطلب ہو تو مس ذکر باليمن نہ کرنے کی وجہ اس کا اسلام میں ممنوع ہونا ہوگا نہ یہ کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کی وجہ سے مس ذکر باليمن ترک کیا۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن فضلویہ کا قول ما مسست القوس بیدی الا علی طهارة الخ ہر قوس کے متعلق ہے یا القوس میں لاف لام عہد کا ہے اور اس سے ایک خاص قوس مراد ہے جس کے متعلق انہیں یہ علم ہوا تھا کہ اس قوس کو حضور کے دست مبارک میں جلنے کا شرف حاصل ہوا ہے میرے خیال میں قوس معمود کا مراد لینا راجح ہے کیونکہ عام قوس کا مراد لینا اور محض اس خیال سے کہ کمان

(۱) اس مشورہ مفیدہ کے ماتحت یہ مجموعہ اسی لقب سے ملقب کر دیا گیا ہے حضرت اقدس کی پوری تحریر شائع کر دی گئی اس کی تلخیص نہیں کی گئی)

(۲) یہ مضمون ابتدائے رسالہ اتمام المقال میں ہے

(۳) باب کراہیۃ مس الذکر والیمین والاستنجاء بالیمین ص ۲۷ ط سعید

(۴) باب البول قائماً ۱/۲۰۶ ط دار الفکر بیروت لبنان

کو حضور ﷺ نے ہاتھ میں لیا ہے اس لئے تمام کمانوں کو محض مشاکلت کی وجہ سے بے وضو نہ چھونا موجب نہیں حضور ﷺ نے صرف کمان دست مبارک سے نہیں پکڑی بلکہ تلوار، سکین، ازار، رداء، عمامہ، قمیص اور بہت سی چیزیں دست مبارک سے چھوئی ہیں تو اگر محض مشاکلت اس کی وجہ ہوتی تو ان کا یہ جذبہ صرف قوس میں نہ پایا جاتا اگر دوسرا احتمال مراد ہو تو معقول بات ہے اور جو چیز بھی اس کو ایسی مل جاتی کہ حضور کے دست مبارک میں آئی ہوتی تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے مگر اور کوئی ایسی چیز نہ ملی صرف کوئی کمان ایسی ہاتھ لگی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے تو ان کے جذبہ محبت نے اس کمان کو بے وضو چھونے سے انہیں باز رکھا جناب نے اس عبارت کا حوالہ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی کے صفحہ ۳۲۲ کا دیا ہے میرے پاس جو مجموعہ فتاویٰ ہے اس کی جلد اول و دوم کے ص ۳۲۲ میں یہ عبارت نہیں ملی اور جلد سوم کے صفحات ہی اتنے نہیں ہیں براہ کرم جلد کی تعیین کے ساتھ کوئی مزید نشان بھی تحریر فرمادیں ان دو باتوں کے علاوہ ایک اور بات بھی عرض کرنی ہے کہ جذبہ محبت سے جو افعال سرزد ہوں وہ اختیاری ہوں گے یا اضطراری اگر اختیاری ہوں گے تو احکام شرعیہ (وجوب، سنیت، ندب، اباحت، کراہت، حرمت) میں سے ان کے ساتھ کوئی حکم ضرور متعلق ہو گا ہاں اگر اضطراری ہوں گے تو ان احکام میں سے کوئی حکم ان سے متعلق نہ ہو گا تو تصویر اور نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اگر اختیاری ہو تو وہ کم از کم مستحب یا مباح ضرور ہو گا یا بصورت دیگر اس کو کم از کم مکروہ کہا جائے گا پھر اس کو امور شرعیہ سے خارج کرنے کی کیا صورت ہے۔

استحباب کی صورت میں اس کی تشریع اور عمل کی ترغیب بھی صحیح ہوگی۔

لیکن اگر اضطراری ہونے کی صورت میں اس کو جائز فرمایا جائے تو یہ کہنا تو صحیح ہے کہ وہ امور شرعیہ میں سے نہیں کیونکہ شرع کا تعلق اختیار سے ہے نہ اضطرار سے مگر اس صورت میں مضطر کا یہ فعل (بوسہ دینا سر پر رکھنا، توسل کرنا) جو ازیا استحباب یا اباحت یا کراہت کے ساتھ متصف نہ ہو سکے گا بلکہ زیادہ سے زیادہ مسکوت عنہ ہو گا اور تشریع للعوام اور ترغیب للناس کے لئے حجت بھی نہ ہو سکے گا کیونکہ امور اضطراریہ کی تشریع اور ترغیب غیر معقول ہے وہ تو اضطرار اور غلبہ شوق سے خود بخود سرزد ہو سکتے ہیں نہ کسی کے کہنے اور ترغیب دینے سے۔

میری جرات کو معاف فرماتے ہوئے تسلی بخش جواب سے سرفراز فرمائیں۔

محمد کفایت اللہ کا اللہ لہ

اس کے جواب میں حضرت حکیم الامتہ کا جوار شاد نامہ آیا اس کی نقل حسب ذیل ہے
ارشاد نامہ دوم حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دام فیضہم

بنام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الطاف نامہ نے ممنون فرمایا، مبارک اللہ تعالیٰ فی صونکم

للدین جو احتمال منذ بايغت بها الخ میں اور اسی طرح ما مسست القوس کے الف لام میں ظاہر کیا گیا ہے، گو ذوق (۱) اس سے آئی ہے خصوص لفظ بہا پر نظر کر کے۔ مگر صون دین عوام کے لئے نافع ہے۔ باقی تخصیص قوس (۲) کی سواول تو ایسے احکام ادبیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا کما ذکر فی نمبر ۲ من تحریری السابق دوسرے کثرت استعمال فی عبادۃ الغزو فی ذاک الزمان۔ اس تخصیص کی ایک وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کو تلبس دینی زیادہ ہے اور یہ عبارت مجموعہ فتاویٰ کی جلد اول مطبوعہ شوکت اسلام ۱۳۰۲ء صفحہ ۳۲۲ میں ہے صفحہ ۳۱۸ سے کتاب النوادر کے تحت میں شروع ہو کر صفحہ ۳۲۷ تک چلی گئی ہے۔ اصل مجیب مولانا محمد اسماعیل ہیں اور مولانا محمد عبدالحی صاحب مصوب ہیں اور امور شرعیہ سے خارج کرنے کے متعلق جو صورت پوچھی گئی ہے یہاں افعال مقصودہ فی الشرع مراد ہیں نہ کہ احکام شرعیہ، میں نے یہ عنوان آپ ہی کی رعایت سے اختیار کیا تھا کہ آپ کی عبارت خط سابق میں ہے اب اس کو مقاصد شرعیہ کے عنوان سے بدلتا ہوں اور اس کے اختیاری ہونے اور اس کے ساتھ حکم شرعی کے متعلق ہونے سے انکار نہیں کرتا اور وہ حکم لاحت فی نفسہ اور استحباب یا کراہت لغيرہ باتسبب للمقاصد او للمفاسد ہے۔ یہ تو طالب علمانہ کلام ہے جس میں جانبین کو بیت وسعت ہے ہر جواب پر شبہ اور ہر شبہ کا جواب ہو سکتا ہے لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد یاد آتا ہے۔

(۱) حضرت عثمانؓ کی حدیث میں چونکہ تین باتوں کا ذکر ہے ما تغنی ولا تمنیت ولا مسست ذکر بیمنی الخ یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے گانے کا ارتکاب نہیں کیا اور جھوٹ نہیں بولا اور ذکر کو سیدھا ہاتھ نہیں لگایا اور یہ تینوں باتیں اسلام میں ممنوع ہیں تو غالباً ان کا مقصد یہ ہے کہ جب سے میں نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی یعنی اسلام لایا ان ممنوعات شرعیہ میں سے کسی کا ارتکاب نہیں کیا اور اس تقدیر پر لفظ منذ کا تعلق تینوں باتوں سے ہے نہ صرف مسست سے اور جب کہ تینوں سے تعلق ہو تو پھر منذ بايغت کے معنی منذ اسلمت ہی زیادہ موزوں اور مناسب ہیں اور اب وجہ مس ذکر بالیمن نہ کرنے کی اسلام لانا ہے کیونکہ یہ فعل اسلام میں ممنوع ہے یعنی اگر ان کا سیدھا ہاتھ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس بھی نہ کرتا جب بھی حکم اسلام یہ مس ذکر بالیمن ترک کرتے جیسے کہ حکم اسلام غناء اور انیہ کو ترک کر دیا تھا ہاں چونکہ مس ذکر بالیمن میں ترک کی ایک دوسری لطیف وجہ بھی تھی اس کی طرف خاص اشارہ کرنے کے لئے بہا بڑھا دیا مگر مطلب یہی ہے کہ جب سے اسلام لایا ہوں ان تینوں باتوں کا ارتکاب نہیں کیا ہے اگر ان کا مقصد یہ ہو تا کہ اپنے بیمن کے حضور کے دست مبارک سے مس کرنے کی بناء پر میں نے مس ذکر بالیمن ترک کر دیا تو اس کی تعبیر بجائے منذ بايغت بہا کے منذ صافحت بہا زیادہ موزوں ہوتی اور شیخ احمد بن فضلویہ کے کلام میں قوس سے خاص قوس مراد لینے کو میں زیادہ قوی اور راجح سمجھتا ہوں اور مولانا محمد اسماعیل صاحب بھی خاص قوس مراد لینے کو ہی راجح سمجھے اور اسی لئے وہ ترجمہ کیا جو حاشیہ آئندہ میں مجموعہ فتاویٰ سے نقل کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۲) حضرت مولانا تھانوی مدظلہم العالی کے اس گرامی نامہ سے جب اس عبارت کا پورا پتہ معلوم ہوا تو میں نے اپنے پاس کے مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی مطبع یوسفی ۱۳۲۱ھ کے جلد اول ص ۸۷ میں یہ عبارت دیکھی مولانا محمد اسماعیل صاحب مجیب نے اس عبارت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ میری توجیہ کے موافق ہے ان کے ترجمہ کی عبارت یہ ہے (انہوں نے کہا کہ جب سے میں نے یہ سنا کہ میری کمان کو آنحضرت ﷺ نے دست مبارک سے چھوا اس وقت سے میں نے اس کو کبھی بے وضو نہیں چھوا) یعنی انہوں نے کمان سے ایک خاص کمان ہی مراد لی ہے ہر کمان کے متعلق یہ طرز عمل قرار نہیں دیا۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ندانی کہ مارا سر جنگ نیست
وگر نہ مجال سخن تنگ نیست

اس لئے مناظرانہ کلام کو بند کر کے ناظرانہ عرض کرتا ہوں کہ گواحتیاطی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا چنانچہ مکتوبات خبرت کے حصہ سوم بابت ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون ہے مگر مسئلہ میں تردد نہ ہوا تھا لیکن اب مجھ کو خواص کے اس اختلاف آراء سے نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو گیا پھر اس کے ساتھ عوام کے اختلاف ابواء سے جس سے میرا ذہن خالی تھا مصالح دینیہ اسی کو مقتضی ہیں کہ حکم دے ما یریبک الی ملا یریبک (الحديث) (۱) اپنے رسالہ نیل الشفاء سے رجوع کرتا ہوں اور کوئی درجہ تسبب لضرر کا اگر واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار اور کسی عاشق صادق کے اس فیصلہ کا استحصال اور تکرار کرتا ہوں۔

علی انی راض بان احمل الهویٰ واخلص منه لا علی ولا لیا والسلام
(نوٹ) اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو مکملایا ملخصاً جلدی شائع فرمادیں پھر خواہ مستقلاً ہو اولیٰ یا اخبار میں۔ اشرف علی ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ

حاشیہ از مولانا تھانوی مدظلہ متعلقہ حاشیہ صفحہ ۶۸
قولہ ترجمہ کی عبارت یہ ہے الخ اقول گو اس میں سو کاتب کا بھی احتمال ہے نیز اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لیکن مانع کو دلیل کی حاجت نہیں احتمال کافی ہے اور اس احتمال کے فرض وقوع کے بعد بھی منشا اس کا حکم شرعی نہیں محض عاشقانہ ادب ہے اور اسی حکم شرعی نہ ہونے کی بناء پر حضرت عثمانؓ کے قول ما مسست الخ کو ظاہر معدول کیا گیا ہے۔

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ نیل الشفاء سے اس اعلان رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیل الشفاء سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشہ نعل شریف سے استبراک و توسل کی مسلمانوں کو تلقین و ترغیب اور نقشہ کی تشہیر و اشاعت کی تحریض مقصود ہے اب حضرت مولانا دام فیضہم نے عوام کے تجاوز عن الحد اور غلو کو مد نظر رکھ کر استبراک و توسل کی ترغیب اور تشہیر و اشاعت کی تلقین سے رجوع فرمالیا ہے رہا کسی عاشق صادق اور مجذوب محبت کا والہانہ طرز عمل تو وہ بجائے خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے اسی طرح نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو جانے کا جو ذکر ہے اس کا حاصل بھی بجائے جزم جواز سابق کے عدم جزم جواز ہے نہ کہ جزم عدم جواز پس عشاق پر طعن نہ کیا جائے۔

حضرت مولانا کے اعلان رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو اس نظر سے یہ ضروری توضیح کر دی گئی اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

میں نے اس مجموعہ کی اشاعت کا ارادہ حضرت مولانا پر ظاہر کیا تو جواب میں فرمایا کہ (اشاعت) عین مطلوب ہے اور ساتھ ہی یہ دعا بھی ارشاد فرمائی جزاکم اللہ تعالیٰ وبارک فیکم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل چہارم۔ درود شریف اور دعائے گنج العرش وغیرہ

درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں۔

(سوال) درود تاج، درود لکی، دعائے گنج العرش وغیرہ کی اسناد جو لکھی ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۱ غلام ربانی عباسی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰) درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حضور ﷺ کا تعلیم کردہ درود کیا ہے؟ اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کا حکم (سوال) آج کل مروجہ درود صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ کب کی ایجاد ہے اور یہ غنا کے طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نبی ﷺ کی بابت دریافت ہوا تو آپ نے کون سا ارشاد فرمایا؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۸ محمد اسماعیل صاحب (امر تسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۶ء (جواب ۵۱) یہ درود بھی جائز ہے (۱) اور اس کی اصل نماز کی یہ تعلیم السلام علیک ایہا النبی حضور ﷺ کا تعلیم کردہ درود یہ ہے اللہم صل علی محمد وازواجه و ذریئہ کما صلیت علی آل ابراہیم و بارک علی محمد وازواجه و ذریئہ کما بارکت علی آل ابراہیم انک حمید مجید (۲) اس کے علاوہ اور بھی درود حضور ﷺ کے تعلیم فرمودہ ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ایسے صیغے اس غرض سے پڑھنا کہ فرشتے آپ ﷺ کو پہنچادیں جائز ہے (امداد الفتاویٰ کتاب العقائد والکلام ۴۰۲/۵ ط دار العلوم کراچی) اور اس عقیدے سے پڑھنا کہ حضور ﷺ حاضر و ناظر ہے ممنوع ہے والثانی انہ دعاء و ناداء (ای الرسول ﷺ) بالتضرع و اظهار الفاقة والا اضطراب الیہ و سال منه هذه المطالب التي لا تطلب الا من الله تعالى وذلك هو الشرك فی الا لہیہ (تیسر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید باب من الشرك ان يستغیث بغير الله ص ۱۸۷ ط مکتبہ سلفیہ) (۲) صحیح البخاری باب الصلوۃ علی النبی ﷺ ۹۴۰/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (۳) حوالہ بالا

ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام ہے اصل ہے
(سوال) ہر جمعرات کو ایک جگہ پر جمع ہو کر درود شریف کا ختم سوا لاکھ کا مسلمانوں کی بہبودی کے لئے
پڑھ کر دعا مانگنا کیسا ہے اس مجمع میں شریک ہونا اور درود شریف پڑھنا چاہیے یا نہ پڑھنا چاہیے؟
المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں صاحب (ضلع ہردوئی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ مطابق ۶ فروری
۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱) ایسے اجتماع کا التزام کرنا بے اصل ہے (۱) درود شریف فرداً فرداً پڑھنے کا بہت ثواب
ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جماعت بنا کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم...

(سوال) چند لوگوں کا مجمع ہو کر زور زور سے درود شریف پڑھنا یا ذکر کرنا کیسا ہے اگر جواب نفی میں
ہے تو دلیل کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ
مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳) اس طرح جماعت بنا کر درود پڑھنا ثابت نہیں اس لئے اس ہیئت کا التزام نہ چاہیے (۲)
بطور خود درود شریف جس قدر پڑھا جائے موجب ثواب ہے اور زور سے پڑھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی
نماز پڑھنے والے یا مریض کو تکلیف نہ ہو (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کیا درود شریف کا ثواب حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جاسکتا ہے؟

(سوال) کیا درود شریف کا ثواب مخصوص بذات آنحضرت ﷺ ہے یا اس کا ثواب دوسروں کو بھی بخشا
جاسکتا ہے عموماً مشہور ہے کہ جز سرور عالم ﷺ کسی اور کو نہیں پہنچ سکتا۔ المستفتی نمبر ۲۴۶۹ مولوی
محمد ابراہیم صاحب (گوڑ گاؤں) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ء مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۴) ایک ثواب تو درود شریف پڑھنے کا ہے وہ تو پڑھنے والے کو ملتا ہے اور اسے اختیار ہے
کہ وہ اپنا ثواب کسی دوسرے کو بخش دے (۴) اور ایک وہ ثواب ہے جو درود میں آنحضرت ﷺ کے لئے

(۱) صح عن ابن مسعود انه اخرج جماعة من المسجد يهللون و يصلون على النبي ﷺ جهراً وقال لهم ما اراكم الا
مبتدعين (رد المحتار، فصل في البيع، ۳۹۸/۶ ط سعید)

(۲) صح عن ابن مسعود انه اخرج جماعة من المسجد يهللون و يصلون على النبي ﷺ جهراً وقال لهم ما اراكم
الا مبتدعين (رد المحتار، كتاب الحظر والا باحة، فصل في البيع، ۳۹۸/۶ ط سعید)

(۳) والا سرار افضل حيث خيف الرياء او تاذى المصلين او النيام (رد المحتار، كتاب الحظر والا باحة، فصل في
البيع، ۳۹۸/۶ ط سعید) (۴) صرح علمائنا في باب الحج عن الغير: بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره.....

و في البحر من صام او صلى او تصدق و جعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز، و يصل ثوابها اليهم عند اهل
السنة والجماعة (رد المحتار، مطلب في القراءة للميمت واهداء ثوابها له ۲۴۳/۲ ط سعید)

اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جاتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ لفظ صلوٰۃ یا اس کے مشتقات سے صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ طلب کرنا چاہئے 'قصداً وبالذات دوسروں کے لئے اللهم صل علی فلان نہ کہنا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں (سوال) درود تاج کا ثبوت کسی حدیث سے ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۵) درود تاج کوئی ایسا درود نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہو اور اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے بھی قابل اعتراض ہیں (۲) اس سے بہتر وہ درود ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں جیسے نماز کے درود۔ یہ افضل و اعلیٰ ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) درود تاج کے بجائے ماثور دعا پڑھنا افضل ہے
(۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش پڑھنا جائز ہے مگر ان کی اسناد بے اصل ہیں!
(اخبار الجمعیت حبیب نمبر مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) درود تاج کے پڑھنے میں جناب کا کیا ارشاد ہے؟ (۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش کا پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۶) (۱) درود تاج کا پڑھنا کوئی گناہ نہیں ہے مگر دوسرے ماثور درود اس سے افضل ہیں (۲) جائز ہے مگر ان کی اسنادیں معتبر نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وکذا لا یصلی احد علی احد الا علی النبی (الدر المختار) قال، المحقق فی الشامیہ (قوله : وکذا لا یصلی احد علی احد) ای استقلالاً (کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۶ / ۳۹۶ ط سعید)

(۲) درود تاج کے بعض الفاظ مثلاً دافع البلا والوباء والقحط والمرض والا لم النخ موہم شرک ہونے کی وجہ سے قابل اجتناب و احتراز ہیں (مجموعۃ الفتاوی) (اردو) ۱۹۷/۲ ط سعید

(۳) ان النبی ﷺ خرج علینا فقلنا قد علمنا کیف نسلم علیک، کیف نصلی علیک؟ فقال، قولوا : اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم (الحدیث) (صحیح البخاری) باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ۲ / ۹۴۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۴) ولا شک ان اتباع الادعیۃ الماثورہ اولی وارجی للقبول (تکملة فتح الملہم : مسئلہ التوسل ۵ / ۶۲۲ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

دوسرا باب پیری مریدی فصل اول - بیعت

بیعت توبہ مسنون ہے، معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے! (سوال) اکثر علمائے دین فی زمانہ بغیر ان پانچ طریقوں کے توبہ نہیں کراتے خصوصاً بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ان طریقوں کا نام لینا ضروری نہیں بس معروف و مشہور طریقہ محمدیہ کافی ہے آیا حسب شرع ان میں توبہ کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اگر کسی نے سوا ان طریقوں کے توبہ کی تو قبول ہوگی یا نہیں؟ (جواب ۵۷) بیعت توبہ مسنون ہے، اور چاروں طریقے جو مروج ہیں اور معروف ہیں ان میں مرید کرنا مستحب ہے واجب فرض یا سنت مؤکدہ نہیں پس ان طریقوں کے علاوہ بھی مرید کرنا اور توبہ کرنا جائز ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قول جمیل میں فرماتے ہیں اعلم ان البيعة سنة وليست بواجبة لان الناس بايعوا النبي ﷺ وتقربوا بها الى الله تعالى ولم يدل دليل على تأييد تاركها ولم ينكر احد من الائمة على تاركها الخ (۱) اور اسی میں ہے اعلم ان البيعة المتوارثة بين الصوفية على وجوه احدها بيعة التوبة من المعاصي والثاني بيعة التبرك في سلسلة الصالحين الخ (۲) اور اسی میں ہے ولا بأس أن يلقيه فيقول قل اخترت الطريقة النقشبندية او القادرية او الجشتية (۳) الی آخرہ اور لفظ لباس کی دلالت اس امر پر ظاہر ہے کہ ان طریقوں کا نام نہ لینا بھی جائز ہے (۴) واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ایک بزرگ سے صرف وظیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(سوال) خادم نے ایک بزرگ سے کچھ درود وظیفہ خط کے ذریعہ دریافت کیا تھا اور ہاتھ پر بیعت نہیں ہوا تھا اب اگر میں کسی اور بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں تو شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (جواب ۵۸) صورت مسئلہ میں کسی دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ

(۱) الفصل الثانی، سنیۃ البيعة، ص ۱۲ ط کلکة

(۲) حوالہ بالا ص: ۱۹

(۳) حوالہ بالا، ص ۲۳

(۴) فکلمة لا بأس وان كان الغالب استعما لها فيما تركه اولیٰ لكنها قد تستعمل في المندوب كما صرح به في البحر (رد المحتار) کتاب الصلاة مطلب کلمة "لا بأس" قد تستعمل في المندوب ۱/ ۱۱۹ ط سعید

نہیں کسی دوسرے سے اس وقت بیعت ہونا مناسب نہیں جب کہ پہلے سے بیعت ہو جاؤ اور باوجود اس سے فائدہ پہنچنے کے دوسرے سے بیعت کی جائے لیکن اگر پہلے سے بیعت ہی نہ کی ہو تو دوسرے سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں (۱) واللہ اعلم

(۱) پیر کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے بٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں
(۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے بٹھا کر ذکر کرنا حضور ﷺ یا خلفاء راشدین یا کسی بزرگ سے ثابت ہے؟

(۳) کرامت پیر کے اختیار میں نہیں۔

(سوال) (۱) پیر بلند جگہ تخت پر بیٹھے اور دوسروں کو نیچے بٹھا کر بغیر ضرورت ذکر کر اویں اس طرح خدا کے نام کی ہتک و بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں؟
(۲) پیر دائماً دوسروں کو نیچے بٹھا کر ذکر کر اویں تو ایسا فعل حضرت سرور کائنات ﷺ یا خلفائے راشدین نے یا حضرت عبدالقادر جیلانی نے کیا ہے؟
(۳) کرامت خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے یا پیر کی طرف سے؟

المستفتی نمبر ۴۱۴ فقیر محمد دکاندار (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء
(جواب ۵۹) (۱) یہ فعل پیر کا اچھا نہیں ہے (۲) حضور ﷺ و صحابہ کرام اور بزرگان دین کی یہ عادت نہ تھی (۳) کرامت خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے پیر کے اختیاری نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ

کبار کے مرتکب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں۔

(سوال) زید تصویر کشی اور تصویروں کی زینت سے اپنے مکانوں کو زیبائش دیتا ہے اور اس کو جائز خیال کرتا ہو اور لوگوں کو مرید کرنے میں کسی مذہب و ملت کی قید نہ رکھتا ہو مسلم ہندو عیسائی پارسی کو بلا دعوت اسلام پیش کئے اور بلا توبہ کرائے مرید کرتا ہو اور اس طریقہ کار کو جائز اور اچھا سمجھتا ہو اور طوائفوں کا گانا سنتا ہو اور ریڈیو پر غزلیں اور گانا بھی سنتا ہو اور نماز جماعت کا پابند نہ ہو عین نماز جماعت کے وقت سینما ہال میں تماشہ اور ناچ و رنگ دیکھتا ہو اور اپنی مرید بہنوں کو اور دوستوں کی عورتوں کا حلیہ اور خدو خال اور زلفوں کا حال اپنے اخبارات میں لکھتا ہو اور اس سے دلچسپی اور مزہ لیتا ہو اور مولویوں کو برا بھلا کہتا ہو اور سجدہ تعظیمی مقابر وغیرہ کو جائز قرار دیتا ہو اور اپنے اخبار میں بھی تحریر کرتا ہو کہ نہ میں سنی ہوں نہ

(۱) فان كان بظهور خلل فيمن بايعه فلا بأس و كذلك بعد موته او غيبة منقطعة واما بلا عذر فانه يشبه المتلاعب و يذهب بالبركة و يصرف قلوب الشيوخ عن تعهده (القول الجميل الفصل الثاني ص ۲۰ ط كلكتة)

(۲) ظهور الكرامة ليس من لوازم الولي ولا في استطاعته كل من اراد (نبراس شرح شرح العقائد ص ۵۵ ط

میں شیعہ ہوں اپنا مذاق مذہبی بفضلہ رکھتا ہو بہت سے امور بدعت کا مرتکب ہو عورتوں کو بے حجابانہ اپنے سامنے رکھتا ہو اور اپنی اولاد کو تھیٹر سینما اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہو تو کیا ایسے شخص کو جس کے اندر اس قدر منہیات شرع مذکورہ بالا موجود ہوں اس سے بیعت جائز ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۹ اعجاز حسین صاحب (دہلی) ۱۲ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰) تصویر بنانا اور بنوانا اور تصویروں سے گھر کو مزین کرنا صریح اور صحیح احادیث کے بموجب ناجائز ہے (۱) مذہب راجح یہی ہے کہ تصویر کی حرمت دستی تصاویر اور فوٹو اور تصویروں اور نصف تصویروں کو شامل ہے (۲) غیر مسلموں کو مرید کرنا اگر ان کو اسلام میں داخل کرنے کیلئے ہو تو حد باخت میں آسکتا ہے لیکن غیر مسلم کے غیر مسلم رہنے اور رہنے دینے کے ساتھ اسکو مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ مرید کرنے کی غرض ارشاد حق اور تصفیہ باطن ہے اور غیر مسلم غیر مسلم رہنے کی حالت میں تصفیہ باطن کا اہل نہیں اسلام کے بغیر نور قلب کا حصول ناممکن ہے اور غیر مسلم کو مرید کرنا اور اس کو صحیح و جائز طور پر مرید سمجھنا عملی طور پر اس امر کا اعلان ہے کہ نور باطن کے حصول کے لئے اسلام لانا ضروری نہیں اور یہ خیال بدعت اصول اسلامیہ کے خلاف اور باطل ہے طوائفوں کا گانا سننا حرام ہے (۳) ریڈیو پر جائز باتیں سننا جائز ہے اور ناجائز باتیں سننا ناجائز (۴) ترک نماز موجب گناہ کبیرہ اور ترک جماعت بلا عذر احياناً ہو تو موجب ملامت اور عاڈۃ ہو اور اکثری ہو تو موجب گناہ ہے (۵) سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو کرنا حرام اور سجدہ عبادت غیر اللہ کو کرنا کفر ہے (۶) بہر حال جو شخص امور مذکورہ فی السؤال کا مرتکب ہو وہ ارشاد و تلقین کا اہل نہیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنی جائز نہیں (۷) محمد کفایت اللہ کا اللہ لہ دہلی

(۱) ومن اجل هذه الاحادیث والآثار ذهب جمهور الفقهاء الى تحريم التصوير واتخاذ الصور في البيوت سواء كانت مجسمة لها ظل او كانت غير مجسمة ليس لها ظل فيقول النووي تحت حديث الباب قال اصحابنا وغيرهم ومن العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر لانه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الاحادیث وسواء صنعه بما يمتن او غيره فصنعه حرام بكل حال لان فيه مضابهاة لخلق الله تعالى (تكملة فتح الملهم بشرح صحيح الامام مسلم: حكم الصورة شمسية ۱۶۲/۴ ط مکتبه دار العلوم کراچی)

(۲) ولكن كثير من علماء البلاد العربية حلهم او كلهم في البلاد الهندية قد افتوا بانه لا فرق بين الصور المرسومة والصور الشمسية في الحكم (تكملة فتح الملهم كتاب اللباس والزينة باب تحريم تصوير صورة الحيوان حكم الصور الشمسية ۱۶۲/۴ ط دار العلوم کراچی)

(۳) وان كان سماع غناء وهو حرام باجماع العلماء (شاميه: الحظر والاباحة ۳۴۹/۶ ط سعید)

(۴) استماع اشعار العرب لوفيهما ذكر الفسق تكره (الدر المختار) قال المحقق في الشاميه: قراءه الاشعار ان لم يكن فيها ذكر الفسق والغلام ونحوه لا تكره (رد المحتار الحظر والاباحة ۳۴۹/۶ ط سعید)

(۵) تارك الجماعة يستوجب اساءة ولا يقبل شهادته اذا تركها استخفافاً بذلك ومجانة اما اذا تركها سهواً او تركها بتاويل بان يكون الانام من اهل الاهوار لا يستوجب الاساءة (البحر الرائق باب الامامة ۳۶۵/۱ ط بيروت)

(۶) ان على وجه التعظيم والعبادة كفر وان على وجه التحية لا وضار آثماً مرتكباً للكبيرة (الدر المختار باب الا عشر ۳۸۳/۶ ط سعید)

(۷) والولي هو العارف بالله تعالى حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبه خير كثير کراچی)

کبار کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مریدی جائز نہیں

(سوال) فی زمانہ مشائخ جو سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہیں عوام الناس کو حلقہ اطاعت میں لانا فرض عین سمجھتے ہیں ہر ممکن طریقہ سے ہزاروں لاکھوں کو مرید بننے کی ترغیب دیکر مرید بنا لیتے ہیں پھر مرید غیر مرید پیر صاحب کی قدم بوسی باعث برکت سمجھتے ہیں حتیٰ کہ پیر صاحب کے مبارک قدموں کو آنکھوں سے لگاتے ہیں علاوہ بریں پیر صاحب طبقہ نسواں کو اپنے حلقہ میں بے پردہ داخل فرما کر رشد و ہدایت کرتے ہیں مذکورہ طبقہ بھی پیر صاحب کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرتا ہے ازاں بعد پیر صاحب اشغال ذکر میں مصروف کراتے ہیں ہزاروں عورتیں بے پردہ حلقہ ذکر میں مستغرق ذکر ہو کر پیچود ہو جاتی ہیں آیا یہ طریقہ بیعت و طریقہ ذکر جائز ہے یا نہیں؟

دیگر پیر صاحب خوان طعام ماحضر نوش فرماتے ہوئے گاہ گاہ اپنے مریدوں پر توجہ فرماتے ہوئے لقمہ دہان نکال کر مریدوں کے برتنوں میں ڈال دیتے ہیں لقمہ مذکور کو مریدان بہترین نعمت سمجھ کر نوش کرتے ہیں اس قسم کی حرکت پیر کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

پرچہ ہذا جو اس میں ملفوف ہے اس قسم کے مضامین بڑھا چڑھا کر مشتہر کرنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۶۳۷ سید افضل صاحب (میسور اسٹیٹ) ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۱) بیعت توبہ کا طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ مرشد لوگوں سے اس بات پر بیعت لے کہ وہ گناہوں سے اجتناب کریں گے اور فرائض الہیہ بجالاتے رہیں گے (۱) نیز لازم ہے کہ مرشد خود بھی سنت نبویہ کا تبع ہو اور کوئی امر قصد سنت کے خلاف نہ کرے پس پیری مریدی اگر اس حد تک محدود رہے تو وہ صحیح اور جائز ہے اور اگر اس حد سے متجاوز ہو مثلاً مرشد خود ہی بے شرع ہو سنت کے خلاف اعمال کرتا ہو مریدوں کو بھی اتباع شریعت اور پیروی سنت کی تلقین نہ کرتا ہو گناہوں سے بچنے کی ہدایت نہ کرتا ہو ان سے کوئی ٹیکس وصول کرتا ہو عورتوں کو بے پردہ سامنے آتے دیتا ہو ان سے پاؤں دیا کرتا ہو یا بے پردہ حلقہ ذکر عورتوں کا منعقد کرتا ہو تو ان حالات میں بیعت اور پیری مریدی ناجائز ہے (۲)

اگر پیر صاحب نے یہ طریقہ بنالیا ہو کہ نیک تبع شریعت مریدوں کی درخواست کے بغیر اپنے منہ کا لقمہ نکال کر ان کے آگے کھانے میں ڈال دیتے ہیں تو یہ ناجائز اور بدتمذبی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) اعلم انا البیعة المتوارثہ بین الصوفیۃ علی وجوہ: احدھا بیعة التوبۃ من المعاصی (القول الجمیل: الفصل الثانی ص ۲۳ کلکۃ)

(۲) والولیٰ هو العارف باللہ تعالیٰ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی) وفی شرحہ 'النبراس حتیٰ انہ یخرج بالکبیرۃ واصرار الصغیرۃ عن الولاية (ص: ۲۹۵ ط امدادیہ، ملتان)

مرشد منع نہ کرے تو سیاسی معاملہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا

(سوال) ایک شخص مولانا تھانوی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہے اور ان کی رحلت کے بعد اس نے ان کے ایک خلیفہ مجاز سے تجدید بیعت کر رکھی ہے ایسی صورت میں وہ اس بات کے بھی خواہشمند ہیں کہ ان حضرات کے سیاسی عقیدہ کے خلاف کانگریس میں شریک ہو جائیں اور کانگریس یا کانگریس کی بعض دیگر ہم خیال و ہمواجماعتوں میں سے کسی کے امیدوار گوانٹیشن میں ووٹ دے پس کیا ایسا کرنے سے بیعت منسوخ ہو جائے گی؟ المستفتی محشر حسینی (ضلع بلیا) ۲۰ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۶۲) سیاسی معاملہ بیعت سے علیحدہ ہے مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر جب کہ مرشد اس بات سے منع نہ کرے اور ناراض نہ ہو اور اگر وہ منع کرے اور ناراض ہو تو پھر اس کے خلاف کرنا معتبر ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

پیر و مرید کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(جواب دیگر ۶۳) برادر مکرم السلام علیکم۔ آپ کا خط موصول ہوا کثرت مشاغل کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی امید کہ معاف فرمائیں گے آپ کے سوالات کے مختصر جواب تحریر کرتا ہوں کیونکہ تفصیل بہت زیادہ وقت چاہتی ہے۔

(۱) پیر کی حیثیت ایسا استاد کی ہے اگر استاد کی ہر شخص کو ضرورت ہے تو پیر کی بھی ہر شخص کو ضرورت ہے پیر اخلاق رذیلہ کو دور کرنے اور اخلاق حسنہ کو حاصل کرنے کے طریقے تعلیم کرتا ہے اور ان طریقوں پر عمل کرنے کے راستے بتاتا ہے (۲) تمام ان لوگوں کو پیر کی ضرورت ہے جو مذکورہ بالا باتیں خود نہ کر سکیں اور اس لئے کہ استاد کے ذریعے سے تحصیل معارف آسان ہوتی ہے (۳) میں بھی ایک مرشد سے بیعت رکھتا ہوں اب ان کا وصال ہو چکا ہے (۴) ہاں بزرگوں اور اولیاء اللہ سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ بزرگوں سے کرامتیں ضرور ظاہر ہوں (۵) اور ایسے پیر بھی ہو سکتے ہیں جو اپنی روحانی قوت سے مرید کی قلبی کثافتیں دور کر دیں (۶) (۷) موجود ہوں گے اگرچہ ہمیں

(۱) ولا تفسیر ذلك الا بالمعاهدة على يد شيخ كامل قد جاهد نفسه و خالف هواه و تخلى عن الاخلاق الذميمة و تحلى بالاخلاق الحميدة و من ظن من نفسه انه يظفر بذلك بمجرد العلم و درس الكتب فقد ضل ضلالا بعيدا فكم ان العلم بالتعلم من العلماء فكذلك الخلق بالتخلق على يد العرفاء... القرآن (اعلاء السنن) باب الزهد والورع ۱/۸ ۴۴۳ ط ادارة القرآن و العلوم الاسلاميه (کراچی)

(۲) ظهور الکرامۃ ليس من لوازم الولی ولا فی استطاعته کل من اراد بل کل من باشر المجاہدات لظهور الخوارق لم يبلغ الولاية ولم يظهر عنه الکرامۃ (البراس شرح شرح العقائد : ص ۵۵ ط امدادیہ ملتان)

(۳) فقال : نقض العادة على سبيل الکرامۃ لاهل الولاية جائز عند اهل السنة (ردا لمحتار) مطلب فی کرامات الاولیاء ۴/۲۶۰ ط سعید

معلوم نہ ہوں جیسے یہ ممکن ہے کہ بد خشاں کے پہاڑوں میں لعل موجود ہوں لیکن ان کا علم نہ ہو (۶) بزرگوں اور اولیاء اللہ کی حقیقی پہچان مشکل ہے ظاہری پہچان ابتداء سنت ہے جو شخص جس قدر زیادہ آنحضرت ﷺ کی سنت اور طریقوں کا متبع ہوگا اسی قدر زیادہ بزرگ ہوگا (۷) میرے خیال میں آج کل تصفیہ باطن کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی ذات گرامی مغتنم ہے آپ قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر میں قیام رکھتے ہیں (۸) جب کہ کوئی شخص اس بات پر ایمان لائے کہ خدا ہے اور اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا ہے اور حضرت محمد ﷺ خدا کے سچے پیغمبر اور رسول تھے قرآن پاک خدا کی کتاب ہے تو اس کے بعد قرآن پاک کے تمام احکام اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع واجب ہونے میں کوئی شبہ اور تامل باقی نہیں رہتا اور نہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پانچ نمازیں کیوں ہوئیں یا ایک مہینے کے روزے کیوں ہوئے یہ خدا کے احکام ہیں اور ہر شخص جو خدا اور رسول اور قرآن کو مانتا ہے اسے ان احکام کا ماننا لازم ہے (۹) دنیاوی عیش و آرام حاصل کرنے سے اسلام نے منع نہیں کیا اسلام صرف یہ چاہتا ہے کہ شریعت کے موافق عیش و آرام اٹھایا جائے (۱۰) دنیا کی زندگی یقیناً فانی ہے اس میں کسی کو ہمیشہ نہیں رہنا اس کے بعد جس عالم سے سابقہ پڑتا ہے وہ باقی ہے عقل مند کا فرض ہے کہ وہ فانی پر باقی کو قربان نہ کرے شریعت کی متابعت اس عالم باقی کی بہتری کی کفیل ہے اس کی فکر رکھنی اور ہمیشہ کا آرام حاصل کرنے کی سبیل پیدا کرنی عقل کا مقتضا ہے نہ کہ خلاف عقل (۱۱) جن صاحب کا نام آپ نے تحریر فرمایا ہے میرے خیال میں وہ ارشاد و ہدایت کے لئے منتخب کئے جانے کے لائق نہیں (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تستحب البيعة في طريق من طرق المشايخ

از اخبار الجمعية دہلی مؤرخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء

(سوال) هل يلزم بيعة الطريقة للمشايخ المعروف بالقادرية الشاذلية وغيرهما و يجب العمل بما يلقنه ام لا وان لم ياخذ البيعة يخشى عليه سوء الخاتمة؟ (ترجمہ) مشائخ طریقت کے جو سلسلے مشہور ہیں مثلاً قادریہ شاذلیہ وغیرہ تو کیا ان میں سے کسی سلسلے میں کسی مرشد سے بیعت ہونا اور مرشد کی ہر ہدایت پر عمل کرنا واجب ہے؟ اور اگر کوئی شخص کسی مرشد سے بیعت نہ ہو تو کیا سوائے خاتمہ کا خطرہ ہے؟

(جواب ۶۴) لا يلزم بيعة الرسمية في طريقة من طرق المشايخ نعم تستحب فمن اتى بها و في توفي اجرها و من لم يات بها و سلك الطريق المستقيم اخذ امن الكتاب و السنة و اداب السلف الصالحين لا يخشى عليه سوء الخاتمة هذا والله اعلم محمد كفايت الله كان الله له مدرسه امينيه دهلي

(۱) والولی هو العارف بالله تعالیٰ و صفاته حسب ما يمكن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی)

(ترجمہ) مشائخ طریقت کے مشہور و مروجہ سلسلوں میں بیعت ہونا (شرعاً) لازم نہیں ہے ہاں مستحب ہے تو جو شخص بیعت اختیار کرے اور کماحقہ عمل کرے تو ناجور ہوگا اور جو بیعت اختیار نہ کرے مگر کتاب و سنت اور آداب سلف و صالحین کے مطابق صراطِ مستقیم پر گامزن رہے اس کے سوائے خاتمہ کا خطرہ نہیں ہے^(۱) میری رائے تو یہی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علیم و خبیر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مرید ہونے کا مطلب

(۲) مرید ہونا مستحب ہے

(۳) بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے

(۴) کیا بغیر مرید ہونے مرنے سے نقصان پہنچے گا؟

(۵) مرید ہونا ضروری نہیں

(۶) خلاف شرع حرکت کرنے والے پیروں کا مرید ہونا جائز نہیں۔

(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) مرید کرنے یا مرید ہونے کے کیا معنی ہیں؟ (۲) مرید ہونے کے متعلق شریعت میں کوئی تاکید یا ہدایت ہے یا نہیں (۳) کیا بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں ایک ہی طرح کا عمل ہے (۴) اگر کوئی شخص بغیر مرید ہوئے مر جائے تو کیا آخرت میں اس کو کچھ نقصان پہنچے گا (۵) اگر مرید ہونا لازمی ہے تو مرید کرنے کا حق کس کو ہے؟ (۶) مرید ہونے کے متعلق اگر مزید تفصیلات ہوں تو تحریر فرمائیے؟

(جواب ۶۵) کسی بزرگ کے ہاتھ پر یہ معاہدہ کرنا کہ میں آئندہ معصیت نہ کروں گا اور تصفیہ قلب کے لئے آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا اس کا نام بیعت کرنا یا مرید ہونا ہے (۲) (۲) کوئی تاکید نہیں صرف انتخاب اور اولویت کا درجہ ہے (۲) (۳) دونوں کا ایک ہی مطلب ہے (۴) اگر وہ شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرتا رہا تو اس کو صرف اس وجہ سے کہ وہ کسی کا مرید نہیں تھا کوئی نقصان نہیں ہوگا (۵) لازمی تو نہیں مگر جائز ہے اور مرید کرنے والا شخص واقف شریعت اور تابع سنت ہونا چاہیے (۶) عام طور پر لوگ ایسے پیروں کے مرید ہو جاتے ہیں جن کے افعال صریحاً خلاف شریعت ہوتے ہیں مثلاً پیر صاحب

(۱) اعلم ان البيعة سنة وليست بواجبة لان الناس بايعوا النبي ﷺ و تقربوا بها الى الله تعالى ولم يدل دليل على تأييد تاركها ولم ينكر احد من الانمة على تاركها (القول الجميل: الفصل الثاني: ص ۱۲ ط كلكتة)

(۲) اعلم ان البيعة المتوارثة بين الصوفية على وجوه: احدها بيعة التوبة من المعاصي الخ (القول الجميل: الفصل الثاني: ص ۱۲ ط كلكتة)

(۳) اعلم ان البيعة سنة وليست بواجبة ولم يدل دليل على تأييد تاركها ولم ينكر احد على تاركها (القول الجميل: والفصل الثاني: ص ۱۲ ط كلكتة)

نماز نہیں پڑھتے یا نشہ استعمال کرتے ہیں یا اور اسی قسم کی خلاف شرع حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اور لوگ ان کو خدا رسیدہ سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے ایسے لوگوں کا مرید ہونا ناجائز ہے پیر کو عالم متقی متبع سنت پابند شریعت ہونا چاہیے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حرام افعال کے مرتکب پیر کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے
(از اخبار الجمعیتہ دہلی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں چانگام کے قریب ایک قریہ ہے جس میں ایک بزرگ کا درگاہ ہے جس کا نام مجھبندار شریف رکھا گیا ہے اور جو بزرگ درگاہ میں ہیں اس کا نام مولانا مولوی احمد اللہ شاہ تھا جو عرصہ بیس سال قبل ان کا انتقال ہوا اور آج ان کا خلیفہ جانشین خود کا لڑکا مولوی غلام الرحمن ہے جو ہمیشہ مست رہتا ہے چلم حقہ خوب پیتا ہے کھانا پینا کبھی کبھی کھاتا پیتا ہے مگر غسل وضو کبھی نہیں کرتا ہاتھ منہ بھی نہیں دھوتا بالکل مادر زاد برہنہ رہتا ہے اس کی اولاد بھی ہے لوگ مرد و عورت سب اس کے لئے اور درگاہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں اور عورتیں بھی اس کے ستر کو دیکھتی ہیں چند مولوی حضرات جو اس کے خلیفہ ہیں مثلاً مولوی امین الحق فرہاد آبادی و مولوی عبدالسلام وغیرہ کہتے ہیں کہ سجدہ کرنا بزرگان دین کے لئے جائز ہے اس کے اکثر مرید مالدار ہیں مگر بے نمازی ہیں زکوٰۃ بھی نہیں نکالتے ہر سال چندہ کر کے عرس منایا جاتا ہے اس میں ہزاروں مرد و عورت تماشے کے لئے جمع ہوتے ہیں طوائفیں بھی آتی ہیں خوب ناچ گانا ہوتا ہے زائرین قربانیاں نذر و نیاز کے نام سے لا کر ذبح کرتے ہیں ذبح کے وقت بسم ہنداری یا بسم احمد اللہ پڑھتے ہیں پھول ہار سے مزین کر کے ذبح کرتے ہیں کہتے ہیں جنہوں نے چالیس بار زیارت کیا وہ حج کا ثواب ہوگا اس لئے اکثر لوگ حج کو نہیں جاتے وغیرہ۔

(جواب ۶۶) وضو و غسل نہ کرنا۔ نماز روزہ زکوٰۃ اور فرائض شریعہ ادا نہ کرنا اور اپنے لئے سجدہ کرنا اور جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا یا کرنا اور رندوں کو ناچ گانے کی اجازت دینا اور فواحشات کا مرتکب ہونا یہ تمام افعال حرام اور سخت کبائر اور موجبات فسق ہیں (۲) اور ان کو حلال سمجھنا کفر ہے (۳) یہ لوگ جو ان فواحش کے مرتکب اور ذمہ دار ہیں زندیق ہیں ان کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے (۴) غیر

(۱) والولی ہو العارف باللہ تعالیٰ و صفاته حسب ما یمكن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی)

(۲) و یجوز ان یکون مرتکب الکبیرہ مؤمنًا فاسقًا غیر کافر (شرح الفقہ الاکبر 'مرتکب الکبیرہ' ص ۱۴۰ ط قطر)
(۳) لکن فی شرح العقائد للنسفی 'استحلال المعصیۃ کفر اذا ثبت کونها معصیۃ بدلیل قطعی (رد المحتار) باب زکوٰۃ الغنم' مطلب استحلال المعصیۃ کفر ۲/۲۹۲ ط سعید

(۴) والولی ہو العارف باللہ تعالیٰ و صفاته حسب ما یمكن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی)

اللہ کو سجدہ کرنا شریعت محمدیہ میں ہرگز مباح نہیں آیات سجدہ ملائکہ اور سجدہ برادران حضرت یوسف علیہ السلام ائم سابقہ کے واقعات ہیں اور ائم سابقہ کے احکام ہمارے لئے اس وقت حجت ہوتے ہیں جب کہ ہماری شریعت میں اس کے خلاف حکم نہ آیا ہو اور ظاہر ہے کہ شریعت محمدیہ میں سجدہ غیر اللہ کی حرمت اور ممانعت صراحتہ موجود ہے (۱) اگر غیر اللہ کو سجدہ عبادت کیا جائے تو کفر ہے اور سجدہ تحیۃ ہو تو حرام اور موجب فسق ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل دوم۔ ریاضت

تزکیہ نفس کے لئے کئے جانے والے مراقبے میں ناجائز کام نہ ہو تو مباح ہے
(سوال) کیا از روئے قرآن کریم یا احادیث صحیحہ مراقبہ یعنی چند آدمیوں کا اندھیرے میں بیٹھ کر مسجد کے ایک پہلو میں کچھ پڑھنا یا امام صاحب کا ان پر توجہ ڈالنا یا منہ پر کپڑا ڈال کر کسی کا تصور باندھ کر کچھ وظائف وغیرہ پڑھنا جائز ہے؟ کیا رسول کریم ﷺ نے اس طرح کا فعل کیا کرنے کا حکم دیا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۲۸ رجم بخش (آباد ان ایران) ۲۲ ربیع الثانی مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۶۷) مراقبہ اور اسی قسم کے اور افعال جو مشائخ کے یہاں تزکیہ نفس اور ریاضت کے سلسلے میں معمول ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی ناجائز چیز شامل نہ ہو مباح ہیں فی حد ذاتہ مقاصد میں داخل نہیں ہیں بلکہ اصل مقصود یعنی تذکر قلب یا تخلیۃ رذائل یا تخلیۃ بالفضائل کے ذرائع میں سے ہیں (۲) پس اگر کوئی انہیں عمل میں نہ لائے یا ان کو نہ مانے تو اس پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں حضور ﷺ یا صحابہ کرامؓ سے ان اعمال کی موجودہ مروجہ شکلیں ثابت نہیں ہاں اصولاً یہ چیزیں شریعت کے دائرہ کے اندر ہیں بشرطیکہ بتانے والا شیخ عالم متقی اور متبع سنت ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) وقد كان هذا شائعاً في شرائعهم اذا سلموا على الكبير يسجدون له، ولم يزل هذا جائزاً من لدن آدم الى شريعة عيسى عليه السلام فحرم هذا في هذه الملة وجعل السجود مختصاً بجناب الرب سبحانه (تفسير ابن كثير: يوسف ۱۰۰/۲، ۹۱/۴ ط سهيل اكيدي لاهور)

(۲) ان على وجه التعظيم والعبادة كفر، وان على وجه التحية لا، وصار آثماً مرتكباً للكبيرة (الدر المختار و شرحه كتاب الحظر والا باحة باب الاستهزاء ۳۸۳/۶ ط سعيد)

(۳) فليتلفظ السالك الله حاضري الله ناظري الله معي، او يتخيل في الجنان ثم يتصور حضوره تعالى ونظره ومعينه تصور اجيداً مستقيماً مع تنزيهه عن الجهة والمكان حتى يستغرق في هذا التصور الخ (القول الجميل الفصل الرابع ص ۳۸ ط كلكتة) وفي اعلاء السنن وبهذا اند حض ابرار بغض الناس على الصوفية بانهم احترعوا ازكاراً من انفسهم لا اصل لها في السنة كذكر الاثبات بلفظ الا الله، الا الله فلاذكار التي احترعها المشايخ وان لم تكن ماثورة فانها مقدمات لقبول القلب وصلاحيته للذكر الماثور (باب الذكر ۴۵۳/۱۸، ۴۵۴ ط ادارة القرآن العلوم الاسلاميه كراچي)

تصور شیخ کا حکم

(سوال) آج کل عموماً جتنے پیرو مرشد ہوا کرتے ہیں وہ مرید کرنے کے بعد مرید کو پہلے وظائف بتلاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میری صورت کا تصور کرو اور اپنی صورت کو وسیلہ قرار دیتے ہیں ذات باری تعالیٰ جل شانہ کے تصور کا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا رہبر کی صورت کا تصور جائز ہے یا ناجائز اگر جائز ہے تو اس میں کچھ ثواب ہے یا نہیں اور یہ کہ اگر مرید کا جام عمر اس صورت میں لبریز ہو گیا تو کیا اس کی موت صورت پرستی پر ہوگی؟

المستفتی نمبر ۷۷۷ سید حمید شاہ (پامرو، ضلع کسٹنا) یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۸) تصور کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ مرشد کا خیال پیش نظر رہے تاکہ منہیات کے ارتکاب سے احتراز کرنا آسان ہو اس سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہیں اور عبادت یعنی نماز کے اندر یہ تصور اور خیال بھی نہ ہونا چاہیے نماز میں تو تعبد اللہ کانک تراہ (۱) کی تعلیم ہے یعنی یہ خیال رہے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں اور اس کے سامنے ہوں اور گویا اس کو دیکھ رہا ہوں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز یا مراقبہ میں تصور شیخ کا حکم

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) تصور شیخ جو کہ اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو تلقین کرتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو۔

(جواب ۶۹) تصور کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مشکوٰۃ المصابیح : کتاب الایمان، الفصل الاول ۱/۱ ط سعید

(۲) قال ابوذر : قال رسول الله ﷺ لا يزال الله عز وجل مقبلاً على العبد، وهو في صلواته، ما لم يلتفت فاذا التفت انصرف عنه (سنن ابی داؤد، باب الالتفات فی الصلوة ۱/۱۳۸ ط امدادیہ، ملتان)

تیسرا باب متفرقات

شعر ” اللہ کے پلے میں سوائے وحدت“ الخ ملحدانہ شعر ہے،
ایسی غزل خوانی کی مجالس میں شرکت سے بچنا ضروری ہے

(سوال) چارپانچ ڈاڑھی منڈے بے نماز زنانی و مردانی مجلسوں میں بیٹھ کر نعت خوانی و غزل خوانی اور منڈھا خوانی نہایت خوش الحانی سے کرتے ہیں اور ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے مثلاً ”اللہ کے پلے میں سوائے وحدت کے رکھا ہی کیا ہے“ ہمیں جو کچھ لینا ہے وہ سرکار محمد سے لے لیں گے“ وغیرہ ایسی مجلسوں میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۲-۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۰) یہ اشعار جو سوال میں مذکور ہیں سخت ملحدانہ اور عوام مسلمین کی گمراہی کا باعث ہیں اور اسی قسم کی غزل خوانی کو نعت خوانی کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے درحقیقت شریعت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین ہے اور عورتوں کے مجمع میں نوجوان مردوں کا خوش الحانی سے گانا موجب شیوع فسق ہے لہذا یہ تمام باتیں جو سوال میں مذکور ہیں ناجائز اور حرام ہیں اور بعض تو زندقہ والحاد میں داخل ہیں (۱) مسلمانوں کو ایسی مجالس سے بچنا فرض ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

تابع شرع عالم دین کی توہین اس کے علم کی وجہ سے کرنا کفر ہے، تصوف شرعی علوم میں داخل ہے

(سوال) ایک بزرگ عالم باعمل اہل سنت والجماعت ذکر الہی میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں سنت جناب رسول اکرم ﷺ پر قربان وفد اور بدعات سے نہایت متنفر اور بیزار اہل اسلام کو ذکر الہی کرنے کی ترغیب و ہدایت دیتے ہیں جن کے وعظ و ہدایت سے ایک گروہ اہل اسلام نماز پجگانہ، نوافل و تہجد و ذکر و شغل رابطہ مراقبہ محاسبہ میں مشغول ہے اور شریعت جناب سرور عالم ﷺ پر قائم اگر کوئی شخص یا بہت سے آدمی مل کر اس گروہ یاد الہی والوں کی خواہ مخواہ مخالفت کریں یا ان پر استہزاء کریں تو عند الشرع ان پر کیا حکم ہوگا۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان اور مقلد ظاہر کرے اور علم تصوف سے منکر ہو یا علم تصوف اور صوفیوں اور ذکر الہی کرنے والوں کو حقیر جانے اس پر کیا حکم ہے؟

(۱) اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او سخر اسما من اسمائه تعالى او بامر من او امره او انكر وعداؤه وعيدا يكفر الخ (الفتاوى البرازيه على هامش الهنديه الثاني فيما يتعلق بالله تعالى ۳/۳۴ ط ماجديه كونله)

(جواب ۷۱) جو لوگ کہ احکام شرعیہ کے پابند اور سنت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کے موافق عامل اور ذکر و اشغال مشروعہ میں مشغول رہتے ہیں ان کی توہین و تذلیل کرنا یا استخفاف و استہزاء سے پیش آنا اگر ان کے عمل و اتباع شریعت و امتثال احکام الہیہ و نبویہ کی وجہ سے ہو تو بے شک و شبہ کفر ہے کیونکہ وہ درحقیقت شریعت بیضا و سنت غرا کا استخفاف ہے جس کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ترک السنن فان راها حقاً اثم والا کفر (در مختار) قوله والا کفر ای بان استخف فیقول ہی فعل النبی ﷺ وانا لا افعله الخ (ردالمحتار) (۱) وفی العقائد النسفیة والا استهزاء علی الشریعة کفر انتہی (۲) بالخصوص کسی بزرگ عالم کی توہین یا تذلیل کرنا بہت سخت گناہ ہے عن ابی امامة مرفوعاً ثلاثة لا يستخفهم الا المنافق ذو الشیبة فی الاسلام و ذو العلم وامام مقسط (رواہ الطبرانی فی الکبیر انتہی) (کذا فی مجموعة الفتاوی) (۳) و فیہا نقلاً عن البزازیة استخفاف بالعلماء لکونہم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة اللہ تعالیٰ منحة فضلاً علی خيار عباده لید لو اخلقه علی شرعہ نیابة عن رسلہ فاستخفافہ بهذا یعلم انہ من یهود انتہی (۴)

علم تصوف جسے علم اخلاق و علم القلب کہا جاتا ہے شرعی علوم میں داخل ہے اور اس میں سے اتنی مقدار کا سیکھنا جس کے ذریعے سے اپنے رذائل باطنیہ کا ازالہ اور اخلاق و ملکات نفسانیہ کے استعمال محرم سے اجتناب ہو سکے لازم ہے فی تبیین المحارم لاشک فی فرضیة علم الفرائض الخمس و علم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیہ و علم الحلال والحرام و علم الرياء لان العابد محروم من ثواب عمله بالرياء و علم الحسد والعجب اذ هما یا کلان العمل کما تاكل النار الحطب الخ (رد المحتار) (۵) وقال فی رد المحتار لما علمت ان علم الاخلاص والعجب والحسد والرياء فرض عين و مثلها غیر ہا من آفات النفوس کالکبر والشح والحقد والغش والغضب والعداوة والبغضاء والطمع والبخل والبطور والخیلاء والخيانة والمداهنة والا ستکبار عن الحق والمکرو المخادعة والقسوة وطول الامل و نحوہا مما هو مبين فی ربع المهلكات من الاحياء قال فیہ ولا ینفک عنها بشر فیلزمہ ان یتعلم منها ما یرى نفسه محتاجا الیہ وازالتها فرض عين الخ (رد المحتار) (۶) ہاں صوفیہ

(۱) باب الوتر والنوافل ۲/۲ ط سعید

(۲) ص: ۱۶۷ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی

(۳) کتاب الکراہیة ۴/۳۵۳ ط لکھنؤ

(۴) کتاب الکراہیة ۴/۳۵۲ ط لکھنؤ

(۵) مطلب فی فرض الکفر و فرض العین ۱/۴۲ ط سعید

(۶) مقدمہ ۱/۴۳ ط سعید

کے اذکار و مراقبات وغیرہ کا علم جو زائد از حاجت ہو وہ فرض و واجب نہیں مگر مستحب ضرور ہے (۱) پس اس علم کو مطلقاً رکھنے والا فاسق ہے اور استخفاف و استہزاء میں خوف کفر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پمفلٹ میں مذکور تمام باتیں صحیح ہیں!

(سوال) ایک شخص نے جو اپنے آپ کو طبقہ فقرا میں سے بتاتے ہیں اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے اور ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل امور پر نفی و اثبات روشنی ڈالی ہے۔

(۱) نسل و خاندان پر فخر و غرور زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے اور اسلام نے پتھر کے بتوں کی طرح اس کو بھی توڑا ہے۔

(۲) فقراء کو چاہیے کہ وہ سستی کا ہلی اور بے عملی جمود اور نشہ بازی کی عادتوں کو ترک کر دیں۔

(۳) جو فقرا لوہا پھینتے، سینگ بجاتے، ماتھے پر بصورت الف ٹیکا لگاتے، بدن پر راکھ ملتے اور لنگوٹا باندھ کر برہنہ رہتے ہیں وہ گناہ گار ہیں اور اسلامی تعلیمات کے خلاف جارہے ہیں

(۴) فقیروں کو نفس کشی کے بہانے گداگری کرنا اور مرید بنا کر لوگوں کو خلاف سنت اعمال کی ترغیب دینا، عقل و خرد رکھتے ہوئے اپنے آپ کو ملنگ کہنا منع ہے۔

(۵) اسلام علیکم کے بجائے یا علی مدد اور وعلیکم السلام کے بجائے مولیٰ مدد کہنا ناجائز ہے۔

(۶) ڈھولک سارنگی کے ساتھ گانا سننا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

(۷) فقیری کو ایک مستقل پیشہ بنانا سخت معیوب ہے۔

(۸) فقر کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسے کھولیں اور ان میں مذہبی تعلیم کا انتظام کریں ان مدارس میں دستکاری کی تعلیم بھی دی جائے۔

(۹) فقراء کو صرف خدائی کا محتاج ہونا چاہیے۔

(۱۰) فقراء صرف خدا سے لو لگائیں اسی ذات کو مستعان اور حاجت روا سمجھیں

(۱۱) شادیوں میں گانٹھ رنگ وغیرہ ترک کر دیئے جائیں۔

(۱۲) بارات میں ناچ رنگ اور تاشہ باجہ ممنوع ہیں۔

(۱۳) رخصت کے وقت لوگوں کو جہیز وغیرہ نہیں دکھانا چاہیے۔

(۱۴) چالاگونہ وغیرہ قابل ترک ہیں کھانے کی جو رسم جھوٹ کے نام سے موسوم ہے ترک کر دینی چاہیے۔

(۱۵) غمی کے موقع پر تعزیت کنندگان کے لئے پان حقہ اور کھانا مہیا کرنا قابل ترک ہے۔

(۱) و مندوبا: وهو التبحر فی الفقہ و علم القلب (الدر المختار مع رد المحتار، مقدمہ ۱/۴۳ ط سعید)

(۲) الاستہزاء بالعلم والعلماء کفر (الاشباہ والنظائر، الفن الاول، کتاب السیر ص ۱۹۱ ط بیروت)

(۱۶) نتیجہ دسواں چہلم وغیرہ رسوم کا ترک کرنا مستحسن ہے۔

صاحب رسالہ نے مندرجہ بالا امور لکھے ہیں وہ از روئے شرع شریف صحیح ہیں یا نہیں اور فقرہ کو ان پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۳ محمد عمر علی قصبہ پلکھوہ ضلع میرٹھ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۲) یہ تمام امور صحیح ہیں اور شرع شریف کی تعلیم کے مطابق ہیں پہلے نمبر کا مطلب یہ ہے کہ نسل اور خاندان پر تکبر اور ایسا فخر کرنا جس سے دوسرے مسلمانوں کی توہین ہوتی ہو ناجائز ہے اور باقی سب نمبر درست ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا جاہل شخص ولی بن سکتا ہے؟

(سوال) جاہل آدمی عارف ولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر قسمت کی تیزی سے ہو جائے تو اس کو علم لدنی حاصل ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد مقصود احمد خاں (تانوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۳) عرفی طور پر جاہل آدمی یعنی لوگ جس کو جاہل سمجھتے ہوں وہ ولی ہو سکتا ہے اور ولایت

(۱) عن ابی ہریرۃ قال: "رسول اللہ ﷺ: "ان اللہ قد اذهب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ و فخرھا بالآباء مؤمن تقی و فاجر شقی" انتم بنو آدم و آدم من تراب" لیدعن رجال فخر ہم باقوام" (سنن ابی داؤد: باب التفاخر بالاحساب ۲/۳۵۰ ط امدادیہ ملتان)

(۲) عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال: "کل مسکر مر" و کل مسکر حرام (صحیح مسلم: باب ان کل مسکر حرام ۲/۱۶۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳-۶) قال رحمہ اللہ تعالیٰ: "السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام" لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ، وهو والغناء والمزامیر سواء (العالمگیریۃ: الباب السابع عشر فی الغناء واللہو ۵/۳۵۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۴) واما الذین یعبدون بالرياضیات والخلوات ویترو کون الجمع والجماعات فہم الذین ضل سعیہم فی الحیاۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا (شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۵۱۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۵) عن عبد اللہ بن بسر قال: "کان رسول اللہ ﷺ اذا اتی باب قوم.... ویقول: "السلام علیکم" (سنن ابی داؤد: باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان ۲/۲۵۸ ط امدادیہ ملتان)

(۸) وفي القنیۃ: "لہ اکراہ طفله علی تعلیم قرآن وادب و علم لفریضتہ علی الوالدین" (الدر المختار: باب التعزیر ۴/۷۸ ط سعید)

(۱۱-۱۲) استماع صوت الملاہی کضرب قصب و نحوه حرام (الدر المختار: کتاب الحظر والا باحۃ ۶/۳۴۹ ط سعید)

(۱۴-۱۵) و یکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور، وہی بدعۃ مستقبحة وروی الامام احمد و ابن ماجہ باسناده عن جریر بن عبد اللہ: کنا نعد الايقاع الی اہل المیت و صنعہم الطعام من النیاحۃ (رد المختار: کتاب الجنائز: مطلب فی کراہیۃ الضیافۃ من اہل المیت ۲/۲۴۰ ط سعید)

(۱۶) و یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث و بعد الاسوع (مرجع سابق)

کے لئے جس قدر علم ضروری ہے وہ خداوند تعالیٰ اس کو عطا فرمادیتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ کرامت بعد الموت ممکن نہیں

(سوال) کیا مرنے کے بعد کسی ولی کی کرامت ماننا کفر ہے؟ المستفتی نمبر ۹۵ مولوی عبدالحلیم (ضلع پشاور) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۴) ولی کی کرامت بعد موت بھی ممکن ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں پر لگانے کا حکم۔

(سوال) (۱) اذان کے درمیان جب مؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے تو نام مبارک محمد پر سامعین اپنے دونوں ہاتھوں کے ابہام کو چوم کر آنکھوں پر رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑو خاں صاحب (ضلع دھارواڑ) ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵) آنحضرت ﷺ کا نام نامی سننے پر ابہام کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا سنت نہیں ہے حضور ﷺ نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا اور نہ صحابہ کرامؓ سے یہ عمل در آمد ہوا ہاں مسند فردوس دیلمی سے ایک روایت اس کے متعلق نقل کی گئی ہے وہ روایت ضعیف ہے (۲) بعض بزرگوں نے اس عمل کو آنکھیں نہ دکھنے کے لئے مؤثر بتایا ہے تو اگر کوئی شخص اس کو سنت نہ سمجھے اور آنکھوں کے نہ دکھنے کے لئے بطور ایک علاج کے عمل کرے تو اس کے لئے فی نفسہ یہ عمل مباح ہوگا مگر لوگ اس کو شرعی چیز اور سنت سمجھ کرتے ہیں اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی بہتر ہے تاکہ لوگ التباس میں مبتلا نہ ہوں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(سوال) جو شخص کسی پیر کا مرید ہو اور اس کا شجرہ دوسرے گاؤں کو رہ گیا ہو اور اس شخص کا دوسری جگہ

(۱) والی ہو العارف باللہ تعالیٰ و صفاته حسب ما یمكن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی (شرح العقائد النسفیة ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی)

(۲) عن عائشة: لمأمت النجاشی کنا نتحدث انه لا یزال یری علی قبره نور رواه ابو داؤد (مشکوۃ المصابیح باب الکرامات ۲/۵۴۵ ط سعید)

(۳) و کتاب الفردوس: من قبل ظفری ابہامہ عند سماع اشہدان محمد رسول اللہ فی الاذان انا قانده و مدخله فی صفوف الجنة و تمامه فی حواشی البحر للملی عن المقاصد الحسنه للسخاوی و ذکر ذلك الجراحی و طال ثم قال: ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیء (رد المحتار باب الاذان ۱/۳۵۸ ط سعید)

(۴) ای و کل جائز ادى الى اعتقاد ذلك کره (رد المحتار کتاب الصلاة ۱/۳۷۱ ط سعید)

انتقال ہو جائے تو اس شجرہ کو کیا کرنا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ بعد میں اس قبر پر تھوڑا کھود کر اس میں دفن کر دینا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۸۷۱۳ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب (مغربی خاندیس) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق المارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶) شجرہ کو قبر میں دفن کرنا ناجائز ہے انتقال کے بعد شجرہ کسی دوسرے شخص کے کام میں آجائے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نامحرم عورت کامرشد کے ساتھ رہنا جائز نہیں۔

(سوال) زید بعمر ۵۷ سال ایک مستند عالم فاضل اجل مدرسہ عربیہ دیوبند کا قدیم سند یافتہ حافظ قاری حاجی سلسلہ عالیہ نقش بند یہ مجددیہ کا کامل مکمل بزرگ متبع سنت کہ شاید اس کی نظیر متقدمین میں ہی ملے زہد و اتقا میں آپ اپنی نظیر۔ صحبت ایسی بابرکت اور پراثر کہ بہت سے نسبت مجددیہ سے سرشار ہو کر سلوک ختم کر چکے اور بفضلہ تعالیٰ اشاعت طریقتہ میں مشغول ہیں۔

ایک عورت مسماۃ خالدہ بعمر ۳۰ سال، انگریزی تعلیم یافتہ جدید تہذیب و تمدن کی دلدادہ اس کی اپنے خاوند سے اس بنا پر ناچاقی ہو گئی کہ وہ قادیانی مذہب پر تھا خالدہ کو بھی مجبور کرتا تھا کہ قادیانی مذہب اختیار کرے خاوند نے خالدہ کو میکے پہنچا دیا اور کہہ دیا کہ میرے یہاں آنے پر تجھ کو طلاق ہے بلکہ اس کو لکھ دیا خالدہ نے میکے آکر زید کی صحبت اختیار کی اور مرید ہو گئی زید کی صحبت اور توجہ کا خالدہ پر یہ اثر ہوا کہ انگریزی تہذیب و تمدن غائب ہو گیا خالدہ پر اب، زید کی جدائی شاق ہے معمولات طریقت پر حسب ہدایت سختی سے پابند ہے زید کی ہر خدمت مثلاً وضو کا پانی دینا سوتے میں پنکھا جھلنا، غسل کرانا، کپڑے سینا سب کچھ اپنے ذمے لے لیا ہے زید کو بھی اس سے مثل بیٹی کے ایسی ہی محبت ہے چنانچہ زید اس کو بیٹی ہی کہتا اور لکھتا ہے پردہ نہیں ہے چنانچہ جہاں جاتا ہے خالدہ بھی ساتھ جاتی ہے کھانا بھی ساتھ کھاتے ہیں ایک ہی کمرے میں سوتے ہیں حتیٰ کہ زید کبھی اپنے ہاتھ سے خالدہ کے منہ میں لقمہ بھی دیتا ہے خالدہ کی یوماً فیوماً استقامت شریعت ترقی پذیر ہے ساری ک قریب الختم ہے لباس اور ہر چیز شریعت و طریقت ہے۔

لوگ ان تعلقات پر انگشت ہنداں ہیں زید یہ جواب دیتا ہے کہ میری عمر تقریباً ۵۷ سال ہو چکی ہے شہوانی خیالات کا مجھ پر اثر بھی باقی نہیں ہے میں جو کچھ کرتا ہوں حسبہ اللہ خالدہ کی تکمیل کے واسطے کرتا ہوں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ زید اس امر میں کذب کامر تکب ہو نہ ان امور کو پوشیدہ

(۱) وقد افقی ابن الصلاح بانہ لا يجوز ان يكتب علی الكفن "یسین" والکھف و نحوہما خوفاً من صدید للمیت والقیاس المذكور ممنوع لان القصد ثم التميز و هنا التبرک فلا سماء المعدلہ باقیہ علی حالہا فلا يجوز تعريضہا للنجاسة (رد المحتار) مطلب فیما يكتب علی کفن المیت ۲/۲۴۶ ط سعید

رہتا ہے خالدہ کے خاندان کے سب لوگ موجود ہوتے ہیں دلیل میں پارہ نمبر ۷ کی آیت حجاب (غیر اولی الاربة) اور حدیث جابر جتہ الوداع واقعہ فضل بن عباس اور حدیث ام ہانی فتح مکہ بیان کرتا ہے۔ اگر ان امور میں شرعی حرمت یا عدم جواز ہے تو زید و خالدہ کے باطنی امور سلب ہو جانے چاہئے تھے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ جملہ مشاغل شرعی ترقی پذیر اور صحبت و توجہ میں اثر بدستور ہے۔ المستفتی نمبر ۲۷۸۱ حکیم عبدالقدیر خاں۔ بہر انچ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۴ء

(جواب ۷۷) آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خالدہ ابھی تک منکوحہ عورت ہے اس کے شوہر نے اس کو میکے پہنچا دیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے یا لکھ دیا ہے کہ اگر تو میرے یہاں آئی تو تجھ پر طلاق ہے اور سوال سے یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس کے بعد خالدہ زوج کے یہاں گئی اور مطلقہ ہو گئی پس اگر وہ اب تک منکوحہ عورت ہے تو اس کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر میکے کے سوا کسی دوسری جگہ رہنا ہی جائز نہیں (۱) پھر منکوحہ غیر منکوحہ کے امتیاز سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی وہ اپنے مرشد زید کی غیر محرم ہے غیر محرم عورت کا مرشد کے ساتھ ایک حجرے میں تنہا رہنا سونا زید کا اس کے منہ میں لقمہ دینا یہ سب باتیں باوجود بدظنی نہ کرنے کے بھی قانون شریعت کے خلاف ہیں (۲) اور قانون شریعت کی خلاف ورزی مرشد کے لئے دوسروں سے زیادہ قابل گرفت ہے کیونکہ اس کا فعل دوسروں کے لئے حجت ہوتا ہے اور نفس پرست اس سے اپنی بوالہوسی کے لئے استدلال کر سکتا ہے۔

رہی یہ بات کہ ”اگر یہ امور خلاف شریعت ہیں تو زید و خالدہ کے بانی امور سلب ہو جانے چاہئے تھے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ ان کے باطنی امور سلب نہیں ہوئے تو یہ بات بھی ہمارے جواب پر اثر انداز نہیں ہو سکتی کیونکہ جواب قانون شرع پر مبنی ہے اور سلب ہونا نہ ہونا معاملہ خداوندی پر موقوف ہے جو علیم بذات الصدور ہے ایک شخص قانون کی رو سے ماخوذ اور عند اللہ بری ہو سکتا ہے جیسے منصور حلاج اور اگر ہم اسے تسلیم ہی نہ کریں کہ ان دونوں کے باطنی کمالات سلب نہیں ہوئے تو یہ بھی درست ہے کیونکہ ہمارے پاس علم بالباطن کا کوئی ذریعہ نہیں ہے وما یدریک ان اللہ اکرمہ واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی (۳) ہم تو اس کے مکلف ہیں کہ کسی شخص کے اعمال کو اسوہ حسنہ اور سیرۃ مقدسہ جناب خاتم المرسلین رحمۃ اللعین ﷺ کی کسوٹی پر جانچیں حضور ﷺ کا فرمان یہ ہے لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثالثھا

(۱) فلا تخرج الا لحق لها او علیها اول زیارة ابو یہا کل جمعة او المحارم کل سنة او لکونها قابلة او غاسلة لا فیما عدا ذلك (الدرا المختار مع رد المختار) مطلب فی منع الزوجہ نفسہا بقبض المهر ۳/ ۱۴۳ ط سعید
(۲) عن جابر قال: قال رسول اللہ ﷺ الا لا یبیتن رجل عند امرأة ثیب الا ان یکون ناکحاً او ذا محرم (صحیح الامام مسلم: باب تحریم الخلوة بالاحبیہ ۲/ ۲۱۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
(۳) مشکوٰۃ المصابیح: باب البکاء والخوف الفصل الاول ۲/ ۲۵۶ ط سعید

الشیطان (۱) اور حضور کا عمل یہ ہے واللہ ما مست یدہ ید امرأۃ قط (۲) یعنی تمام عمر حضور ﷺ نے عورتوں کو بیعت کرتے وقت بھی عورت کے ہاتھ کو اپنا دست مبارک نہیں لگایا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ماثور وظائف کو ثابت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہیے، غیر ماثور میں اختیار ہے
(سوال) متعلق وظائف ماثورہ وغیر ماثورہ

(جواب ۷۸) جو وظائف آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کو اسی ثابت شدہ ترتیب و ترتیب سے پڑھنا چاہیے اس میں برکت اور امید قبولیت ہے (۳) اور جو وظائف حضور ﷺ سے منقول نہیں ان میں اختیار ہے جس طرح چاہے پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کا التزام درست نہیں!
(سوال) متعلق التزام وظائف اجتماعاً

(جواب ۷۹) نماز عشاء کے بعد روزانہ درود شریف پڑھنے کو لازم کر لینا بھی درست نہیں جو لوگ فارغ ہوں اور اپنی خوشی اور اخلاص سے پڑھنا چاہیں وہ پڑھیں اور جو نہ پڑھنا چاہے اس پر کوئی دباؤ اور جبر نہ کیا جائے (۴) درود شریف کا دم کیا ہو اپنی پینا ہر شخص پر لازم نہیں جو پینا چاہے پئے نہ پینا چاہے نہ پئے۔ اس کو برا بھی نہ کہا جائے اور نہ کوئی بدگمانی کی جائے۔ وظیفہ کے شمار کے لئے پتھر کی کنکریاں ہوں یا بادام ہوں دونوں برابر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

حضور ﷺ کا معراج کے وقت حضرت عبدالقادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہونے کا واقعہ جملاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے۔

(سوال) اکثر مولود خواں صاحبان معراج مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے شوخی کرنا شروع کی اس وقت حضرت غوث پاک محی الدین جیلانی نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھ

(۱) جامع الترمذی: باب کراہیۃ الدخول علی المعبیات ۲۰۲/۱ ط سعید

(۲) صحیح البخاری: باب اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات ۷۲۶/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) ولا شک ان اتباع الادعیۃ الماثورہ اولی وار جی للقبول (تکملة فتح الملہم: مسئلۃ التوسل ۶۲۴/۵ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۴) لماصح عن ابن مسعود انه اخرج جماعة المسجد یهللون و یصلون علی النبی ﷺ جہراً وقال ما اراکم الا مبتدعین (رد المحتار: فصل فی البیع ۳۹۸/۶ ط سعید)

دی اس وقت آپ براق پر سوار ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا جیسا میرا قدم تیری گردن پر ہے ویسا ہی تیرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہو گا کیا یہ روایت صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ اندیز احمد عزیز احمد ریاست ریواں ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۰) یہ قصہ بے اصل ہے اس کی کوئی معتبر سند اور ثبوت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سماع متعارف، قوالی ڈھول، طبلہ، سارنگی سننا ممنوع ہے۔

(سوال) سماع متعارف یعنی قوالی مع مزامیر ڈھول طبلہ، ستار، سارنگی وغیرہ محرمات شرعیہ کے ساتھ از روئے شرع خواصر و عوام کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۱) قوالی اور مزامیر اور ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ سب شرعاً ممنوع اور بدعت ہیں۔ کل بدعة ضلالة (۱) بدعت کو رواج دینے والا اور اس میں شریک ہونے والا اور سننے والا سب فاسق ہیں۔ التغنی باللہو معصیۃ فی جمیع الادیان و علل بانه یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ کذا فی العینی (۲) علی الہدایۃ و فی الحدیث نہی رسول اللہ ﷺ عن الصوتین الاحمقین الناحۃ والمغنیۃ کذا فی الہدایۃ (۳) ص ۱۴۶ قال رحمہ اللہ تعالیٰ السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ وهو الغناء والمزامیر سواء کذا فی الہندیۃ (۴) واللہ اعلم بالصواب

(۱) مشکوٰۃ المصابیح : باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۲۷/۱ ط سعید

(۲) یہ عبارت ”عینی“ میں تلاش کے باوجود نہیں ملی البتہ ”التغنی للہو معصیۃ فی جمیع الادیان“ (العنایۃ: کتاب الشہادۃ: باب من تقبل شہادۃ ومن لا تقبل ۴۰۸/۷ ط مصر) میں اور ”و علل بانه یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ“ (مرجع سابق ۴۰۹/۷) میں موجود ہے

(۳) کتاب الشہادۃ: باب من تقبل شہادۃ ومن لا تقبل ۶۲/۳ ط مکتبہ شریکۃ علمیہ، ملتان

(۴) الباب السابع نشر فی الغناء واللہو و سائر المعاصی ۳۵۲/۵ ط ماجدیہ، کوئٹہ

كتاب التفسير والتجويد

www.ahlehadith.org

پہلا باب آیات کی تشریح

آیت ”ولو علم الله فيهم خيراً لا سمعهم“ الایہ کا صحیح مطلب

(سوال) ولو علم الله فيهم خيراً لا سمعهم ولو اسمعهم لتولوا وهم معرضون. (۱) اگر اللہ جانتا ان میں بھلائی تو ان کو سنا تا اور اگر ان کو سنا دیتا تو بھاگتے منہ پھیر کر۔

اللہ تعالیٰ ان کو سمجھاتا اور سنا تا اور پھر بھی وہ نہ سنتے اور نہ سمجھتے اور بھاگ جاتے یہ عقل میں نہیں آتا اس سے قلب پر یہ اثر ہوتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا ہے کہ میں کیا ان کو سنا تا میرا سنا نا بے کار ہے اگر میں ان کو سنا تا تو بھی وہ نہیں سنتے اور منہ پھیر کر بھاگ جاتے اس آیت کے صحیح مطلب سے آگاہ فرمائیں تاکہ یہ اثر رفع ہو۔ فقط المستفتی نمبر ۲۳۸۴ ایں محمد اسماعیل صاحب۔ صدر بازار (دہلی)

۲ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۲) آیت کے شان نزول میں یہ مذکور ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ سچے پیغمبر ہیں تو قصی کو زندہ کیجئے (قصی عرب کے ایک جد اعلیٰ کا نام ہے) قصی بڑا اچھا اور مبارک آدمی تھا اگر وہ زندہ ہو کر آپ کی نبوت کی تصدیق کرے اور ہم خود ان کی تصدیق ان کی زبانی سن لیں تو آپ کی نبوت پر ایمان لائیں گے (۲)

اس مطالبے کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ جانتا کہ ان کے دل میں خیر ہے اور وہ ایمان لانے کے لئے تیار ہیں تو ان کو قصی کی زبان سے تمہاری نبوت کی تصدیق سنا دیتا (مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ان کے دل میں خیر نہ تھی اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ان کا یہ مطالبہ خلوص پر مبنی نہیں ہے اگر قصی زندہ ہو کر بھی حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کر دے اور یہ لوگ قصی کو زندہ دیکھ لیں اور اس کی زبان سے تصدیق نبوت سن لیں جب بھی ایمان نہ لائیں گے اس لئے حضرت حق نے ان کا مطالبہ پورا نہ کیا اور قصی کی زبان سے ان کو تصدیق نبوت نہیں سنائی) اور اگر وہ باوجود ان کی بدینتی اور خبث باطن کے علم کے ان کو قصی کی زبان سے تمہاری نبوت کی تصدیق سنا بھی دیتا تو اس کا بھی نتیجہ یہی ہوتا کہ ایمان نہ لاتے اور اعراض کرتے اور پشت پھیر کر بھاگ جاتے۔

اس شان نزول کے واقعہ کو پیش نظر رکھ کر آیت کریمہ کا مطلب اور مضمون سمجھنے میں کوئی

(۱) الانفال: ۲۳

(۲) وعن الجبائی انہم کانوا یقولون لرسول اللہ ﷺ احیی لنا قصیا فانہ کان شیخاً مبارکاً حتی یشہد لك وتؤمن بك فالمعنی ولو اسمعهم کلام قصی الخ (روح المعانی ۶/۲۷۶ ط دار الفکر بیروت)

دشواری اور پریشانی باقی نہیں رہتی اس کے علاوہ اور بھی توجیہ ہے مگر مسلمانوں کے اطمینان قلب کے لئے یہ کافی ہے جو میں نے ذکر کر دی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

”قل انما ابشر مثلکم“ کا ترجمہ ”کہہ دو تحقیق نہیں ہوں بشر مانند تمہارے“ کرنا غلط اور تحریف قرآن ہے۔

(سوال) ایک عالم مندرجہ ذیل آیت میں انما کے معنی اس طرح کرتا ہے قل ان ما ابشر مثلکم (۱) کہہ دو تحقیق نہیں ہوں میں بشر مانند تمہارے ایک بار نہیں بلکہ بار بار وہ عالم یہی کہتا ہے کہ انما کے معنی ہیں تحقیق نہیں اب سوال یہ ہے کہ (۱) انما کے صحیح معنی کیا ہیں مدلل بیان فرمائیں (۲) اور ایسا شخص جو انما کے معنی ”تحقیق نہیں“ کرتا ہے شریعت کی طرف سے اس پر کیا حکم وارد ہوتا ہے نیز ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۳) جو مسلمان ضد اور ہٹ سے یہ کہیں کہ ہمارے عالم کے معنی (تحقیق نہیں) ہی صحیح ہیں اور ہم یہی مانیں گے ان کے لئے شریعت کا حکم واضح فرمایا جائے۔ المستفتی نمبر ۲۴۰۹ حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹ ۷ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۳) یہ ترجمہ غلط ہے اور قرآن پاک کے مفہوم کی تحریف ہے انما کلمہ حصر ہے جس کے ترجمہ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ جس جملہ پر یہ داخل ہو اس میں خبر یا مسند کا مبتدأ یا مسند الیہ کے لئے ثبوت لازم اور ضروری ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے انما هو الہ واحد۔ ہو کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے اور معنی یہ ہوئے ضروری طور پر اللہ تنہا معبود ہے اور دوسری جگہ فرمایا انما الہکم الہ واحد یعنی ضروری طور پر تمہارا معبود ایک ہے اس کلمہ کا ترجمہ اہل علم جزا میں نیست کے ساتھ کرتے تھے ایسے ہی آیت کریمہ انما ابشر مثلکم کا ترجمہ یہ ہے ضروری طور پر میں بشر ہوں مثل تمہارے۔ یعنی بشریت میں تمہاری طرح ماں باپ سے پیدا ہوا ہوں کھاتا پیتا سوتا جاگتا بول و براز کرتا بولتا چلتا چلتا پھرتا ہوں (۲)

اس لفظ میں مانفی کے معنی میں نہیں دیتا۔ ورنہ انما هو الہ واحد کے معنی یہ ہو جائیں گے تحقیق نہیں وہ (یعنی اللہ) ایک معبود اور انما الہکم الہ واحد کے معنی یہ ہوں گے تحقیق نہیں معبود تمہارا ایک معبود اور یہ دونوں معنی کفر کو مستلزم ہیں پس جو شخص کہہ انما ابشر مثلکم کا ترجمہ یوں کرتا ہے کہ تحقیق نہیں میں بشر مانند تمہارے وہ قرآن مجید کی تحریف کرتا ہے اس کی امامت بھی

(۱) الکہف : ۱۱

(۲) قل لہو لاء المشرکین یا محمد انما ابشر مثلکم من نبی آدم لا علم لی الا ما علمنی اللہ وان اللہ یوحی الی ان معبود کم الذی یجب علیکم ان تعبدوه ولا تشرکوا بہ شیئا معبود واحد (جامع البیان للطبری الکہف ۱۱۰ ط بیروت لبنان ۳۱/۱۶)

درست نہیں، محرم کفایت اللہ کا لہ دہلی

آیت ”وات ذا القربى حقہ الخ وبالوالدین احساناً“ (الآیۃ) وغیرہ کی تفسیر
(سوال) آیات ذیل کا مطلب وضاحت کے ساتھ مع اس کی تفسیر کے بیان فرمائیں؟

(۱) وات ذا القربى حقہ والمسکین (۲) الخ (۲) وبالوالدین احساناً و بذی القربى والیتامی
و المساکین (۳) الخ (۳) واذا حضر القسمۃ اولو القربى والیتامی والمساکین فارزقوہم
منہ و قولوا لہم قولاً معروفاً (۴) (۴) وات ذا القربى حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر
تبذیراً -

اب یہ عام بات ہے کہ غیر لوگ آتے ہیں زکوٰۃ خیرات چندہ وغیرہ خوشامد درآمد سے وصول
کر لیتے ہیں اور دینے والے صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر ہمارا نام صف اول میں ہوگا تو ہم اور دیں گے مگر
اپنے عزیزان کا منہ دیکھتے رہتے ہیں حالانکہ صاحب مال کو یہ معلوم رہتا ہے کہ ہمارے عزیز قرضدار ہیں
ضرورت مند ہیں، لیکن وہ ان کو خیال میں نہیں لاتے، حالانکہ جو پوزیشن خاندانی ان کی ہے وہی ان کی ہے
فرق اتنا ہے کہ وہ صاحب مال ہیں اور یہ بے مال و زر ہیں شرم و حیا کے مارے زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتے
کیونکہ ان کو حقیر سمجھا جاتا ہے دعا و سلام میں گریز کیا جاتا ہے۔ اگر کسی رشتہ دار کو ملازم رکھ لیں تو اس
کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے کہ غیر ملازمان سے بھی نہیں کرتے۔ اس پر بھی بس نہیں ہوتا تو طعن و
تشنیع وغیرہ سے بھی گریز نہیں کرتے کلاں ہوں یا خورد سب ہی سے ایک طرح کا ہی برتاؤ کرتے ہیں کیا
اسلام کے لوگوں نے یہی معنی اخذ کئے ہیں؟

(نوٹ) صاحب مال کو چاہئے کہ وہ خود اپنے عزیزوں کو جو کچھ دینا ہے دے یا ضرورت مند کو چاہئے کہ وہ
سوال کرے، حالانکہ صاحب مال جانتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۰۲ محمد سرور ولد حمید اللہ صاحب (جہلم) ۷ محرم ۱۳۶۱ مطابق ۴ فروری ۱۹۴۲ء
(جواب ۸۴) ان آیات کریمہ میں ذوی القربى اور مساکین اور مسافر کا ذکر ہے ذوی القربى سے کنبہ
کے لوگ مراد ہیں قریب و بعید ہونے کے لحاظ سے ان کے درجات مختلف ہیں ان کے حقوق بھی مختلف
ہیں، بعض کے حقوق مؤکد اور مقدم ہیں اور بعض کے مستحب اور مؤخر ہیں مثلاً مستطیع پر اس کی اولاد اور

(۱) (ویکرہ امامتہ) مبتدع ای صاحب بدعۃ وہی اعتداد خلاف المعروف عن الرسول (تنویر الابصار و

شرحہ مع رد المحتار باب الامامۃ ۱/ ۵۶۰ ط سعید)

(۲) بنی اسرائیل: ۲۶

(۳) النساء: ۳۶

(۴) النساء: ۸

مال باپ کا نفقہ واجب ہے (۱) مگر ایسے شخص پر جو یا تو اولاد کو نفقہ دے سکتا ہے یا مال باپ کو یعنی دونوں کو دینے کی استطاعت نہیں رکھتا اولاد کا نفقہ مقدم ہے (۲)

صدقات واجبہ یعنی زکوٰۃ، فطرہ، عشر، کفارہ اپنے اصول و فروع کو نہیں دے سکتا ان کے علاوہ باقی تمام قرابت داروں کو جب کہ وہ مسکین ہوں، دے سکتا ہے بلکہ اجنبی مسکینوں سے ان کا حق مقدم ہے (۳)

صاحب مال کو جب علم ہو کہ اس کے کنبے میں غریب اور حاجت مند لوگ ہیں تو اس کو خود ان کو دینا چاہیے انکے مانگنے کا انتظار نہ کرنا چاہیے ضروری نہیں ہے کہ یہ ان کو زکوٰۃ یا صدقہ جتا کر دے بلکہ جتا کرنے دینا ہی بہتر ہے کیونکہ زکوٰۃ صدقہ خیرات کا نام سن کر وہ قبول کرنے سے احتراز کریں گے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

آیت ”ان عبادی لیس لك علیہم“ الایۃ اور ”لا غوینہم اجمعین“ میں
شبہ تعارض کا رفع

(سوال) قرآن شریف میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ ابلیس کو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ان عبادی لیس لك علیہم سلطان اور خود ابلیس کا اقرار بھی ہے کہ لا غوینہم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے مخلصین میں سے ہونے میں شک نہیں اور صراحت یہ بھی مذکور ہے کہ ابلیس نے دونوں کو بھکایا مثلاً فاذلہما الشیطان وغیرہ اس سے من وجہ سلطان اور اغوا بھی ثابت ہوتا ہے ان آیات کا تعارض رفع فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۸۳۷۲ مولوی عبد الحمید۔ مہتمم مدرسہ رشیدیہ لدھیانہ۔ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء
(جواب ۸۵) قرآن مجید میں ان عبادی لیس لك علیہم سلطان اس بارے میں صریح ہے کہ شیطان کا مقربین و مخلصین پر قابو اور غلبہ نہیں ہوتا بھکانا یا بھکانے کی کوشش کرنا منفی نہیں ہے اور لا غوینہم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین (۵) میں استناداً اصل لا غوینہم سے نہیں ہے بلکہ

(۱) قال و یجبر الولد الموسر علی نفقة الابوين المعسرین (عالمگیریہ) الفصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام
۱/ ۵۶۴ ط ماجدیہ کوئٹہ (۲) وان كان للرجل اب و ابن صغير، وهو لا يقدر الا علی نفقة احد هما فالابن احق
عالمگیریہ) الفصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام ۱/ ۵۶۵ ط ماجدیہ کوئٹہ
(۳) ولا الی من بینہما ولاء (تنویر شرحہ) و فی الشامیہ: ای اصلہ وان علا کاویہ و اجدادہ و اجدادہ من قبلہا و فرعہ وان سفل.... و قید بالولاء لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاحوال الفقراء بل ہم اولی لانہ صلوٰۃ و صدقہ و فی الظہیریہ و یبدأ بالصدقات فی الاقارب الخ (رد المحتار: باب المصروف ۲/ ۳۴۶ ط سعید)
(۴) ومن اعطی مسکیناً دراهم و سماها هبة او قرضاً ونوی الزکاة فانہا تجزیہ وهو الاصح (عالمگیریہ: الباب الاول فی تفسیرہا وصفیہا و شرائطہا ۱/ ۱۷۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۵) الحجرات: ۳۹، ۴۰، ۴۱

اس کے مطاوع سے ہے تقدیر عبارت کی یوں ہے لا غوینہم اجمعین فیکونون من الغاوین الا عبادک منهم المخلصین مگر چونکہ مطاوع مذکور نہیں ہے (گو مراد ہے) اس لئے مستثنیٰ کا اعراب نصب لایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے جو لغزش ہوئی وہ ابلیس کے سلطان اور قابو پانے سے نہیں ہوئی بلکہ سہوا ہوئی اسکی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولقد عہدنا الی آدم من قبل فتنسی ولم نجد له عزما فازلھما (۱) میں شیطان کی طرف نسبت اس کی سعی اور کوشش کے اظہار کے لئے کی گئی ہے کہ اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر آدم پر قابو نہ پاسکا لیکن آدم سے نسیاناً وہ فعل سرزد ہو گیا جو شیطان چاہتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) آیت ”یعسیٰ انی متوفیک ورافعک“ (الایۃ) کا صحیح معنی۔

(۲) آیت مرج البحرین سے علیؑ اور یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان سے حسن و حسین مراد لینا غلط ہے

(از اخبار الجمعیتہ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) (۱) یعسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مطہرک الخ (۲) اس آیت میں متوفیک کے کیا معنی ہیں؟

(۲) مرج البحرین يلتقین بینھما برزخ لا یبغیان (۳) یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان (۴) ایک مولوی صاحب نے آیات مذکورہ کی تشریح میں محاولہ تفسیر روح البیان یہ بیان کیا ہے کہ اول سے مراد حضرت علیؑ و حضرت فاطمہ الزہراءؑ ہیں اور آیت ثانی کا تعلق حضرت حسن و حسینؑ سے ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۸۶) (۱) آیت شریفہ کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰ میں ہی تم کو وفات دینے والا ہوں یہود تم کو قتل نہیں کر سکتے جب وفات کا وقت آئے گا تو میں تم کو قبض کروں گا اور تم کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تم کو کفار کی تہمت سے پاک کروں گا (۵)

(۲) یہ مطلب لغت اور محاورے کے لحاظ سے نہیں بلکہ ایک تخیل ہے جو کسی طرح حجت نہیں

(۱) طہ: ۱۱۵

(۲) آل عمران: ۵۵

(۳) الرحمن: ۱۹، ۲۰

(۴) ایضا: ۲۲

(۵) وفی التفسیر الکبیر للامام الرازی قولہ تعالیٰ (انی متوفیک) ای متمم عمرک فحينئذ اتوفاک فلا اترکھم حتی یقتلوك بل انا رافعک الی سمانی و مقربک بملا نکتی واصونک عن ان یتمکنوا من قتلک وهذا تاویل حسن (آل عمران: ۵۵/۸/۶۷ ط دار الکتب العلمیہ، تہران)

ہو سکتا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قرآن مجید میں بعض ایسی آیتیں ہیں جن کا حکم مؤقت تھا۔

(۲) قوانین اسلام مقتضائے عقل کے موافق ہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) کیا کلام پاک کی کوئی آیت منسوخ الکلام بھی ہے؟ یعنی ایک مرتبہ ایک بات کا حکم صادر ہوا اور پھر دوسرے موقع پر کلام پاک ہی میں اس کی تردید کردی گئی ہو (۲) قانون مذہب اسلام کی بنیاد عقل پر ہے یا محض اعتقاد پر؟

(جواب ۸۷) (۱) ہاں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا حکم مؤقت تھا اور دوسری آیت کے نازل ہو جانے سے سابقہ آیت کا حکم مرتفع ہو گیا یہ بات نہیں کہ کوئی حکم دیا گیا تھا اور اس کی تردید کردی گئی بلکہ سابقہ حکم اسی وقت تک کے لئے تھا جب تک دوسری آیت نازل ہو (۲) اسلامی قانون کی بنیاد قرآن پاک اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات و تعلیمات پر ہے اور تمام اسلامی قانون مقتضائے عقل کے موافق ہے اسلام کا کوئی مسئلہ عقل صحیح و رائے سلیم کے خلاف نہیں البتہ بعض مسائل ایسے دقیق ضرور ہیں کہ عقل کی وہاں تک رسائی نہیں مگر یہ بات نہیں کہ عقل ان کے خلاف کوئی دلیل قائم کر سکتی ہے جیسے محسوسات میں بعض جرم ایسے ہیں کہ قوت بصارت ان کے ادراک سے قاصر ہے مگر ان کا وجود صحیح و ثابت ہے اور خوردین کے ذریعے سے وہ دیکھے جاسکتے ہیں ایسے ہی معقولات میں بعض مسائل ایسے باریک ہیں کہ عقل بغیر الہام یا وحی کے خوردین کے انہیں دریافت نہیں کر سکتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دوسرا باب

رموز اوقاف

قرآن مجید میں مواضع وقف کا حکم

(سوال) ایک شخص اپنے کو قاری واقف تجوید بتاتا ہے مگر وقت تلاوت قرآن مجید اوقاف پر وقف نہیں کرتا پختہ آیات و مطلق وغیرہ حتیٰ کہ رکوع پر نیز اختتام سورت پر بھی وقف نہیں کرتا برابر اعراب

(۱) بخلاف نحو تاویل البحرین بعلی و فاطمہ والؤلؤ والمرجان بالحسن والحسین فانہ من تاویل الجہلۃ والحمقاء کالروافض (مرقاۃ المفاتیح کتاب العلم الفصل الثانی ۱/۲۹۲ ط امدادیہ ملتان)

(۲) فمعنی النسخ عندهم ازالته بعض الاوصاف من الایۃ بآیۃ اخری اما بانتهاء مدۃ العمل الخ (الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص ۳۸ مکتبہ خیر کثیر کراچی)

کے ساتھ پڑھے جاتا ہے جب ہم لوگوں نے اس کے متعلق کہا کہ متقدمین و متاخرین نے یہ علامتیں مقرر کی ہیں تم اس کے خلاف ہو تو اس کے جواب میں قاری صاحب نے یہ کہا کہ اول تو صحت لفظ آخر حرف کی حرکت سے ہو جائے گی دوسرے علم تجوید دنیا سے مفقود کے قریب ہو چکا ہے صحیح ہم پڑھتے ہیں سو یہ کہ قرآن پڑھنے والا مسافر ہے کہ اس کو اپنی منزل پر پہنچنا ہے لہذا اگر تھکا نہ ہو تو اور تھوڑا راستہ طے کرے گا اگر قاری وقف کرے گا تو راستہ طے نہ ہو گا اور اگر برابر چلا جائے تو زیادہ تلاوت کرے گا ہاں سانس ٹوٹ جائے تو وہیں وقف کرنا اولیٰ واجب ہے ورنہ اور سب فضول ہے وقف لازم وغیرہ کسی وقف کے کرنے کی ضرورت نہیں لہذا غور و خوض سے جواب عنایت فرمائیں؟

(جواب ۸۸) شخص مذکور فی السؤال کا قول غلط ہے اور اس کی تمام دلیلیں باطل ہیں آیات قرآن مجید تو قینی ہیں ان پر وقف کرنا عین اتباع منازل ہے بعض مقامات میں وقف کرنا ضروری ہے کیونکہ وقف نہ کرنے سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں یہ کہنا کہ وقف نہ کرنے سے آخر حرف کی صحت حرکت ہو جائے گی غلط ہے کیونکہ وقف کے موقع پر وقف کرنا ہی صحیح ہے نہ کرنے سے اخلاص نظم واقع ہو گا نیز وقف کرنا بھی عرب عرباء کی اسالیب کلام میں داخل ہے پس اسالیب عربیت کی رعایت نہ کرنے کا نام صحت رکھنا ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور یہ فرمانا کہ علم تجوید تقریباً مفقود ہو چکا ہے یہ بھی مغالطہ ہے علم تجوید ویسا ہی موجود ہے جیسے پہلے تھا اور اس کی کتابیں اور قواعد تجوید ان کتابوں میں موجود ہیں اگر اس علم کے عالموں کا وجود کم بھی ہوتا ہم علم کا فقدان غلط ہے اوقاف کے قواعد کتب تجوید میں موجود ہیں جو شخص مذکور کی بات کی صریح تغلیط کرتے ہیں قرآن پڑھنے والے کا مثل مسافر کے ہونا مسلم، لیکن یہ کون عقل مند کہہ سکتا ہے کہ مسافر کو حالت سفر میں ٹھہرنے اور توقف کرنے کے مواقع میں بھی ٹھہرنا نہ چاہیے مثلاً کھانے پینے یا دیگر ضروریات کے لئے وغیرہ وغیرہ جو مواقع کہ وقف کے لئے مقرر کئے ہیں وہ وہی ہیں جہاں ٹھہرنا مناسب یا ضروری ہے (۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”غشاوة“ پر سانس ٹوٹنے میں ”ولہم“ سے ابتداء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(سوال) اگر سانس ٹوٹنے یا کسی اور عذر کی وجہ سے ”غشاوة“ پر وقف کر دیا اور ”ولہم“ کو علیحدہ پڑھ دیا تو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۵۱ اندر احمد (ضلع منٹگمری، پنجاب) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۶ء

(۱) قال النحاس: فهذا الحديث يدل على انهم كانوا يتعلمون الاوقاف كما يتعلمون القرآن وقول ابن عمر لقد عشنا برهة من دهرنا ”يدل على ان ذلك اجماع من الصحابة ثابت“ وعن علي في قوله تعالى: ”ورتل القرآن ترتيلاً“ قال الترتيل تجويد الحروف و معرفة الوقف قال ابن الانباري: من تمام معرفة القرآن معرفة الوقف والابتداء (الاتقان في علوم القرآن: النوع الثامن والعشرون في معرفة الوقف والابتداء ۸۳/۱ ط سهيل اكيڏمي لاهور)

(جواب ۸۹) سانس ٹوٹنے یا کسی اور عذر سے ”غشاوة“ پر وقف کر دینا اور ”ولہم“ کو علیحدہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ایسے لفظ پر سانس ٹوٹے جہاں وقف نہ ہو تو اعادہ افضل ہے
(سوال) اگر کسی لفظ پر سانس ٹوٹ جائے اور وہاں وقف نہ ہو تو اس لفظ کا دوبارہ لوٹانا کیسا ہے؟
(جواب ۹۰) سانس ٹوٹ جائے تو اس لفظ کو جس پر سانس ٹوٹا ہے اور وقف نہیں ہے دوبارہ پڑھ لینا بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(سوال) ایضاً

(جواب ۹۱) از استفتاء دیگر (سانس ایسی جگہ ٹوٹ جائے کہ وہاں وقف نہ ہو تو اوپر سے ملا کر پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیسرا باب مخارج حروف

ضاد اکثر صفات میں طاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے۔
(سوال ۱) حرف ضاد کا مشتبہ الصوت بظاہر کہ اکثر کتابوں میں اور زندہ قاریوں کے فتاوے میں مصرح ہے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ صورت صفائی میں تشابہ ہے سننے میں ظا کی آواز کے مشابہ نہ ہو گا اس دعویٰ میں یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ مفتی کفایت اللہ صاحب استاد کل ہیں تشابہ کے قائل ہیں اور اس کا قرأت یہ تھا کہ اس کا ضاد سننے میں ظا کے ہر گز قریب نہ تھا۔
(۲) حرف ضاد اگر سننے میں نہ دال ہو نہ دال مفخم ہو نہ دال کے مشابہ ہو نہ مخلوط بدال ہو نہ مشابہ بالظا ہو بلکہ مستقل صوت ہو یہ صحیح ہے۔

(۱) و فی النشر لابن الجزری: لما لم يمكن للقاری ان یقرأ سورة او القصۃ فی نفس واحد ولم یجز التنفس بین کلمتین حالة الوصل بل ذلك کالتنفس فی اثناء لکلمۃ وجب حينئذ اختیار وقفة للتنفس والا ستراحة و تعین ارتضاء و ابتداء و بعده و یتحتم ان لا یكون ذلك مما یحیل المعنی ولا یتحل بالفہم (الاتقان فی علوم القرآن: النوع الثامن والعشرون فی معرفة الوقف والابتداء ۸۳/۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) وقال ابن الانباری: الوقف علی ثلاثہ اوجه: تام و حسن و قبیح..... والحسن الذی یحسن الوقف علیہ ولا یحسن الابتداء بما بعده کقوله: الحمد لله لان الابتداء بقوله رب العلمین لا یحسن لکونه صفة لما قبلہ (الاتقان فی علوم القرآن: النوع الثامن والعشرون ۸۴/۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) حوالہ بالا

(۳) فتاویٰ سعدیہ ص ۴۴ میں مفتی سعد اللہ فرماتے ہیں کہ ”حال دال و ضاد مثل صاد صالحات و طائے طالحات کہ ہر کسے فرق بینہما بلا مشقت حاصل تو اں کر دو زبان وقت ادائے ہر یکے بر دیگرے لغزش نہ کند نیست الخ“ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ ضاد صحیحہ اور دال کے درمیان کی نسبت کا ذکر ہے یا ضاد غیر صحیحہ اور دال کے درمیان ہے؟

(۴) مولانا رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ دال پُر خود کوئی مستقل حرف نہیں بلکہ وہی ضاد ہے ضاد کے ہی مخرج سے پورے طور ادا نہ ہو تو کیا ان کے کلام سے وہی ضاد ہے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ضاد جو کہ سمع میں دال کے مشابہ ہے اور ظا کے مشابہ نہیں صحیح ہے؟ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۹۳-۹۴)

(۵) دال پر کی آواز میں پڑھنے والے کی نماز صحیح لکھا ہے قاری کا نماز بھی اس کے پیچھے صحیح لکھا ہے قصد وغیر قصد کا ذکر نہیں اس کی وضاحت فرمادیں۔ المستفتی نمبر ۳۳ خان محمد بنوری متعلم مدرسہ امینیہ دہلی ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۹۲) (۱) کتب تجوید میں جو لکھا ہے اور قرائے موجودین جو فرماتے ہیں کہ ضاد صفات میں ظا کے مشابہ ہے یہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ضاد مستقل اور ظا سے جداگانہ حرف ہے ادا کے وقت سمع میں بھی اسکو ظا سے علیحدہ آواز میں مسموع ہونا چاہیے یہ دوسری بات ہے کہ اس کی آواز میں ظا کی آواز کے ساتھ مشابہت پائی جائے (۲) جس آواز کو دال مفخم کی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ محض برائے تفہیم ہے ورنہ دال مفخم کوئی حرف نہیں اور نہ اس کی کوئی آواز ہے ضاد کی ادا دو قسم کی آواز سے کی جاتی ہے ایک آواز تو بالکل ظا کی آواز ہوتی ہے اور دوسری وہ آواز ہے جو نہ ظا کی طرح ہے نہ دال کی طرح اس کو بوجہ اس کے مستقل نام نہ موجود ہونے کے دال مفخم کی آواز سے بغرض تعبیر کر دیتے ہیں وہ ضاد ہی کی آواز ہے جو مختلف ادا کرنے والوں کی قوت ادا کے اختلاف کی وجہ سے پیشمار مراتب و مدارج رکھتی ہے بعض مراتب میں وہ صحیح ضاد اور بعض میں اقرب الی الصحتہ اور بعض میں قریب الی الصحتہ اور بعض میں غلط اور بعض میں اقرب الی الغلط ہو جاتی ہے مگر بہر صورت وہ ضاد ادا کرنے کی نیت سے ادا کی جائے تو اقرب الی الصواب ہے۔ (۲)

(۲) بیشک ضاد مستقل حرف ہے اور اس کے لئے مستقل صوت ہے نہ وہ دال ہے نہ ظا۔ اور جسے دال مفخم کی آواز کہا جاتا ہے وہ ضاد کو ادا کرنے کی نیت سے مستقل آواز ہے جو دال سے بالکل جدا ہے اور صفات ظا کی حامل ہے (۲)

(۱) والضاد والظاء اشترکاً صفة جهرًا و رخاوة و استعلاء و اطباقاً و افتراقاً مخرجاً وانفردت الضاد بالاستطالة (الاتقان فی علوم القرآن: فصل من المهمات تجوید القرآن ۱/۱۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) المختار عندنا ان اشتباہ الضاد بالظاء لا یطل الصلوة و یدل علی ان المشابہة حاصلة بینہما جذاً والتمیز عسر فوجب ان یسقط التکلیف (التفسیر الکبیر: المسألة العاشرة ۱/۷۶۲ ط دار الکتب العلمیہ، تہران)

(۳) حصل فی الضاد انبساط لا جل رخاوتها و بهذا السبب یقرب مخرجہ من مخرج الظاء الخ (التفسیر الکبیر: المسألة العاشرة ۱/۶۳ ط دار الکتب العلمیہ، تہران)

(۳) یہ عوام کے ضاد اور دال کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ بسا اوقات اس کو دال خالص کی آواز سے ادا کرتے ہیں بالخصوص جب کہ وہ کلمہ کا ابتدائی حرف ہو اور مکسور ہو۔ مثلاً ضدا کہ عوام اس کو خالص دال پڑھ دیتے ہیں۔

(۴-۵) حضرت مولانا رشید احمد کا یہ فرمانا کہ دال پُر کوئی حرف نہیں ہے صحیح ہے اور جس آواز کو دال پُر کی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ دال نہیں ہے بلکہ ضاد ہے جو اپنے مخرج سے پورا ادا ہونے کی صورت میں صفات ظا کا حامل ہوتا ہے اور نہ ہونے کی صورت میں اس کو تقسیم کے لئے دال پر سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اس آواز کو اور کسی لفظ سے تعبیر کرنا دشوار تھا (۱) ایسے شخص کی اپنی نماز بھی صحیح ہے اور اس کی اقتدا بھی درست ہے اور اگر کوئی قاری مجود ضاد کو اپنے صحیح مخرج سے ادا کرے اور جوہ صفات ظا کا حامل ہونے کے اس کی آواز ظا کے مشابہ مسموع ہو وہ بھی درست ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”ضاد“ کو مشابہ ”طاء“ پڑھنا درست ہے یا دال پُر پڑھنا۔

(سوال) حرف ضاد کو مشابہ طا پڑھنا درست ہے یا دال پُر پڑھنا درست ہے نیز کس طرح ادائیگی سے نماز درست ہوگی اور کس طرح ادائیگی سے فاسد ہوگی؟ المستفتی نمبر ۲۸۴ قاری امیر احمد صاحب۔ امام مسجد مورسہ دہلی ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب) (از قاری محی السلام پانی پتی) حرف ضاد اکثر صفات میں ظا سے مشابہ ہے لیکن مخرج میں ظا سے قطعاً جدا اور صفت استطالہ کی بنا پر صفت بھی ممتاز ہے (۲) صحیح یہ ہے کہ ضاد کو حافہ لسان یعنی زبان کی کروٹ اور اضر اس سے ادا کیا جائے اس کی صورت میں تشابہ بالظا ضرور ہوتا ہے مگر عینیت نہیں ہوتی (۳) ضاد کے ادا کرنے والوں کی کئی حالتیں ہیں بعض آدمی اس کو اس کے مخرج سے براعایت صفات صحیح ادا کرتے ہیں اور بعض غلط ان میں سے جو لوگ ادا پر قادر نہیں ہوتے یا ان کو سکھانے والا نہیں ملتا وہ معذور ہیں اور جو لوگ صحیح ادا کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے یا سیکھ سکتے ہیں مگر نہیں سیکھتے وہ خاٹی ہیں غلط پڑھنے والوں میں سے بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کے سر (یعنی ظا کے مخرج) سے ادا

(۱) حصل فی الضاد انبساط لا جل رخاوتها و بهذا السبب یقرب مخرجہ من مخرج الطاء الخ (التفسیر الکبیر: المسألة العاشرة ۱/۷۶۳ ط دار الکتب العربیہ تھران)

(۲) وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة كالطاء مع الضاد و الصاد مع السین والطاء مع التاختلف المشایخ قال اکثرهم لا تفسد صلاته (عالمگیریہ: الفصل الخامس فی زلة القاری ۱/۷۹ ط ماجدیہ کونہ)

(۳) والضاد والطاء اشترکا صفة: جھراً و رخاوة واستعلاء و اطباقاً و افتراقاً مخرجاً و انفراداً الضاد بالاستطالہ (الاتقان فی علوم القرآن: فصل من المهمات تجوید القرآن ۱/۱۰۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) ان الطاء وان کان مخرجہ من بین طرف اللسان و اطراف الشایا العلیاء و مخرج الضاد من اول حافة اللسان و ما یلیہا من الاضر اس الا انه حصل فی الضاد انبساط لا جل رخاوتها الخ (التفسیر الکبیر: المسألة العاشرة ۱/۷۶۲ ط دار الکتب العلمیہ تھران)

کرتے ہیں جو عین ظاہر جاتا ہے یہ غلط ہے اور بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کی جڑ (یعنی دال کے مخرج) سے اوا کرتے ہیں یہ دال بن جاتا ہے جو غلط تر ہے اگرچہ پر ہو۔ خلاصہ یہ کہ ضاد صحیح ایک ممتاز حرف ہے مگر ظا سے صفاتی تشابہ ضرور رکھتا ہے (۱) اور دال سے اس کو بہت بعد ہے یہ حضرات علماء بتلا سکتے ہیں کہ نماز کس سے درست ہوتی ہے اور کس سے غلط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خاکسار ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ پانی پتی۔ دولت خانہ حضرت مولانا قاری محمد اسحاق صاحب مدظلہ دہلی۔ ۲۸ محرم ۱۳۵۳ھ - ما اجاب المجیب اللیب فهو حق صحيح و بالقبول حقیق احقر محمد اسحاق عفی عنہ میرٹھی مہر

(جواب ۹۳) از حضرت مفتی اعظم۔ جو لوگ قصد اخلاص ظاہر ہیں یا خالص دال پڑھیں ان کی نماز نہیں ہوگی اور جو ادائے صحیح کا قصد کریں مگر صحیح ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے مشابہ بظا مسموع ہو یا دال پڑ سنائی دے (۲) ان دونوں کی نماز درست ہو جاتی ہے مشابہ بظا پڑھنے والوں کے ادا اقرب الی الصحتہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب) (از مولوی قاری سید طاہر حسن) امام عید گاہ دہلی۔ حرف (ض) کے متعلق ایک فتویٰ اور بھی ہو چکا ہے جو جمعیتہ القراء والخطاط دہلی کی جانب سے شائع ہوا ہے جس پر اکثر علماء و قراء کے مفصل بیان اور دستخط ثبت ہیں وہ قابل ملاحظہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس کو مخرج سے ادا کرنا نہایت مشکل ہے جن حضرات سے اس کا مخرج پورا ادا نہ ہو اسکو اہل فن سے حاصل کرنا ضروری ہے باوجود کوشش کے پھر بھی ادا نہ ہو سکے تو معذوری خیال کی جائے گی اور نماز درست ہو جائے گی (۳) احقر الزم من سید طاہر حسن عفی عنہ شاہی امام عید گاہ دہلی۔ ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ

الجواب صحیح۔ احقر محمد یوسف عفی عنہ۔ ناظم اعلیٰ جمعیتہ القراء والخطاط دہلی

الجواب صحیح۔ حفیظ الدین احمد امام مسجد رنگریزاں۔ باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی

(۱) الضاد والطاء اشترکا صفة: جهراً ورحاوةً واستعلاءً واطباقاً واقتراً مخرجاً وانفردت الضاد بالاستطالة (الاتقان فی علوم القرآن: فصل من المهمات تجوید القرآن ۱/۱۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور)
(۲) وفي خزنة الاكمل قال القاضي ابو عاصم: ان تعمد ذلك تفسد، وان جرى على لسانه، اولا يعرف التميز لا تفسد وهو المختار، حليه وفي البرازيه وهو اعدل الا قاويل، وهو المختار (ردالمحتار: مطلب مسائل زلة القارى ۱/۶۳۳ ط سعيد)

(۳) وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالطاء مع الضاد قال اكثرهم لا تفسد صلاته - ومن لا يعرف بعض الحروف ينبغي ان يجهد ولا بعذر في ذلك، فان كان لا ينطق لسانه في بعض الحروف ان لم يجد آية ليس فيها تلك الحروف تجوز صلاته (عالمگیریہ: الباب الخامس فی زلة القارى ۱/۷۹ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

”ضاد“ کردار صفات میں مشابہ ”طاء“ کے ہے ”ضاد“ کو ”دال پر“ پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی

(سوال) ضاد مشابہ بالصوت طاء کے ہے یا مشابہ بالصوت دال کے کس صورت میں نماز فاسد ہوگی مولانا عبدالحی لکھنوی فتاویٰ جلدی اول ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ ”مشابہ بالدال پڑھنے سے نماز باتفاق علما فاسد ہو جاتی ہے اور مشابہ بظا پڑھنے سے اکثروں کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی“ یہ صحیح ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۹۳ مولوی محمد سعید (سکھر ضلع اٹک) ۱۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۴ء
(جواب ۹۴) ضاد جب اپنے مخرج سے صحیح ادا ہو تو وہ طاء کے مشابہ ہوتا ہے لیکن عام طور پر جو دال پر کے مشابہ ادا کرتے ہیں یہ اسی ضاد کی جگہی ہوئی ادا ہے اور جو لوگ کہ بالکل طاء کی آواز سے پڑھ دیتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں لہذا دال پر کی آواز پڑھنے والے اور مشابہ بظا پڑھنے والے دونوں کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اس میں جھگڑا فساد نہ کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

”ضاد“ کو مشابہ ”طاء“ پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے

(سوال) ضاد کو مشابہ بظا پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۷۱ عبد الرشید (ضلع سہٹ) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۹۵) جو لوگ کہ ضاد کو اس کے اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سننے والے ان کی ادائیں صوت مشابہ بظا سنتے ہیں ان کی ادا صحیح ہے اور جو لوگ اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش میں اس طرح پڑھتے ہیں کہ سننے والے کو دال منہم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ بھی درست ہے وہ بھی ضاد ہی کی آواز ہے کیونکہ صرف دال میں درحقیقت تفخیم کی صلاحیت ہی نہیں ہے مگر ان دونوں ادائوں میں وہ ادا جس میں صوت مشابہ بظا مسموع ہوتی ہے اقرب الی الصحتہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

”ضاد“ صحیح طور پر مخرج سے ادا کیا جائے تو مشابہ ”طاء“ ہوگی یا نہ؟

ضاد کو مشابہ دال پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حرف (ض) کو اگر صحیح طور پر ادا کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے قراء مجودین اور حفاظ متفنین کے صدور میں ہم تک پہنچا ہے تو اس کی آواز مانند آواز طائے مجمہ کے ہوگی یا نہیں نیز آج کل عام طور پر حرف (ض) کو دال مفخم یا مشابہ دال کے پڑھتے ہیں اور عوام کالانعام سے کیا شکایت بہت سے

(۱) المختار عندنا ان اشتباه الضاد بالطاء لا یطل الصلوۃ ویدل علی ان المشابہة حاصلة بینہما جداً والتمیز عسر فوجب ان یسقط التکلیف (التفسیر الکبیر: المسألة العاشرة ۶۲/۱ ط دار الکتب العربیہ، تہران)

(۲) مرجع سابق

علماء اتقيا بھی بلا دروغی بغیر تحقیق ہر ایک کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے ہیں موجودہ زمانے کے رسائل کو جب ہم نے غور سے مطالعہ کیا جیسا کہ رسالہ الاقتصاد فی الضاد یا الارشاد فی الضاد وغیر ذلک تو ہم نے بحوالہ کتب معتبرہ تجوید وفقہ و تفسیر و صرف کے مصرح پایا کہ حرف (ض) صحیحہ عربیہ صوت اور سمع میں طاء کے مانند ہے اور غیر اس کے دال مفخمہ یا مشابہ دال کے جو کہ آج کل مروج ہے غلط اور لحن جلی قرار دیا ہے برائے نمونہ عبارت جمد المقل نقل کی جاتی ہے۔ فان لفظت بالضاد فان جعلت مخرجها من حافة اللسان مع ما يليها من الاضراس بدون اكمال حصر الصوت واغلبت لها الاطباق والتفخيم الواسطين و التفشى القليل فهذا هو الحق المؤيد بكلمات ائمة التجويد والتصريف في كتبهم و يشبه صوتها حينئذ صوت الطاء المعجمة بالضرورة وما ذابعد الحق الا الضلال اور جمل المقل کے منہیہ پر عبارت شعلہ (فارسی) کی یہ ہے : وانا اقول لو كان حق اداء الضاد المعجمة كالدال المهملة المطبقة او الدال الخالصة كما هو الدائع بين اكثر الناس من الخواص والعوام في زماننا هذا يقدر عليه الشارع في اول الشروع ولا يتعسر على احد فما اسعد زماننا بعد زمان صاحب الرعاية بثمان مائة و ستين سنة انتهى اب ہم حیران ہیں کہ اگر دین کی کتابوں کو دیکھیں تو حرف (ض) صحیحہ عربیہ آواز میں مانند طاء کے معلوم ہوتا ہے اور اگر چودھویں صدی کے عمل کو دیکھتے ہیں تو مشابہ دال کے پڑھتے ہیں لہذا یہ بات قابل دریافت ہے کہ اگر ضاد مروجہ یعنی مشابہ دال کی صحت کسی کتاب میں کتب دین سے ہو تو براہ کرم نام کتاب مع عبارت درج استفتا فرمادیں اور اگر نہیں تو جو صحیح حرف ہے اس کی ترویج و اشاعت میں عضو علیہا بالنواجذ کا مصداق بن جائیں حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک سنت کو میری سنتوں میں سے بعد امانت کے رائج کرے تو اس کے واسطے اتنا ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۸۱۱ سید خلیل احمد شاہ (ضلع مظفر گڑھ) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء (جواب) (از مولانا غلام رسول بنوی) ہو الموفق للصواب۔ حرف (ض) کو اگر صحیح ادا کیا جائے تو ضرور اس کی آواز مانند آواز طاء کے ہوگی کیونکہ ان سب میں باہم سخت مشابہت ہے تفسیر کبیر (۱) جلد اول میں ہے۔ والمختار عندنا ان اشتباه الضاد بالطاء لا يبطل الصلوة ويدل عليه ان المشابهة حاصلة بينهما جداً و التمييز عسير فوجب ان يسقط التكليف بالفرق دوسری جگہ اس جلد میں ہے فثبت بما ذكرنا ان المشابهة بين الضاد والطاء شديدة والتمييز عسير فنقول لو كان هذا الفرق معتبر الوقع السؤال عنه في زمان رسول الله ﷺ او في ازمة الصحابة لا سيما عند دخول العجم في الاسلام فلما لم ينقل وقوع السؤال عن هذه المسئلة علمنا ان

التمیز بین هذین الحرفین لیس فی محل التکلیف اور شیخ احمد کی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے لو ابدل الضاد بغير ظاء لم یصح قرأته قطعاً فعلم من هذا انه لم یقع خلاف فی ابدالها الا كما وقع فی الظاء فالنطق بها دالاً لم یقل احد بصحته (۱) اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے مجموعۃ الفتاویٰ (۲) میں پوری تحقیق اس مسئلہ میں کی ہے جو شخص دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے وما علینا الا البلاغ فقط کتبہ غلام رسول بنوی۔ سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ هذا الجواب هو الصحيح العبد محمد صديق بقلم خود اصاب المجيب فيما اجاب بارك الله في علمه و عمله سلطان محمود بقلم خود عفا عنه

(جواب ۹۶) (از حضرت مفتی اعظم) یہ صحیح ہے کہ ضاد کی آواز صحت ادا کی صورت میں ظا کے مشابہ ہوتی ہے (۲) اور صحت ادا نہ ہو تو یہ آواز ایک ایسی آواز ہو جاتی ہے کہ وہ نہ ظا کی آواز ہوتی ہے نہ دال کی اور جو شخص صحت ادا پر قادر ہو اس کو صحیح ادا کرنی چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ (جواب ۹۷ دیگر ۸۵۶) ضاد کو جب صحیح طور پر اپنے مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز ظاء کے مشابہ ہے اس لئے جو لوگ کہ اس کو مشتبہ الصوت بظا پڑھتے ہیں وہ غلط نہیں ہے ہاں جو خالص ظا پڑھیں تو وہ غلط ہے اور خالص دال کی آواز سے پڑھنا جیسے اکثر عوام پڑھتے ہیں یہ بھی غلط ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء

غیر المغضوب یا ولا الضالین میں ضاد کو قصداً ظاء پڑھنا غلط ہے، صحیح ادا کیا جائے تو مشابہ ظاء ہوگی

(سوال) قرآن پاک میں غیر المغضوب یا ولا الضالین ظا کے ساتھ قصداً اور دال پر کے ساتھ پڑھنا اور مقصود غیر المغضوب کو ادا کرنا ہے اور مروج یعنی دال پر ہے اور ظا سے فتنہ پیدا ہوتا ہے اب دونوں جائز ہیں یا ایک اور اگر ایک جائز ہے تو کون سا جائز ہے اور اگر ناجائز کو کوئی پڑھے تو کیا سزا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۷۵ اکرم خاں طالب علم مسجد چوری خیل (صوبہ سرحد) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۸) ضاد کو ظا پڑھنا غلط ہے اسی طرح دال پڑھنا بھی غلط ہے ضاد اگر اپنے مخرج سے صحیح طور پر ادا ہو تو اس کی آواز ظا کے مشابہ ہوتی ہے دال پر جسے کہا جاتا ہے وہ بھی ضاد کی آواز ہے اور ضاد ادا

(۱) فتاویٰ حدیثیہ: ص ۲۰۹ ط مصر

(۲) ۸۱/۱ تا ۸۷ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) والضاد والظاء اشتراكاً صفتہ جہر اور خوة واستعلاء و اطباقاً و افتراقاً مخرجاً و انفرادت الضاد بالاستطالة (الاتقان فی علوم القرآن: فصل فی المهمات ۱/۱۰۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) حوالہ بالا

کرنے کی نیت سے ہی آواز نکالی جاتی ہے لہذا دونوں فریق ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۹۹ دیگر ۱۴۵۵) ضاد اپنے مخرج و صفات میں ظا کے قریب اور مشتبہ الصوت ظا ہے یہ بات تمام تجوید کی کتابوں میں مذکور ہے اور فقہ حنفی میں بھی اسی طرح مرقوم ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۷ء

”ضاد“ کو خالص ”ظا“ یا ”دال“ پڑھنا غلط ہے۔

(سوال) عام طور سے بعض جگہ ضاد کو مشابہ بمخرج دال پڑھتے ہیں جیسا کہ رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ ولا الضالین کو ولا الدالین اور عید الضحیٰ کو عید الدجی وغیرہ مگر اکثر مقامات پر ضاد کو ضاد ہی پڑھتے ہیں مثلاً ماہ رمضان کو ردان حضرت کو حدرت اور مرض کو مرد نہیں کہتے اور رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ کہتے ہیں تو معنی ہی بدل جاتے ہیں رد کے معنی پھیرنا انکار، شوخی وغیرہ کے ہیں اگرچہ اس کے یہ معنی نہیں لیتے مگر ظاہر میں ردی اللہ کہنا کر یہ ہے رسالہ زینت القاری میں لکھا ہے کہ ہم لوگوں میں یہ ایک ایسی وبا پھیل گئی ہے کہ ضاد کو دال پڑھتے ہیں اور باوجودیکہ ضاد کا تلفظ ظ سے ملتا ہوا ہے دال سے نہیں ملتا جیسا کہ تمام تفاسیر اور کتب قرأت مثلاً فتح العزیز اور فتح القدیر نیز اتقان وغیرہ میں لکھا ہے کہ ض ظ سے ملتا ہوا حرف ہے دال سے ملتا ہوا نہیں ہے لہذا ضاد کو دال پڑھنا غلط ہے۔

المستفتی نمبر ۵۲۹۱ دیر راہ نجات (کاٹھیاواڑ) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۰۰) یہ صحیح ہے کہ حرف ضاد کو دال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ وہ ظا کے ساتھ اپنی اکثر صفات میں مشابہ ہے مگر ظاء سے بھی وہ جداگانہ حقیقت رکھتا ہے پس جو شخص اس کو خالص ظا پڑھے وہ اور جو شخص خالص دال پڑھے وہ دونوں تبدیل حرف کی مرتکب ہیں اور جو شخص ضاد کو ادا کرنے کے قصد سے پڑھے اور اس کی آواز دال پر کی نکلے یا ظا کے مشابہ نکلے ان دونوں کی نماز صحیح ہوگی اور ظا کے مشابہ پڑھنے والا اقرب الی الصحتہ ہوگا (۲) اور خالص دال کی آواز سے ادا کرنا غلط ہے دال پر جس آواز کو ہم نے کہا ہے وہ ضاد کی جگہ کی ہوئی آواز ہے کیونکہ دال میں فی حد ذاته تفخیم نہیں ہوتی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) مرجع سابق

(۲) مرجع سابق

(۳) ایضاً

ولا الضالین کو ولا الظالین (بالظاء) پڑھنا غلط ہے

(سوال) شہر اکولہ میں کچھ روز سے ایک فتنہ پھیلا ہوا ہے کہ ایک شخص جو پیش امام ہے اس کا کہنا ہے کہ سورہ فاتحہ میں ولا الضالین کو لفظ ظ سے پڑھنا صحیح ہے اور وال الضالین کو ض سے پڑھنا غلط ہے لہذا بروئے اظہار حق یہ استدعا ہے کہ ولا الضالین پڑھنا چاہیے یا ولا الظالین اور شخص مذکور کا کہنا ہے ولا الضالین پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۱۴ اسماعیل خاں حسن خاں (برار) ۲۴ رجب ۱۴۵۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۱) یہ کہنا کہ الضالین کو لفظ ظا سے پڑھنا صحیح ہے اور لفظ ض سے پڑھنا صحیح نہیں ہے، درست نہیں ہے اس کو ض سے پڑھنا چاہیے ظا سے پڑھنا جائز نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ ض کو اصل مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز ظا کے زیادہ مشابہ ہوتی ہے اور دال سے اس کو کوئی نسبت نہیں ہے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ظا سے پڑھا ہے حالانکہ وہ ضاد ہی ہوتا ہے ظا نہیں ہوتا پس ضاد پڑھنے کا قصد کر کے اصل مخرج سے نکالنے کی سعی کرنے والا ٹھیک پڑھتا ہے اگرچہ سننے والوں کو ظا معلوم ہو لیکن اگر وہ ظا پڑھنے کا قصد کر کے ظالین پڑھے تو یہ غلط ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ولا الضالین کو ولا الظالین پڑھنا درست ہے یا ولا الدوالین؟

(سوال) ولا الضالین کے ضاد کو کوئی نماز میں (یا باہر نماز سے) مخرج بالظا مثلاً ظوالین پڑھتے اور کوئی ضاد مخرج بالدال پڑھتے مثلاً دوالین پڑھا کرتے ہیں اب بتلائیے کہ کس کی نماز صحیح ہوئی اور کس کی باطل اور کس کا پڑھنا غلط ہوگا۔

اکثر علماء کا فتویٰ مخرج بالدال پر ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو عوام الناس و اکثر حافظ قرآن و علماء ضاد کو مخرج بالدال کیوں پڑھتے ہیں آیا ان لوگوں کا پڑھنا غلط ہے یا صحیح عوام الناس خصوصاً مریدان مونگیر کے کہتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد مجمع فیوض البرکات مولانا محمد علی مونگیریؒ بھی ضاد کو تازیست مخرج بالدال مثلاً دوالین پڑھتے تھے آیا حضور کا پڑھنا کیا غلط تھا پھر ایسا ہی مکہ و مدینہ منورہ کے قراء حرمین شریفین کے چاروں مصلوں کے امام و علمائے محدثین بلکہ تمام اہل عرب ولا الضالین کو مخرج بالدال مثلاً دوالین پڑھتے ہیں تمام جگہ سارے قرآن میں ضاد کو مخرج بالدال پڑھتے ہیں آیا ان حضرات مجمع فیوض البرکات واقف احادیث و آیات مجدد العلم والفرقان کا پڑھنا کیا غلط ہے؟

مفتی امارت شریعہ پھولواری شریف پٹنہ نے اس مسئلہ کا جواب یوں دیا ہے کہ ض اور ظ یہ دونوں حرف قریب الخرج ہیں اس لئے اگر ضالین میں باوجود کوشش کے ض صحیح مخرج سے ادا نہ ہو اور اس کی جگہ ظ پڑھا گیا ہو تو نماز فاسد نہ ہو گئی بخلاف اس کے اگر دال پڑھا جائے گا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ

خلاف مخرج بھی ہے اور اس سے معنی بھی متغیر ہو جاتے ہیں (فتاویٰ قاضی خاں میں ایسا ہی لکھا ہے ص ۶۹ ج ۱) باقی رہا قراء اور علماء جو قرأت و تجوید کے فن سے واقف ہیں وہ ضاد کو صحیح مخرج سے ادا کرتے ہیں وہ دوالین نہیں پڑھتے لیکن جو لوگ اس فن سے ناواقف ہیں وہ قراء کی غلط نقل کر کے دوالین پڑھتے ہیں تو ان کی نماز اس سے فاسد ہوتی ہے ایسے لوگوں کو کسی قاری سے سیکھ لینا چاہیے اور کوشش کرنا چاہیے کہ ض کو صحیح مخرج سے ادا کریں۔ فقط المستفتی نمبر ۲۶۶۹ منشی جلال الدین صاحب ۶ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۳ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۰۲) ضاد کو قصد ادا یا ظا کے مخرج سے ادا کرنا غلط ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن ایسا کوئی شخص نہیں کرتا کہ قصد ادا ل پڑھے یا قصد اظا پڑھے۔

لوگ ارادہ تو یہی کرتے ہیں کہ ضاد کو صحیح اپنے مخرج سے ادا کریں لیکن ان سے صحیح ادا نہیں ہوتا اور اس میں تین صورتیں ہو جاتی ہیں اول تو عوام کی قرأت کہ وہ صاف دال پڑھتے ہیں اور کبھی کوشش بھی نہیں کرتے کہ اس کو اور دال سے علیحدہ کر کے اصل مخرج سے یا اس کے قریب قریب ادا کریں ان کا یہ فعل ناجائز اور عمل غلط ہے ان کی نماز بھی نہیں ہوتی (۱)

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ دال سے تو ممتاز کر لیتے ہیں اور ظا سے دور رہتے ہیں ان دونوں سے ممتاز اور جدا ایک آواز ہوتی ہے جس کو بتانے کے لئے کوئی صحیح تعبیر نہیں مگر عام طور سے اس کو دال مفخم کی آواز کہا جاتا ہے (حالانکہ حقیقت میں وہ دال کی آواز نہیں ہے کیونکہ اس میں تفخیم ہوتی ہے اور اصل دال میں تفخیم کا تصور اور وجود نہیں) یہ آواز چونکہ علیحدہ آواز ہے نہ دال ہے نہ ظا ہے اور ضاد کو ادا کرنے کی نیت کی گئی ہے اس لئے ادائے حرف ضاد کے لئے کافی ہوگی اور نماز ہو جائے گی قراء اور علماء اور اکثر حضرات اسی طرح سے پڑھتے ہیں پھر ان میں سے جو مخارج کے عالم ہیں ان کی ادا بالکل صحیح ہوتی ہے اور جو اچھی واقفیت یا مہارت نہیں رکھتے ان کی ادا میں نقصان رہتا ہے مگر یہ یقینی ہے کہ ان کا ادا کیا ہوا حرف دال اور ظا نہیں ہوتا (۲)

تیسری صورت یہ ہے کہ ادا کرنے والا ظالین پڑھنے یعنی بالکل ظا پڑھ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ چونکہ میں ضاد کو ادا نہیں کر سکتا اس لئے اسکو ظا کی آواز کے مشابہ ادا کروں کیونکہ ضاد اور ظا آپس میں قریب الصوت اور مشابہ صفات رکھنے والے ہیں تو اگرچہ یہ خیال تو صحیح نہیں مگر اس شخص کی نماز اس لئے ہو جائے گی کہ یہ ضاد کو اسکے اصل مخرج سے ادا نہیں کر سکتا اور جس طرح ادا کیا ہے وہ اس کے

(۱) ماداد فی التصحیح والتعلم ولم یقدر علیہ فصلاۃ، جائزۃ، وان ترک جہدہ فصلاۃ فاسدۃ کذا فی المحيط (رد المحتار، مطلب فی الاشغ ۵۸۲/۱، ط سعید)

(۲) والضاد والطاء اشترکا صفة: جہرا و رخاوة واستعلاء و اطباقا و افتراقا مخرجا و انفرادا الضاد بالاستطالة الخ (الاتقان فی علوم القرآن: فصل فی المهمات ۱۰۱/۱، ط سہیل اکیڈمی، لاہور)

مخرج کے بعد ض اوصاف پر مشتمل ہے اور اگر یہ شخص یہ نیت کر لے کہ میں ظا پڑھتا ہوں تو اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔ (۱)

نماز اسی صورت میں ہوگی کہ قصد تو کرے ضاد کا اور ادائیگی میں مشتبہ الصوت بظا معلوم ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چوتھا باب اعراب قرآن

قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد لگائے گئے؟

(سوال) قرآن شریف کے اعراب کس زمانے میں اور کس نے لگائے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۹

حسین جمال الدین منہارا راجپور ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۳) قرآن مجید کے اعراب زمانہ آنحضرت ﷺ سے تقریباً ستر برس کے بعد لگائے گئے

ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

پیش (-) کو واؤ معروف اور زیر (-) کو یا معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے۔

(سوال) اعراب زیر اور پیش کو کس طرح پڑھا جائے کوئی یہ کہتا ہے کہ زیر اور پیش کو باریک آواز سے

پڑھنا صحیح ہے کوئی کہتا ہے کہ موٹی آواز سے پڑھنا چاہیے مثلاً الف زیر اے۔ ب زیر بے۔ یا الف زیر ای ب

زیر بی کون سا صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۵۱۷ عبد الغفور (کوٹہ راجپوتانہ) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۰۴) صحیح یہ ہے کہ پیش کو واؤ معروف کی طرف اور زیر کو یا معروف کی طرف مائل

کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ کھینچنا نہ جائے کیونکہ کھینچنے سے پوری واؤ یا پوری یا ہو جائے گی اور وہ صحیح نہیں اور

واؤ مجہول یا یا مجہول کی طرف مائل کرنا عربی لہجے کے خلاف ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) قال القاضي ابو عاصم : ان تعتمد ذلك تفسد، وان جرى على لسانه اولا يعرف التميز لا تفسد وهو المختار

حلیہ و فی البزازیہ : وهو اعدل الاقوال، وهو المختار (رد المختار : مطلب مسائل زلة القاری ۱/۶۳۳ ط سعید)

(۲) انظر تفسير القرطبي : مقدمه المؤلف ۱/۵۵ ، ط دار الكتب العلمیہ، بیروت

(۳) قلت : دل الحديث على ان التغنى بالقرآن لا يجوز على الاطلاق بل هو مقيد لقيد عدم اخراج القرآن من

العربية الى غير هابان يفرط في المد و في اشباع الحركات حتى يتولد من الفتحه الف و من الضمة واو، و من

الكسرياء، او يدغم في غير موضع الا دغام فان لم ينته الى هذا الحد فلا كراهة (علاء السنن، باب ماجاء في

و حوب تجويد القرآن ۴/۱۵۵، ط ادارة القرآن و العلوم الاسلامیہ، کراچی)

جواب کی توضیح

(جواب ۱۰۵) (۶۳۷) متعلقہ سوال مذکورہ۔ فقیر کے پہلے جواب کا مطلب یہ ہے کہ الحمد کی دال پر جو پیش ہے اس کو واؤ معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے اور اللہ کی ہا کے نیچے جو زیر ہے اس کو یائے معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ نہ کھینچنا چاہیے کہ الحمد ہو جائے یا للہی بن جائے۔

قاعدہ یسرنا القرآن مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ہمارے پاس موجود نہیں ہے ہمیں معلوم نہیں اس میں کیا لکھا ہے اگر یہ بات لکھی ہے کہ جس حرف پر پیش ہو اس کی حرکت یعنی پیش کو واؤ مجہول کی طرح پڑھا جائے، تو یہ بات غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، ۳ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

پانچواں باب
متفرق مسائل

سورۃ توبہ کی ابتداء میں ”اعوذ باللہ من النار الخ“، پڑھنا ثابت نہیں!

(سوال) بعض قرآن مجید مطبوعہ بمبئی میں سورہ توبہ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقوم ہے ونقل الجزری یقرء عند مکان البسملة اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار و من غضب الجبار العزة لله و لرسوله وللمؤمنین کذا فی المبسوط انتھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ جزری یا مبسوط یادگیر کسی کتاب میں یہ عبارت پڑھنا لکھا ہے؟

(جواب ۱۰۶) اس دعا کا کسی معتبر کتاب سے ثبوت نہیں ملتا سورہ توبہ سے پہلے بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ وہی ہے جو حضرت عثمانؓ سے ترمذی میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفات سے پہلے اس سورت کے متعلق یہ بیان نہ فرمایا تھا کہ یہ کہاں پر لکھی جائے اس لئے انہوں نے اپنے اجتہاد سے اس کو یہاں پر درج کر دیا اور بسم اللہ نہ لکھی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں!

(سوال) مولوی نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآنی صحیح ہے یا نہیں اور حنفی مذہب کے موافق ہے یا نہیں؟

(۱) مرجع سابق

(۲) فقال عثمان فطنت انها منها فقبض رسول الله ﷺ ولم یبین لنا انها منها فمن اجل ذلك قرنت بینهما

ولم اکتب بینهما سطر بسم الله الرحمن الرحیم ووضعها فی السبع الطول (جامع الترمذی، ومن سورة التوبة،

۱۳۹/۲ ط سعید)

یہ ترجمہ لڑکوں کو کار آمد ثابت ہو گیا مضر؟ کیونکہ اس ترجمہ کی بنا ایک آزاد شخص نے خفیوں کے مدرسے میں ڈالی ہے جس کا عقیدہ بہت سے مسلمانوں کے نزدیک برا ہے کیونکہ وہ شخص عام جلسوں میں تقدیر اور وسیلہ پکڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے اور کہا ہے کہ بھائیو! تقدیر کوئی چیز نہیں تدبیر کرو اور وسیلہ کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔

(جواب ۱۰۷) مولوی نذیر احمد صاب کے ترجمہ قرآنی میں بہت سی غلطیاں ہیں علمائے احناف کے خلاف ایسی بہت سی باتیں اس میں ہیں جو لڑکوں کو مضر ہوں گی لہذا اگر وہ ترجمہ مدرسے میں داخل کر لیا گیا ہے تو مناسب ہے کہ اس کے ساتھ اصلاح ترجمہ دہلویہ جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ہے بچوں کو ضرور پڑھائی جائے تاکہ جو کچھ غلطیاں اس ترجمہ میں ہیں اس کتاب سے ان کی اصلاح ہو جائے مولانا نے مولوی نذیر احمد کی غلطیوں کی اس کتاب میں اصلاح کی ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔

”آیت الکرسی“ ایک آیت ہے!

(سوال) آیت الکرسی جو کہ سورۃ بقرہ کے چونتیسویں رکوع میں اللہ لا الہ الا ہو سے وهو العلی العظیم تک ہے یہ ایک ہی آیت مانی جائے گی یا درمیان میں علامات وقف ہیں یہ بھی آیت کا حکم رکھتی ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت الکرسی میں دس آیات ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۸۶ حافظ محمد شفیع (ضلع جنور) ۲۸ صفر ۱۳۵۴ مطابق یکم جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۰۸) آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو سے شروع ہو کر وهو العلی العظیم پر ختم ہوتی ہے یہ کوئی ایک آیت ہے درمیان میں جو رموز اوقاف ہیں وہ آیات نہیں ہیں لفظ آیت الکرسی میں بھی اس کو واحد کے صیغے سے تعبیر کیا گیا ہے آیات الکرسی نہیں کہا گیا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آیت ”وما انزل علی الملکین بابل“ (الآیۃ) کی صحیح تشریح

(سوال) کلام مجید میں ہاروت وماروت کا جو ذکر آیا ہے اس کا صحیح شاک نزول اور اصل قضہ کیا ہے؟ حضرت مولانا عبدالحق صاحب تفسیر حقانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہاروت اور ماروت شہر بابل میں دو شخص تھے جن کو ان کے عجائب افعال اور نیک چلنی کی وجہ سے فرشتہ کہتے تھے اور ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا تھا اور اس بات کی وہ قراءۃ مؤید ہے جس میں ملکین کو بحر لام پڑھا ہے اور حسن بصری کا بھی یہی

(۱) وفي التفسير لابن كثير: هذه آية الكرسي ولها شان عظيم قد صح عن رسول الله ﷺ بانها افضل آية في كتاب الله قال الامام احمد حدثنا عبد الرزاق ... عن ابي ابن كعب ان النبي ﷺ سألته اي آية اعظم؟ قال: الله ورسوله اعلم فردو همارا ثم قال ابي: آية الكرسي (البقرة ۲۵۵، ۱/۳۰۴) وفيه: وهذه الآية مشتملة على عشر جمل مستقلة فقوله (الله لا اله الا هو) اخبار الخ (۱/۳۰۸ ط سهيل اكيڊمي لاهور)

قول ہے (بیضاوی تفسیر کبیر) یہ دو شخص اس فن سے واقف تھے مگر اس کو برا سمجھتے تھے یہاں تک کہ جو ان کے پاس سیکھنے آتا اس سے یہ کہہ دیتے تھے کہ بھائی خدا نے یہ علم ہم کو تمہاری آزمائش کے لئے دیا ہے کہ تم ایمان پر ثابت قدم رہتے ہو یا نہیں اس کو نہ سیکھو ورنہ ایمان جاتا رہے گا مگر یہود ایمان کی کیا پروا کرتے تھے سیکھنے سے باز نہ آتے تھے پس ان پر نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ان کو اس فن میں ماہر و عالم ہونے کی قدرت عطا کی تھی نہ یہ کہ کتاب آسمانی کی طرح ان پر خدا نے جادو نازل کیا تھا کہ وہ اس کو تعلیم دیا کرتے تھے بعض مفسرین نے لفظ انزال سے یہ سمجھ لیا کہ وہ فرشتے تھے جو حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں زمین شہر بابل میں آئے تھے پھر ایک حسین عورت زہرہ پر عاشق ہو گئے تھے اس کے کہنے سے شراب پیکر اس کے خاوند کو قتل کیا اور بت کو سجدہ کیا اور زہرہ نے اسم اعظم ان سے سیکھ لیا جس سے وہ تو آسمان پر چلی گئی اور یہ بابل کے کنویں میں الٹے لٹکے ہیں اور وہاں آگ سے ان کو عذاب ہوتا ہے پھر جو کوئی ان کے پاس جادو سیکھنے جاتا ہے پہلے اس کو سمجھا دیتے ہیں پھر سکھا دیتے ہیں چنانچہ ایک شخص عبد الملک بن مروان کے پاس ان سے مل کر آیا تھا الخ۔ یہ بے اصل کہانیاں ہیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولانا عبد الحق نے بحوالہ حسن بصریؒ بیضاوی و تفسیر کبیر جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یاد گیر مفسرین کا قول صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد نقشبندی (سنگرو) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۰۹) ہاروت و ماروت فرشتے نہیں تھے اور ان کا آسمان سے اترنا اور زہرہ پر عاشق ہونا اور زہرہ کا ان سے اسم اعظم سیکھ کر آسمان پر جانا اور فرشتہ بن جانا یا ستارہ بن جانا اور ان فرشتوں کا بابل میں ایک کنویں میں الٹا لٹکا جانا یہ معتبر قصہ نہیں ہے ظاہر یہ ہے کہ مولانا عبد الحق صاحب کا بیان کردہ قصہ ہی قابل قبول ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کے ترجمہ شائع کرنے کا حکم

(سوال) کیا قرآن شریف کا اردو میں ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو اور با محارہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۸ نیاز احمد صاحب (لاہور) ۶ رجب ۱۳۵۵ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۰) قرآن مجید کے اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیات کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور ہے خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدیل کے امکانات

(۱) وهذه القصة من اخبار الأحاد بل من الروايات الضعيفة الشاذة ولا دلالة عليها في القرآن بشئ وفي روايات هذه القصة ما ياباه العقل والنقل وهو ما نقل عن الربيع بن أنس: أنه مسح الله الزهرة كوكبا وصعدت إلى السماء حين تعلمت الاسم الأعظم قال الشيخ كمال الدين: وإنما النقل لم يصححوا لهذه القصة ولا اثبتوا روايتها عن علي وله عن ابن عباس الخ (التفسير المظهر ۱/ ۱۰۹ ظ حافظ كتب خانہ کوئٹہ)

زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قرین صواب نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا کیسا ہے۔

(سوال) قرآن کریم کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے مگر گانے کے لہجے میں پڑھنا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا حروف مقطعات کے معانی کا علم حضور ﷺ کو تھا؟

(سوال) حروف مقطعات کے بارے میں بڑا اختلاف برپا ہے چنانچہ ایک عالم فرماتا ہے کہ حروف مقطعات کا علم اللہ اور اللہ کے رسول کو معلوم ہے کیونکہ یہ ایک راز ہے جو مرسل اور مرسل (اللہ) کے درمیان واقع ہے جس کو ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا اور دوسرا عالم یہ فرماتا ہے کہ اس کا علم بغیر اللہ کے کوئی نہیں جانتا خواہ وہ رسول ہو یا فردا من عامتہ الناس ہو جو شخص یہ کہے کہ حروف مقطعات اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان راز ہے وہ شخص کافر ہے اور اگر اس اعتقاد میں کفر عائد نہ ہو تو ایسے معتقد کا گناہ گار ہونا یقینی ہے چنانچہ اس اختلاف کی وجہ سے عامہ مخلوق میں کشیدگی پھیلنے کے بعد یہ بات عمل میں آئی کہ اس کا فیصلہ مفتی صاحب سے کرانا چاہیے لہذا آنجناب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو فیصلہ شرعی ہو تحریر فرما کر قاطع اختلاف ہوں اور اگر اختلاف مذاہب اس میں واقع ہو تو جو قول آپ کے نزدیک مرتب ہو تحریر فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۸۱ غلام محمد صاحب مظفر گڑھ پنجاب۔ ۹ رجب ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۱۲) حرف مقطعات کے متعلق سلف صالحین سے متعدد اقوال منقول ہیں نصوص کتاب و سنت کے لحاظ سے راجح اور قوی قول یہ ہے کہ ان کے معنی اور مراد کا علم ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اسی مذہب کی رعایت کرتے ہوئے جلالین میں آلم کے آگے اللہ اعلم بمرادہ بذلك (۳) فرمایا گیا ہے اور اس پر صاحب جمل فرماتے ہیں اشار بهذا الی ارجح الاقوال فی هذه الاحرف

(۱) قال المحقق فی الشامیۃ : و فی الفتح عن الکافی : ان اعتبار القراءة بالفارسیۃ او اراد ان یکتب مصحفا بها یمنع لو ان فعل فی آیۃ او آیتین لا فان کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمہ جاز (رد المحتار : مطلب بیان المتواتر والشاذ ۱/ ۴۸۶ ط سعید)

(۲) قلت فیہ استحباب التغنی بالقرآن و تحسین الصوت بالقراءة و تزینہا لا سیماء و قد جاء الامرہ کما سیاتی و لکنہ مقید بما اذا لم ینخرج الی حد التحطیط (اعلاء السنن : باب ماجاء فی وجوب تجوید القرآن ۴/ ۱۵۳ ط ۱۲۲ ادارة القرآن و العلوم الاسلامیۃ کراچی)

(۳) ۴/ ۱ ط سعید

التي ابتدئ بها كثير من السور وهو انها من المتشابه وانہ جرى على مذهب السلف القائلين باختصاص الله تعالى بعلم المراد منها انتهى مختصراً (جمل جلد ۱) (۱)

مگر اس کے ساتھ ہی دوسرا قول یہ بھی ہے کہ حروف مقطعات اللہ اور اس کے رسول کے درمیان میں اسرار ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کو ان کا علم عطا فرمایا گیا تھا مگر چونکہ وہ ایک سر تھا اس لئے حضور ﷺ نے اس کو امت پر ظاہر نہیں فرمایا حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر عزیزی میں ان اقوال کو ذکر فرمایا ہے جو حروف مقطعات کے بارے میں سلف سے منقول ہیں۔ فرماتے ہیں

اول آنست کہ ایں حروف اسرار محبت است کہ از اغیار پوشیدہ بہ پیغمبر حبیب خود صلعم نشان دادہ اند۔ گویند کہ التخطاطب بالحروف المفردة سنة الاحباب فان سر الحبيب مع الحبيب يجب ان لا يطلع عليه الرقيب (فتح العزيز سورة بقرہ مطبوعہ مجتہائی ص ۷۴) اور بیضاوی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے :-

”وقيل انه سر استأثره الله بعلمه وقد روى عن الخلفاء الاربعة وغيرهم من الصحابة ما يقرب منه ولعلهم ارادوا انها اسرار بين الله ورسوله ورموز لم يقصد بها افهام غيره الخ“ (بيضاوی جلد اول ص ۱۵ مجتہائی) (۲)

یعنی بیضاوی نے خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے ان اقوال کو جن میں حروف مقطعات کو اسرار یا المکتوم الذی لا یفسر یا صفوة القرآن فرمایا تھا اس پر محمول کیا کہ یہ اللہ اور رسول کے درمیان اسرار و رموز ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ان کی مراد معلوم ہے پھر تعین مراد میں بہت اقوال ہیں اور امام شافعی کا یہ مذہب مشہور ہے کہ تشابہات کے معانی راسخین فی العلم جانتے ہیں پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ حروف مقطعات اللہ اور رسول کے درمیان میں راز ہیں وہ اقوال سلف سے باہر نہیں نکلتا یہ دوسری بات کہ راجح اور قوی قول کے خلاف ہے مگر اس کی بناء پر اس کی تکفیر تو کجا تفسیق و تضلیل بھی نہیں کی جاسکتی (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) ۱۰/۱ ط مصر

(۲) ۱۶/۱ ط سعید

(۳) وقد اختلف اهل العلم في معنى قوله (وما يعلم تاويله الا الله والراسخون في العلم والراسخون في العلم) فمنهم من جعل تمام الكلام عند قوله تعالى (والراسخون في العلم) فمن قال بالقول الاول جعل الراسخين في العلم عالمين ببعض المتشابه (احكام القرآن للحصاص ۴/۲ ط دار الكتاب العربي بيروت)

سورہ براءۃ سے پہلے ”بسم اللہ“ نہ ہونے کی وجہ

(سوال) قرآن مجید کے دسویں پارے میں سورہ براءۃ میں بسم اللہ نہیں نازل ہوئی؟ کیا وجہ ہے؟
المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم (دہلیہ - ضلع مغربی خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء۔

(جواب ۱۱۳) اس میں حضور ﷺ نے بسم اللہ نہیں لکھوائی تھی یہ سورت پہلی سورت کے ساتھ بسم اللہ میں شامل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

www.ahlehaq.org

(۱) فقال عثمان كان رسول الله ﷺ مما ياتي عليه الزمان وهو ينزل عليه السورة ذوات العدد فكان اذا نزل عليه الشئ دعا بعض من كان يكتب..... وكانت براءة من آخر القرآن وكانت قصتها شبيهة بقصتها فطنت انها منها فقبض رسول الله ﷺ ولم يبين لنا انها منها فمن اجل ذلك قرنت بينهما ولم اكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم ووضعها في السبع الطول (جامع الترمذی : ومن سورہ التوبة ۲/ ۱۳۹ ط سعید)

كتاب الحديث والآثار

www.ahlehad.org

پہلا باب متفرق احادیث کی تشریحات

حدیث شریف کی تعلیم فرض کفایہ ہے، صحابہ کرام کے زمانہ میں، تدوین حدیث کا اہتمام خلط بالقرآن کے خوف سے نہیں کیا گیا۔

(سوال) حدیث شریف فرائض دین میں سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو رسول اللہ ﷺ و صحابہ کبار نے بہ طریق قرآن مجید حدیث شریف لکھوا کہ حفاظت کیوں نہیں فرمائی۔ خلفائے اربعہ نے اپنے عہد خلافت میں بخیرت حدیث بیان کرنے کو منع کیوں فرمایا؟ المستفتی نمبر ۳۴ نذیر احمد ضلع بلیا۔ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء۔

(جواب ۱۱۴) حدیث شریف کی تعلیم اور تعلم بھی بقدر ضرورت فرض کفایہ ہے (۱) اس کی تدوین کا اہتمام خلط بالقرآن کے خوف سے ابتدا میں نہیں کیا گیا (۲) بخیرت بیان کرنے سے ممانعت اس احتیاط کے لئے تھی کہ لوگوں کو غیر مستند احادیث کے بیان کرنے سے روکا جائے اور جرات مضرہ سے ڈرایا جائے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

حضور ﷺ کا خچر پر سوار ہونے کی حدیث کا حوالہ۔
(سوال) خچر کی سواری کی جو حدیث ہے وہ کس کتاب کی ہے حوالہ سے منون فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۷۹۱ محمد نور بدیع (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۳۶ء۔
(جواب ۱۱۵) خچر کی سواری کی حدیث بخاری شریف ترمذی شریف اور دوسری کتابوں میں موجود ہے بخاری (۴) شریف جلد اول ص ۴۲۷ میں ہے و کان ابو سفیان بن الحارث اخذاً بعنان بغلته یعنی یوم حنین میں ابو سفیان بن الحارث حضور ﷺ کے سفید خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے جس پر

- (۱) واما فرض الكفاية من العلم فهو كل علم لا يستغنى عنه في قوام امور الدنيا كالطب والحساب والنحو اللغة والكلام والقراءات و اسانيد الحديث و كل هذه آلة لعلم التفسير والحديث وكذلك علم الآثار والاخبار والعلم بالرجال واساميهم الخ (رد المحتار: مطلب في فرض الكفاية و فرض العين ۱/۲ ط سعید)
- (۲) اعلم علمني الله و اياك ان آثار النبي ﷺ لم تكن في عصر اصحابه و كبار تبعهم مدونة في الجوامع ولا مرتبة لامرین: احدهما انهم كانوا في ابتداء الحال قد نهوا عن ذلك كما ثبت في صحيح مسلم خشية ان يختلط بعض ذلك بالقرآن العظيم (مقدمت فتح الباری ص ۴ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر)
- (۳) انما كانوا يمنعون منها او ينهون عن الاكثار في التحديث لا عن التحديث بالكلية وذلك منهم خشية وقوع المكثر في الخطاء وهو لا يشعر (الامام البخاری وصحيحه: الاسباب التي حرماتهم عن الامتناع والنهي ص ۱۰۴ ط دار المنار جده)
- (۴) (باب بغلة النبي ﷺ ۱/۲۰۲ ط قديمی کتب خانہ کراچی)

حضور ﷺ سوار تھے اور ترمذی شریف جلد اول ص ۲۰۲ (۱) میں ہے۔ ورسول اللہ ﷺ علی بغلته الخ
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حدیث ”نحن احق بالشک من ابراهیم“ کا صحیح مطلب۔

(سوال) نحن احق بالشک من ابراهیم تو نبی احق کیوں ہے اور اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۵۷ مولوی عبدالحلیم (ضلع پشاور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۱۶) نحن احق بالشک من ابراهیم تو اضعاف فرمایا ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی شک تھا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”خلق اللہ التربة يوم السبت الخ“ صحیح حدیث ہے۔

(سوال) بعض احباب عمل سے بچنے اور اس سے چھٹکار پانے کے لئے ہر حدیث کو روایت اسرائیلی کہہ
دیتے ہیں مشکوٰۃ کی ذیل کی حدیث کو بھی انہوں نے روایت اسرائیلی بتا دیا ازراہ کرم حدیث مذکورہ کے
متعلق واضح فرمائیں۔

عن ابی ہریرۃ قال اخذ رسول اللہ ﷺ بیدی فقال خلق اللہ التربة يوم السبت و
خلق فيها الجبال يوم الاحد و خلق الشجر يوم الاثنين و خلق المكروه يوم الثلاثاء و خلق
النور يوم الاربعاء و بث فيها الدواب يوم الخميس و خلق آدم بعد العصر من يوم الجمعة
فی آخر الخلق و آخر ساعة من النهار فيها بین العصر الى الليل مشکوٰۃ ص ۵۰۱ مطبع
مجتبائی دہلی

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۱۱۷) یہ روایت مشکوٰۃ (۲) میں امام مسلم کی طرف منسوب ہے اور مسلم کی روایتیں صحیح ہیں
(۳) اس حدیث کو اسرائیلی کہنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں اسرائیلیات کی کوئی بات نہیں

(۱) (باب ماجاء فی الخروج عند الفزع ۱/۲۹۸ ط سعید)

(۲) معناه ان الشک مستحيل فی حق ابراهیم فان الشک فی احياء الموتى لو كان متطرقا إلى الانبياء لكانت انا احق به
من ابراهیم وقد علمتم انی لم اشک فاعلموا ان ابراهیم لم يشک وانما رجع ابراهیم علی نفسه علیہ الصلوٰۃ
والسلام تواضعا (شرح النووی علی الصحيح الامام مسلم باب زیادة طمأنیة القلب بتظاهر الادلة ۱/۸۵ ط
قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) باب بدء الخلق و ذکر الانبياء ص ۵۱۰ ط سعید

(۴) قال الشیخ الامام ابو عمرو بن الصلاح: شرط مسلم فی صحیحہ ان یكون الحدیث متصلا بالاسناد بنقل الثقة
من الثقة من اوله الى انتهاءه سالما من الشذوذ والعلّة قال وهذا حد الصحيح فكل حدیث اجتمعت فیہ هذه شروط
فهو صحيح بلا خلاف بین اهل الحدیث (مقدمة النووی شرحہ علی الصحيح للامام مسلم: فصل قال الشیخ
۱/۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حدیث ”فمن وصلها وصلته“ الخ کا صحیح ترجمہ

(سوال) محترم حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ۔ سلام مسنون کرم فرما کر حضرت عبدالرحمن بن عوف کی یہ حدیث جو مشکوٰۃ ص ۴۲۰ پر ہے اور جو اس الجمعیت اخبار میں بھی شائع ہے اس کو ملاحظہ فرما کر اس کے ترجمہ اور فٹ نوٹ کے متعلق فرمائیے صحیح ہے کہ نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی ۲۹-۸-۲۲

(جواب ۱۱۸) حدیث کا ترجمہ حاصل مطلب کے لحاظ سے ٹھیک ہے فمن وصلها وصلته ومن قطعها باتتہ (۱) کا ترجمہ مناسب الفاظ میں یوں ہونا چاہیے تو جو شخص رحم یعنی رحمی رشتہ داری کو جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اسے توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔

شفقت لها من اسمی کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنا نام الرحمن سے بھی اس کے لئے رحم کا نام نکالا ہے (۲) یہاں اشتقاق اصطلاحی مراد نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حدیث ”یا عباد اللہ اعینونی“ الخ کا صحیح مطلب

(سوال) کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب تم کو کہیں کوئی مصیبت پڑے اور اس جگہ تم تنہا ہو کوئی دوسرا موجود نہیں ہے تو اس طرح کہو کہ اے خدا کے بندو ہماری مدد کرو اور یہ حدیث طبرانی سے روایت ہے یہ بات مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہوئی اور مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسی باتوں کا بیان کرنا کیسا ہے اور کیا کوئی روایت ایسی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ اندر یراحمد عزیز احمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۱۹) حدیث یا عباد اللہ اعینونی الخ حصن حصین (۲) میں بروایت طبرانی مروی ہے مگر اس میں عباد اللہ سے فرشتے یا مسلمان جن مراد ہیں جو انسان کی نظر سے مخفی مگر وہاں قریب موجود ہوتے ہیں یا ان کا وجود منظنون ہے اور ان کو مدد کے لئے پکارنا اس تصور پر ہے کہ وہ پکارنے والے کے قریب سے اس کی آواز سن کر اس کی مدد کر سکتے ہیں جیسے ایک انسان دوسرے مصیبت زدہ انسان کی فریاد سن کر اس کی مدد کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) (باب البر والصلة: الفصل الثانی ص ۴۳ ط سعید)

(۲) قوله: وشفقت ای اخرجت وأخذت اسمها قوله: لها ای للرحم قوله: من اسمی ای الرحمن وفيه ایماء الى المناساة الاسمیه واجبة الرعاية وان كان المعنى على أنها اثر من آثار رحمة الرحمن الخ (مرفقة المفاتيح شرح مشکوٰۃ الصابیح باب البر والصلة ۲۰۱/۹ ط امدادیہ ملتان)

(۳) مترجم ص ۱۲۳ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

معراج کی رات حضور ﷺ کا عبدالقادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر
براق پر سوار ہونے کا واقعہ من گھڑت ہے۔

(سوال) اکثر مولود خواں صاحبان معراج مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب
رسول خدا محمد ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے شوخی کرنا شروع
کی اس وقت غوث پاک محی الدین جیلانی نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھ دی
اس وقت آپ براق پر سوار ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ جیسا میرا قدم تیری گردن پر ہے ویسا ہی تیرا قدم
کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہو گا کیا یہ روایت صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ اندیز احمد عزیز احمد (ریوان)
(جواب ۱۲۰) یہ قصہ بے اصل ہے اس کی کوئی معتبر سند اور ثبوت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حدیث منکر، معلل، موقوف وغیرہ نہیں ہو سکتی، کہنا صحیح نہیں۔

(سوال) زید کہتا ہے کہ (۱) شان صاحب لولاک سردار انبیاء شفیع المذنبین محمد بن عبد اللہ ہاشمی العری
المدنی بحکم رب اکبر ما بنطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی ہے اللہ و رسول میں فرق نہیں
کرتا پھر جو کوئی آنحضرت ﷺ کے قول مبارک حدیث شریف کو قول ضعیف یا موضوع یا منکر یا معلل
یاد لس یا مدرج کہتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف کی کھلی توہین کرتا ہے اور جو کوئی اقوال
صحابی و تابعی یا تبع تابعی کو حدیث موقوف یا حدیث مرفوع یا حدیث مرسل یا حدیث منقطع کہتا ہے وہ غیر نبی
کے قول کو برابر قول حناب سردار انبیاء والمرسلین کر کے حدیث فرد و حدیث شاذ و حدیث معلق کو
حدیث آنحضرت میں شامل کرتا ہے وہ بھی کھلی توہین آنحضرت ﷺ کی کرتا ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ کے تمام ارشادات صحیح ہیں کوئی ضعیف یا موضوع یا منکر نہیں کہلا سکتا اور
قول غیر معصوم کا قول معصوم کے برابر ہر گز نہیں کیا جاسکتا اس لئے جو کوئی آنحضرت ﷺ کی توہین کا
مرتکب ہو وہ کافر ہے خدا کا دشمن ہے اور آنحضرت ﷺ کا دشمن ہے۔

(۳) اور اگر امام اسماعیل بخاری نے غلطی کی ہو تو خدا کے نزدیک سب کی غلطیاں حسب
دستور الہی قابل سزا ہوں گی میں نہیں جانتا کہ امام اسماعیل بخاری نے غلطی کی ہے یا نہیں اگر کی تو ضرور
سزا کے مستحق ہوئے۔

المستفتی نمبر ۱۶۶۸ منشی فضل الرحمن، پہاڑ گنج، دہلی۔ ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ اگست
۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۲۱) (۱) یہ قائل اصطلاح فن حدیث اور حقیقت حال سے ناواقف ہے حدیث کو ضعیف
یا موضوع یا منکر یا معلل یا مدرج یا معتبر ثبوت اور سند کے کہا جاتا ہے قول رسول ہونے کی جہت

سے یہ اوصاف حدیث شریف کے نہیں ہیں جس حدیث کو منکر کہیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند منکر ہے جس کو ضعیف کہیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند ضعیف ہے اس طرح ذکر کرنے سے حدیث رسول اللہ ﷺ کی کوئی توہین نہیں ہوتی (۱) صحابی کے قول کو حدیث موقوف کہنا صحیح ہے اس میں حدیث کے معنی قول رسول ﷺ کے نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ قول صحابی کا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا نہیں ہے اس میں بھی کوئی توہین نہیں ہے (۲)

(۲) حضور ﷺ کا قول تو بے شک موضوع اور ضعیف یا منکر نہیں ہو سکتا مگر سندیں تو ضعیف اور منکر ہوتی ہیں اور لفظ حدیث ان مثالوں میں مطلق قول یا خبر کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے (۳)

(۳) ہاں اختیاری اور قصدی غلطی میں مواخذہ ہے (۴) خواہ کسی سے ہو اور بے قصد غلطی ہو جائے تو اس میں مواخذہ نہیں خواہ کسی سے ہو (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

کیا احادیث مثل قرآن ہیں۔

(سوال) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۲۷ محمد میاں حویلی اعظم خاں دہلی ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۲) آنحضرت ﷺ کے اقوال متعلقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ جہ طریق نقل کے ادون ہونے کے آیات قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) واذا قيل هذا حديث غير صحيح (لوقال : ضعيف لكان اخصر) فمعناه لم يصح اسناده على الشرط المذكور لانه كذب في نفس الامر (مقدمة اعلاء السنن: الفصل الثاني ۳۷/۱ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه كراچي)

(۲) واما انتهى الى الصحابي يقال له الموقوف كما يقال قال او فعل او قرار ابن عباس موقوفاً (المقدمة للشيخ عبدالحق الدهلوي على مشكوة المصابيح : ص ۵ سعيد)

(۳) (مقدمة اعلاء السنن المرجع السابق ۳۷/۱)

(۴) قال الشيخ ابو الحسن لاستاذه ابي علي الجبائي اما تقول في ثلثة اخرة مات احدثهم مطيعا والا خر عاصيا والثالث صغيراً فقال ان الاول يثاب في الجنة والثاني يعاقب في النار (شرح العقائد ص ۶ مكتبة خير كثير كراچي)

(۵) عن ابن عباس عن النبي ﷺ قال : " ان الله وضع عن امتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه (ابن ماجه : باب طلاق المكره والناسي ص : ۱۴۷ ط قديمي)

(۶) الاتصال منا من رسول الله ﷺ وهو ان يكون كاملاً كالتواتر وهو الخبر الذي كنقل القرآن والصلوة الخمس وانه يوجب علم اليقين او يكون اتصالاً فيه شبهة صورة كالمشهور وانه يوجب علم طمأنينة او يكون اتصالاً فيه شبهة صورة و معنى كخبر الواحد وانه يوجب العمل دون العلم اليقين (المنار مع شرحه نور الانوار) وفي الحاشية: قوله : كالتواتر او رد كاف التمثيل لان الاتصال الكامل قد يكون بغير التواتر كالسمع من في رسول الله ﷺ مشافهة (باب اقسام السنة ص ۱۷۷ ۱۷۸ ط سعيد)

حدیث ”ستفترق امتی علی ثلاث و سبعین“ الخ میں امت سے
امت دعوت مراد ہے یا امت اجابت

(سوال) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تہتر گروہ میں تقسیم ہو جائے گی اس لفظ امت سے کیا مراد ہے ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر یا صرف مسلمان مراد ہیں مسلمان اور کافر مل کر تہتر گروہ ہو جائیں گے یا مسلمانوں میں تہتر گروہ ہوں گے کیا امت میں مسلمان و کافر دونوں ہی داخل ہیں؟ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) ناجی کون گروہ ہے کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے ”ما انا علیہ واصحابی“ کا کیا مطلب ہے؟ المستفتی نمبر ۲۶۱۲ ابراہیم حسین (بنگلور) ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۲۳) اس حدیث میں امت سے مراد امت دعوت بھی لی گئی ہے اور امت اجابت بھی مرقاة (۱) شرح مشکوٰۃ میں ہے ثم قیل یحتمل امة الدعوة فیندرج سائر الملل الذین لیسوا علی قبلتنا فی مدد الثلاث و السبعین و یحتمل امة الاجابة فیکون الملل الثلاث و السبعون منحصرة فی اهل قبلتنا والثانی هو الاظهر و نقل الالبہری ان المراد بالامة امة الاجابة عند الاکثر انتہی اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ امت اجابت مراد ہے یہ حدیث ترمذی (۲) اور مسند امام احمد (۳) اور ابو داؤد (۴) میں ہے ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے ما انا علیہ واصحابی سے وہ طریقہ مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کا طریقہ تھا یعنی جو آج کل اہل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ ہے اس میں حنفی شافعی مالکی حنبلی اہل حدیث سب داخل ہیں البتہ مبتدع فرقہ ہائے ضالہ جیسے معتزلی خارجی مرجئہ مشبہہ روافض وغیرہ اس سے خارج ہیں (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

محدثین کا چوتھے طبقہ کی کتب رزین، شعب الایمان و بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ سے حدیث لینے کی وجہ۔

(سوال) (۱) رزین۔ شعب الایمان۔ بیہقی ابن عساکر وغیرہ کتابوں کا شمار حدیث کے تیسرے اور چوتھے طبقہ میں ہے اور ان کا پایہ زیادہ بلند نہیں ہے پھر کیا وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین ان احادیث کو

(۱) (باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱/۲۴۸ ط امدادیہ ملتان)

(۲) (باب افتراق هذه الامة ۲/۹۲ ط سعید)

(۳) (رقم الحدیث ۲۸۳/۲۸۱۹۴ ط دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۴) (باب شرح السنة ۲/۲۸۳ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (المرادهم المهتدون المتمسکون بسنتی کون بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين من بعد فلا شک ولا ریب انہم اهل السنة والجماعة) مرقاة المفاتیح باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱/۲۴۸ ط امدادیہ ملتان

اپنی تصانیف میں لائے ہیں۔ حتیٰ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں مواہب لدنیہ وغیرہ کی بہت احادیث ذکر کی ہیں، جنہیں صاحب سیرت النبی نے غیر مستند قرار دیا ہے؟

(۲) علم الصیغہ میں لفظ لا کے ماضی پر داخل ہونے کی شرط رکھی گئی ہے کہ تکرار لا ہونا ضروری ہے درال حالیکہ یہ کلیہ بعض مقامات پر ٹوٹ بھی گیا ہے مثلاً مشکوٰۃ شریف ص ۱۶ میں ہے انک مررت ولا سلمت (حدیث عثمان مشکوٰۃ (۱) ص ۱۶ نور محمدی) یہاں لا ماضی پر داخل ہوا ہے لیکن تکرار نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۲۶۷۶ نجم الحسن صاحب رضوی (سیتاپور) ۱۳ جہادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۲۴) (۱) ان کتابوں میں چونکہ ضعیف روایتیں بھی ہیں اسلئے ان کا درجہ گھٹا دیا گیا ہے مگر یہ مطلب نہیں کہ ان کی کوئی روایت قابل اعتماد نہیں مشکوٰۃ میں بھی ان کی روایتیں لی گئی ہیں اور دوسری کتابوں میں بھی لی جاتی ہیں اخبار و سیر کی کتابوں میں زیادہ چھان بین نہیں ہوتی اس لئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور سیرت کے دوسرے مصنفین نے ان کتابوں کی حدیثوں سے اسناد کیا (۲) جن مولفین نے سیرت میں بھی تنقید کا راستہ اختیار کیا انہوں نے ضعیف روایات کو علیحدہ کر دیا۔

(۲) لا کا ماضی پر نفی کے لئے داخل ہونا صرف تکرار کے ساتھ مشروط نہیں ہے بلکہ یا تو لا کی تکرار ہو جیسے فلا صدق ولا صلی (۳) یا نفی کی تکرار ہو جیسے ما طلعت الشمس ولا غربت یا موضع دعا میں ہو الا لا بارک اللہ فی سہیل یا معنی تکرار نکل سکتی ہو جیسے فلا اقتحم العقبة (۴) کہ یہاں معنی تکرار نکل سکتی ہے اور لا اقتحم کو لا فک رقبة ولا اطعم مسکیناً کے معنی میں لے سکتے ہیں ان کے علاوہ علی سبیل ندرت بغیر تکرار اور بغیر موضع دعا کے بھی لا کا ماضی پر استعمال ہوا ہے جیسے وای عبدک لا الما آپ نے جو جملہ نقل فرمایا ہے اس میں تو معنوی تکرار موجود ہے کیونکہ اس کی عبارت یوں ہوتی ہے ما شعرت انک مررت ولا سمعت انک سلمت محمد کفایت اللہ کان اللہ

حدیث ”ثلاثة لا ينظر الله اليهم يوم القيمة“ الخ کا حوالہ

(سوال) (۱) وہ حدیث مع اعراب کے اور حوالہ کتاب کے درج فرمائیے جس کے معنی ہیں کہ تین

(۱) باب الكبائر و علامات النفاق ص ۱۶ ط سعید

(۲) حدیث ”لو ان الناس يعلمون ما في الغداء والصف الاول الخ“ کا حوالہ

وفی مقدمة اعلاء السنن: قال فی الدر المختار: فی فضائل الاعمال اه قال محشیہ ابن عابدین: لاجل تحصیل الفضیلة المقربة علی الاعمال قال ابن حجر فی شرح الاربعین لانه ان کان صحیحاً فی نفس الامر فقد اعطى حقه من العمل والا لم یترتب علی العمل به مفسدة تحلیل ولا تحریم ولا ضیاع حق الغیر (الفصل الثالث فی حکم العمل بالضعیف ۵۷/۱ ط ادارة القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی)

(۳) القيمة: ۳۱

(۴) البلد: ۱۱

آدمی بہشت میں نہیں جائیں گے ایک منکبر دوسرا جس کا ازار ٹخنوں سے نیچا ہو اور تیسرا راقم کو یاد نہیں نیز تفصیل درکار ہے کہ آیا ازار ٹخنوں سے نیچا ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں کیا ازار کا ٹخنوں سے نیچے فخر سے ہونا شرط ہے یا ہر حالت میں؟

(۲) وہ حدیث مع اعراب و کتاب درکار ہے جس کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت کو تین چیزوں کے اجر و ثواب کا علم ہوتا تو وہ ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑ پڑتے ایک اذان۔ دوسرے پہلی صف میں کھڑا ہونا۔ لیکن تیسری راقم کو یاد نہیں۔ بیوا تو جروا۔ المستفتی نمبر ۲۷۲۸ محمد حنیف قریشی معرفت حافظ حبیب الرحمن امام جامع مسجد کالکا۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۹۵ء

(جواب ۱۲۵) (۱) اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں ثلثة لا ينظر الله اليهم يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم المنان والمسبل ازاره والمنفق سلعته بالحلف الكاذب یعنی تین شخص ہیں جن کی طرف قیامت میں اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے اول احسان جتانے والا دوم ازار لٹکانے والا۔ سوم جھوٹی قسم کھا کھا کر اپنا مال نکالنے (یعنی پیچھے) والا (ترمذی شریف) (۱)

ازار ٹخنوں سے نیچے ہو نماز ہو تو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ اور یہ کراہت جب ہے کہ ازار کا نیچا ہونا فخر و تکبر کے ساتھ ہو (۲)

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں لو ان الناس يعلمون ما في النداء والصف الاول ثم لم يجدوا الا ان يستهمو عليه لا يستهمو عليه (ترمذی) (۳) یعنی اگر ان لوگوں کو اذان اور صف اول کے حقیقی ثواب کا علم ہو جاتا اور پھر یہ ان کو قرعہ ڈالے بغیر نہ مل سکتیں تو قرعہ ڈال کر حاصل کرتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذہلی

حضرت سعد بن معاذؓ پر قبر کی تنگی کی وجہ ان کو نبی ﷺ کی شفقت پر ناز اور خالص رحمت الہی پر تکیہ نہ ہونا قرار دینا غلط ہے!

(سوال) زید نے اپنا اور کسی مولوی صاحب کا واقعہ یوں بیان کیا کہ ایک مولوی صاحب طالب علموں کو حدیث کا درس دے رہے تھے اس وقت یہ حدیث پڑھی گئی عن جابر قال خرجنا مع رسول الله

(۱) باب ماجاء فيمن حلف على بعة كاذبا ۲۳/۱ ط سعید

(۲) وقد نص شافعی علی ان التحريم مخصوص بالخلاء لا لدلالة ظواهر الاحاديث فان كان للخلاء فهو ممنوع منع تحريم والا فممنوع تنزيه (مرقاۃ المصابيح: كتاب اللباس الفصل الاول ۲۳۹/۸ ط امدادیہ ملتان)

(۳) باب ماجاء في فضل الصف الاول ۵۳/۱ ط سعید

ﷺ اٰلٰی سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ حِيْنَ تَوَفَّيْ فَلََمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَوَضَعَ فِي قَبْرِهٖ وَ سَوَى عَلَيْهِ فَنَسَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَنَسَبَنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَا رَسُوْلُ اللهِ لَمْ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَاقَقَ عَلٰی هٰذَا الْعَبْدُ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰی فَرَّجَهُ اللهُ عَنْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ (۱) وَ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هٰذَا الَّذِي تَحْرُكُ لَهُ الْعَرْشُ وَ فَتَحَتْ لَهُ ابْوَابُ السَّمَاءِ وَ شَهِدَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضَمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فَرَّجَ عَنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (۲) يَعْنِيْ فَرَمَا يَاجْبَرُ نَظَرَ هُمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَے سَاتَھ طَرَفِ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ اَنْصَارِيْ كَے جَبْ كَے فَوْتِ ہوئے پَس پڑھی اُپ نَے اِن پَر نَمَازِ جَنَازَہ اور رَکْہا قَبْرِ مِیں اور دَفْنِ کِیا تو اُپ نَے تَسْبِيْح پڑھی يَعْنِيْ سَبَّحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ پَس هُمْ نَے بَھي تَسْبِيْح کِی دَر اَز پَھر اُپ نَے تَکْبِيْر کِی يَعْنِيْ اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پَس هُمْ نَے بَھي تَکْبِيْر کِی بَعْضِ صَحَابَہ نَے عَرْض کِیا کَہ يَا رَسُوْلُ اللهِ کِیوں اُپ نَے اَوَّل تَسْبِيْح کِی اور بَعْد مِیں تَکْبِيْر؟ فَرَمَا کَہ تَحْقِيقِ تَنگ ہو گئی تھی اِس بَندہ صَالِح پَر قَبْرِ اِس کِی حَتّٰی کَہ کَشَادَہ کِیا اللهُ نَے اِس کِی قَبْرِ کو رَوَايَت کِیا اِس حَدِيْث کو اَحْمَد نَے اور حَضْرَتِ ابْنِ عَمْرٍو فَرَمَاتَے ہِیں کَہ فَرَمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَے کَہ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ اِیسا شَخْص تَھا کَہ جَنَبَش مِیں اِیسا عَرْش اور کَھل گئے دَر وَاَزَے آسَمَانُوں کَے اور سَتر ہزار فَرَشْتِے واسطے نَمَازِ جَنَازَہ کَے حَاضِر ہوئے تَحْقِيقِ دَبَالِیا قَبْرِ نَے جو حَق دَبَانِے کا تَھا پَھر فَرَاخ ہوئی رَوَايَت کِیا اِس حَدِيْث کو نَسَائِي نَے اِس حَدِيْث شَرِیْف کو بَیَان فَرَمَا کَر مَوْلُوٰی صَاحِبِ رَوْنِے لَگے کَہ بڑے خَوْف کا مَقَام ہِے جَب رَسُوْلُ اللهِ ﷺ کَے صَحَابِی کا یہ حَال ہو تو عَوَامِ اُمّت کا کِیا ٹَھکانا ہِے۔

زید نے عرض کیا کہ جناب مولوی صاحب یہ تو رونے کا مقام نہیں بلکہ بڑی خوشی کا مقام ہے اس خبر عبرت اثر سے ارباب فہم کو نہایت عمدہ نصیحت حاصل ہوتی ہے یہ جائے غور ہے کہ حضرت سعد بن معاذ انصاری جیسے ذی رتبہ اور بزرگ صحابی کہ ان کے جنازے کی نماز رسول اللہ ﷺ نے پڑھی ان کے لئے عرش کو جنبش ہوئی آسمانوں کے دروازے کشادہ ہوئے ستر ہزار فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر کیا سبب تھا کہ ان کی قبر تنگ ہو گئی؟ ظاہر ہے کہ ان کو حضرت رسالت پناہ ﷺ کی شفقت و عنایت پر ناز تھا اپنی مغفرت و نجات کا ذریعہ رسول خدا ﷺ کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمارے ہادی و شفیع تابدفن ہمارے ساتھ ہیں پس یہی خیال ان کا کہ خالصاً تکیہ رحمت الہی پر نہ تھا بلکہ رسول مقبول ﷺ کی عنایت کا سہارا بھی لگا ہوا تھا جو تنگی قبر کا باعث ہوا غیرت کبریائی اور عظمت الہی نے ان کو دکھایا کہ تم نے ہماری ذات پر اعتماد نہ کیا اب ایسا بڑا حمایتی تمہاری قبر پر کھڑا ہے دیکھیں تو وہ کیا مدد کر سکتا ہے اور کیونکہ بچا سکتا ہے مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ اِلَّا بِاِذْنِهِ (۳) رسول خدا ﷺ نے راہ بتائی خدا پرستی

(۱) رقم الحدیث: ۱۴۰۹۶/۴ ۲۷۵ ط دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

(۲) باب ضمة القبر و متعلقته ۱/۲۲۴ ط ایچ ایم سعید کمپنی (۳) البقرة ۵۵

لکھائی۔ توحید ربانی کا نعرہ بلند کیا خدا پر توکل کرنا ذات حق پر بھروسہ رکھنا اور اس ذات کو فاعل مطلق اور
لا شریک سمجھنا تعلیم فرمایا پس جو کوئی خلاف ان ہدایات کے غیر خدا پر نظر رکھے خواہ نبی پر خواہ ولی پر بیشک
وہ مستحق عذاب و سزاوار عقاب ہے اور جس قدر اس کے دل میں تعلق ماسوی اللہ ہے اسی قدر تنگی قبر کا
باعث ہے جب کہ خداوند ذوالجلال نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ سے انسان کو پیدا کیا جان دی
جسم دیا پالا پرورش کیا۔ زن و فرزند مال و متاع کا مالک بنادیا ان سب کاموں میں کوئی نبی یا ولی خدا کے ساتھ
شریک نہ تھا نہ سفارشی تھا کسی کی خاطر و مروت سے اللہ تعالیٰ نے یہ عنایتیں نہیں کیں پھر حیف کی بات
ہے کہ ایسی ذات کو چھوڑ کر نجات و مغفرت اور معاملہ آخرت کے لئے کسی دوسرے کی حمایت اور
سفارش پر آدمی نظر ڈالے اور کوئی وسیلہ اور واسطہ تلاش کرے۔ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ
اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون (۱)
اب سوال یہ ہے کہ مولوی صاحب کی بیان کردہ حدیثوں پر زید نے جو خیال ظاہر کیا ہے کیا وہ
توہین رسالت اور انکار شفاعت کو شامل ہے؟ اور یہ کہ زید کی اقتدا میں نماز درست ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۲۷۷ سرور علی۔ سبزی منڈی۔ دہلی مورخہ ۲ شعبان ۱۳۶۲ھ مطابق ۵ اگست
۱۹۴۳ء۔

(جواب ۱۲۶) زید کا بیان گو تو بہن رسالت اور انکار شفاعت کو شامل نہیں تاہم اس اعتبار سے صحیح نہیں ہے کہ اس نے حضرت سعد بن معاذ کی طرف ایک ایسی بات کو منسوب کر دیا ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے یعنی یہ کہ حضرت سعدؓ نے شفاعت پر تکیہ کر لیا تھا اور رسول خدا ﷺ کی شفقت پر ناز تھا اور خالصاً رحمت الہی پر تکیہ نہ تھا یہ بے ثبوت بات ان کی طرف منسوب کرنا غلط اور جرات ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے قبر کی تنگی کا سبب رسول خدا ﷺ نے بیان فرمایا ہوتا تو اس پر یقین ہوتا اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا سبب تھا (۲) محمد کفایت اللہ کا ن اللہ لا ذی ہلی

حدیث ”اتبعوا السواد الاعظم“ میں الاعظم سے رفعت شان مراد ہے یا کثرت تعداد؟
(سوال) مشہور حدیث اتبعوا السواد الاعظم (مشکوٰۃ) (۳) میں بعض کی رائے ہے کہ اعظم
مقولہ کیف سے ہے جس کے معنی رفعت شان کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اعظم مقولہ کم سے ہے جس
سے مراد عدد کثیر ہے۔ ارشاد فرمایا جائے کہ ان دونوں قولوں میں کون سا قول درست اور شارع کے منشا
کے مطابق ہے؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۳-۱۴ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ

(۱) العنكبوت : ۴۱

(٢) قال الله تعالى : ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل او لك كان عنه مستولا (بنى

اسرائیل: (۳۶)

(٣) باب الاعتصام بالكتاب والسنة ص ٣٠ ط سعيد

(جواب ۱۲۷) لفظ اعظم تو عظمت سے مشتق ہے جس کے معنی درجہ اور شان کی بڑائی بھی ہے اور عددی کثرت پر بھی اس کا اطلاق کر دیا جاتا ہے، حدیث میں اعظم سواد کی صفت کے طور پر مذکور ہے اور سواد کے معنی جماعت کے ہیں جس کے مفہوم میں عددی کثرت داخل ہے تو سواد اعظم کے معنی بڑی جماعت ہوئی اور بڑی جماعت کا مفہوم عرفاً عددی اکثریت لیا جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ ایسی عددی اکثریت جو باطل پر ہو قابل اتباع نہیں پس حدیث سے مراد یہ ہے اتبعوا السواد الاعظم من اهل الحق (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

- (۱) بخاری شریف کا اصح الکتاب ہونے کی وجہ۔
- (۲) حنفیہ کے نزدیک بھی بخاری کتاب اللہ کے بعد صحیح تر کتاب ہے۔
- (۳) مشکوٰۃ المصابیح معتبر کتاب ہے
- (۴) اخبار ”الجمعیۃ“ میں فتوے حنفی مذہب کے موافق دیئے جاتے ہیں
- (۵) اخبار ”الجمعیۃ“ کے اراکین حنفی ہیں
- (۶) فتاویٰ رشیدیہ و مجموعۃ الفتاویٰ معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں۔
- (از اخبار الجمعیتہ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

- (سوال) (۱) بخاری شریف کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کیوں کہا جاتا ہے؟
- (۲) قرآن شریف کے بعد درجہ بخاری شریف کا ہمارے حنفی مذہب میں بھی مانا جاتا ہے یا نہیں؟
- (۳) کتاب مشکوٰۃ شریف ہمارے حنفی مذہب میں بھی قابل تسلیم ہے یا نہیں؟
- (۴) آپ کے اخبار الجمعیتہ میں جس قدر فتوے شائع ہوتے ہیں وہ مذہب حنفی کے موافق ہوتے ہیں یا نہیں؟

- (۵) اخبار الجمعیتہ کے اراکین اور مفتی صاحب حنفی مذہب کے پیرو ہیں یا کسی دوسرے مذہب کے؟
- (۶) فتاویٰ رشیدیہ اور مجموعۃ فتاویٰ مولانا عبدالحی ہمارے حنفی مذہب کی کتابیں ہیں یا نہیں؟
- (جواب ۱۲۸) (۱) بخاری شریف کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کے اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے مؤلف حضرت امام محمد بن اسمعیل بخاری نے اس کتاب میں صحیح حدیثیں جمع کرنے کا جو التزام کیا تھا اس میں وہ بہ نسبت دوسرے مؤلفین صحاح کے زیادہ کامیاب ہوئے ہیں اور اس کی حدیثیں نسبتاً دوسرے صحاح سے زیادہ صحیح ہیں (۲)

(۱) وفي المرقاة: قوله 'اتبعوا السواد الاعظم' يعبر به عن الجماعة الكثيرة والمراد ما عليه اكثر المسلمين الخ (باب الاعتصام بالكتاب والسنة ۱/ ۲۴۹ ط امدادیہ ملتان) (۲) فالصفات التي تدور على الصحة في كتاب البخاري اتم منها في كتاب مسلم واستدأ شرطه فيها اقوى واسد واما رجحانه من حيث الاستدلال واما رجحانه من حيث العدالة والضبط ومن ثم اى ومن هذه الجهة وهي او حجية بشرط البخاري على غيره قدم صحيح البخاري على غيره من الكتب المصنفة في الحديث (نخبة الفكر مراتب الصحيح ص ۳۶ تا ۳۸ ط فاروقی کتب خانہ ملتان)

- (۲) حنفیہ کو اس سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں (۱)
- (۳) مشکوٰۃ شریف معتبر کتاب ہے، مگر یہ مطلب نہیں کہ اس کی تمام حدیثیں صحیح ہیں (۲)
- (۴) ہاں حنفی مذہب کے موافق فتوے دیئے جاتے ہیں
- (۵) اراکین عملہ الجمعیت اور خاکسار حنفی مذہب کے پیرو ہیں۔
- (۶) فتاویٰ رشیدیہ اور مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں۔
- محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

www.ahlehaq.org

(۱) وقد صرح الجمهور بتقديم صحيح البخارى فى الصحة ولم يوجد عن احد بتصريح بنقيضه (نخبة الفكر مراتب الصحيح ص ۳۵ ط فاروقى كتب خانہ ملتان)

(۲) وما اشار اليه من غريب او ضعيف او غيرهما بينت وجهه غالباً ومالم يشر اليه فى الاصول فقد قفيتها فى تركه الا فى مواضع لغرض صحيح (خطبة المشكوة) وفى المرقاة ومن الغرض ان الشيخ شرط انه اعرض عن ذكر المنكر وقد اتى فى كتابه بكثير منه وبين فى بعضها كونه منكراً وترك فى بعضها بنيت انه منكر (۱/۳۷ ط امداديه ملتان)

كتاب التاريخ والسير

www.ahlemedia.org

پہلا باب

سیرت و شمائل (علی صاحبہما التحیۃ)

آیت ”واقصد فی مشیک“ اور حدیث ”اذا مشی تکفأ تکفؤا“ کا نماین خط من صیب“ کی تطبیق

(سوال) سیرت النبی از مولانا شبلی (حصہ دوم باب شمائل) میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رفتار بہت تیز تھی چلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلوان زمین میں اتر رہے ہیں اور قرآن شریف کی آیت ہے واقصد فی مشیک (۱) تو آیت کریمہ اور حضور ﷺ کی رفتار میں جو تناقض معلوم ہو رہا ہے اس کی تطبیق کیا ہے؟ المستفتی محمد سلیمان واوڑا

(جواب ۱۲۹) آنحضرت ﷺ کی رفتار مبارک کا بیان جس حدیث میں آیا ہے (اور سیرت النبی میں غالباً اسی حدیث کا مطلب ادا کیا گیا ہے) اس کے الفاظ یہ ہیں اذا مشی تکفأ تکفؤا کا نماین خط من صیب (۲) یعنی حضور اکرم ﷺ جب چلتے تھے تو ذرا آگے کو مائل ہوتے تھے گویا کہ نشیب کے سبب اتر رہے ہیں اور راوی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی چال متکبروں کی طرح اکڑ کر چلنے کی نہ تھی بلکہ متواضعانہ تھی اور سست رفتار نہ تھے بلکہ قوت و سرعت کے ساتھ چلتے تھے مگر یہ سرعت یعنی تیزی قوت کی وجہ سے تھی حد اعتدال و اقتصاد سے متجاوز نہ تھی تو آیت کریمہ واقصد فی مشیک کی حضور ﷺ پوری تعمیل فرماتے تھے نہ کہ مخالفت (۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

کیا حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بادشاہ کے نام خط لکھایا یا دستخط کیا ہے؟

(سوال) آنجناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے خود کسی بادشاہ کے نام بطور عہد نامہ یا کسی دوسری بناء پر کوئی خط یا دستخط کیا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۸۸ مولوی محمد ذلبر (پشاور) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳۰) حضور ﷺ نے جو خطوط یا فرامین بھیجے ہیں یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کوئی خط یا فرمان تحریر کیا ہو البتہ حدیبیہ کا صلح نامہ لکھتے وقت جب کفار نے لفظ رسول اللہ لکھے جانے پر اعتراض کیا تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے جو صلح نامہ لکھ رہے تھے فرمایا کہ بجائے

(۱) لقمان: ۱۹

(۲) شمائل الترمذی، باب ماجاء فی مشی رسول اللہ ﷺ ص ۸ ط سعید

(۳) فلا ینا فی الآیۃ و کذا ماورد فی صفته ﷺ، اذا یمشی کانما ینحط من صیب، و کذا لا ینا فیہا قولہ تعالیٰ: ”و عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا“ (الایۃ) اذلیس الہون فیہ المشی کدیب النمل، و ذکر بعض الافاضل ان المذموم اعتبار الاسراع بالا فراط فیہ (روح المعانی، لقمان: ۱۹، ط دار الفکر، بیروت لبنان)

محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ لکھ دو تو حضرت علی نے لفظ رسول اللہ کو اپنے ہاتھ سے مٹانے میں تامل اور عذر کیا اور حضور ﷺ نے مسودہ اپنے ہاتھ میں لے کر لفظ رسول اللہ کو مٹا دیا اور ایک روایت میں اس کے آگے و کتب محمد بن عبد اللہ ہے یعنی آپ نے محمد بن عبد اللہ لکھ دیا بعض علماء نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ لفظ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے بطور معجزہ کے لکھ دیا تو اگر ان علماء کی رائے کے موافق کوئی یہ کہے کہ حضور ﷺ سے معجزہ کے طور پر یہ لفظ لکھنا مروی ہے تو اس کی گنجائش ہے (۱) ورنہ حضور ﷺ کا فرمان نحن امة امیة لا نکتب ولا نحسب (۲) موجود ہے۔

محمد کفایت اللہ کا لہ

فضلات نبویہ کا حکم

(سوال) حضور ﷺ کا بول شریف آپ کی ایک خادمہ نے پی لیا تھا تو اس کے واسطے نہ منہ پاک کرنے کے لئے فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ دوبارہ ایسا مت کرنا (۲) حضور ﷺ کے پٹھنوں کا خون ایک صحابی نے پی لیا تھا تو حضور ﷺ نے ان کے لئے فرمایا تھا کہ تم نے اپنی جان کو محفوظ رکھا (۳) حضور ﷺ کی ایک اور خادمہ نے بھی ایک مرتبہ اسی طرح بول شریف پی لیا تھا جو کہ شب میں پیالہ میں حضور ﷺ کے بول کیا تھا ان کے واسطے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تو ہر گز بیمار نہ ہوگی (۴) حضور ﷺ کے جمیع فضلات یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ پاک تھا یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۵ محمد حسین (دہلی) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۱) حضور ﷺ کا پیشاب یا خون بعض صحابہ نے پی لیا ہے لیکن حضور سے اجازت لیکر پیانہ اس کا ثبوت نہیں اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ ان صحابہ کے اس فعل سے یا حضور کے ان الفاظ سے جو خبر ہونے پر آپ نے فرمائے تھے دوسرے لوگوں کے لئے پیشاب یا خون کا پینا جائز ہو گیا تھا بعض علماء شوافع اور ان کی متابعت میں بعض علمائے حنفیہ اس کے قائل ہو گئے ہیں کہ حضور ﷺ کا بول و برا پاک تھا (۵) لیکن قرآن و حدیث میں اس کی کوئی صریح دلیل جس میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ حضور ﷺ

(۱) عن البراء قال : لما احصر النبی ﷺ عند البیت صالحہ فامر علیا ان یمحھا فقال علی : لا والله لا امحھا فقال رسول اللہ ﷺ : ارنی مکانھا فاراھا مکانھا فمحاھا و کتب ابن عبد اللہ الحدیث (صحیح مسلم) قال النووی فی شرحہ (قوله ارنی مکانھا الخ) و زاد عنه فی طریق ولا یحسن ان یکتب فکتب قال اصحاب هذا المذهب ان اللہ تعالیٰ اجری ذلك علی یدہ لعابان کتب ذلك القلم بیدہ وهو غیر عالم بما یکتب او ان اللہ تعالیٰ علم ذلك حینئذ حتی کتب وجعل هذا زیادة فی معجزتہ فانہ کان امیا کما علمہ ما لم یعلم من العلم (شرح مسلم للنووی) باب صلح الحدیبیہ ۲/۱۰۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (۲) صحیح البخاری : باب قول النبی ﷺ لا نکتب ولا نحسب ۲۵۶/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (۳) صحیح بعض ائمۃ الشافعیۃ طہارۃ بولہ ﷺ وسائر فضلاتہ وبہ قال ابو حنیفہ کما نقلہ فی المواہب اللدنیہ عن شرح البخاری للعلینی و صرح بہ البیری فی شرح الاشباہ (رد المحتار) مطلب فی طہارۃ قولہ ﷺ ۳۱۸/۱ ط سعید

کے فضلات پاک تھے موجود نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔
الجواب صحیح۔ فقیر احمد سعید کان اللہ لہ۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ عبدالشکور عفی عنہ مدرسہ حسین بخش
دہلی۔ محمد اسحاق عفی عنہ

حضور ﷺ امت کے وارث نہیں شفیع ہیں۔

(سوال) جناب پیغمبر رسول خدا ﷺ اپنی امت کے وارث ہیں یا نہیں اور حامی و مددگار ہیں یا نہیں اور
جناب رسول اللہ ﷺ کی جگہ مقام محمود ہے یا نہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں نعت
پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اس کی توہین کرنا کیسا ہے کہ یہ کیا اٹھالائے۔ المستفتی نمبر ۱۲۴۹ عثمان
خال ڈگے خاں صاحب۔ مقام دھرن گاؤں۔ خاندیس ۱۹ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۳۲) آنحضرت ﷺ اپنی امت کے وارث نہیں ہیں حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے نحن
معاشر الانبیاء لانرث ولانورث (۱) یعنی ہماری پیغمبروں کی جماعت نہ کسی کی وارث ہوتی ہے اور نہ
کوئی ان کا وارث ہوتا ہے ہاں حضور ﷺ اپنی امت کے حامی و مددگار تھے اور قیامت کے دن امت کی
شفاعت فرمائیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا جو حضور ﷺ کے
لئے ہی مخصوص ہے (۲) حضور ﷺ کی نعت و مدح و ثنا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ نعت کا مضمون صحیح ہو اور
پڑھنے کا طریقہ بھی درست ہو (۳) گانا بجانایا لونڈوں کا خوش آوازی سے پڑھنا درست نہیں (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) حضور ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فردا فردا کی گئی سب سے پہلے ابو بکر و عمر و عثمان نے ادا کی!

(سوال) (۱) حضرت محمد ﷺ نے کس تاریخ کو وفات پائی؟

(۲) حضور ابو بکر صدیق اور حضرت عثمان و حضرت عمر رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں شریک تھے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۷-۱۹ از یقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء

(۱) صحیح البخاری: باب فرض الخمس ۴۳۵/۱ ط 'قدیمی کتب خانہ' کراچی

(۲) عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ ﷺ قال: من قال 'حین سمع النداء اللهم رب..... وابعثه مقاماً محموداً ان
الذی وعدته حلت' شفاعتی یوم القیمۃ (صحیح البخاری: باب الدعاء عند النداء ۸۶/۱ ط 'قدیمی کتب خانہ'
کراچی)

(۳) واشعار العرب لو فیہا ذکر الفسق تکرہ (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ: قراۃ الاشعار ان لم یکن فیہا
ذکر الفسق والغلام ونحوہ لا تکرہ (ردالمحتار: الحضر والاباحۃ ۳۵۰/۶ ط سعید)

(۴) قال: السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفہ فی زماننا حرام (عالمگیریہ: الباب السابع عشر ۳۵۲/۵
ط ماجدیہ کوئٹہ)

(جواب ۱۳۳) حضور ﷺ نے ماہ ربیع الاول میں دو شنبہ کے دن وفات پائی ہے اتنی بات تو متفق علیہ ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ربیع الاول کی تاریخ کیا تھی تو اس میں کئی قول ہیں دوسری تاریخ پہلی تاریخ بارہ تاریخ تیرہ تاریخ اور اس کے علاوہ بھی قول ہیں (۱)

(۲) حضور ﷺ کے جنازہ کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی گئی لوگوں نے فردا فردا ادا کی ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے سب سے پہلے نماز ادا کی ہے۔ فقد جاء ان ابا بکر دخل علیہ ﷺ فکبر اربع تکبیرات ثم دخل عمر فکبر اربعاً ثم دخل عثمان فکبر اربعاً ثم طلحة بن عبید اللہ والزبیر بن العوام ثم تتابع الناس ارسالاً یکبرون علیہ (سیرت حلبیہ) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دوسرے باب اہل بیت و اہل قریش

روایات صحیحہ سے ابو طالب کا حالت کفر پر مرنا ثابت ہے۔
(سوال) حضرت ابو طالب مسلمان تھے یا کافر؟ ان کے ایمان اور کفر کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا کیا خیال تھا؟

(جواب ۱۳۴) جہاں تک کہ روایات صحیحہ معتبرہ سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ حضرت علیؓ کے والد ابو طالب کا اسلام لانا ثابت نہیں بلکہ کفر پر ہی انتقال ہونا ثابت ہوتا ہے بخاری شریف (۶) میں باب قصۃ ابی طالب میں یہ حدیث مذکور ہے۔ عن المسیب ان ابا طالب لما حضرته الوفاة دخل علیہ النبی ﷺ و عنده ابو جہل فقال ای عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ احاج لك بها عند اللہ فقال ابو جہل و عبد اللہ بن ابی امیہ یا ابا طالب ترغب عن ملة عبدالمطلب فلم یزالا یکلماہ حتی قال آخر شئی کلمہم بہ علی ملة عبدالمطلب الحدیث یعنی مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب کہ ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے وہاں ابو جہل بھی موجود تھا حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے چچا آپ لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے یہ ایک کلمہ ہے جس کی وجہ سے میں آپ کے

(۱) ولما کان الیوم الاثنين ۱۳/ربیع الاول سنة ۱۱ (۸ یونیہ، ۶۳۳) لحق علیہ السلام بالرفیق الاعلیٰ وقد اعلن الصحابہ بوفاۃ (تاریخ الامم الاسلامیہ، ۱/۱۵۷ ط مصر) وفي تاریخ الاسلام انتقل الرسول الی جوار ربہ فی یوم الاثنين ۱۲/ربیع الاول سنة ۱۱ ھ وهو فی الثالث والستین، من عمرہ (۱/۱۵۰ ط دارالاحیاء، بیروت)
(۲) ۳/۳۵۶، ط بیروت۔

(۳) باب فصۃ ابی طالب ۱/۵۴۸، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی

لئے خدا کے سامنے گواہی دیکر شفاعت کر سکوں گا اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے طالب کیا تم عبدالمطلب کے مذہب کو چھوڑ دو گے؟ اور دونوں یہ بات برابر کہتے رہے یہاں تک کہ طالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ (میں) عبدالمطلب کے مذہب پر (قائم ہوں) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب نے آخری دم تک بھی اسلام قبول نہیں کیا بخاری (۱) میں اسی باب قصۃ ابو طالب میں یہ حدیث بھی مذکور ہے قال عباس بن عبد المطلب للنبی ﷺ ما اغنیت عن عملہ فانہ کان یحوطک و یغضب لک قال ہوفی ضحضاح من نار ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار یعنی حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے چچا (ابو طالب) کو کب نفع پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے آپ کے دشمنوں پر غضب ناک ہوتے تھے حضور ﷺ نے فرمایا وہ چھلی آگ میں ہوں گے اور اگر میرا تعلق نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں جاتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب کی وفات کفر پر ہوئی اور وہ بتلائے عذاب بھی ہوں گے مگر حضور ﷺ کی شفاعت سے عذاب کی نوعیت میں تخفیف ہو جائے گی اسی باب کی تیسری حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ابو طالب کے متعلق فرمایا کہ لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القيامة فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ (۲) یعنی امید ہے کہ ابو طالب کو میری شفاعت قیامت کے روز فائدہ پہنچائے گی وہ یہ کہ چھلی آگ میں رکھے جائیں گے جو صرف پاؤں کے ٹخنوں تک ہوگی مگر اس کی گرمی سے دماغ کھولتا ہوگا اس حدیث سے قیامت کے روز حضور کی جانب سے شفاعت ہونا اور شفاعت سے صرف عذاب کی تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اس کے بعد وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۳) میں اسی حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ کافر کو حضور ﷺ کی شفاعت سے تخفیف عذاب کا فائدہ پہنچنا ابو طالب کی خصوصیت ہے کہ حضور ﷺ کی حفاظت اور حمایت کے صلہ میں حضور ﷺ کی برکت سے اس قدر فائدہ ان کو پہنچے گا یہی حدیث حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں مسلم سے نقل فرمائی ہے، اس میں لعلہ نہیں بلکہ ینفعہ شفاعتی کا لفظ ہے اور ظاہر ہے کہ قیامت کی یہ خبر اور عذاب کی تخفیف کی یہ صورت واقعات مستقبلہ میں سے ہے جس کا علم حضور ﷺ کو اعلیٰ سے ہوا ہوگا اس لئے اس کے متحقق الوقوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اس بناء پر اب کوئی امکان اس کا باقی نہ رہا کہ ابو طالب کا اسلام کسی طور سے ثابت ہو سکے۔ واللہ اعلم

(۱) حوالہ بالا (گزشتہ صفحہ)

(۲) مرجع سابق

(۳) والنفع الذی حصل لابی طالب من خصائصہ ببرکۃ النبی ﷺ (فتح الباری شرح صحیح البخاری) باب قصۃ ابی طالب ۷/۱۴۹ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

دموا قریشاً ولا تقدموا الخ صحیح حدیث ہے یا نہیں اس کا صحیح مطلب.....

(سوال) میں نے ایک رسالہ میں یہ حدیث دیکھی ہے قدموا قریشاً ولا تقدموها و تعلموها منها لا تعلموها الحدیث اخرجه ابن النجار (از کنز جلد ۷ ص ۱۴۰) اس حدیث کے تعلق یہ سوال آیا ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح بصورت صحیح ہونے کے اس کا مطلب کیا ہے اور صورت ضعیف یا موضوع ہونے کے اس کے ضعیف یا وضعی ہونے پر کیا ثبوت ہے؟ المستفتی نمبر ۷۱۲ مولوی محمد زکریا عربک ٹیچر مسلم ہائی اسکول انبالہ - ۲۲ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۳۳ء۔

(جواب ۱۳۵) یہ حدیث کنز العمال (۱) کے صفحہ ۱۴۰ جلد ہفتم میں موجود ہے ابن النجار سے نقل کی ہے اور مناوی نے کنوز الحقائق (۲) میں اس کو روایت کر کے (الشافعی) کی طرف منسوب کیا ہے اور لا علموها کے بجائے لا تعلموها ذکر کیا ہے اور جامع صغیر (۳) میں کئی حوالوں سے بالفاظ مختلفہ ذکر کیا ہے مثلاً اس میں ہے قدموا قریشاً ولا تقدموها و تعلموها من قریش ولا تعلموها الشافعی البیهقی فی المعرفة عن ابن شہاب بلا غا (عد) عن ابی ہریرۃ (صح) قدموا قریشاً ولا ندموها و تعلموها من قریش ولا تعلموها ولو لا ان تبطر قریش لا خبر تھا مالخیارہا عندہ تعالیٰ (طب) عن عبد اللہ بن السائب (صح) قدموا قریشاً ولا تقدموها ولو لا ان تبطر قریش لا خبر تھا بمالہا عند اللہ - البزار عن علی (صح) یعنی یہ حدیث ابن النجار اور شافعی اور بیہقی اور ابن عدی اور طبرانی اور بزاز نے روایت کی ہے اور جامع صغیر میں اس کی تمام روایتوں پر صحت کی امانت کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدم (مقتدا) ہونے کے اہل ہیں ان کو مقدم رکھو اور اما اقاموا الدین جب تک ان کی اہلیت قائم ہو تم ان سے مقدم ہونے کی کوشش نہ کرو اور قریش یعنی عترت نبویہ سے دین سیکھو یا قرآن مجید کی قرأت (لان قرآن نزل بلغة قریش) حاصل کرو اور اس بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرو فقط ایصال الحق الی اہلہ کی تعلیم ہے اور اہلیت کا ثبوت ان کے لئے علی مابینہی ہے نہ بطور لزوم جیسے لفظ ما اقاموا الدین سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی پر وہ قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔

نظ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) ۲۲/۱۲ رقم الحدیث : ۳۳۷۸۹-۳۳۷۹۰ ط التراث الاسلامی بیروت لبنان

(۲) حرف القاف ص ۳۰ ط مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد

(۳) الجامع الصغیر للسیوطی حرف القاف ص ۸۵ ط مکتبہ اسلامیہ پاکستان

ابن زیاد کا حضرت حسینؑ کے سر کو بید سے مارنا ثابت ہے۔

(سوال) حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کو ابن زیاد نے بید سے مارا اور ناک اور آنکھوں کی راد شراب ڈالی اور کہا کہ حسینؑ تم کو شراب سے زندگی میں بہت انکار تھا اب مرنے کے بعد شراب ہم تم کو پلاتے ہیں کیا یہ واقعہ تاریخ کی کسی کتاب میں درج ہے؟ اور کیا اس واقعہ کو عام پبلک کے سامنے منبر پر کہنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۸۴۰ محمد اسرار ایل خاں (آورہ) ۱۸ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۱۳۶) بید مارنے کا واقعہ تو دیکھا ہے شراب کا واقعہ نظر سے نہیں گزرا ایسے واقعات کا ذکر کچھ اچھا نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

میدان کربلا میں اشارہ سے صف اول کے آدمیوں کا سرتن سے جدا کرنے کے واقعہ وغیرہ کی نسبت حضرت حسینؑ کی طرف صحیح نہیں۔

(سوال) حضرت امام حسینؑ نے لشکر اعدا کے مقابلہ کے وقت تلوار کا ایک ہاتھ اس زور سے مارا کہ گھوڑا مع زین اور سوار معہ خود وغیرہ کٹ کر تلوار زمین میں اتر گئی امام حسینؑ جس طرف رخ پھیرتے تھے ہزاروں اعدا کو چشم زون میں فنا کر دیتے تھے ایک بار امامؑ نے لشکر اعدا کے سامنے ہاتھ اٹھا کر رومال سے اشارہ کیا تو تمام صف اول کے آدمیوں کے سرتن سے جدا ہو گئے یہ روایات صحیح ہیں اور کسی مستند و معتبر کتاب سے اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۷۱ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (ساورہ) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۷) اس روایت کی سند اور حوالہ بیان کرنے والے سے دریافت کرنا چاہیے ہماری نظر میں اس کی سند نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حضرت علیؑ حضور ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ کے چچا تھے (سوال) دہرہ دون میں ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو مندرجہ ذیل افسوسناک مکالمہ عمرو کے مکان پر زید اور بحر کے درمیان وقوع میں آیا تینوں صاحبان اوسط عمر کے مسلمان اہل سنت والجماعت ہیں مکالمہ مذکور مندرجہ ذیل عالی جناب کی خدمت بابرکات میں بطور استفسار ارسال کیا جاتا ہے کہ ہر دو صاحبان زید اور بحر یادوں میں سے کوئی کس حد تک مرتکب جرم شرعی ہے؟ نیز در صورت ثابت ہونے گناہ کے گناہ گار پر کیا کفارہ اور ازالہ واجب و عائد ہوتا ہے۔ زید

(عمرو سے) حضرت علیؑ ایک معمولی گھرانے کے تھے پستہ قد تھے تناور تھے پہلوانی کیا کرتے تھے ہمارے رسول کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے کہیں سے کہیں پہنچے اور شیر یزدان لکھا ہے۔

عمرو۔ معمولی گھرانے سے تمہارا کیا مطلب ہے کیا تمہارا مطلب ان کی نجابت سے ہے؟
زید۔ نہیں عمرو میرا مطلب یہ ہے کہ وہ متمول نہیں تھے ان کی نجابت کے احترام سے کون منکر ہے۔
عمرو۔ حضرت علیؑ تو رسول اکرم ﷺ کے گھرانے سے تھے۔

زید۔ ہر گز نہیں وہ علیحدہ تھے۔ بلکہ شاید کسی تنقید میں میں نے ایک اور تعجب خیز امر دیکھا تھا کہ ابو طالب عم رسول اکرم ﷺ اور ابو طالب والد حضرت علیؑ دو جدا جدا شخص تھے۔
عمرو۔ اس کو تو شیعہ سنی سب مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ایک ہی خاندان تھا۔

زید۔ میرا مطلب خاندان کے ایک نہ ہونے سے نہیں ہے بلکہ حضرت علیؑ الگ رہتے تھے۔
بحر۔ (نہایت طیش میں زید سے مخاطب ہو کر) لا حول ولا قوۃ تمہیں عربی نہیں آتی میں تم کو اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ تم کافر ہو۔ تم سے بات کرنا گناہ ہے۔

زید۔ (نہایت خندہ پیشانی سے) اوہو اس میں گناہ کیا ہے، ضمناً ایک بات ہے ایمان سے تو متعلق نہیں ہے کفر مجھ پر کیوں عائد کرتے ہو میں کوئی وعظ تو نہیں کہہ رہا ہوں اگر میں غلط ہوں تو صحت کر دو۔ میں نے شاید کہیں یہی پڑھا ہے۔ غالباً شاہنامہ یا کہیں اور۔

بحر۔ (پہلے سے بھی زیادہ طیش میں) لعنت ہے تم پر۔ تم جیسے کافر خارج از اسلام سے توبت کرنا بھی گناہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ المستفتی نمبر ۱۲۷۹ مسٹر عبدالخالق انصاری ایم اے (دہرہ دون) ۲۸ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۸) زید کے کلام میں کئی ایک غلطیاں ہیں یہ کہنا کہ انکے والد ابو طالب اور شخص تھے اور آنحضرت ﷺ کے عم مکرم ابو طالب اور شخص تھے بالکل غلط ہے اسی طرح یہ کہنا کہ حضرت علیؑ الگ رہتے تھے یہ بھی غلط ہے پھر یہ کہ انہوں نے شاہنامہ میں یہ باتیں پڑھی ہیں یہ اور زیادہ غلط اور جاہلانہ بات ہے بحر کے کلام میں زید پر جو الزام ہیں عربی نہ آنا۔ اس قسم کی باتیں بلا تحقیق کرنا۔ روزہ نہ رکھنا اگر یہ واقعات ہیں تو بے شک الزامات درست ہیں رہا لہجہ کا تشدد جو بحر کی طرف سے ظاہر ہوا اور زید پر کفر کا حکم کر دینا تو یہ نامناسب تشدد ہے اور تکفیر کی ان میں کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

قاتلان حسینؑ کو گالی دینا کیسا ہے؟

(سوال) قاتلان حسینؑ اور یزید پلید کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نظر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۳۹) قاتلان حسینؑ کے متعلق اتنا کہنا تو جائز ہے کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا مگر گالیاں دینا درست نہیں اور لعنت کرنا جائز نہیں (۱) المؤمن لا یكون لعنا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

یزید ابن زیاد کے ہاتھوں حضرت حسینؑ کی شہادت سن کر نادام ہوا۔
(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شہادت امام حسینؑ کے اندر یزید کا بالکل ہاتھ نہ تھا بلکہ اس واقعہ پر یزید بہت نادام ہوا اور اہل بیت کے ساتھ ہمدردی سے پیش آیا یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟
(جواب ۱۴۰) ہاں یزید اس طرز عمل کی روداد سن کر جو اس کے لشکر والوں نے برتا مگر ضرور ہوا (۲) اور اہل بیت کے ساتھ اس نے ان کے احترام کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی (۳) محمد کفایت اللہ

تیسرے باب صحابہ و تابعین

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی۔
(سوال) حضور ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد کل کتنی تھی؟ المستفتی نمبر ۲۹۸
حسین جمال الدین منہار ۱۶ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء
(جواب ۱۴۱) آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی صحیح تعداد کا علم تو خدا کو ہی ہے تاہم محدث کبیر ابو زرعة رازی نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت ایسے صحابہ جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت یا سماع کے ذریعہ سے کوئی روایت کی ہے ان کی تعداد ایک لاکھ تھی اور ظاہر ہے کہ ایسے صحابی جن سے کوئی روایت نہیں ان کی تعداد اس کے علاوہ ہوگی (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) حقیقة اللعن المشہورة : هي الطرد عن الرحمة وهو لا تكون الا للكافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موته علی الکفر بدلیل وان کان فاسقا مشہورا کبیر علی المعتمد بخلاف نحو ابلیس و ابی لہب (رد المحتار باب الرجعة مطلب فی حکم لعن العصاة ۳/ ۱۶ ط سعید)

(۲) جامع الترمذی : باب ماجاء فی اللعنة ۲/ ۱۸ ط سعید

(۳) قال فدمعت عینا یزید بن معاویة وقال : كنت ارضی من طاعتکم بدون قتل الحسین لعن اللہ بن سمية اما و اللہ لو انی صاحبہ لعفوت عنه و رحمہ اللہ الحسین ولم یصل الذی جاء براسہ بشی (البداية والنهاية : دخول سنة احدى و سبعین ۵/ ۷۰۰ ط دار الفكر بیروت)

(۴) وروی ابو مخنف عن الحارث بن کعب عن فاطمة بنت علی قالت : لما جلسنا بین یدی یزید رق لنا وامرنا بشی والطفنا (البداية والنهاية : دخول سنة احدى و ستین ۵/ ۷۰۲-۷۰۳ ط دار الفكر بیروت)

(۵) عن ابی زرعة الرازی قال : توفیر رسول اللہ ﷺ ومن رآه و سمع منه زیادة علی مائة الف انسان من رجل وامرأة کلهم قد روی عنه سماعا او روايته (مقدمه الاصابة فی تمييز الصحابة ۱/ ۳ ط مصر)

- (۱) صحابہؓ اور اہل بیتؑ دونوں کے فضائل احادیث میں موجود ہیں.....
- (۲) حضرت معاویہؓ صحابی ہیں، عشر مبشرہ میں داخل نہیں
- (۳) حضرت علیؓ کے نابالغی کی حالت میں ایمان لانے پر اعتراض لغو ہے
- (۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے
- (۵) حضرت علیؓ کا حسینؓ و حسنؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھیجنے کو دکھاوا خیال کرنا بدگمانی ہے۔

(سوال) ایک روز چند اشخاص اہل السنۃ والجماعۃ کے ایک جگہ بیٹھے تھے اس میں تذکرہ مذہب کا تھا تفصیل الشیخین پر فریقین متفق ہیں (۱) احمد کا دعویٰ ہے کہ اولاد رسول اللہ ﷺ کی شان اعلیٰ ہے محمود کا دعویٰ ہے کہ صحابہ کی شان اہل بیت اطہار سے بڑھی ہوئی ہے اور یہ کہ صحابہ کی شان میں حدیث آئی ہے کہ جو کوئی ان کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا اس کے علاوہ قرآن پاک کی آیت سے بھی ان کی شان و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے احمد نے کہا اہل بیت کی شان میں بھی حدیثیں آئی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں دو چیزیں اپنے بعد موجب نجات اپنی امت میں چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک قرآن پاک اور دوسری اہل بیت ہے جو ان دونوں کو اختیار کرے گا نجات پائے گا محمود نے کہا کہ وہ حدیث جو صحابہ کی شان میں ہے اس کے مقابل میں اہل بیت کی شان کی حدیث نہیں ہے۔

(۲) اسی مجلس میں ذکر حضرت معاویہؓ کا آیا اس پر محمود نے کہا کہ وہ عشرہ مبشرہ میں ہیں احمد نے کہا کہ مجھے عشرہ مبشرہ کی تو تحقیق نہیں لیکن آپ صحابی ضرور ہیں مگر ان سے کچھ غلطی ہوئی چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفۃ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ ان سے خطا ضرور ہوئی محمود نے کہا کچھ بھی ہو لیکن حضرت امیر معاویہؓ کا درجہ حضرت سیدہ فاطمہؓ زہراؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ یعنی اہل بیت سے بڑھا ہوا ہے۔ براہ کرم اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

(۳) بعدہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایسا اعتراض حضرت علیؓ کے ایمان پر بھی ہے کیونکہ وہ نابالغی کی حالت میں ایمان لائے تھے اور نابالغی کے ایمان اور فعل کا اعتبار نہیں ہوتا۔

(۴) حضرت علیؓ پر کن کن صحابہ کو فضیلت ہے؟

(۵) ایک بار تذکرہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا آیا تو کسی نے کہا کہ ان کی شہادت تو مروان کے فعل سے ہوئی جیسا کہ مشہور ہے کہ فاقبلوا کی جگہ فاقتلوا لکھ دیا جب حضرت علیؓ کو خبر ملی کہ دشمنوں نے خلیفہ سوم کے مکان کو گھیر لیا ہے اور حملہ آور ہیں تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو مسلح کر کے بھیجا اور سمجھا دیا کہ حضرت عثمانؓ کو دشمنوں کی آزار سے بچانا اس پر محمود نے یہ کہا کہ یہ کام حضرت علیؓ کا صرف دکھانے کا تھا حقیقتہً ان کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت منظور نہ تھی۔

حضرات علماء سے دریافت کیا جاتا ہے کہ کیا واقعی حضرت علیؓ کا ظاہر کچھ تھا اور باطن کچھ؟

المستفتی نمبر ۵۲۳ شیخ شفیق احمد (ضلع موٹھیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۵ء (جرب ۱۴۲) (۱) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بھی رفیع ہے اور اہلیت کی شان بھی بلند ہے اہل بیت میں داخل ہونے کا شرف جدا ہے اور فضیلت صحبت جدا دونوں کے متعلق صحیح حدیثیں موجود ہیں جن لوگوں کو دونوں شرف حاصل ہوئے یعنی وہ اہل بیت میں بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں جیسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسینؑ ان دونوں کی فضیلت دونوں جہت سے ثابت ہے اور جو اہل بیت میں شامل ہیں مگر صحابی نہیں ان کو ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں جو صحابی ہیں مگر اہل بیت میں شامل نہیں ان کو بھی ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں اس کے بعد علم و تقویٰ اور دیگر صفات کی وجہ سے فضیلت کے مراتب کم و بیش ہوتے ہیں اس لئے اس بارے میں اسی قدر اعتقاد پر اکتفا کرنا مسلم ہے شیخین کی فضیلت کلیہ باوجود اہل بیت میں داخل نہ ہونے کے صرف صحابی ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے اوصاف کاملہ علم و تقویٰ اور خدمات دینیہ کی بنا پر ہے جن میں وہ خاص امتیازی شان رکھتے ہیں (۱)

(۲) حضرت امیر معاویہؓ جلیل القدر صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں ہیں (۲) اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ سے افضل ہیں ان کے لئے وہ مناقب جو احادیث میں آئے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے کاتب وحی تھے اور حضور ﷺ نے ان کو اپنا کریمہ مرحمت فرمایا تھا اور دعادی تھی (۳) اور ان کے پاس حضور ﷺ کے

(۳) یہ اعتراض مہمل اور لغو ہے یہ تو حضرت علیؓ کی فطری اور طبعی صلاحیت کی دلیل ہے کہ بچپن میں ہی ان کو معرفت حق اور قبول صداقت کی توفیق مہدافیاض سے عطا ہوئی تھی۔

(۴) ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے یعنی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورینؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں ان تینوں کے بعد حضرت علیؓ باقی صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں (۴)

(۱) عن محمد بن الحنفیۃ قال 'قلت لابی' ای الناس خیر بعد النبی ﷺ قال : ابوبکر قال قلت : ثم من ؟ قال : عمر

(الحديث) (صحیح البخاری باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ ۵۱۸/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) عن عبدالرحمن بن عوف قال : قال رسول الله ﷺ ابوبکر فی الجنة و عمر فی الجنة و عثمان فی الجنة و علی فی الجنة و طلحة فی الجنة و الزبیر فی الجنة و عبدالرحمن بن عوف فی الجنة و سعد بن وقاص فی الجنة و سعید بن زید فی الجنة و ابو عبیدہ بن الجراح فی الجنة (جامع الترمذی : مناقب عبدالرحمن ۲/۲۱۵ ط سعید)

(۳) اسلم (معاویہ) قبل الفتح و اسلم ابوہ بعدہ و صحب النبی ﷺ و کتب له (فتح الباری باب ذکر معاویہ ۸۰/۷ ط مصر) عن عبدالرحمن بن ابی عمیرہ و کان من اصحاب النبی ﷺ عن النبی ﷺ انه قال لمعاویہ ' اللهم اجعله هادياً مهدياً و اهديه (جامع الترمذی مناقب معاویہ ۲/۲۲۴ ط سعید) و قدورون غیر وجه انه اوصی الیه ان یکفن فی ثوب رسول الله ﷺ الذی کساه اياه (البدایہ والنہایہ ترجمۃ معاویہ و ذکر شی من ایامہ ۵/۶۴۷ ط دار الفکر بیروت)

(۴) و افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصديق ثم الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضی و خلافتهم علی هذا الترتیب (عقائد النسفی مع شرحه ص ۱۴۹ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی)

(۵) یہ خیال کہ حضرت علیؑ نے صرف دکھاوے کے لئے حضرت حسن و حسینؑ کو بھیجا تھا، حفاظت منظور نہ تھی بدگمانی ہے حضرت علیؑ کی طرف سے ایسی بدگمانی کرنی مناسب نہیں ہے (۱)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں، ان حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟

(سوال) (۱) حضرات خلفائے ثلاثہؓ کے ساتھ گروہ شیعہ کو اس قدر بغض ہے کہ ایک طرف خود سرا و جہراً اپنے گھروں میں اور سنیوں کی سمعات میں ان پر سب و شتم اور لعن و طعن کرتے ہیں اور دوسری طرف اگر سنی ان کی مدح میں قصائد یا نظمیں پڑھیں تو کہتے ہیں کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے اور اس بنا پر اسے روکنے کی کوشش کرتے ہیں ایسی صورت میں سنیوں پر مدح خلفائے ثلاثہؓ میں قصائد یا نظمیں کا پڑھنا اپنے گھروں، محفلوں میں عام مقامات اور شارع عام پر مذہباً ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) حکومت وقت نے شیعوں کی درخواست اور شکایات پر حفظ امن کے بہانہ سے شارع عام پر مجمع عام میں اور ایسے مقامات پر جو محاط نہ ہوں یا عامۃ الناس کے استعمال کے لئے ہوں حضرات خلفائے ثلاثہؓ کی مدح کرنا یا مدح میں قصائد اور نظمیں پڑھنا ممنوع قرار دیا ہے تو حکومت کی یہ کارروائی مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۳) شیعوں کی مخالفت اور حکومت وقت کی مزاحمت کی بنا پر جیسا کہ اوپر مذکور ہے ان سنیوں کے لئے جو ایسے مقام پر سکونت پذیر ہوں جہاں کہ یہ مخالفت اور مزاحمت کی جارہی ہو اس مخالفت کا انسداد کرنا اور حضرات خلفائے ثلاثہؓ کے محامد و مناقب کو نشر یا نظم میں علی الاعلان و برسر عام جلسوں یا جلوسوں میں بیان کرنے کا حق حاصل کرنا مذہباً لازم ہے یا نہیں؟

(۴) جس مقام پر حضرات خلفائے ثلاثہؓ کے محامد و مناقب کا بیان علی الاعلان و برسر عام کرنے کی مخالفت و مزاحمت ہوتی ہو جیسے کہ اوپر مذکور ہے اور وہاں کے کچھ سنی اس مخالفت و مزاحمت کے انسداد کے لئے کوشاں ہوں تو جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں اور ان کو مالی یا کسی قسم کی امداد دیں تو وہ عند اللہ ماجور ہوں گے یا نہیں اور جو اہل علم یا علمائے دین یا امراء یا ارباب ثروت اس کوشش کرنے والی جماعت کی تائید و نصرت اور امداد سے پہلو تہی کریں وہ اعانت و وافض اور تعاون علی الاثم و العداوان کے مرتکب ہوں گے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۳ مولوی عبدالرحیم صاحب (انجمن تحفظ ملت لکھنؤ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء۔

جواب از مولانا محمد اسباط

(جواب) (از مولوی محمد اسباط صاحب مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ) جواب عرض کرنے سے پہلے چند مقدمات کی تمہید ضروری ہے۔

(۱) ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے کہ احکام شریعہ و نیز رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرامؓ کے صحیح صحیح حالات و واقف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں تک بھی پہنچائے تاکہ اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرامؓ کی صداقت کے اذعان اور ان کی محبت سے ان کے قلوب معمور ہو جائیں اور اللہ کی حجت بندوں پر پوری ہو جائے۔ قال اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة و جاد لہم بالتي هی احسن (۱) وقال اللہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر (۲) وقال اللہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین (۳) وقال رسول اللہ ﷺ بلغوا عنی ولو آية (۴) وقال علیہ السلام نضر اللہ امرأ سمع منا شیئاً فبلغه کما سمعه فرب مبلغ اوعی لہ من سامع (رواہ الترمذی (۵) و ابن ماجہ (۶) و رواہ الدارمی (۷) عن ابی الدرداء) (مشکوۃ) (۸)

(۲) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرامؓ آپ کی امت اور آپ کے درمیان واسطہ کبریٰ ہیں ان ہی کی مساعی جمیلہ اور ان کی ہی کوششوں اور جانفشانیوں سے ساری دنیا کے لوگوں کو دولت اسلام ملی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حجت بنایا قال اللہ تعالیٰ وکذلك جعلنا کم امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیداً (۹) اور امت کی گردن پر ان کا احسان ہے لہذا شریعت نے ان کی عظمت اور محبت اور ان کی اطاعت اور ان کے لئے دعائے مغفرت ہمارے اوپر لازم کر دی قال اللہ تعالیٰ والذین جاؤ امن بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم (۱۰) وعن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی احسبانی لا تتخذوہم غرضاً من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد

(۱) النحل : ۴۵

(۲) الحجر : ۹۴

(۳) الشعراء : ۲۱۴

(۴) مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، فصل الاول، ۱/۳۲ ط سعید

(۵) باب ما جاء فی الحدیث علی تبلیغ السماع ۲/۹۴ ط سعید

(۶) باب من بلغ علماً ص ۲۱، ط میر محمد کتب خانہ، کراچی

(۷) باب الاقتداء بالعلماء ۱/۸۷ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی

(۸) کتاب العلم فصل الاول ۱/۳۵ ط سعید

(۹) البقرة : ۴۳

(۱۰) الحشر : ۱۰

آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک ان یاخذہ (رواہ الترمذی) (۱) وعن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یموتون ثم یظہر الکذب الخ (مشکوۃ) (۲) و عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر (۳)

(۳) شریعت نے چونکہ تبلیغ کے لئے کسی طریقہ خاص کا پابند نہیں بنایا ہے بلکہ مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے ہر ایسے طریقے کو اختیار کر سکتے ہیں جس سے مقصود تبلیغ ہو سکے لہذا ان کو اختیار ہے کہ خواہ وہ نشر میں خواہ وہ نظم میں۔ خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر جس طرح بھی ہو سکے ان کے فضائل و مناقب ان کے کارنامے ان کی اسلام کے ساتھ اور اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ شینگی کے واقعات پڑھیں اور مسلمانوں کے سامنے پیش کریں خصوصاً نظم اور قصائد کی صورت میں کیونکہ اس صورت کے ساتھ تبلیغ کا خاص طور پر مؤثر اور مفید ہونا ظاہر ہے۔

(۴) یہ بھی ظاہر ہے کہ مذہبی مجالس اور محافل میں صرف وہی مسلمان شرکت کرتے ہیں کہ جن کو کسی نہ کسی درجہ میں مذہبی دلچسپی ہے لیکن جو مسلمان مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ان کو مذہب اور بزرگان دین کی طرف مائل کرنے کا طریقہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام بازاروں اور سڑکوں اور تفریح گاہوں میں بھی ہم مذہبی تبلیغ کریں۔

(۵) یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں ہمیشہ مذہب والوں نے دوسرے مذاہب کو اور ان کے اصول و فروع کو اپنے لئے دل آزار قرار دیا ہے خواہ کتنے ہی صحیح اور معقول کیوں نہ ہوں اپنی دسترس بھر انہوں نے دوسرے مذاہب کو مٹانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہندوستان اور یورپ کی ازمنہ ماضیہ کی تاریخ پڑھنے والوں پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے بلکہ آج بھی ہندوستان کی ریاستوں میں اذان اور نماز اور قربانی وغیرہ پر جو سخت پابندیاں عائد ہیں وہ اس دعوے کے لئے شاہد عدل ہیں اور خود قرآن کریم نے بھی فرمایا ولن ترضی عنک الیہود والنصارى حتی تتبع ملتہم (۱) ایسی حالت میں کسی قوم کا یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قوم فلاں مذہب کی فلاں بات سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے ہرگز قابل سماعت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے حقوق و حدود کی تعیین ضروری ہے ان حقوق اور حدود میں یہ چند باتیں خاص طور پر قابل لحاظ ہیں (الف) جب ایک ملک میں مختلف قوم اور مختلف مذاہب و ملت کے لوگ آباد ہوں تو ہر قوم کا جان و مال عزت و مذہب دوسری قوم کی دست اندازی اور حملہ سے محفوظ رہنا ضروری ہے (ب) ہر قوم اپنے مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں آزاد ہے چاہے اپنے گھروں میں ہو یا عبادت گاہوں میں یا

(۱) باب ماجاء فی من سب اصحاب النبی ﷺ ۲/ ۲۲۵ ط سعید

(۲) باب مناقب الصحابة ۲/ ۵۵۴ ط سعید

(۳) مشکوۃ المصابیح : باب مناقب ابی بکر و عمر ۲/ ۵۶۰ ط سعید

(۴) البقرة : ۱۲۰

شہر اہوں میں یا تفریح گاہوں میں۔ جب تک کہ کسی قوم کی توہین اور دل آزاری نہ کریں (ج) یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا کے تمام اہل مذاہب کو یہ دعویٰ ہے کہ صرف انہیں کا مذہب حق ہے اور اس کے علاوہ تمام مذاہب جھوٹے اور غلط ہیں ایسی حالت میں یقیناً کسی ایک مذہب کی تبلیغ اور فضائل اور مناقب اور محاسن کو بیان کرنا لزوماً دوسرے مذہب کا رد ہے اور ایک مذہب کے بزرگوں کی تعریف دوسرے مذہب کا ابطال ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ اکثر مذاہب کے بزرگوں سے دوسرے مذہب اور مذہب والوں کو نقصان بھی پہنچا ہے کون نہیں جانتا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں آتش پرستوں کی قومیت کا شیرازہ بکھر گیا اور عیسائیوں کی روم اور مصر کی بڑی بڑی سلطنتیں برباد ہو گئیں ہندو برہمنوں نے بدھ مذہب والوں کو کس طرح ہندوستان سے مٹایا لیکن بائیسہ نہ کبھی عیسائیوں نے صحابہ کرامؓ کی مدح کو دل آزاری سمجھا نہ پارسیوں نے ہندو اور سکھ بھی اپنا مذہبی جلوس نکالتے ہیں لیکن کسی قوم نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ دل آزاری صرف اسی وقت دل آزاری ہے جب قوم و مذہب پر تعریض ہو یا کسی طرح بھی اشارۃً یا کنایۃً اس کی توہین کی جاتی ہو ورنہ صرف اپنے بزرگوں کی مدح چاہے کسی دوسری قوم کے لئے وہ کیسے ہی مبغوض ہوں ہر گز دل آزاری نہیں ہو سکتی اور ہو تو قابل التفات نہیں (۶) حفظ امن کے معنی یہ ہیں کہ ایک قوم کو دوسری قوم کے حقوق میں دست اندازی کرنے سے روکا جائے نہ یہ کہ ایک قوم کی خاطر دوسری قوم کو اس کے واجبی حقوق سے روکا جائے۔

(۷) حکومت کا جو حکم مداخلت فی الدین کی قبیل سے ہو ہمیں ہرگز اطاعت جائز نہیں۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب و کرہ مالہ یمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعة (متفق علیہ (۱) مشکوٰۃ (۲) عن علیؑ قال قال رسول اللہ ﷺ لا طاعة فی معصیۃ انما الطاعة فی المعروف (متفق علیہ (۳) مشکوٰۃ (۴) (۸) ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے کہ جب اس کے مذہب میں مداخلت کی جائے تو بقدر استطاعت اس کی مخالفت کرے اور ہرگز اس مداخلت کو روانہ رکھے ورنہ تعاون اثم و عدوان کا مرتکب ہوگا۔ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ ﷺ قال من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان (رواه مسلم (۵) مشکوٰۃ (۶) وقال اللہ تعالیٰ

- (۱) بخاری : باب السمع والطاعة للامام مالہ تکن معصیۃ ۱۰۵۷/۳ ط قدیمی مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیۃ ۱۲۵/۲ ط قدیمی
(۲) کتاب الامارۃ والقضاء الفصل الاول ۳۱۹/۱ ط سعید
(۳) بخاری کتاب اخبار الآثار ۱۰۷۶/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی - مسلم : باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیۃ ۱۲۵/۲ ط قدیمی
(۴) کتاب الامارۃ والقضاء الفصل الاول ص ۳۱۹ ط سعید
(۵) باب بیان کون النهی عن المنکر من الايمان الخ ۵۱/۱ ط قدیمی
(۶) باب الامر بالمعروف ۳۳۶/۱ ط سعید

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (۱)
البتہ ابتداء سختی کی ضرورت نہیں ہے پہلے حدود قانون میں رہ کر تحصیل حق کی کوشش کرنا ضروری ہے اگر خدا نخواستہ ناکامیابی ہو تو پھر خدائی قانون کے آگے کسی قانون کی پروا نہ کریں۔
ان آٹھ مقدمات کے بعد ہر نمبر کا جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) حسب مقدمہ ثانیہ آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں اور امت مسلمہ کے دولت اسلام پانے کیلئے واسطہ عظمیٰ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بسبب مسلمانوں کی گردن پر ان کے احسان عظیم کے ان پر شریعت نے صحابہ کرامؓ کے حقوق قائم و مقرر کئے ہیں عظمت و محبت و اطاعت و دعائے مغفرت۔ اور حسب مقدمہ اولیٰ یہ بھی ثابت ہوا کہ جملہ احکام شریعت کی تبلیغ مسلمانوں پر ضروری ہے اور منجملہ حقوق یہ حقوق اربعہ بھی ہیں لہذا ان کی تبلیغ بھی ضروری ہے اور حسب مقدمہ ثانیہ یہ بھی ثابت ہوا کہ تبلیغ کے کسی خاص طریقہ کا ہم کو شریعت نے پابند نہیں بنایا جب تک ہم حدود شریعت سے تجاوز نہ کریں۔ اور حسب مقدمہ رابعہ عامہ مسلمانوں تک ان احکام کے پہنچانے کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم ہر جگہ بازاروں اور سڑکوں اور سیرگاہوں میں بھی تبلیغ کریں اور حسب مقدمہ خامسہ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف اپنے بزرگوں کے فضائل و مناقب بشرطیکہ دوسرے مذاہب اور ان کے بزرگوں کی توہین و تعریض کے ساتھ نہ ہو، موجب دل آزاری نہیں ہے یا ہے تو قابل التفات نہیں ہے لہذا اثبات ہوا کہ صحابہ کرام کی عموماً اور خلفائے راشدین کی خصوصاً مدح اور ان کے فضائل و مناقب خواہ بصورت نظم ہو یا بصورت نثر، خواہ ایک آدمی پڑھے یا متعدد آدمی، خواہ گھروں میں ہو یا مسجدوں میں، بازاروں میں ہو یا سیرگاہوں میں ہر جگہ اور ہر طرح پڑھ سکتے ہیں بلکہ شرعاً ضروری ہے ورنہ ترک فریضہ تبلیغ کا گناہ بھی ہوگا اور من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ (۲) کے بھی مصداق ہوں گے۔ خاص کر جب کہ ایک قوم ان پر سب و دشنام تبرؤا فترانہایت منظم طریقہ پر کر رہی ہے نظم و نثر میں ان کی ہجو اور معائب بیان کرتی ہے حالانکہ ان کو ان چیزوں کا کوئی حق حاصل نہیں ایسی حالت میں مسلمانوں کا واقعی صحابہ کے فضائل اور مناقب بھی نہ بیان کرنا کس قدر خسران دنیوی و اخروی کا باعث ہے۔

(۲) حسب مقدمہ ثانیہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو مدح صحابہ سے روکنا یقیناً مداخلت فی الدین ہے جس میں اطاعت کرنے سے مسلمان اپنے مذہب کی رو سے معذور ہیں۔

(۳-۴) حسب مقدمہ ثانیہ مسلمانوں پر اپنے اس حق کو حاصل کرنا شرعاً ضروری ہے اور جو لوگ اس حق کے حاصل کرنے میں سعی کریں گے یا جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں گے وہ یقیناً ماجور و مثاب ہوں گے ورنہ بقدر اپنی استطاعت کے نہی عن المنکر نہ کرنے سے گناہ گار اور تعاون علی الاثم والعدوان (۱)

(۱) (المائدة : ۲)

(۲) جامع الترمذی : باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک ۱۷/۲ ط سعید

کے مرتکب ہوں گے۔ ہذا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم کتبہ محمد اسباط مدرس مدرسہ عالیہ
فرقانہ لکھنؤ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح۔ محمد صدیق الہ آبادی مدرس مدرسہ عالیہ فرقانہ لکھنؤ۔

الجواب صحیح۔ ظہور احمد کان اللہ لہ مدرس ومفتی مدرسہ عالیہ فرقانہ لکھنؤ

الجواب صحیح۔ حیدر حسن۔ ابو العمد محمد شبلی

شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۹ جولائی ۱۹۳۶

واقعی صحابہ کرامؓ کے کارناموں ان کے فضائل اور مناقب کا بیان کرنا امر دینی ہے اور اس پر حکومت کا
پابندی عائد کرنا نہ صرف مداخلت فی الدین بلکہ جنبہ داری ہے۔ فصیح الجواب واللہ اعلم

بالصواب۔ حررہ ابو الرحیم محمد ایوب غفرلہ ۵۵-۵-۵۵ ہجری مہر

الجواب صحیح۔ نگ اسلاف حسین احمد غفرلہ۔ الجواب صواب۔ احقر محمد طیب غفرلہ، مہتمم دارالعلوم

دیوبند ۵۵-۵-۲۴ ہجری

الجواب صواب۔ بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ المجیب مصیب۔ ریاض الدین عفی عنہ

مدرس دارالعلوم دیوبند

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ وحصول هذا الحق فرض لاهل السنة والجماعة مما لا بد

لا لاهل الاسلام قاطبة وان غصبه الحكومة المتسلطة لبعض اعوانه ويجب على المسلمين

كافة الاجتهاد في تحصيل هذا الحق الصريح باي طريق كان مما لم يتجاوز حدود

الشرع۔ محمد اعزاز علی غفرلہ، مقيم دارالعلوم دیوبند۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

جواب از مفتی دارالعلوم دیوبند

(جواب ۱۰۲۷) (از نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) جواب صحیح ہے لیکن مسلمانوں کو ایسی تدبیر اور

تنظیم سے کام کرنا چاہیے جو حصول مقصد کے لئے مؤثر اور مفید ہو اور بد امنی نہ ہو بلا سوچے سمجھے اپنے

نفوس کو مقید کرنا اور کاروبار کو تباہ کرنا مناسب نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔ نائب مفتی

دارالعلوم دیوبند ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

الجواب صواب محمد سہول عثمانی عفی عنہ۔ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح۔ شمس الحق۔ مدرس دارالعلوم دیوبند

لقد اصاب من اجاب محمد عبد الحق نافع عفی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

مہر دارالافتاء / دارالعلوم دیوبند

جواب از مفتی اعظم

(جواب ۱۴۳) (از حضرت مفتی اعظم) ہوالموفق۔ صحابہ کرامؓ کے فضائل و کمالات اور مآثر حسنہ بیان کرنا اور ان کی اشاعت و تبلیغ کرنا اہل السنۃ والجماعۃ کا ایک مذہبی اور اخلاقی بلکہ قانونی حق ہے اس پر پابندی عائد کرنا حکومت کے لئے آئین اور انصاف کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی
مہر دارالافتاء / مدرسہ امینیہ دہلی

جواب از مفتی مظاہر علوم

(جواب ۱۵۱۸) (از حضرت مفتی مظاہر العلوم سہارنپور) حضرات خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ کا ذکر اور بیان اہل السنۃ کا ایسا شعار ہے کہ جس سے کوئی وعظ کوئی تقریر کوئی خطبہ کتاب کا یا جمعہ کا خالی نہیں ہوتا اور شرعاً مدح صحابہؓ کے لئے عام آزادی ہے کسی محل کی تنقید کرنا اور اہل السنۃ کو روکنا بلاوجہ شرعی یقیناً مداخلت فی الدین و ظلم ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ انصاف ہی کو قائم رکھے اور جنبہ واری سے کام لے جیسے دوسری اقوام کو مذہبی شعار کی ادائیگی میں آزادی ہے اسی طرح اہل السنۃ کو بھی آزادی ہونی چاہیے ورنہ اس غلط اقدام سے جو بے نتائج رونما ہوں گے ان کی حکومت ذمہ دار ہوگی اگر حکومت مسلمانوں کے شعار مذہبی میں مداخلت کرے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن تدبیر سے اس کی مدافعت کریں اور اپنا حق حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانے نہ رکھیں اور امراء و علماء کو متفق ہو کر کوشش کرنی چاہیے۔ ایسی صورت میں حکومت روافض کے ساتھ تعاون کرنا گناہ ہے امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب نمبر ۵ جلد ۱ میں تحریر فرماتے ہیں ذکر خلفائے راشدین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست لیکن شعار اہل سنت است منہاج السنۃ (۱) میں ہے۔ ان المسلمین والکفار اذا کان ہولاء شعار و ہولاء شعار و جب شعار الاسلام فی کل زمان و فی کل مکان فقط واللہ اعلم۔ حررہ سعید احمد اجڑوی غفرلہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔ ۱۴ ج ۱۵۵۱ھ عبد اللطیف عفا اللہ عنہ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۵ ج ۱۵۵۱ھ

جوابات سب صحیح ہیں۔ بندہ عبد الرحمن غفرلہ صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۵ ج ۱
۱۵۵۱ھ

کیا حکومت کا مدح صحابہؓ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ مسلمانوں خصوصاً طلبہ دارالعلوم دیوبند کو ان حالات میں کیا کرنا چاہیے؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہؓ کی ممانعت اور انسداد کا ایک دل آزار قانون بنایا ہے جس کا نفاذ

لکھنؤ میں بالکل جابرانہ طور پر ہو رہا ہے اہل السنّت والجماعتہ کے بعض علماء کی نہ صرف رائے بلکہ فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ممانعت درحقیقت مداخلت فی الدین ہے اس موقع پر نطق پر سکوت کو ترجیح دینا حمایت دین پر اہانت دین کو ترجیح دینا ہے جو قطعاً حرام ہے لہذا ہر مسلمان اہل سنت والجماعتہ کا فرض اولین ہے کہ اس کار خیر میں اقدام کرے اور ایثار سے کام لے کر کبھی نہ فنا ہونے والا توشہ عقبی تیار کر لے تو اب چند امور مذکورہ ذیل دریافت طلب ہیں۔

(۱) علمائے کرام کی مذکورہ بالا رائے یعنی ممانعت مدح صحابہ مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟
(۲) ہر مسلمان اہل السنّت والجماعتہ کو بلا امتیاز مذکور و تانیث و بلا تفاوت سن و سال اس میں حصہ لینا چاہیے یا نہیں؟

(۳) ہم طلباء دارالعلوم دیوبند وغیرہ کا اس موقع پر کیا فرض ہے ایثار کریں یا سکوت؟ بالخصوص ایسی حالت میں ادھر تعلیم کا خیال، ادھر قانون شکنی کا عزم۔ ہاں اتنا خیال رہے کہ اگر اہل علم طبقہ خصوصاً علماء و طلبہ نوجوان متفقہ طور پر کھڑے ہو گئے تو بحول و قوۃ الہی وہ دن کچھ دور نہیں کہ حکومت ہی اس قانون کو اپنے ہاتھوں پارہ پارہ کر دے گی۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۶ خواجہ محمد احمد صاحب غازی پور متعلم دورہ دارالعلوم دیوبند۔ ۶ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۴) مداخلت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموم کے لحاظ سے ہر آن میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں امتناع مدح صحابہ کا قانون، جہاں تک مجھے معلوم ہے، نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے انتظاماً نافذ کر دیا ہے میرے خیال میں دارالعلوم کے طلبہ مذہباً بھی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چلا رہے ہیں طلبہ کو تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

صحابہ کا زمانہ ایک سو ہجری، تابعین کا ایک سو ستر ہجری، اور تبع تابعین کا دو سو پچیس ہجری تک ہے۔

(سوال ۱) زید کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اسے صحابی کہتے ہیں اور جس نے صحابی کو دیکھا ہے اسے تابعی کہتے ہیں اور جس نے تابعی کو دیکھا ہے اسے تبع تابعی کہتے ہیں زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحابی کا زمانہ کتنا تھا اور صحابی سے تابعین تک کتنا وقت اور تابعین سے تبع تابعین تک کتنا وقت تھا۔ المستفتی نمبر ۱۳۵۴ نور الاسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۵) صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو دیکھا یا حضور ﷺ

سے ملا ہے اور ایمان پر وفات پائی صحابہ کرام کا زمانہ سنہ ایک سو ہجری تک ہے اور تابعی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھایا ملا اور ایمان پر وفات پائی تابعین کا زمانہ ایک سو ستر ہجری تک ہے تبع تابعین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں تابعی کو دیکھا اور ایمان پر وفات پائی تبع تابعین کا زمانہ دو سو پچیس ہجری تک ہے۔ کذا فی المرقاة (۱) لعلی القاری ج ۵ ص ۵۲۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ، دہلی

شہادت عثمانؓ کے متعلق ایک سوال

(سوال) متعلقہ واقعہ شہادت حضرت عثمانؓ

(جواب ۱۴۶) جب مفسدوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا تو حضرت علیؓ نے حضرت امام حسن و حسینؓ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لئے متعین کر دیا تھا کہ کوئی مفسد گھر میں داخل نہ ہو سکے (۲) مفسد دروازہ چھوڑ کر دوسری طرف سے دیوار پر چڑھ کر گھر میں اترے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا حضرت علیؓ کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے آ کر امام حسنؓ کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت امام حسینؓ کے سینے پر تھپڑ مارا اور فرمایا کہ تم دونوں کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عثمانؓ کیسے شہید کر دیئے گئے۔ جب حضرت علیؓ کو واقعہ معلوم ہوا کہ قاتل دیوار پھاند کر گھر میں گھسے تو انہوں نے امام حسن و امام حسینؓ کو معذور سمجھا۔ حضرت عثمانؓ کے منہ پر طمانچہ مارنے کا بیان صحیح نہیں اور حضرت عثمانؓ دوسرے روز مدفون ہوئے تین دن غش کا پڑا رہنا بھی غلط ہے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے (۳) یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونا بھی درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

حضرت معاویہؓ جائز خلیفہ تھے ان سے یزید کو ولی عہد بنانے میں اجتہادی غلطی ہوئی۔

(سوال) حضرت معاویہؓ کی نسبت غصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں کس حد تک صحیح و درست ہے؟ المستفتی نمبر ۱۴۰۲ اسید خلیل حیدر (کانپور) ۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۷) حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت امام حسنؓ سے صلح کر لی تھی اور اس کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے (۴) انہوں نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر

(۱) باب مناقب الصحابة ۲۷۶/۱۱ ط امدادیہ، ملتان

(۲) ولزم كثير من الصحابة بيوتهم وسارا اليه جماعة من ابناء الصحابة عن امر آبائهم منهم الحسن والحسين الخ (البداية والنهاية) صفة حصر امير المؤمنين عثمان بن عفان ۲۶۲/۵ ط دار الفكر بيروت

(۳) وقد اعتنى معاوية في ايام امارته بقبر عثمان ورفع الجدار بينه وبين البقيع وامر الناس ان يدفنوا موتاهم حوله (البداية والنهاية) قبيل ذكر صفته ۲۸۰/۵ ط دار الفكر بيروت (۴) فلما رأى الحسن بن علي تفرق جيشه عليه

مقتهم و كتب عند ذلك الى معاوية بن ابي سفيان وكان قد ركب في اهل الشام فنزل مسكن يراوضه على الصلح بينهما فبعث اليه معاوية عبدالله بن عامر وعبدالله بن سمرة -- فاصطالحوا على ذلك واجتمعت الكلمة على معاوية (البداية والنهاية) خلافة الحسن بن علي ۴۹۸/۵ ط دار الفكر بيروت

اور اولیٰ و افضل افراد موجود تھے لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اعمال و افعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوگی کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لا تزدوا ذرۃ و ذرۃ اخریٰ (۱) اس لئے حضرت معاویہؓ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

چوتھا باب ائمہ مجتہدین

امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(سوال) تاریخ وفات امام اعظم ابو حنیفہؒ تحریر فرمائی جائے ایک کتاب میں ۲ شعبان لکھا ہے ایک کتاب میں صرف رجب ۱۵۰ ہجری لکھا ہے۔ المستفتی نمبر ۹۱۵ بدھائیئم صاحب (کھیری) ۱۴ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۸) کتب معتبرہ متداولہ سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ رجب ۱۵۰ھ میں حضرت سیدنا الامام الاعظم ابو حنیفہؒ کی وفات ہوئی ہے اس سے زیادہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ملا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ابن الہمام بلند پایہ کے محقق ہیں ان کی کتاب فتح القدر نہایت مستند و معتبر ہے۔ (از اخبار الجمعیت سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۸ء)

(سوال) ابن ہمام علمائے حنفیہ میں کس پایہ کے بزرگ تھے اور ان کی کتاب فتح القدر کو علمائے حنفیہ میں کیا وقعت حاصل ہے؟

(جواب ۱۴۹) علامہ ابن ہمام علمائے حنفیہ میں بڑے پایہ کے محقق ہیں۔ اصحاب ترجیح میں سے ہیں فتح القدر بہت معتبر اور مستند کتاب ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

علامہ ابن امیر الحاج حنفی المذہب اور ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں۔

(سوال) خادم نے عرض کیا تھا کہ طحاوی علی المراقی آخر کتاب الجنائز میں نماز جنازہ کی تیسری تکبیر

(۱) الفاطر: ۱۸

(۲) قال الواقدي وغيره: مات ابو حنيفة في رجب سنة خمسین ومائة وله سبعون سنة (مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبہ، فصل فی وفاة ابی حنیفہ ص ۳۰ ط سعید)

(۳) وقد منّا غیر مرة ان الکمال من اهل الترجیح کما افاده فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اهل الاجتهاد الخ (رد المحتار، مطلب الکمال ابن الہمام من اهل الترجیح ۳/۶۸۸ ط سعید)

کے بعد ہاتھ اٹھانا مستحب لکھا ہے لیکن وہ ابن امیر الحاج کا قول تھا حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ وہ مالکی ہیں فقیر بھی یہی سمجھتا تھا لیکن بعض کتب فقہ میں ان کے اقوال سے استشہاد پایا اور شبہ ہوا تو فوائد البہیہ میں نکال کر دیکھا تو مولانا عبدالحی نے ان کو حنفیہ میں شمار کیا ہے؟ المستفتی کفش بردار فقیر محمد یوسف دہلوی

(جواب ۱۵۰) غالباً یہ ابن امیر الحاج حنفی (۱) ہیں جن کے قول سے یہ استشہاد ہے اور وہ ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

پانچواں باب متفرقات

مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ہے، جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں۔ (سوال) مسجد اقصیٰ کہاں ہے اور بیت المقدس میں جو مسجد ہے اس کا کیا نام ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ ہے یا نہیں؟ اور اسکے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ ثابت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۴۶ منشی محمد صدیق عاصی (بمبئی) یکم محرم ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۱۵۱) مسجد اقصیٰ زمین پر ہے بیت المقدس کی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ ہے (۲) جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں ہے اور نہ اس کے نقشے کے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ صحیح طور پر ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء معتبر و مستند کتاب ہیں یا نہیں؟ (از اخبار الجمعیتہ مورخہ ۱۳ / اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) کتاب قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء مؤلفہ شیخ فرید الدین عطار مستند اور صحیح ہیں یا نہیں؟ (جواب ۱۵۲) قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی باتیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) الفوائد البہیہ الخاتمہ الفصل الاول فی تعیین المبہمات ص ۲۴۳ ط نور محمد کتب خانہ کراچی
(۲) (إلى المسجد الاقصی) وهو بیت المقدس الذی بایلیاء معدن الانبیاء من لدن ابراهیم الخلیل علیہ السلام (ابن کثیر: بنی اسرائیل: ۲/۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

كتاب الجهاد

www.amehaq.org

پہلا باب

ہجرت و جہاد

حکم الہجرة من الہند والجهاد فيها

(سوال)

(جواب ۱۵۳) هو الموفق قال النبی ﷺ الخيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيامة (۱) وفقه هذا الحديث ان الجهاد لا علاء كلمة الله ماض الى يوم القيامة ومن المعلوم ان الجهاد و القتال باعداء الله واعداء الاسلام لا بدله من امور و شرائط فمنها الامام و منها آلات الحرب و منها القدرة على القتال و غيرها وهذا القدر ممالا خفاء فيه (۲) اما الہجرة فهي انما كانت فريضة في ابتداء الاسلام من مكة المكرمة لانها كانت دار كفر و عدوان كان المؤمنون لا يأمنون فيها على انفسهم و اعراضهم و اموالهم و كان احدهم يوذى في الله اشد ما يكون من ضرب و اهانة و نهبه و غيرها و كانوا لا يقدررون على اقامة الصلوات و اداء الفرائض الاسلامية و بالجملة كان الاسلام و اهلها ضعفاء ففرض الله سبحانه و تعالى عليهم ان يهاجروا من مكة و يخرجوا عن اوطانهم كي يقدرروا على اقامة الدين و ينجوا عما يوقعه الكفار و الاعداء بهم

ولما فتح الله تعالى مكة على رسوله قال ﷺ لا هجرة بعد اليوم ولكن جهاد و نية و اذا استنفرتم فانفروا (۳) فبين ﷺ ان الہجرة التي كانت فريضة لم تبق فريضة و هي الہجرة من مكة لانها صارت دار الاسلام بعد ان كانت دار كفر و عدوان

فقوله ﷺ لا هجرة بعد اليوم انما هو في شان الہجرة الخاصة فلا يكون متعلقاً بالہجرة العامة و نفى الہجرة من مكة انما كان بسبب رفع سببه الخاص و الرفع برفع سبب خاص لا يستلزم عدم الثبوت مطلقاً فانه لا مزاحمة في الاسباب -

و يجوز ان يكون شئ لها اسباب متعددة فان ارتفع منها سبب خاص جاز ان

(۱) صحيح الامام مسلم باب فضيلة الخليل ۱۳۲/۲ ط قديمي كتب خانہ کراچی

(۲) والثاني ان يرجوا الشوكة والقوة لا هل الاسلام باجتهاد او باجتهاد من يعتقد في اجتهاده ورايه وان كان لا يرجو القوة والشوكة للمسلمين في القتال فانه لا يحل له القتال لما فيه من القاء نفسه التهلكة (عالمگیریہ الباب في تفسيره شرعاً و شرطه و حكمه ۱۸۸/۲ ط ماجديه كونه)

(۳) سنن ابی داؤد باب الہجرة هل انقطعت ۳/۱ ط امداديه ملتان قال الشيخ في بذل المسجود عن الخطابي قال : كانت الہجرة في اول الاسلام فرضاً ثم صارت مندوبة و ذلك قوله تعالى و من يهاجر في سبيل الله يجد في الارض مراغماً كثيراً و سعة (الاية) نزل حين اشتد اذى المشركين على المسلمين عند انتقال الرسول الى المدينه (۴۰۱/۳ ط معهد الخليل الاسلامي کراچی)

يحكم برفع هذا الشئ من جهة ارتفاع هذا السبب الخاص المرتفع و حكم بوجوده بسبب وجود سبب آخر

الا ترى انه صلى الله عليه وسلم اشار على ذلك بقوله ولكن جهاد ونية يعني ان فريضة الهجرة انما ارتفعت برفع سببه وهو المنع عن اقامة الصلوات و غيرها من فرائض الدين لانه حصل بفتح مكة شوكة للمسلمين ولم يبق للمشركين المانعين قوة مانعة عن اداء الفرائض الاسلامية و ارشد الى اهم الفرائض بقوله ولكن جهاد ونية فثبت بقوله هذا ان الجهاد ايضا من الفرائض التي ان منع عنها لزممت الهجرة

لا سيما اذا بلغهم استيلاء الكفار على الممالك الاسلامية واستيصالهم للسلطنة الاسلامية و ظهورهم على المقامات المقدسة التي امرنا نبينا صلى الله عليه وسلم باخراج المشركين عموماً و اخراج اليهود والنصارى منها خصوصاً و جاءنا النفر الحكمي من سلطان الاسلام خلد الله ملكه و سلطنته و انكشف لنا عجز السلطنة الاسلامية عن المقاومة والمدافعة

و بعد ما مهدنا لايقي خفاء في ان فريضة الجهاد والمدافعة توجهت على المسلمين عامة (۱) حيث كانوا مسلموا الهند و ان كانوا عاجزين عن الجهاد ما داموا في الهند لكن لهم سبيل الى اقامة هذه الفريضة وهو الخروج عن البلاد الهندية والهجرة الى البلاد الاسلامية فافتراض الهجرة في هذه الاران انما هو لا قامة فريضة الجهاد والمدافعة عن الاسلام والممالك الاسلامية لا لان المسلمين لا يقدرّون في الهند على الصوم والصلوة و غيرها وهذا الحكم ممّالا خفاء فيه -

وما يقال ان الجهد لا يفترض على مسلمي الهند لانهم ليسوا بقادرين عليه فلا تفترض الهجرة عليهم لانها حينئذ لا تكون مقدمة للفريضة قلنا نعم ان الجهاد ليس بمقدور عليه في الهند لكن لا مانع من اقامته اذا خرجوا عن الهند فالخروج عن الهند مقدمة لمساعدة الاسباب و ميسر لاقامة الفريضة فكيف لا تكون فرضاً -

نعم يشترط لا افتراض الهجرة حصول اليقين او الظن الغالب بتيسر الغزو والمدافعة فما لم يحصل هذا اليقين او الظن لم نحكم بافتراض الهجرة عينا وهذا ما كنا عليه الى اليوم من عدم الحكم بافتراض الهجرة عينا لانه لم يحصل لنا اليقين من جهة

(۱) فاذا احتيج اليهم بان عجز من كان يقرب من العدو ، او تكاسلوا ولم يجاهدوا فانه يفترض على من يليهم فرض عين ثم وثم الى ان يفرض على جميع اهل الارض شرقا و غربا على هذا الترتيب (عالمگیریه، كتاب السير ، الباب الاول في تفسيره وشرطه ۲ / ۱۸۸ ط ماجديه كوئته)

بان المهاجرين يحصل لهم قدرة على الجهاد والمدافعة بعدما خرجوا عن الهند
وهجروا واطانهم

مع انالهم نشك في استحباب الهجرة واستحسانها لم يجد في نفسه قوة و
استقامة و تحملاً للشدائد فقلنا به وافتينا به مراراً (۱) والحکم لله العلی الخبیر وهو اعلم و
علمه اتم واحکم فقط محمد کفایت الله غفرله مدرس مدرسه امینیہ دہلی
(غالباً تحریر فرمودہ ۱۹۱۸ء - واصل)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے ودیعت
رکھی گئی ہے اس حدیث سے یہ حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جہاد بغرض اعلائے کلمتہ اللہ قیامت تک جاری ہے
اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جہاد و قتال کچھ امور و شرائط کے بغیر نہیں ہو سکتا اس کے لئے امام کا ہونا اور
سامان جنگ کا میسر آنا اور جنگ پر قادر ہونا ضروری ہے اتنی بات تو بالکل صاف ہے۔

اور ہجرت کا حکم یہ ہے کہ ابتدائے اسلام ۱؎ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرض کی گئی تھی کیونکہ اس
وقت مکہ دار الکفر اور دار العدوان تھا مسلمانوں کی جانیں آبرو اور اموال غیر محفوظ تھے اور ایمان لانے
والوں میں سے ایک ایک کو مار پیٹ توہین اور لوٹ مار کی صورت میں زیادہ سے زیادہ سخت اذیت پہنچائی
جارہی تھی وہ نماز قائم کرنے اور فرائض اسلامیہ ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے غرض کہ اس
وقت مکہ میں اسلام اور اہل اسلام نہایت کمزور اور بے بس تھے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان پر یہ فریضہ عائد
کیا کہ مکہ سے ہجرت کریں اور اپنے وطن کو چھوڑ دیں تاکہ وہ امن کے ساتھ دین کو قائم کر سکیں اور
کفار کی دست برد اور ایذا سے نجات پائیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے مکہ پر رسول اللہ ﷺ کو فتح یاب کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے
ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت (یعنی ہجرت عامہ) ہے اور جب کبھی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنے کی
ضرورت پیش آئے تو فوراً نکل پڑو۔ آپ نے یہ بات واضح فرمادی کہ جو ہجرت فرض تھی پھر حیثیت فریضہ
باقی نہیں رہی وہ ہجرت مکہ تھی کیونکہ جو دار الکفر والعدوان تھا وہ دار الاسلام ہو گیا۔

پس آپ کا فرمان لا ہجرة بعد اليوم یہ اسی خالص ہجرت کے بارے میں ہے اس کا مطلب
یہ نہیں ہے کہ فریضہ ہجرت مطلقاً ساقط ہو گیا اور مکہ سے ہجرت کرنے کی ممانعت محض اس لئے فرمائی
کہ اب وہ خالص سبب ہجرت باقی نہیں رہا تھا اور کسی سبب خاص کے باقی نہ رہنے سے کسی حکم کا اٹھ جانا
اس کے مطلقاً عدم ثبوت کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ نئے اسباب کے پیدا ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں

(۱) الا ان المفارقة بسبب الجهاد باقية وكذا المفارقة بسبب نية صالحة كالفرار من دار الفكر والخروج في طلب
العلم والفرار بالدين من الفتن (بذل المجتهد في حل سنن ابی داؤد: باب الهجرة هل انقطعت ۳/ ۴۰ ط معہد
الخیل الاسلامی، کراچی)

ہے ایک حکم کے لئے متعدد اسباب ہو سکتے ہیں اگر ان میں سے ایک سبب مرتفع ہو گیا تو جائز ہے کہ اس حکم کو بھی مرتفع کر دیا جائے اور بجز جب کبھی نئے اسباب پیدا ہو جائیں تو وہ حکم پھر عائد کر دیا جائے۔

دیکھو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد و لکن جہاد و نية میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ فریضہ ہجرت کا سبب مرتفع ہو جانے کی وجہ سے ہی فریضہ ہجرت بھی مرتفع ہو گیا اور وہ سبب یہ تھا کہ فریضہ نماز اور دیگر فرائض دینیہ کی ادائیگی میں سخت رکاوٹ تھی اور جب مکہ فتح ہو گیا تو مسلمانوں کی برتری کی وجہ سے ادائیگی فرائض اور اقامتہ دین میں سہولت حاصل ہو گئی اور کفار کے اندر ادائیگی فرائض سے روکنے کی قوت باقی نہ رہی آپ کے اسی فرمان سے ایک اہم فریضہ کی طرف بھی رہنمائی ہوئی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ جہاد بھی ان فرائض میں سے ہے کہ اگر اس کی ادائیگی میں رکاوٹ ڈالی جائے تو ہجرت لازم ہو جائے گی خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچ چکی ہو کہ ممالک اسلامیہ پر کفار نے ہجوم کر کے اسلامی سلطنت کو مغلوب کر لیا ہے اور ان مقامات مقدسہ پر وہ تسلط ہو گئے ہیں جن سے کفار کو اور خاص کر یہود و نصاریٰ کو نکال دینے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے ہم کو دیا تھا اور جب کہ سلطان اسلام خلد اللہ ملکہ کی طرف سے بزبان حال ہمارا بلاوا آچکا ہو اور ہم پر یہ بات کھل چکی ہو کہ سلطنت اسلامیہ کی قوت مقابلہ اور قوت دفاع کمزور ہو گئی ہے۔

اس تمہید کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو گئی کہ جہاد و دفاع کا فریضہ علی الاطلاق تمام دنیا کے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اور مسلمانان ہند ہندوستان میں رہنے کی صورت میں اگرچہ جہاد کی طاقت نہیں رکھتے لیکن اس فریضے کی اقامت کے لئے دوسرا راستہ اختیار کر سکتے ہیں اور وہ ترک وطن کر کے بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت کرنا ہے پس اس زمانے میں ہجرت کی فرضیت جہاد کو قائم کرنے اور اسلام و مملکت اسلامیہ کی طرف سے دفاع کرنے کے لئے ہے نہ کہ اس وجہ سے کہ مسلمانان ہند ادائیگی صوم و صلوة وغیرہ پر قادر نہیں ہیں اور یہ حکم بالکل صاف اور واضح ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مسلمانان ہند پر جہاد فرض نہیں ہے کیونکہ وہ جہاد کی طاقت نہیں رکھتے لہذا ہجرت بھی فرض نہیں کیونکہ اس صورت میں وہ ادائے فریضہ کے اسباب پیدا نہیں کر سکتی اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک جہاد ہندوستان میں دشوار ہے لیکن اگر وہ ہندوستان سے باہر چلے جائیں تو اقامتہ جہاد کے لئے کوئی مانع نہیں ہے ہندوستان سے نکل جانا مساعدت اسباب کا پیش خیمہ ہے اور اقامتہ فریضہ میں سہولت پیدا کرنے والا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو فرض نہ مانا جائے۔

البتہ فرضیت ہجرت کے لئے یہ شرط ہے کہ جنگ و دفاع کر سکنے کا یقین یا ظن غالب ہو جب تک یہ یقین یا ظن غالب حاصل نہ ہو گا ہم ہجرت کے فرض عین ہونے کا حکم نہیں دیں گے اور محالات موجودہ ہماری رائے یہی ہے کہ ہجرت کو فرض عین قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ ہمیں اب تک کسی حیثیت سے یہ یقین نہیں ہے کہ ہند سے نکلنے اور ترک وطن کرنے کے بعد مہاجرین کو دفاع و جہاد کی

قوت حاصل ہو جائے گی۔

اس کے ساتھ ہی اس میں بھی شک نہیں ہے کہ ہجرت اس شخص کے لئے مستحب اور مستحسن ہے جو اپنے اندر سختیوں کے برداشت، کرنے کی طاقت اور ثابت قدم رہنے کی قوت رکھتا ہو ایسے لوگوں کے لئے ہم نے متعدد مرتبہ انتخاب ہجرت کا فتویٰ دیا ہے اور حکم خدائے بلند و دانا کے لئے زیبا ہے وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور اس کا علم کامل اور محکم ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوسرا باب شہادت

کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی کرنا گناہ کبیرہ ہے؟

(سوال) اگر کوئی شخص قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو بندوق چاقویا زہر سے یا بھوک پیاس سے ہلاک کر دے اور منع کرنے سے باز نہ آئے وہ اگر مر جائے تو اس کو شہید کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۵۲ مولانا ابو الوفاق (ضلع ہزارہ) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۵۴) جو فعل براہ راست قتل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے اپنا گلا کاٹ لیا یا پیٹ پھاڑ ڈالا یا بندوق یا پستول سے گولی مار لی یا خود کو کنویں میں گرادی یا تنور میں کود پڑا یہ تو خودکشی ہے اور یقیناً گناہ کبیرہ ہے (۱) اور جو فعل کہ براہ راست قتل نہیں بلکہ مفضی الی القتل ہو سکتا ہے مثلاً تنہا ہزاروں دشمنوں پر حملہ کر دیا ان کی صفوں میں گھس گیا یا کھانا ترک کر دیا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ ہو گا کھانا نہ کھاؤں گا ایسے افعال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں یعنی ان کو علی الاطلاق خودکشی قرار دینا اور بہر صورت حرام اور گناہ کہہ دینا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

دارالحرب میں غیر مسلم شاتم رسول کی سزا قتل ہے یا معافی بھی ہو سکتی ہے؟

(سوال) ایک غیر مسلم شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان پاک میں بہت شہودہ الفاظ استعمال کئے ہیں

(۱) من قتل نفسه عمداً يغسل ويصلى عليه به يفتي وان كان اعظم وزراً قتل غيره (تنوير الابصار و شرحہ) قال المحقق في الشاميه (قوله به يفتي) لانه فاسق غير ساع في الارض بالفساد وان كان باغياً على نفسه كسانر فيماق المسلمين (مطلب في صلوة الجنازہ ۲/۲۱۱ ط سعید)

(۲) ولكن ذكر في شرح السير انه لا باس ان يحمل الرجل وحده ان ظن انه يقتل اذا كان يصنع شيئاً بقتل او بجرح او بهزم لقد فعل ذلك جماعة من الصحابة بين يدي رسول الله ﷺ يوم احد ومدحهم على ذلك (رد المحتار) مطلب اذا علم انه يقتل يجوز له ان يقاتل ۱۳۵/۴ ط سعید وفي البخاری قال النبی ﷺ انما الاعمال بالنيات وانما لا مرئ ما نوى (الحديث) (باب كيف كان بدا الوحي الى رسول الله ﷺ ۲/۱ ط قديمی کتب خانہ کراچی)

پوچھیں گے اس کو حراست میں لے کر چالان کر دیا ہے اب وہ شخص اپنے اس گناہ سے شرمسار ہو کر معافی مانگتا ہے اور مسلمان نہیں ہونا چاہتا حالت کفر ہی میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں اس کو بروئے شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر معافی نہیں ہو سکتی تو اس کی سزا کیا ہے؟ کیا وہ شخص واجب القتل ہے؟

(۲) اس سے پہلے ایک فتویٰ صادر ہوا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ہر ایسے شخص کے لئے سزائے موت کے سوا اور کوئی سزا نہیں بشرطیکہ حکومت اسلام کی ہو اگر اسلام کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگتا ہے تو اس کو معافی دی جاسکتی ہے لہذا آپ بھی اس مسئلہ پر رائے دیکر مطمئن فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک معاملے رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجے ہا آپ کو معلوم ہوں گے کہ وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً علم الدین عبدالرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تختہ دار پر چڑھ کر بروئے قانون سرکاری جان دیدی اور ان کو شہید کہا جاتا ہے تو کیا ان کا یہ قتل کرنا شریعت کے لحاظ سے جائز تھا یا ناجائز؟ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے بشرطیکہ حکومت اسلام کی ہو یہاں پر حکومت ہے انگریز کی تو کیا اس صورت میں علم الدین عبدالرشید شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ہر ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومت اسلام کی نہ ہو اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شمار و قطار میں ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۷ مولوی عزیز احمد صاحب (راولپنڈی) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۱۵۵) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے (۱) اگر کوئی محبت رسول میں سرشار اور بیخود ہو کر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جاسکتا ہے اور اس صورت میں اس کو شہید کہنا بیجا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے انگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے حکم میں نہیں۔
(سوال) یہاں پر جس پلٹن میں رہتا ہوں چند دن گزرے کہ دو مسلمان پٹھانوں نے گولی سے مار دیئے تھے مولوی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ یہ شہید ہیں کیونکہ باغیوں کے ہاتھ سے ان کی موت واقع

(۱) وكذا المسلم اذا قتل مسلماً وهما داخلان في دار الحرب بان لا يجب القصاص عندنا ولو قتل المسلم اسيراً مسلماً في دار الحرب لا يجب القصاص عند الكل (عالمگیریہ) کتاب الجنایات، الباب الثانی ۳/۶ ط ماجدیہ کوئٹہ

ہوئی ہے پھر ان کو اسی حالت پر دفن کیا گیا یہ صحیح ہے کہ پٹھان باغی ہیں جو مرے ہیں وہ شہید ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پلٹن ۸ / ۴ پنجاب کیمپ رزمک وزیرستان۔
۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۶) انگریزی فوج کے سپاہی جو مقابل کی گولی سے مارے گئے ان کو غسل وغیرہ عام اموات کے مانند دینا چاہیے تھا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مذہبی معاملہ پر مسلمان اور گوتم بدھ مذہب کے افراد میں جھڑپ اور برمی حکومت کی فائرنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

(سوال) ایک مذہبی معاملہ میں مسلمان اور برمی جو کہ گوتم بدھ کو ماننے والے ہیں ان دونوں کے درمیان فساد ہو گیا مسلمان کو ظلماً قتل کرنا شروع کر دیا بعد میں گورنمنٹ وقت نے بھی رفع فساد کے لئے مسلمانوں اور برمیوں پر ہندوق سے فائر کیا جس سے بعض مسلمان مقتول ہوئے اب شہید مسلمانوں کے بارے میں کیا حکم ہے یہاں کے علماء میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہ وہ شہید نہیں ہیں جن کے لئے غسل و کفن کا مخصوص حکم ہے یہ حکم خاص کفار سے جو جنگ ہوا کرتی ہے اس کے لئے ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ چونکہ مذکورہ بالا مسلمان ظلماً مقتول ہوئے اور اکثر آلہ جارحہ سے بعض جلادینے کی وجہ سے پس جن کے متعلق یہ علم ہو گیا کہ مقتول ہونے کے بعد کسی قسم کا نفع نہ اٹھایا ہوا ایک وقت نماز سے کم زندہ رہا ہو اور گفتگو وغیرہ کی نوبت نہ آئی ہو وہ سب شہید ہیں انہی طرح جو مقتول پایا گیا اور اس کے بدن پر زخم ہے لیکن نہ معلوم ہوا کہ وہ زندہ رہا یا نفع بھی اٹھایا ایسوں کے لئے بھی قرینہ کی وجہ سے شہید ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور ان پر وہ احکام جاری ہوں گے جو ایک شہید کے لئے ہونا چاہیے نیز گورنمنٹ نے جن مسلمانوں پر گولی چلائی وہ بھی ظلماً مارے گئے اس لئے وہ بھی شہید ہوں گے پس صاف اس کے متعلق شرعی اور دینی حکم سے مطلع فرماویں۔ المستفتی نمبر ۲۳۹۴ محمود راندیری رنگون برما ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۷) جو شخص معرکہ میں ہتھیار دھاردار سے مارا جائے یا شہر میں ظلماً قتل کیا جائے خواہ قاتل باغی ہو یا قاطع طریق یا مکابر ہو اور خواہ قتل بالحد ہو یا بالاحراق یا بالمشغل تو ان سب صورتوں میں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے بشرطیکہ ارتثاٹ نہ پایا گیا ہو۔

اس فساد میں جو مسلمان برمیوں کے ہاتھ سے یا حکومت کے آدمیوں کی فائرنگ سے مقتول ہوئے یا ایسے فساد زدہ علاقہ میں مقتول یا محروق پائے گئے یہ سب شہید ہیں اگر ارتثاٹ نہ ہوا ہو تو شہید

(۱) قلت و فی الاحکام عن ابی اللیث: ولو قتلوا فی غیر الحرب او ما تو ایضاً علیہم (رد المحتار) مطلب فی صلوۃ الجنائزہ ۲/ ۲۱۱ ط سعید

کے احکام جاری ہوں گے ایسے فساد کے وقت کہ شہر کا انتظام مختل ہو جائے اور دن دھاڑے قتل کا ارتکاب ہونے لگے قاتل قطاع الطريق میں داخل ہو جاتے ہیں اور قطاع الطريق کا فعل قتل محدود کے ساتھ مقید نہیں رہتا (۱) وہ کذا کله ظاہر محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تحریک کشمیر میں ظلماء مارا جانے والا مسلمان شہید ہے۔

(از اخبار الجمعیتہ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء مطابق ۸ شوال ۱۳۵۰ھ)

(سوال) موجودہ کشمیر کی تحریک آزادی میں کوئی آدمی ڈوگرے کے ہاتھ سے مارا جائے تو وہ شہید کہلائے گا یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر ہتھیار کے جانا اور اپنا سر دشمن کے آگے رکھ دینا جہاد نہیں ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۱۵۸) ڈوگرے یا اور کسی شخص کے ہاتھ سے ظلماء مارا جانے والا یقیناً شہید ہے (۲) اور جب کہ مسلح مقابلہ زیادہ مضر ہو تو خاموش مقابلہ ہی جہاد ہے موجودہ تحریک کشمیر بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ظلماء مارا جانے والا مسلمان ثواب شہادت کا مستحق ہے۔

(از اخبار الجمعیتہ دہلی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) مسجد قدیمی ہو یا نئی غیر معمولی طور پر ہندو مسجد کے سامنے باجا جانے کی خاطر نماز میں خلل پیدا ہونے کی وجہ سے مسجد کی حفاظت کے لئے کسی ہندو کے ہاتھ سے موت ہوئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۵۹) اگر ہندو تعدی اور ظلم سے کسی مسلمان کو مار ڈالیں تو وہ مسلمان یقیناً ثواب شہادت کا مستحق ہوگا بشرطیکہ زیادتی کی ابتدا مسلمان نے نہ کی ہو (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وکذا یكون شهيداً لو قتلہ باغ او حربی او قاطع طریق ولو تسبیاً او بغير آلة جارحة فان مقتولهم شهيد با آلة قتلوه (

تنوير الابصار و شرحه) قال المحقق فی الشامیہ ای بشرط ان لا یرتث ایضاً (باب الشہید ۲/۲۴۹ ط سعید)

(۲) وهو (الشہید) فی الشرع من قتلہ اهل الحرب والبعی و قطاع الطريق..... او قتلہ مسلم ظلماً ولم تجب بہ

دیه (عالمگیریہ الفصل السابع فی الشہید ۱/۱۶۷، ۱۶۸ ط ماجدیہ کوئلہ)

(۳) والمراد بشہید الاخرۃ من قتل مظلوماً (رد المحتار مطلب فی تعداد الشہداء ۳/۲۵۲ ط سعید)

تیسرے باب غلام و جاریہ

هل يجوز شراء المرأة المشركة من ابويها المشركين بثمان معلوم؟
(سوال) ماقولكم دام فضلکم فی رجل اشترى امرأة من بنات المشركين بثمان معلوم من ابويها هل يصح هذا البيع والتقويم؟ وهل يجوز موائعتها وتدخل في ملكه ام لا؟ بينوا توجروا؟

(جواب ۱۶۰) قلت تحقيق المسئلة يقتضى تمهيد مقدمات المقدمة الاولى ان اهل الحرب احرار قال فى البحر (۱) ولو قهر حربى بعض احرارهم الخ وفى رد المحتار (۲) نقلاً عن الدر المنقى فلو أهدي ملكهم لمسلم هدية من احرارهم الخ ففى هاتين الروايتين تصريح بان اهل الحرب احرار فى دارهم اما ما قال فى المستصفى انهم ليسوا احرار بل ارقاء فيها اى فى دار الحرب وان لم يكن ملك لاحد عليهم (رد المحتار) (۳) فليس على ظاهره بل المراد انهم ارقاء بعد القهر والغلبة كما قال فى رد المحتار ما نصه قلت لكن قد منافى العتق ان المراد بكونهم ارقاء اى بعد الاستيلاء عليهم اما قبله فهم احرار الخ انتهى (رد المحتار) (۴) ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر

المقدمة الثانية ان بيع الحرو كذا شراءه باطل (۵) وهذا ظاهر
المقدمة الثالثة ان الاستيلاء بالقهر والغلبة موجب للملك سواء كان من مسلم او كافر بعد ان يكون المستولى عليه كافرا حربيا او مالا متقوماً (۶)
واذا تمهد هذا فاعلم ان بيع الحربى حربياً اما ان يكون فى دار الا سلام بان دخل حربى دارنا مستامناً فباع فيها احداً او فى دار الحرب بان دخل مسلم دارهم مستامناً فباع فيها منه حربى حربياً آخر عن الاول لا يجوز البيع لانه بيع الحراذ لم يوجد

(۱) باب المستامن ۱۰۷/۵ ط بيروت

(۲) مطلب فى قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۱۶۴/۴ ط سعيد

(۳) حواله بالا

(۴) مطلب فى قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۱۶۴/۴ ط سعيد

(۵) بطل بيع ما ليس بمال كالدّم والمية والحر والبيع به اى جعله ثمنا بادخال الباء عليه لان ركن البيع مبادلة المال ولم يوجد (تنوير الابصار و شرحه مع رد المحتار) باب البيع الفاسد ۵۱،۵۰/۵ ط سعيد

(۶) اذا سبى كافر. كافرا فى دار الحرب واخذ ماله ملك لاستيلائه على مباح (تنوير و شرحه) قال فى الشاميه حتى لو استولى كفار الترك والهند على الروم واحرزوها بالهند ثبت الملك لكفار الترك ككفار الهند (باب استيلاء

الكفار ۱۵۹/۴ ۱۶۰ ط سعيد)

الاستيلاء الموجب للملك واهل الحرب احرار للمقدمة الاولى قال في ردالمحتار نقلاً
عن الو لو الجية ولو دخل دار نابامان مع ولده فباع الولد لا يجوز في الروايات اى لان في
اجازة بيع الولد نقض امانه انتهى (رد المحتار (۱) ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

و على الثانى فاما ان يكون البائع قد قهر المبيع واستولى عليه ام لا؟ و على الثانى
لا يجوز البيع ايضا لانه بيع الحر ولا سبيل الى جوازه و على الاول ان لم يكن عندهم فى
دينهم ان من قهر منهم احداً ملكه لم يجز هذا البيع لكونه بيع الحر والاستيلاء الواقع لا
يكون موجباً للملك فى اعتقادهم وكذا عندنا لانه وجد فى دارهم من غير اخراج و احرار
وان كان المذهب عندهم ان من قهر احداً او استولى عليه ملكه جاز البيع لان
البائع قد باع مملوكه فى اعتقاده قال فى البحر ولو قهر حربى بعض احرارهم ثم جاء بهم
الى المسلم المستامن فباعهم منه ينظر ان كان الحكم عندهم ان من قهر منهم صاحبه فقد
صار ملكه جاز الشراء لانه باع المملوك وان لم يملكه لا يجوز لانه باع الحر انتهى
(بحر) (۲)

ثم اعلم ان هذا البيع وان جاز لكنه لا يكون مفيداً للملك للمشتري ما لم يخرج
المشتري المبيع الى دار الاسلام قهراً قال فى رد المحتار ولو دخل دارهم مسلم بامان ثم
اشترى من احدهم ابنه ثم اخرجه الى دارنا قهراً ملكه واكثر المشائخ على انه لا يملكهم
فى دارهم وهو الصحيح انتهى رد المحتار (۳) ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر

و يعلم من حكم المشائخ بعدم دخول المبيع فى ملك المشتري ما دام فى دارهم
ان الموجب للملك هو الاخراج قهراً لا البيع والشراء فان قيل اذا لم يكن هذا البيع
مفيداً للملك فما فائدة الحكم بجوازه كما قلتم فى صورة بيع الحربى حربياً آخر قد قهره
واعتقده مملوكه بالقهر و كما نقلتم من البحر قلت فائدة الحكم بجواز البيع انما هى
نفى نسبة الغدر من المسلم المستامن الذى دخل دارهم بامان فانه مأمور بان لا يغدر بهم
(۴) واخراجه احداً منهم الى دار الاسلام قهراً يعد غدرأ الا اذا كان فى صورة البيع
والشراء الجائز عندهم ايضاً فانه لا يكون غدرأ والمالك الحاصل للمسلم بالاخراج

(۱) باب استيلاء الكفار، مطلب فيما لو باع الحربى ولده ۴/ ۱۶۰ ط سعيده

(۲) باب المستامن، ۵/ ۱۰۷ ط بيروت

(۳) مطلب فى قولهم ابن الحرب ارقاء ۴/ ۱۶۴ ط سعيده

(۴) دخل مسلم دار الحرب با مان حرم تعرضه بشى من دم ومال و فرج منهم اذا المسلمون عند شروطهم فلو
اخرج اليها شيئاً ملكه ملكاً حراماً للغدر (تويز الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار، باب المستامن
۴/ ۱۶۶ ط سعيده)

الکذائی لا يكون ملكاً خبيثاً

وجملة الكلام ان الموجب للملك انما هو الاخراج قهراً من دار الحرب الى دار الاسلام و ليس للبيع والشراء في حصول الملك كثير نفع وانما نفعه في نفى كون الاخراج غدرًا فالبيوع التي حكم الفقهاء بجوازها معناها انها تصلح لنفى نسبة الغدر من الاخراج المترتب عليها والبيوع التي حكموا بعدم جوازها معناها انها لا تصلح لنفى هذه النسبة والاخراج المترتب عليها يعد غدرًا

ويؤخذ مما ذكرنا حكم بيع كفار الهند اولادهم في المملكة الانجليزية من انه لا سبيل الى جواز هذا البيع فان هذه البلاد ان كانت دار الاسلام كما هو رأى جماعة من العلماء لم يجر هذا البيع لما نقلنا سابقاً عن رد المحتار من ان بيع الحربى حربياً في دار الاسلام لا يجوز في الروايات وان كانت دار حرب لا يجوز البيع ايضاً فان حكم جواز البيع في دار الحرب ايضاً مشروط بكون البائع قاهراً مستولياً على المبيع والقهر والاستيلاء كذلك لا يوجد في الحكومة الانجليزية وايضاً قدمنا ان حصول الملك للمشتري مشروط باخراجه المبيع الى دار الاسلام وما دام في دار الحرب لا يحصل له الملك عند اكثر المشائخ وهو الصحيح

فالمسلم الذى يشتري في المملكة الانجليزية من كافر اولاده لا يجوز له البيع والشراء لكون هذا البيع والشراء غدرًا بالحكومة التي نحن من معاهديها ومن عهدها ان تجارة الانسان جريمة قانونية عندها ونحن التزمنا العهد وكذلك لا يحصل له الملك على المبيع لعدم وجود الاخراج قهراً مع انه شرط لحصول الملك كما قدمنا ولا يفيد ان يكون اقدام من كفره الهند يعتقدون جواز هذا البيع وان يتفق لبعضهم ان يقهر احداً سراً من عمال الحكومة لان اعتقاد اهل الامر هو المعتبر لا اعتقاد كل احد -

قال في رد المحتار والغدر حرام الا اذا غدر به ملكهم فاخذ ما له او حبسه او فعل غيره بعلمه ولم يمنعه لانهم هم الذين نقضوا العهد انتهى

(رد المحتار (۱) ص ۲۵۴ ج ۳)

وايضاً قدمنا ان البيع انما كان لصحة نفى الغدر والغدر نقض العهد و عهدنا بالحكومة و عمالهم لاعم الكفرة الذين يعتقدون جواز البيع فهذا البيع وان كان مع المجوزين لا يصلح لنفى نسبة الغدر وكذا القهر والغلبة جريمة عند الحكومة فلا يؤثر في حصول الملك

فالحاصل ان هذا البيع و الشراء باطل ولا يدخل المبيع المذكور تحت التقويم
ولا في ملك المشتري واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ مولاه محمد کفایۃ اللہ
مدرس مدرسہ امینیہ دہلی یکم رجب ۱۳۳۳ھ ہجری
(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک شخص نے مشرکین سے ایک لڑکی کی قیمت دیکر
اس کے مال باپ سے خریدی کیا یہ بیع و شرا صحیح ہے؟ اور کیا اس سے مجامعت کرنا جائز ہے اور کیا وہ لڑکی
اس خریدار کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی؟
(جواب ۱۶۰) اس مسئلے کی تحقیق کے لئے چند مقدمات کی ضرورت ہے۔

(۱) اہل حرب (دار الحرب میں) آزاد ہیں (مملوک نہیں ہیں) بحر میں ہے ولو قهر حربی بعض
احرارہم الخ اور ردالمحتار نے درمشتی کے حوالہ سے لکھا ہے فلو اهدى ملکهم لمسلم ہدیۃ من
احرارہم الخ ان دونوں روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حر بنی دار الحرب میں آزاد ہیں لیکن
مستثنیٰ میں جو کہا ہے کہ اہل حرب دار الحرب میں آزاد نہیں ہیں بلکہ غلام ہیں اگرچہ وہ کسی خاص شخص کی
ملک نہ ہوں تو اس کے لفظی اور ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ وہ تسلط اور غلبہ
کے بعد مملوک بن سکتے ہیں جیسا کہ صاحب ردالمحتار نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم عتق
کے بیان میں کہہ چکے ہیں کہ دار الحرب میں اہل حرب کے مملوک اور غلام ہونے سے مراد یہ ہے کہ
استیلاء کے بعد وہ غلام بن سکتے ہیں لیکن استیلاء اور قبضہ یا اسیری سے قبل وہ آزاد ہیں (ردالمحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

(۲) آزاد کی بیع و شرا باطل ہے اور یہ ایک ظاہر امر ہے۔

(۳) تسلط باقتدار وغلبہ موجب ملک ہے تسلط خواہ مسلم ہو یا کفر۔

بشرطیکہ مغلوب کافر حر بنی یا مال مقوم ہو۔

مقدمات ثلاثہ کے ذہن نشین کرنے کے بعد جاننا چاہیے کہ ایک حر بنی کا دوسرے حر بنی کو
فروخت کرنا دو طرح ہو سکتا ہے ایک یہ کہ یہ معاملہ دارالاسلام میں ہو کہ ایک حر بنی مستامن بن کردار
الاسلام میں داخل ہو اور دوسرے حر بنی کو فروخت کر دے دوسری صورت یہ کہ یہ معاملہ دار الحرب میں
ہو کہ ایک مسلمان مستامن بن کردار الحرب میں داخل ہو اور وہاں ایک حر بنی دوسرے حر بنی کو اس کے
ہاتھ فروخت کر دے پہلی صورت میں یہ خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ یہ بیع ایک آزاد کی بیع ہوگی اور
وہ استیلاء جو موجب ملک ہوتا ہے اس صورت میں نہیں پایا جاتا اور مقدمہ اولیٰ کی رو سے اہل حرب آزاد
ہیں۔ صاحب ردالمحتار نے حوالہ ولوالحیۃ فرمایا ہے کہ اگر کوئی حر بنی اپنے بچے کو لیکر دارالاسلام میں داخل ہو
اور بچے کو فروخت کر دیا تو یہ بیع منعقد نہ ہوگی کیونکہ وہ بچہ بھی مستامن ہے۔ اور اگر اس کی فروخت کی
اجازت دے دی جائے تو نقض امان لازم آتا ہے (ردالمحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

دوسری صورت یعنی دار الحرب میں مسلم مستامن کسی حرئی سے دوسرے حرئی کو خریدے تو اس میں دیکھنا یہ ہے کہ بائع حرئی کو بیع پر غلبہ اور قبضہ حاصل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو یہ معاملہ بھی ناجائز ہوگا کیونکہ یہ بھی آزاد کی بیع ہے جس کے جواز کی کوئی صورت نہیں اور اگر غلبہ و قبضہ حاصل ہے تو اگر حربیوں کے مذہب میں اس قسم کا غلبہ و قبضہ موجب ملک نہیں ہے تو یہ خرید و فروخت جائز نہ ہوگی اور یہ قبضہ نہ تو حربیوں کے مذہب کی رو سے موجب ملک ہوگا اور نہ اسلام کی رو سے کیونکہ دار الحرب سے اخراج اور دار الاسلام میں داخلہ کے بغیر یہ غلبہ و قبضہ جواز بیع کا موجب نہیں ہوتا اور اگر حربیوں کے مذہب میں ایک حرئی کا دوسرے حرئی پر قبضہ و استیلاء موجب ملک ہو جاتا ہو اور اس قسم کا ایک حرئی اپنے مملوک کو مسلم مستامن کے ہاتھ فروخت کر دے تو یہ بیع جائز اور منعقد ہو جائے گی کیونکہ بائع نے جس کو فروخت کیا ہے وہ اس کے مذہب اور اعتقاد کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے صاحب بحر نے فرمایا ہے کہ اگر حرئی نے دوسرے آزاد حربیوں پر استیلاء حاصل کر کے ان کو مملوک بنالیا اور کسی مسلم مستامن کے ہاتھ فروخت کر دیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر حربیوں کے مذہب کی رو سے یہ غلبہ موجب ملک ہے تو یہ خرید جائز ہوگی کیونکہ اس حرئی نے ایک ایسی چیز کو فروخت کیا ہے جو اس کے مذہب کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے اور اگر اس کو اپنے مذہب کے لحاظ سے حق ملکیت حاصل نہیں ہے تو یہ آزاد کی بیع ہوگی جو ناجائز ہے (بحر)

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اوپر جس عقد بیع کو جائز قرار دیا گیا ہے اگرچہ یہ خرید تو جائز ہے مگر اس میں بھی مسلم مستامن اس بیع کا ملک نہیں بنتا جب تک کہ اس کو خود اپنے قبضے کے ساتھ دار الاسلام میں نہ لے آئے صاحب رد المحتار فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلم امان حاصل کر کے دار الحرب میں گیا اور پھر کسی کافر سے اس کا لڑکا خرید لیا اور اس کو اپنے قبضے کے ساتھ دار الاسلام میں لے آیا تو اب وہ اس لڑکے کا مالک بن جائے گا اور اکثر علما کا مذہب ہے کہ دار الحرب میں مالک نہیں بن سکتا اور یہی مذہب صحیح ہے (رد المحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

اور مشائخ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب تک دار الحرب میں رہے وہ بیع مسلم مستامن کی ملک میں داخل نہیں ہوتا اس سے معلوم ہو گیا کہ غلبہ و استیلاء اور قبضہ و حراست کے ساتھ دار الحرب سے نکال لانا موجب ملک ہوتا ہے نہ کہ صرف خرید و فروخت اگر کہا جائے کہ جب کہ یہ معاملہ دار الحرب میں موجب ملک نہیں تو اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز قرار دینے سے کیا فائدہ ہے؟ یعنی اوپر تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس معاملے کے جواز کا حکم دینے سے سب سے بڑا فائدہ ہے کہ اس صورت میں مسلم مستامن پر بد عہدی کا الزام نہیں آئے گا کیونکہ جو مسلمان کہ کفار کی امان میں ہو اس پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ بد عہدی (یا ان کے قوانین کی خلاف ورزی) نہ کرے اور مسلم مستامن کا کسی حرئی کو جبراً پکڑ کر دار الاسلام میں لے جانا بد عہدی ہے لیکن اگر ایسی خرید و فروخت کی صورت میں ہو جو کفار کے نزدیک

جائز سمجھی جاتی ہو تو یہ بد عہدی نہ ہوگی اور اس طریقے سے اگر مسلم مستامن اس خرید کردہ مملوک کو دار الاسلام میں لے جائے تو وہ اس کا جائز مملوک ہوگا۔

غرض دار الحرب سے صرف غلبہ و حراست کے ساتھ نکال کر لے جانا موجب ملکیت ہو سکتا ہے مذکورہ خرید و فروخت کی صورت میں جو حق ملکیت حاصل ہوتا ہے اس کا کچھ زیادہ فائدہ نہیں بس اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اگر مسلم مستامن اس کو دار الحرب سے باہر لے جائے تو بد عہدی نہیں ہوگی پس جس خرید و فروخت کو فقہانے جائز کہا ہے اس کے جواز سے غرض یہ ہے کہ اخراج کی صورت میں بد عہدی و غداری کا الزام نہ آئے اور جس کو ناجائز کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بد عہدی کے الزام سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے جو اخراج ہوتا ہے اس کو عہد شکنی قرار دیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ حکومت انگلشیہ میں ہندوستان کے کفار اگر اپنی اولاد کو فروخت کریں تو اس کی خرید و فروخت کے جواز کی کوئی صورت نہیں کیونکہ اگر یہ مملکت بقول بعض علما دار الاسلام ہے تو یہ بیع ناجائز ہے جیسا کہ حوالہ ردالمحتار ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ دار الاسلام میں ایک حرئی کا دوسرے حرئی کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

اور اگر برٹش انڈیا کو دار الحرب مانا جائے تب بھی یہ بیع جائز نہیں کیونکہ دار الحرب میں بھی جواز بیع کے لئے یہ شرط ہے کہ بائع کو بیع پر پورا قبضہ و اختیار اور حق تصرف حاصل ہو اور ایسا اختیار و قبضہ حکومت انگلشیہ میں موجود نہیں ہے اور اوپر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ مشتری کے لئے ملکیت کا ثبوت بھی اخراج الی دار الاسلام کے ساتھ مشروط ہے اور جب تک وہ دار الحرب میں رہے گا اس کو اکثر علما کے نزدیک حق ملکیت حاصل نہیں ہوتا اور یہی مذہب صحیح ہے۔

پس جو مسلمان حکومت انگلشیہ میں کسی کافر سے اس کے بچے کو خریدے گا اس کی یہ خرید و فروخت ناجائز ہوگی کیونکہ یہ معاملہ اس حکومت کے ساتھ بد عہدی کے مترادف ہوگا جس کے قانون کے ہم پابند ہیں اور جس کے قانون کی رو سے بردہ فروشی جرم ہے اور ہم نے اس قانون کی پابندی کو اپنے اوپر عائد کر رکھا ہے اور نہ یہاں ملکیت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ اخراج بالقہر کا وجود نہیں پایا جاتا جو حصول ملک کے لئے شرط ہے۔

اگر کفار ہند کے بعض قبائل اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز سمجھتے ہوں اور کسی کو پوشیدہ طریقے پر ایسا قبضہ و تسلط جو ان کے اعتقاد میں موجب ملکیت ہو حاصل ہو جائے تب بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس معاملے میں حکومت کا عقیدہ و قانون معتبر ہوگا نہ کہ ہر کس و ناکس کا عقیدہ۔

ردالمحتار میں ہے کہ کافر حکومت میں بھی بد عہدی و قانون شکنی حرام ہے سوائے اس صورت کے جب کہ بادشاہ خود ہی بد عہدی و پیمان شکنی کرے کہ مسلمانوں کا مال غصب کر لے قید کر دے یا کوئی

دوسرا ظالم ان کے ساتھ ایسا کرے اور بادشاہ جاننے کے باوجود ان کی حفاظت و داور سی نہ کرے۔
ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ جواز بیع کا حکم محض اس لئے تھا کہ بد عہدی کا الزام مسلم مستامن پر نہ آئے اور بد عہدی سے مراد قانون شکنی ہے اور ہمارا قانونی معاہدہ حکومت و عمال حکومت سے ہے نہ کہ (رعیت میں سے) ان کفار کے ساتھ جو اس قسم کی بیع کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہوں پس اس قسم کی بیع اگر ان کی طرف سے ہو تو مسلم مستامن کو الزام قانون شکنی سے بری نہیں کر سکتی اسی طرح غلبہ و قبضہ بھی حکومت انگلشیہ کے قانون کی رو سے جرم ہے اس لئے وہ بھی حصول ملک کے لئے مفید نہیں۔
غرض بیع و شراذ مذکورہ فی السؤال باطل ہے اور بیع مذکورہ قابل خرید و فروخت نہیں ہے نہ مشتری کی ملکیت میں داخل ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ہندوستان میں خریدی ہوئی باندی سے ہم بستری کا حکم
(سوال) ایک شخص نے ایک باندی خریدی اس سے ہم بستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہم بستری کی جائے اور اولاد ہو تو وہ اولاد حرامی ہوگی یا حلالی؟
(جواب ۱۶۱) ہندوستان میں تو ایسی باندیاں نہیں ہیں جو شرعی قاعدے کے موافق باندیاں قرار دی جا سکیں لہذا اس کی تفصیل معلوم ہونی چاہیے کہ باندی کہاں سے خریدی اور اس باندی کی حیثیت کیا تھی جب جواب دیا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ہندو عورت کو شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں۔
(سوال) (۱) ایک مسلمان مرد نے ایک ہندو عورت کو اس کے شوہر سے چھڑا کر اپنے گھر میں لونڈی بنا کر رکھ لیا ہے اور اس سے ہم بستر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ باندی کے ساتھ صحبت جائز ہے اور نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے۔

(۲) باندی کس عورت کو کہیں گے اور کتنی حیثیت کے لئے باندی جائز ہو سکتی ہے اور کہاں کے لئے؟

(۳) اگر کوئی ناجائز فعل کرے اور کہے کہ یہ جائز ہے تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے گا؟

المستفتی نمبر ۵۳۴ حافظ محمد اسماعیل (گنجام) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۶۲) ہندوستان میں صحیح شرعی طریق پر باندی نہیں مل سکتی کسی ہندو کی بیوی کو اس کے شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور اس کو باندی سمجھنا جائز نہیں (۱) اگر وہ عورت مسلمان ہو گئی اور اس کے خاوند نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا ہو اور عدت گزر گئی ہو تو پھر کوئی مسلمان اس عورت سے نکاح کر سکتا

(۱) اثلت لكن قدمننا فی العتق ان المراد بكونهم ارقاء ای بعد الاستيلاء عليهم اما قبلهم فهم احرار لما فی لظہیرہ۔
قال وهذا دلیل علی ان اهل الحرب احرار (رد المحتار) مطلب فی قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۴/ ۱۶۴ ط
سعيد

ہے (۱) بغیر نکاح اس سے صحبت کرنا حرام ہے اور جو شخص ایسی عورت رکھے اور اس کو حلال سمجھے وہ سخت فاسق اور گناہ گار ہو گا بلکہ ایمان جاتے رہنے کا قوی خطرہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں۔

(سوال) ہندہ نے بہ سبب اپنی چند خاص ضرورتوں کے اپنے آپ کو فروخت کے لئے پیش کیا اور زید نے بالعوض زر نقد مطلوبہ اس کو خرید لیا یہ خرید و فروخت جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۱۸۴۶ محمد مبین ضلع درگ ۲۸ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۳) یہ خرید و فروخت قطعاً ناجائز ہے کوئی آزاد شخص مرد ہو یا عورت اپنے نفس کو فروخت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی آزاد شخص کو خرید سکتا ہے ہندہ زر خرید لونڈی کا حکم نہیں رکھتی زید اس سے نکاح کر سکتا ہے اور دی ہوئی رقم کو مہر قرار دیا جاسکتا ہے وہ آزاد عورت ہے دوسرے شخص سے بھی اس کا نکاح جائز ہے اور زید نے جو رقم قیمت کے طور پر دی ہے وہ واپس لے سکتا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نیپال اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں اصول شرع کے موافق لونڈیاں نہیں۔
(از الجمعية سہ روزہ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) ریاست نیپال اگر تلہ منی پور وغیرہ میں لونڈیاں فروخت ہوتی ہیں کیا کوئی مسلم ان جگہوں سے لونڈیاں خرید سکتا ہے؟

(جواب ۱۶۴) یہ لونڈیاں جو نیپال اور منی پور وغیرہ میں فروخت ہوتی ہیں اصول شریعت مقدسہ کے موافق لونڈیاں نہیں ہیں لہذا ان کو خریدنا اور ان سے لونڈیوں کا کام لینا جائز نہیں ہے (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) واذا اسلم احد الزوجین فی دار الحرب..... والمرأة هی التی اسلمت فانه یتوقف انقطاع النکاح بینہما علی مضي ثلاث حیض سواء دخل بها او لم یدخل بها کذا فی الکافی فان اسلم الآخر قبل ذلك فالنکاح باطل (عالمگیریۃ الباب العاشر فی نکاح الکفار ۱/۳۳۷ ط ماجدیہ)

(۲) قال من استحل حراماً قد علم فی دین النبی ﷺ تحریمہ کنکاح المحارم فکافر (رد المحتار باب زکاة الغنم مطلب استحلال المعصیۃ کفر ۲/۲۹۲ ط سعید)

(۳) بطل بیع ما لیس بمال کالدم والمیتۃ والحر والبیع بہ ای جعلہ ثمناً لان رکن البیع مبادلة المال بالمال ولم یوجد تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار باب البیع الفاسد ۵/۵۱۰ ط سعید)

(۴) قلت: لکن قد منافی العتق ان المراد بکونہم ارقاء ای بعد الاستیلاء علیہم اما قبلہم فہم احرار لما فی الظہیریہ قال وهذا دلیل علی ان اهل الحرب احرار (رد المحتار باب استیلاء والکفار مطلب فی قولہم ان اهل الحرب ارقاء ۴/۱۶۴ ط سعید)

چوتھا باب متفرق

کلکتہ کی لڑائی شرعی جہاد نہیں، فساد ہے

(سوال) کلکتہ کے فساد کو بعض لوگ جہاد سے تعبیر کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جناب سے درخواست ہے کہ مذہبی اور اخلاقی نقطہ خیال سے جہاد پر چند سطور اپنے دست مبارک سے تحریر فرمادیں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں ناتوانوں کو بے خبری میں تلوار کے گھاٹ اتارنا کسی طرح بھی جائز ہے؟ المستفتی خادم میر مشتاق احمد دہلی ۲۲ اگست ۱۹۴۶ء

(جواب ۱۶۵) اس فساد کو جہاد بتانے والے کیا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی ابتدا مسلمانوں نے بہ نیت جہاد کی تھی اگر وہ تسلیم کرتے ہوں تو پھر ان مجاہدین کے امیر اور پیشوا پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ اس نے عورتوں بچوں، بوڑھوں پر کیوں تعدی کرنے دی کیونکہ جہاد میں عورتوں بچوں، بوڑھوں سے تعرض نہیں کیا جاتا ہمیں تو ابھی تک فساد کی صحیح نوعیت معلوم نہیں ہو سکی ہاں اس کی شخصی صورت کہ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو قتل کیا۔ جلادیا ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے مکانوں کو جلادیا، شرعی جہاد کی صورت نہیں ہے اسے تو فساد ہی کہا جاسکتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

اقدامی جہاد بھی جائز ہے

(سوال)

مکتوب مولانا عبد الماجد دریا آبادی

۱۸ جون ۱۹۲۹ء دریا باد۔ بارہ بنکی

مخدوم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محمد اللہ حج و زیارت سے واپس ہو کر ابھی دریا باد پہنچا ہوں، عنقریب انشاء اللہ دہلی کا بھی ارادہ ہے زمیندار کے پرچے پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی الجمعیت کی موجودہ روش بہت بہتر معلوم ہوئی وائسرائے کی ملاقات والے معاملہ کا جو جواب الجمعیت نے نکات و لطائف میں دیا ہے وہ بہت پر لطف ہے (یعنی خود صاحب زمیندار کا سارا معاملہ دوہرا دیا ہے) اس کی داد دیتا ہوں اللہ ہی ہم سب پر رحم فرمائے۔ مدینہ منورہ میں بہت اطمینان سے قیام کا موقع مل گیا تھا اپنے سب جاننے والوں کے حق میں خوب دعائیں کیں اور سب سے زیادہ خود امت محمدیہ کے حق میں۔

(۱) و ینبغی للمسلمین ان لا یقتلوا امراة ولا صبیا ولا مجنوناً ولا شیخاً فانیاً (عالمگیریہ، الباب الثانی فی کیفیۃ

القتال ۱۹۴/۲ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

اس عریضے کا مقصود ایک مسئلہ کی تحقیق ہے۔ میں اپنے مطالعہ سے اب تک اس نتیجے پر پہنچے ہوئے تھا کہ قتال کی اجازت کفر کے مقابلہ میں نہیں بلکہ حرب کے مقابلہ میں ہے یعنی صرف حربی کافروں کے خلاف نہ کہ محض کافروں کے خلاف ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر چنانچہ سورہ بقرہ اور سورہ حج کی متعدد آیات (قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا) (۱) الخ اذن للذین ظلموا یتقتلون الخ (۲) وغیرہ) اپنی تائید میں رکھتا تھا نیز صاحب ہدایہ (۳) کی یہ تصریح یاد تھی کہ کافر عورتوں بچوں اندھوں وغیرہ سے قتال اس بنا پر جائز نہیں کہ وہ شریک جنگ نہیں ہوتے اپنے اس خیال میں بالکل مستحکم تھا مگر اثنائے سفر حج میں مولوی مناظر احسن صاحب نے اس کے بالکل برخلاف تقریر فرمائی اور یہ اصرار فرمایا کہ ہر کافر کا مجرد اس کے عقائد کفریہ کی بنا پر مباح الدم ہونا فقہ حنفی کا مسلم مسئلہ ہے نیز سورہ توبہ کی بھی بعض آیات سے استناد کیا۔ محکمہ کے لئے جناب کو تکلیف دیتا ہوں مفصل جواب کی زحمت کی ضرورت نہیں مختصر اشارات مع فقہائے حنفی کے حوالہ جات کے کافی ہوں گے اگر ہر کافر محض اپنے عقائد کی بنا پر واجب القتل ہے تو آپ حضرات نے فتویٰ ترک مولاۃ میں نصاریٰ کے مظالم کا ذکر لا حاصل ہی کیا صرف اس قدر لکھ دینا کافی تھا کہ یہ کافر ہیں اور ان کے کفر کی بنا پر ان سے ترک مولاۃ لازم ہے۔

والسلام محتاج دعا عبد الماجد

جواب مکتوب بالا از حضرت مفتی اعظم

۲۲ جون ۱۹۲۹ء مخدوم محترم دام فضلہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حرین شریفین کی زیارت کی سعادت اور مع الخیر مراجعت پر مخلصانہ مبارکباد قبول فرمائیں تقبل اللہ منکم وجعلہ ذخر الاخرتکم زمیندار کی عنایات طبعیہ کی مجھے کوئی شکایت نہیں ہے کیونکہ ”توپاک باش برادر مدار از کس باک“ اور ”مقتضائے طبعش این است“ ہدانا اللہ وایاہ الی ما یحبہ ویرضاه

مولانا! مجھ جیسا بچہ مدال کسی مسئلے پر کیا روشنی ڈال سکتا ہے لیکن تعمیلاً للامر اپنا خیال ناقص عرض کرتا ہوں یہ صحیح ہے کہ شریعت مقدسہ نے کفر کو فی حد ذاتہ لباحث دم کا سبب قرار نہیں دیا ورنہ مقاتلہ میں عورتوں بوڑھوں اور راہبوں کے قتل سے ممانعت نہ کی جاتی جب کہ ان کا کفر کے ساتھ متصف ہونا بھی یقینی ہے مگر اسی کے ساتھ شریعت مقدسہ نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کفر فی حد ذاتہ ملزوم اور حرب اس کو لازم ہے یعنی اگر افراد کفار میں کوئی ایسے خاص حالات نہ ہوں جو حرب کے احتمال کو

(۱) البقرة : ۱۹

(۲) الحج : ۳۹

(۳) ولا یقتلوا امراً ولا صبیا ولا شیخاً فانیا ولا مقعداً ولا اعمی لان المبیح للقتل عندنا هو الحرب ولا یتحقق منهم (ہدایہ باب کیفیۃ القتال ۵۶۲/۲ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

مرتفع کر دیں یا کم از کم ضعیف بنا دیں تو تمام کافر حربی ہی قرار دیئے جائیں گے اس کا مقتضایہ تھا کہ تمام کفار (اس نظریہ کے ساتھ کہ کفر مستلزم حرب ہے) مباح الدم ہو جاتے مگر معاہدہ استیمنان نے حرب کا احتمال اٹھا دیا (۱) اور انوشیت شیخوخہ رہبانیت نے احتمال حرب کو ضعیف کر دیا اس لئے ان پر سے مباح الدم ہونے کا حکم جاتا رہا (۲)

جو آیات کہ مطلقاً کفار کے ساتھ قتال اور ان کے قتل کے جواز پر دلالت کرتی ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ تمام کفار و مشرکین طبعاً اسلام اور مسلمین کے دشمن اور محارب ہیں اور اسی وجہ سے ہر قوم کافر سے مسلمانوں کو ابتداً بالقتال جائز ہے جب کہ ان سے کوئی معاہدہ یا مواعدہ نہ ہو نہ کورہ بالامعروضات سے یہ ثابت ہو کہ اسلام نے اجازت قتال میں یہ شرط نہیں لگائی کہ جب کفار کی جانب سے ابتدا ہو لے جبھی مسلمان لڑیں ورنہ نہیں بلکہ مسلمان ہجوم و مدافعت دونوں قسم کی جنگ کر سکتے ہیں مگر صرف ان کفار سے جن کی حریت کا حکم مرتفع یا ضعیف نہیں ہو چکا ہے خلاصہ یہ کہ نفس کفر فی حد ذاتہ موجب لباحۃ الدم نہیں مگر کفر کا ایک لازم یعنی حریت موجب لباحۃ الدم ہے اور جن صورتوں میں یہ لازم مرتفع یا مضحک ہو جائے وہاں لباحۃ دم کا حکم نہیں ہو گا اگرچہ کفر موجود ہو غالباً مہ لانا مناظر احسن صاحب کا یہی مطلب ہو گا اور انہوں نے لازم و ملزوم دونوں کو یکجائی کی نظر سے دیکھا ہو گا اور ارتقاء و اضمحلال لازم کو اپنے کلام میں واضح نہ کیا ہو گا اور غالباً جناب نے بھی حریت کو بالفعل محاربہ پر مقصود نہ قرار دیا ہو گا بلکہ کفر و اسلام کی اس طبعی و جبلی محاربت کو جو وما نقموا منهم الا ان يؤمنوا باللہ العزیز الحمید الا ینہ سے ثابت ہے اور جس کا نتیجہ اسی آیت میں قتل اصحاب الاخذ و النار ذات الوقود اذہم علیہا قعود و ہم علی ما یفعلون بالمؤمنین شہود (۳) میں مذکور ہے جواز ہجوم کے لئے کافی سمجھا ہو گا اور اس صورت میں جناب کے اور مولانا مناظر احسن صاحب کے کلام میں فی الحقیقت تدافع نہیں ہو گا۔

اگر میری یہ پریشانی خیالی جناب کو صحیح معلوم ہو تو الحمد للہ۔ اور نہیں تو اس کے اسقام سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ والسلام خیر ختام
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) اما قبل صیر ورتہ (المستامن) ذمیاً فلا قصاص بقتله عمداً بل الدیۃ قال فی شرح سیر الکبیر 'الاصل انه یجب علی الامام نصرۃ المستامین ماداموا فی دارنا (رد المحتار) مطلب فی احکام المستامن قبل ان یصیر ذمیاً ۴/۱۶۹ ط سعید

(۲) ولا یقتلوا امراة ولا صبیا ولا شیخاً فانیا ولا مقعداً ولا اعمی لان المبیح للقتل عندنا هو الحرب ولا یتحقق منهم (ہدایۃ) باب کیفیۃ القتال ۵۶۲/۲ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

(۳) البروج : ۴ تا ۷

كتاب الحدود والجنايات

www.ahlehad.org

پہلا باب اقامت حدود شرعیہ

دارالحرب میں زانی سے توبہ کر لینا کافی ہے
(سوال) ایک شخص زنا کرتے ہوئے گرفتار ہو گیا اس پر کیا کفارہ ہے اور غریب شخص نے توبہ کر لیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد صاحب (ضلع اعظم گڑھ) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۶۶) اس شخص سے توبہ کر لینا کافی ہے کہ اجرائے حدود کے لئے اسلامی عدالت کا حکم ضروری ہے اور وہ موجود نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

دوسرا باب تعزیر

استاذ شاگرد کو تعزیر اکتنا مار سکتا ہے؟
(سوال) مدارس اور اسکولوں میں بہ سبب شرارت یا اسباق یاد نہ کرنے کے استاد یا ماسٹر لوگ بید یا چٹھی یا ہاتھ سے اپنے شاگردوں کو تنبیہ اور تعزیر دیتے ہیں اس کے متعلق شرع شریف میں کتنی حد مقرر ہے؟ کس حد تک تنبیہ ان اشیاء کو استعمال کر سکتے ہیں؟ یا بالکل جائز نہیں اور کس حد سے تجاوز کرنے سے استاد آثم ٹھیرے گا اور آثم ٹھیرنے میں اس پر شرعاً کیا تعزیر لازم آئے گی؟ نیز اگر غصے کی حالت میں استاد کچھ درشتی کے الفاظ سب و شتم استعمال کرے تو کس حد تک استعمال کر سکتا ہے اور کس حد سے تجاوز حرام ہے؟ بیوا تو جروا۔
(جواب ۱۶۷) چہرہ اور مذاکیر کے علاوہ سارے بدن پر تا وقتیکہ تجاوز عن الحد نہ ہو مارنا جائز ہے یعنی اس طرح مارنا کہ بدن کہیں سے زخمی ہو جائے یا کہیں کی ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر سیاہ داغ پڑ جائیں یا ایسی ضرب ہو جس کا اثر قلب پر پڑتا ہو جائز نہیں اگر مارنے میں حد معلومہ سے تجاوز ہو یا چہرہ اور مذاکیر پر خواہ ایک ہی ہاتھ چلائے گناہ گار ہوگا۔

استاد کو بشرط اجازت والدین اس قدر مارنے کا اختیار ہے جو مذکور ہو اور وہ بھی جب کہ مارنے کے لئے کوئی صحیح غرض تادیب یا تنبیہ یا کسی بری بات پر سزا دہی ہو بے قصور مارنا یا مقدار قصور سے زیادہ

(۱) واما ظلمہ علی نفسہ باقدامہ علی المعصیۃ فیسقط بہا (ای بالتوبۃ) تامل فیشرط الامام لاستیفاء الحدود (رد المحتار) فصل فیما یوجب القود و فیما لا یوجب ۵۴۹/۶ ط سعید

مارنا جائز نہیں بلکہ استاد خود مستحق تعزیر ہوگا۔ او علی المذاکیر يجب الضمان بلا خلاف ولو سوطاً واحداً لانه اتلاف (رد المحتار) (۱) ضرب المعلم الصبی ضرباً فاحشاً وهو الذي يكسر العظم ويحرق الجلد او يسوده (رد المحتار) (۲) فانه يعزره ويضمنه لو مات شمنی (درمختار) (۳) ضرب معلم صبیاً او عبداً بغير اذن ابيه او مولاه فالضمان على المعلم اجماعاً وان ضرب باذنهما لا ضمان على المعلم اجماعاً (درمختار) (۴) سب و شتم میں ایسے الفاظ جن کا تعلق صرف لڑکے تک محدود رہے مثلاً بیوقوف، گدھا، پاچی، نالائق، الو وغیرہ اور زیادہ فحش نہ ہوں استعمال کرنے کا مضائقہ نہیں لیکن ایسے الفاظ جن کا تعلق لڑکے سے متجاوز ہو کر اس کے والدین یا اور کسی تک پہنچے مثلاً گدھے کا بچہ، سوز کا بچہ، حرامی یا اور فحش الفاظ اور گالیاں استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے والضابط انه متى تسبه الى فعل اختیاری محرم شرعاً و يعدعاً راء عرفاً يعزر والا لا ابن کمال (درمختار) (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بلا عذر منکوحہ بالغہ کی رخصتی نہ کرنے والا قابل مواخذہ ہے۔

(سوال) جو شخص منکوحہ لڑکی کو جو کہ عرصہ چار پانچ سال سے بالغ ہو رخصتی نہ کرے اس کے لئے تعزیر شرعی کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۳۰ مولوی محمد بخش (ضلع جھنگ) ۱۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۸) اگر وداع نہ کرنے کا کوئی معقول عذر ہو تو خیر ورنہ وہ شرعاً مواخذہ دار ہے (۱) تعزیر قاضی شرعی کی رائے پر مفوض ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) فصل فی الفعلین ۵۶۶/۶ ط سعید

(۲) باب التعزیر ۷۹/۴ ط سعید

(۳) حوالہ بالا

(۴) باب القود فیما دون النفس فصل فی الفعلین ۵۶۶/۶ ط سعید

(۵) (باب التعزیر ۷۲/۴ ط سعید) قال المحقق فی الشامیہ (قوله والضابط) قال ابن کمال: فخرج بالقیء الاول النسبة الى الامور الخلقیة فلا يعزر فی یا حمار و نحوه فان معناه الحقیقی غیر مراد بل معناه المجازی کالبلید وهو امر خلقی (باب التعزیر ۷۳/۴ ط سعید)

(۶) عن ابی ہریرة قال: قال رسول اللہ ﷺ اذا خطب الیکم من ترصون دینہ و خلقہ فزوجوه ان لا تفعلوه تکن فتنۃ فی الارض و فساد کبیر (مشکوۃ المصابیح کتاب النکاح ۲۶۷/۲ ط سعید)

(۷) و ذکر مشایخنا ان ادناہ علی ما یراہ الامام بقدر بقدر ما یعلم انه ینزجر بہ (عالمگیریہ فصل فی التعزیر ۱۶۷/۲ ط ماجدیہ کونہ)

تیسرا باب تعزیر باخذ المال (جرمانہ)

پنچ کا مجرموں سے جرمانہ لینا جائز نہیں، زجر اُتا وقت تو بہ قطع تعلق جائز ہے۔
(سوال) ہماری قوم نجاران برادری میں ایک بھائی نے دوسرے سے یہ کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے کیونکہ وہ غیر برادری کی ہے اور تیرا نکاح برادری میں کرادیا جائے گا اور میں بھی کر لوں گا بعد ازاں اس تحریک دہندہ نے بلا نکاح اس مطلقہ کو کچھ مدت تک اپنے گھر میں رکھا اب پٹخوں کو جو اس کی یہ ناجائز حرکت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی اور گواہوں سے اس کا قصور ثابت ہو گیا تو یہ فیصلہ دیا کہ مبلغ پچاس روپے تحریک دہندہ کے ذمہ جس نے بلا نکاح مطلقہ کو گھر میں رکھا تھا احمقانہ کئے اور مبلغ پچاس روپے طلاق دہندہ پر اس وجہ سے کہ تو نے اتنے دنوں تک اس کی ناجائز حرکت کا تذکرہ پٹخوں کے سامنے کیوں نہیں کیا اور ایک اور شخص پر بھی اسی معاملے میں بعد ثبوت قصور پانچ روپے احمقانہ نقد کئے۔

یہ احمقانہ برادری میں اس وجہ سے رائج کیا گیا ہے کہ حتی الامکان ان ناجائز طرق کا اصلاح ہوتا رہے اگر اس قسم کا تذکرہ نہ کیا جائے گا تو برادری میں تفرقہ اور ناجائز طرق کا کھلم کھلا رواج ہو جائے گا جو موجب تباہی ہے اب علما سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ احمقانہ کاروبار پیہ یا آئندہ جو اس قسم کے واقعات سے احمقانہ وصول ہو پٹخوں کو اپنے استعمال میں لانا برادری میں صرف کرنا یا فی سبیل اللہ دینا درست ہے یا نہیں اگر مذکورہ بالامدات میں اس کا صرف کرنا درست نہیں تو اس کو کس مصرف میں لگایا کریں۔ بیوا تو جروا

(جواب ۱۶۹) یہ احمقانہ اگر تعزیر سمجھا جائے تو واضح ہو کہ بغیر نکاح کے کسی عورت کو رکھنا اور اس سے زنا کرنا شرعاً موجب حد ہے اور جن گناہوں میں کہ کوئی حد شرعی مقرر ہے ان میں تعزیر نہیں ہے

التعزیر هو التادیب دون الحد و يجب فی جنایة لیست موجهة للحد کذا فی النہایة (عالمگیری) (۱) اور نیز حرمت زنا حق اللہ میں داخل ہے اور حقوق اللہ میں تعزیر کرنا صرف حال مباشرت میں عامہ مؤمنین کا حق ہے نہ بعد مباشرتہ قالو الكل مسلم اقامة التعزیر حال مباشرة المعصية واما بعد المباشرة فلیس ذلك لغير الحاکم (عالمگیری) (۲) اور اگر زنا کرنا ثابت نہ ہوتا ہم تعزیر بالمال امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ناجائز ہے و عند ابی یوسفؒ یجوز التعزیر باخذ المال للسلطان و عندهما و باقی الائمة الثلاثة لا یجوز کذا فی فتح القدیر (عالمگیری) (۳)

(۱) فصل فی التعزیر ۲/۱۶۷ ط ماجدہ کوئٹہ

(۲) حوالہ بالا

(۳) حوالہ بالا

اور اگرچہ امام ابو یوسف نے تعزیر بالمال کو جائز فرمایا ہے، مگر اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ اس کے مال کو ایک مدت مناسبہ تک روک لے اور جب سمجھے کہ اب زجر حاصل ہو گیا پھر واپس کر دے نہ یہ کہ بالکل خود اپنے لئے یا بیت المال کے لئے ضبط کر لے و معنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساك شئ من ماله عنده مدة لينز جرثم يعيده الحاكم اليه لا ان ياخذ الحاكم لنفسه او لبیت المال كما يتوهمه الظلمة اذ لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال احد بغير سبب شرعی كذا فی البحر الرائق (عالمگیری) (۱) پس یہ احتمالہ لینا اور اس کا مصارف مذکورہ میں یا کسی اور مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں بلکہ جن سے لیا ہے ان کو واپس دینا لازم ہے ہاں ایسے لوگوں کے زجر اور ایسی باتوں کو بند کرنے کے لئے یہ جائز ہے کہ ایسے لوگوں کو پنچایت اور برادری سے خارج کر دیا جائے اور جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں ان کے ساتھ برادری کے تعلقات نہ رکھے جائیں (۲)

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

مالی جرمانہ جائز نہیں۔

(سوال) جرمانہ جو ہمارے دیار میں مروج ہے کیا شرعاً جائز ہے؟ اگر ہے تو اس روپے کا مستحق کون ہے؟ (۲) نیز جو شخص سربر آوردہ سرقہ و زنا وغیرہ کا جرمانہ کر کے خود کھالیا کرے تو وہ شخص کیسا ہے؟ پیو تو جروا

(جواب ۱۷۰) مالی جرمانہ ناجائز ہے اور امام ابو یوسف سے جو تعزیر بالمال کے جواز کی روایت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مدت کے لئے اس کا مال روک لیا جائے اور جب انزجار کی امید ہو جائے تو اس کا مال واپس کر دیا جائے (۲) (۳) یہ شخص ظالم اور فاسق ہے کہ لوگوں کا مال کھاتا ہے (۴)

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں، تاوقت توبہ قطع تعلق کرنا جائز ہے۔

(سوال) ایک عورت اور اس کی لڑکی نے اپنے باپ کو اور اپنے خصم کو تہمت زنا کی لگائی اور بعد میں وہ

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) فتبین هنا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن اطلع عليها منه هجره - ما ليكف عنها قال المهلب غرض البخاری فی هذه الباب ان يبين صفة الهجران الجائز، وانه يسوغ بقدر الجرم فمن كان من اهل العصيان يستحق الهجر ان يترك المكالمه كما في قصة كعب و صاحبيه (فتح الباری بشرح صحيح البخاری) باب ما يجوز من الهجران لمن عصي ۱۰/۱۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

(۳) و عند ابی یوسف يجوز التعزیر للسلطان باخذ المال و عندها و باقی الاثمه الثلاثه لا يجوز كذا فی فتح القدير و معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساك شئ من ماله عنده مدة لينز جرثم يعيده الحاكم اليه (عالمگیری) فصل فی التعزیر ۲/۱۶۷ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) اذ لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال احد بغير سبب شرعی (عالمگیری) فصل فی التعزیر ۲/۱۶۷ ط ماجدیہ کوئٹہ

دونوں انکار کر گئیں اور کہا کہ ہم نے جھوٹ بولا تھا اب مہربانی فرما کر زانی کی تعزیر اور تہمت زنا کی تعزیر سے مطلع فرمائیں اور مالی تعزیر فرمادیں؟ المستفتی نمبر ۷۳ اسید محمد حسین صاحب (ضلع جالندھر) ۱۲ رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۷۱) شریعت میں مالی تعزیر نہیں ہے (۱) اور زنا اور تہمت زنا کی جو سزا ہے وہ آج کل جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ حکومت موجودہ کے قانون کے مطابق نہیں ہے اس لئے مسلمانوں کو زانی یا تہمت لگانے والوں کو سزا دینے پر قدرت نہیں (۲) ہاں تنبیہ کرنے کے لئے اس کو اپنی پنچایت اور کھانے پینے سے علیحدہ کر سکتے ہیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس وقت تک اس کو علیحدہ رکھیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال) ایک قوم کی دو پارٹیوں میں کچھ نزاع تھی اب وہ اتفاق کے لئے دو ثالث مقرر کرتے ہیں اور ان سے بیان کرتے ہیں دونوں ثالث مسجد میں جا کر فیصلہ سناتے ہیں کہ تین صاحب تو تین حصے دے دیویں اور تین صاحب مسجد میں پانچ پانچ حصے دے دیویں ایک شخص کہتا ہے کہ یہ تاوان جو مجھ پر ڈالا گیا ہے میں بے گناہ ہوں اور پنچایت ان کا بے گناہ ہونا تسلیم کرتی ہے آیا عند الشرح ان کا قصور معاف ہو سکتا ہے؟ اور یہ فیصلہ از روئے شرع ٹھیک ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۵ ۷ قیام الدین (جیپور) ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷۲) معاملہ جس کے لئے ثالثی مقرر کی گئی تھیں ہمیں معلوم نہیں اور سوال میں یہ مذکور نہیں کہ اس نے دو فریقوں پر تاوان کس سلسلے میں عائد کیا اس لئے اس فیصلے کی صحت و عدم صحت کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی اجمالاً اس قدر کہا جاسکتا ہے کہ تعزیر بالمال ہمارے نزدیک جائز و صحیح نہیں ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

قاضی کو مالی جرمانہ کرنے کا حق نہیں

(سوال) کیا شرعاً قاضی کسی معاملے میں جرمانہ کر سکتے ہیں؟ اور کیا وہ جرمانہ کاروپہ اپنے ذاتی تصرف

- (۱) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار) مطلب فی التعزیر باخذ المال ۶۲/۴ ط سعید
- (۲) فیشرط الامام لا استیفاء الحدود (رد المحتار) فصل فیما یوجب القود و فیما لا یوجبہ ۵۴۹/۶ ط سعید
- (۳) فتبین هنا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت عنه معصية فيسوغ لمن اطلع عليها منه هجره عليها ليكف عنها..... قال المهلب غرض البخاری من هذا الباب ان یبین صفتہ الهجران الجائز وانه يسوغ بقدر الجرم فمن كان من اهل العصيان يستحق الهجران بترك المكالمة كما فی قصة كعب و صاحبیه (فتح الباری) شرح صحیح البخاری باب ما يجوز من الهجران لمن عصی ۱۵/۱۰ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر
- (۴) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار) مطلب فی التعزیر باخذ المال ۶۲/۴ ط سعید

میں لاسکتے ہیں؟

(جواب ۱۷۳) جرمانہ کرنے کا قاضی کو حق نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جبراً فیصلہ کرنے کی اجرت لینا اور مالی جرمانہ لینا جائز نہیں۔

(سوال) ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ اگر کسی سے لڑائی جھگڑا ہو تو پنج اور سرداران محلہ ملکر انصاف کرتے ہیں اور اسامی و فریادی جانبین سے جھگڑا مٹانے کے بدلے کچھ روپیہ وصول کرتے ہیں اور اپنے ترضیع اوقات کا بدلہ خیال کرتے ہیں اور وہ لوگ اس روپے کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں آیا اس رقم کا لینا جائز ہے یا نہیں اگر جواب جواز میں ہے تو اس روپے کو نیک کاموں میں یعنی مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں اور اس کے بعد کچھ جرمانہ بھی کرتے ہیں اس کو بھی مسجد وغیرہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۴) جبراً فیصلہ کرنے کی اجرت لینا (۲) یا جرمانہ (۳) وصول کرنا جائز نہیں ہے ایسے روپے کو مدرسہ مسجد اور نیک کام میں صرف کرنا بھی ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مالی جرمانہ جائز نہیں.....

(سوال) ایک شخص امام مسجد بھی ہے اور اسکول میں معلم قرآن شریف بھی ہے اور نائب قاضی بھی ہے بعد م موجودگی قاضی صاحب قصد نکاح پڑھایا کہ جیسے اجرت نکاح کا مفاد ہو ان سے اس معاملہ کی شکایت ہونے پر جواب طلب کیا گیا وقت مقررہ تک کوئی جواب نہیں دیا اور نہ اب تک دیا لہذا مطابق قواعد انجمن جیسا کہ ملازمان انجمن کے لئے طے شدہ ہے ان پر صدر نے ۸ / آنے جرمانہ کیا لہذا استدعا ہے کہ جواب باصواب مرحمت فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۵ جناب پریزیڈنٹ صاحب انجمن اسلامیہ (بتیا) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۵) مالی جرمانہ کرنا جائز نہیں ہے (۴) یہ جرمانہ واپس کیا جائے اور ان کو تنبیہ کر دی جائے کہ اگر وہ آئندہ ایسا کریں گے تو ان کو نائب قاضی کے عہدے سے موقوف کر دیا جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار) مطلب فی التعزیر باخذ المال ۶۲/۴ ط سعید

(۲) اذلا يجوز لا حد من المسلمين اخذ مال احد بغير سبب شرعی (عالمگیریہ) فصل فی التعزیر ۱۶۷/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار) مطلب فی التعزیر باخذ المال ۶۲/۴ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالکوں کو واپس کی جائے
(سوال) کچھ رقمیں وصول شدہ جرمانہ وچندہ تنظیم کمیٹی کی جمع ہیں، ان رقموں کو کون سے مصرف میں لگانا جائز ہے؟ تنہا جرمانہ یا تاوان لیکر کسی قسم کی تنبیہ کرنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین ضلع رنگپور - ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۷۶) جرمانے کی رقمیں تو واپس کی جائیں اور چندہ جس کام کے لئے لیا گیا ہے اس میں خرچ کیا جائے مالی تعزیر یعنی جرمانہ کرنا جائز نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں۔
(۲) تہمت لانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں
(سوال) (۱) جو مسلمان کسی مسلمان کو گناہ کی ترغیب دے اس پر اگر جرمانہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ (۲) ایک شخص تہمت چوری یا ڈاکہ کی لگاتا ہے اگر چند مسلمان دیندار اس پر جرمانہ کریں تو کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد ضلع اعظم گڑھ - ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۷۷) (۱) گناہ کی ترغیب دینا ایسا ہی گناہ ہے جیسے اس گناہ کا ارتکاب کرنا (۲) مالی جرمانہ کرنا درست نہیں (۳) (۲) تہمت لگانا بڑا گناہ ہے مگر تہمت لگانے والے پر مالی جرمانہ کرنا درست نہیں کفایت اللہ کان اللہ

مالی جرمانہ جائز نہیں، رقم مالک کو واپس کی جائے۔
(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(سوال) کچھ عرصہ ہوا مسکمی میر بادشاہ نے اپنی حقیقی بہن ایک شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے ان بھائی بہن کا اپنی ماں زندہ ہے جو محمد شیر کے نکاح میں ہے اسی وجہ سے یہ بھائی بہن محمد شیر کے مکان میں رہتے ہیں مسجد کے پیش امام ملا بلال صاحب اور خان زادہ غلام احمد خاں نے محمد شیر جو کہ لڑکی کا سوتیلاباب ہے اس کے خلاف احتجاج شروع کیا اور روزانہ مسجد میں وعظ کرتے رہے اور اہل سنت والجماعت کو متنبہ کیا کہ آئندہ کے لئے محمد شیر سے جس نے لڑکی کو شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے ہر قسم کا بائیکاٹ کریں

(۱) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار) باب التعزیر، مطلب فی التعزیر باخذ المال ۶۲/۴ ط سعید

(۲) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال: ومن دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً (صحیح الامام مسلم) باب من سن سنة حسنة او سينة ومن دعا الى هدى او ضلالة ۳۴۱/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار) مطلب فی التعزیر باخذ المال ۶۲/۴ ط سعید

کیونکہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا محمد شیر نے تنگ آکر مولانا کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور عرض کیا کہ میرا کیا قصور ہے اس کی تمام ترمیم داری اس کے بھائی میر بادشاہ پر عائد ہوتی ہے اس پر دوبارہ جلسہ ہوا اس میں یہ قرار دیا پاس ہو گیا کہ اس معاملہ میں محمد شیر اور اس کی عورت کے ہاتھ ہے اس لئے اس پر مبلغ پچیس روپے جرمانہ اور لڑکی اور لڑکی کے بھائی کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھو گے ورنہ پھر بایکٹ کی جاوے گی محمد شیر نے مبلغ پچیس روپے ملا صاحب کو دے دیئے اور کہا کہ مسجد کی مرمت ہو رہی ہے یہ روپیہ اس میں لگا دیا جائے ملا صاحب نے کہا کہ یہ روپیہ حرام ہے دوسرے تمہارا ثواب جاتا رہے گا اس لئے یہ مجلس جس نے یہ فیصلہ کیا ہے اس کا پلاؤ کھائیں گے محمد شیر نے اعتراض کیا کہ مسجد کے لئے حرام اور پلاؤ کے لئے حلال! یہ کیسا شریعت ہے؟

(جواب ۱۸۷) یہ پچیس روپے جو شیر محمد سے لئے گئے ہیں ناحق لئے گئے ہیں محمد شیر کو واپس دیئے جائیں (۱) پھر اگر محمد شیر اپنی خوشی سے مسجد میں دیدے تو مسجد میں لگانا جائز ہو گا اس کی حقیقی اجازت اور رضامندی کے بغیر مسجد میں لگانا بھی جائز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مالی جرمانہ جائز نہیں وصول شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے۔

(المجمیۃ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید کی عورت کو بحر اغوا کر کے لے گیا پنچایت نے بحر سے زید کی عورت زید کو واپس دلا دئی اور بحر پر زر نقد کا کچھ جرمانہ کیا یہ جرمانہ انجمن اسلامیہ تھانیر (ضلع کرنال) کے فنڈ میں مدرسہ اسلامیہ وغیرہ کے خرچ یعنی مرمت مکان مدرسہ کے لئے دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۹) جرمانہ کا روپیہ وصول کرنا ناجائز ہے جس سے لیا گیا ہے اسے واپس دیا جائے (۲) کسی نیک کام میں بدون رضامندی مالک کے خرچ نہیں ہو سکتا ہاں اگر وہ شخص جس سے روپیہ وصول کیا گیا ہے خود اجازت دیدے اور بجائے واپس لینے کے مدرسہ میں لگا دینا پسند کرے تو پھر مدرسہ میں لگایا جاسکتا ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ غفر لہ

(۱) مرجع سابق

(۲) عن ابی حورۃ الرقاشی عن عمر قال: قال رسول اللہ ﷺ: الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منه (مشکوۃ المصابیح: باب العصب ولعاریہ ۱/۲۵۵ ط سعید)

(۳) والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار: باب التعزیر: مطلب فی التعزیر باخذ المال ۴/۶۲ ط سعید)

(۴) وعن ابی حورۃ الرقاشی عن عمر قال: قال رسول اللہ ﷺ: الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه (مشکوۃ المصابیح: باب العصب ولعاریہ ۱/۲۵۵ ط سعید)

چوتھا باب قصاص و دیت

شبہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے، دیت مغلطہ اور کفارہ لازم ہے
(سوال) متعلقہ قصاص

(جواب ۱۸۰) بسم اللہ سبحانہ - خاکسار نے احمد سعید مقتول اور جمیل احمد خاں قاتل کے مقدمہ، قتل کے متعلق حسب ذیل کاغذات بغور دیکھے۔ اول بیان مقتول۔ دوم بیان ڈاکٹر۔ سوم بیان تصدیق احمد عمدہ دار پولیس۔ چہارم بیان نبی بخش گواہ۔ پنجم بیان رمضان گواہ۔ ششم بیان اسمعیل خان کانشیل۔ ان میں سے مقتول کا بیان تو صرف دعویٰ ہے ڈاکٹر کا بیان ظن و تخمین سے زیادہ وقیع نہیں تصدیق احمد کا بیان بھی شہادت معائنہ نہیں نبی بخش و رمضان یہ دونوں واقعہ کے شاہد ہیں اسمعیل خان بھی من وجہ واقعہ کا شاہد ہے جمیل احمد خاں کا احمد سعید کی ناک کا ٹنٹینوں کی شہادت سے بلا اختلاف ثابت ہے اور باقی پیٹ اور رانوں وغیرہ پر چاقو وغیرہ سے زخم لگانا نبی بخش اور رمضان کی شہادت سے مع تھوڑے اختلاف کے ثابت ہے مثلاً نبی بخش کے بیان میں ہے کہ جمیل احمد نے احمد سعید کے پیٹ میں دو تین ضربیں لگائیں حالانکہ ڈاکٹری معائنہ اور رمضان کے بیان سے پیٹ میں متعدد ضربیں ثابت نہیں ہوتیں لیکن یہ اختلاف مضر نہیں ہے ممکن ہے کہ قاتل نے دو تین مرتبہ ہاتھ چلایا لیکن ایک ہاتھ لگا اور باقی وار خالی گئے اور رمضان نے صرف ایک وار دیکھا باقی نہ دیکھے ہوں اسی طرح اور بھی بعض جزوی اختلافات ہیں، لیکن وہ بھی مضر نہیں اور خصوصاً ایسے وقت اور ایسے واقعہ کی شہادت میں مگر پھر بھی یہ شہادتیں اثبات قصاص کے لئے ناکافی ہیں اور اس کی کئی وجہیں ہیں۔

وجہ اول۔ گواہوں کی عدالت شرط مقبولیت شہادت لقولہ تعالیٰ واشہدوا ذوی عدل منکم (۱) وفي الهدایہ (۲) ولا بدفی ذلك كله من العدالة ولفظة الشهادة فان لم يذكر الشاهد لفظة الشهادة وقال اعلم او اتيقن لم يقبل شهادته، انتہی اور رمضان کے بیان سے ثابت ہے کہ وہ تارک الصلوٰۃ عدا ہے۔ اور ترک صلوٰۃ عدا کبیرہ ہے جس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور نبی بخش پر مدعا علیہم نے جرح کرنی چاہی تھی جس کا انہیں حق تھا مگر عدالت نے اجازت نہ دی حالانکہ حدود قصاص میں حاکم کا خود فرض ہے کہ شہود کی عدالت کے متعلق سوال کرے۔ ولا یسال عن حال الشہود حتی یطعن الخصم الا فی الحدود والقصاص فانه یسال عن الشہود (کذا فی الهدایہ) (۳) وجہ دوم نبی بخش احمد سعید کا نوکر ہے اور اجیر کی گواہی مستاجر کے لئے جائز نہیں۔ اما

(۱) الطلاق ۲

(۲) کتاب الشہادۃ ۱۵۶/۳ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

(۳) مرجع سابق

الاجیر الواحد وهو الذی استاجر ۵ میاومۃ او مشاہرۃ او مساہۃ باجرۃ معلومۃ لا تقبل استحساناً (فتاویٰ عالمگیری) (۱)

لا یقال ان شہادۃ نبی بخش لیست من باب شہادۃ الاجیر للمستاجر فان المستاجر قد مات وانقطعت الاجارۃ بموتہ والشہادۃ للاولیاء فان نفعہا عائد الیہم لانا نقول مبنی الرد انما هو التہمة وهی موجودۃ ہہنا و ایضا ان القصاص موجب للوارثۃ عند ابی یوسف و محمد حتی یثبت الملك فیہ للمورث ابتداء ثم للوارث ولذا لو انقلب مالا یكون له فعلى هذا رجوع نفع شہادۃ الاجیر الی مستاجرہ لازم كانه یشہد له والموضع احتیاط فیجب التحرز عن الشبہۃ واللہ اعلم (کفایۃ اللہ)

وجہ سوم۔ لفظ شہادت کا ذکر کرنا بھی شرط مقبولیت ہے اور یہ کسی گواہ کے بیان میں نہیں ہے اور یہ لفظ ”مخلف مذہبی بیان کرتا ہوں“ قائم مقام لفظ شہادت کے نہیں ہو سکتے۔ لما مر من عبارة الهدایۃ وفي الهندیۃ (۲) وهل نشترط لفظۃ الشہادۃ قال مشائخ بلخ و مشائخ بخار انشترط وقال مشائخ العراق لا نشترط کذا فی المحيط والقدری اعتمد علی الاول و علیہ الفتوی کذا فی الخلاصۃ وجہ چہارم۔ گواہان ثلاثہ میں سے کسی گواہ کے بیان سے یہ ثابت نہیں کہ پیٹ کا زخم جو سبب موت ہوا ہے وہ اس نے جمیل احمد کے چاقو سے لگتے ہوئے دیکھا ہے پیٹ پر چاقو چلانا سب بیان کرتے ہیں اسی طرح کپڑوں اور مقتول کے پاؤں پر خون بہتا ہوا دیکھنا سب بیان کرتے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ چاقو سے پیٹ میں زخم لگتے میں نے دیکھا ہے۔

پس یہ وجوہ اربعہ اس بات کو مستلزم ہیں کہ حکم قصاص اس شہادت پر نہیں دیا جاسکتا لیکن قصاص کا مندرفع ہو جانا اس امر کو بھی مستلزم نہیں کہ جمیل احمد بالکل بری سمجھا جائے قصاص چونکہ شبہ سے بھی ساقط ہو جاتا ہے اس لئے اس کے سقوط سے برأت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس پر دیت مغلطہ و کفارہ لازم ہوگا واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم کتبہ محمد کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۶ء

تلوار سے بھی تیز آلہ سے قصاص لینا بنسبت تلوار کے اولیٰ ہے۔

(سوال) تلوار سے استیفائے قصاص میں بسا اوقات بلکہ ہمیشہ یہ صورت پیش آتی ہے کہ دو تین مرتبہ بھی تلوار مارنے سے جب گردن علیحدہ نہیں ہوتی تو اس کو بحالت گر جانے کے تلوار کو بطور چھری کے گردن پر چلایا جاتا ہے گویا ذبح کیا جاتا ہے تو اگر استیفائے قصاص تلوار سے نہ کیا جائے بلکہ بجائے تلوار

(۱) الفصل الثالث فیما لا یقبل شہادۃ للتہمة ۳/ ۷۰ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) الباب الاول فی تعریفہا و رکنہا و سبب ادانہا ۳/ ۵۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

کوئی دوسرا آلہ دھاردار ایسا استعمال کیا جائے کہ وہ آلہ قاتل کی گردن کے محاذ میں اوپر سے چھوڑا جائے اور وہ آلہ ایسا تیز ہو اور اس کے ساتھ بوجھ ہو کہ یکایک گردن قاتل پر گرے اور فوراً اپنی تیزی اور ثقل کی وجہ سے گردن کاٹ کر الگ کر دے یہ صورت شرعاً جائز ہوگی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۴۷ حضرت مولانا محمد حسن صاحب دفتر دارالقضاء بھوپال ۱۴ رجب ۱۳۵۲ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۸۱) حنفیہ نے قصاص کے بارے میں یہ ضرور کہا ہے ولا یقاد الا بالسيف (۱) یعنی استیفائے قصاص صرف تلوار کے ذریعہ سے کیا جائے مگر اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ قتل کی دوسری صورتوں کو مثلاً پتھر سے کچل دینا پانی میں غرق کر دینا لٹھیوں سے مار کر ہلاک کر دینا اختیار نہ کیا جائے بلکہ دھاردار آلہ سے ہی قتل کیا جائے تلوار کی شخصی صورت مراد نہیں ہے بلکہ نیزہ و خنجر کی اجازت بصراحت موجود ہے وفي الدرر عن الکافی المراد بالسيف السلاح قلت و به صرح فی المضممرات حیث قال والتخصیص باسم العدد لا یمنع الحاق غیره به الا ترى انا الحقنا الرمح والخنجر بالسيف فی قوله علیه السلام لا قود الا بالسيف انتھی (درمختار) (۲) و الحق ان یكون المراد بالسيف فی الحديث المزبور السلاح مطلقاً بطریق الکناية کما اشار الیه المصنف بقوله والمراد به السلاح (فتح القدير) (۳) و عن عبدالله بن مسعود واخرجه البيهقي ايضاً من الحديث ابراهيم عن علقمة عنه ولفظة لا قود الا بالسلاح (عینی شرح بخاری) (۴) پس صورت مسئلہ میں جس آلہ جارحہ کا ذکر ہے وہ سلاح میں داخل ہے اور بوجہ اس کے کہ اس کے ذریعہ سے استیفائے قصاص میں مقتول کو زیادہ تکلیف نہیں بلکہ تلوار کی نسبت اس کے لئے آسانی ہے بجائے تلوار کے اس کو کام میں لانا اولیٰ ہوگا لقوله علیه السلام ان الله تبارك و تعالیٰ كتب الاحسان علی کل شئی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة (الحديث رواه مسلم) (۵) کذا فی المشکوۃ (۶) والمراد بها المستحقة قصاصاً او حداً والا حسان فیها اختياراً سهل الطرق و اقلها ايلاماً (مرقاۃ شرح مشکوۃ) (۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) تنویر الابصار مع رد المحتار فصل فیما یوجب القود وما لا یوجبہ ۶/۵۳۷ ط سعید

(۲) ایضاً

(۳) باب ما یوجب بالقصاص وما لا یوجبہ ۸/۲۶۱ ط مصر

(۴) باب سوال القاتل حتی یقر والا قرار فی الحدود ۲۴/۳۹ ط بیروت

(۵) باب الامر باحسان الذبح والقتل و تحديد الشفرة ۲/۱۵۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۶) کتاب الصيد والذباح الفصل الاول ص ۳۵۷ ط سعید

(۷) حوالہ بالا ۸/۱۱۵ ط امدادیہ ملتان

مظلوم مقتول حملہ کرنے والے کو بھی قتل کر دے تو ظالم کا خون رائیگاں ہے، مظلوم کا قصاص یا دیت واجب ہے۔

(سوال) شخصے زمین خود بند و بست کرد شخصے دیگر گفت بہ صاحب زمین کہ من ایس بند راستن نہ دہم۔ شخص صاحب زمین گفت بوی یعنی بہ مدعی باطل بیارویم من و تو نزد حکومت یا نزد قاضی تا کہ فیصلہ منتظم پذیرد مگر مدعی باطل قبول نہ نمود پس بعد انکارش صاحب زمین بستن زمین خود شروع کرد آں مدعی باطل بر آشفت و آمد بر آں زمین و یک شخص دیگر ہمراہ و لعن طعن کردن۔ و چند طمانچہ زدند و بعدہ صاحب زمین کار خود گذاشت کہ طرف حکومت می رود و روانہ شد پس پسران مدعی باطل معہ شخصے دیگر رفتند و بزدندش الحاصل این ست کہ صاحب زمین راستند و صاحب زمین ہم پسر مدعی باطل را کشت ازاں دو۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۷ مولوی عبدالرحمان (کاٹھیاواڑ) ۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء۔

(ترجمہ) ایک شخص اپنی زمین کا بند و بست کر رہا تھا ایک دوسرے آدمی نے مالک زمین سے کہا کہ میں بند و بست نہیں کرنے دوں گا۔ مالک زمین نے مدعی باطل سے کہا کہ آؤ ہم تم حاکم کے پاس چلیں اور فیصلہ کرا لیں مگر وہ مدعی باطل اس پر راضی نہ ہوا اور مالک زمین نے بھی اپنی زمین کا بند و بست شروع کر دیا۔ اس پر مدعی باطل آمادہ فساد ہو گیا اور ایک اور آدمی کے ہمراہ مالک زمین سے مار پیٹ شروع کر دی پھر مالک زمین نے اپنا کام چھوڑ کر حاکم کے پاس جانے کا ارادہ کیا اس کے بعد مدعی باطل کے لڑکے اور ایک تیسرا شخص آئے اور مالک زمین کو قتل کر دیا۔

اور مالک زمین نے بھی مدعی باطل کے دو لڑکوں میں سے ایک کو قتل کر دیا۔ اس کا حکم شرع کیا ہے؟

(جواب) (از مولانا عبدالرحمن صاحب) لا علم لنا الا ما علمتنا الخ خون پسر مدعی باطل ہدرو عاظل است و خون صاحب زمین باقی و ثابت است بر تشندہ معین مدعی باطل چنانچہ منقول است در ہدایہ (ترجمہ) مدعی باطل کے لڑکے کا خون ہدرو عاظل (رائیگاں) ہے اور مالک زمین کا خون مدعی باطل کے ان مددگاروں پر باقی و ثابت ہے جو اس قتل میں شریک تھے جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔

در ہدایہ : ومن شہر علی المسلمین فعلیہم ان یقتلوه لقولہ علیہ السلام من شہر علی المسلمین سیفاً فقد اطل دمہ ولانہ باغ فتسقط عصمتہ ببغیہ و فی سرۃ (الجامع الصغیر) ومن شہر علی رجل سلاحاً لیلاً او نہاراً او شہر علیہ عصاً لیلاً فی مصر او نہاراً فی طریق فی غیر مصر فقتلہ المشہور علیہ عمداً فلا شیء علیہ لما بینا وهذا لان السلاح لا یلبث فیحتاج الی دفعہ بالقتل و العصا الصغیرۃ وان کان یلبث ولا کن فی اللیل لا یلحقہ الغوث فیضطر الی دفعہ بالقتل و کذا فی النہار فی غیر المصر فی الطريق لا یلحقہ الغوث فاذا قتله

كان دمه هدراً قالوا فان كان عصا لا تلبث يحتمل ان يكون مثل السلاح عندهما هدايه (۱) باب القصاص والله اعلم

بندہ عبد الرحمن ابن رمضان بلوچ باہوئی تابع ایران۔ سند یافتہ از مولانا برکات احمد ٹوٹکی۔
(جواب ۱۸۲) (از حضرت مفتی اعظم) ہاں عین حملہ کی حالت میں اگر مظلوم نے حملہ کرنے والے ظالم کو قتل کر دیا تو ظالم مقتول کا خون ہدر ہوتا ہے اور مظلوم کے خون کا قصاص یا دیت (جیسی صورت ہو) واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

استاذ کے جائز ڈرانے دھمکانے سے بچہ جان دیدے تو استاذ پر گناہ نہیں!
(سوال) اگر کوئی نابالغ بچہ کسی مرئی استاد یا آقا کے خوف و دہشت یا ڈرانے دھمکانے سے یکایک خوف زدہ ہو کر جان دیدے یا خود کشی کرے یا فرار ہونے کی نیت سے نکل جائے اور راستہ میں لقمہ اجل بن جائے تو اس کا عذاب کس پر عائد ہوگا جب کہ مرئی یا آقا کی نیت اس کی فلاح و بہبودی کی ہو اگر یہ گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیا اور اگر ناہوگا آیا ڈرانے دھمکانے والے اس سے مستثنیٰ ہوں گے؟ المستفتی نمبر ۱۶۸۶ محمد مظہر الدین صاحب (امبا) ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۸۳) اگر مرئی استاد آقا نے بچہ کو جائز حدود کے اندر تنبیہ کی ڈرایا دھمکایا مارا اور بچہ نے خوفزدہ ہو کر جان دیدی یا بھاگا اور اس میں لقمہ اجل ہو گیا تو اس کا گناہ اس مرئی استاد و آقا پر نہ ہوگا (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

پانچواں باب قتل اور خود کشی

قاتل غیر اسلامی حکومت کے فیصلہ پر دس سال سزا کاٹ کر آزاد ہو جائے تو گناہ سے بری الذمہ سمجھا جائے گا یا ورنہ کو خون بہا دینا ہوگا!
(سوال) ایک شخص جو ایک مسلمان کو بے گناہ قتل کرنے کے جرم میں از روئے تعزیرات ہند انگریزی فیصلہ عدالت کے مطابق سات یا دس سال قید بھگت چکا ہو کیا شرعاً بھی اس کے لئے یہی سزا کافی سمجھی جائے گی۔؟

(۱) باب ما یوجب القصاص وما لا یوجبه ۵۶۷/۴ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
(۲) فضرر التادیب مقید لانه مباح و ضرب التعلیم لانه واجب و محله فی الضرب المعتاد (الدر المختار مع رد المحتار فصل فی الفعلین ۵۶۶/۶ ط سعید)

اور کیا وہ شخص مقتول کے وارثوں کو خون کا معاوضہ دیئے بغیر اس گناہ سے بری الذمہ سمجھا جائے گا اور اگر مذکورہ بالا سزا قاتل کے حق میں شرعی سزا نہ سمجھی جائے اور نہ ہی مقتول کے وارثوں کو خون کا معاوضہ دیا گیا ہو تو ایسی حالت میں وہ شخص (قاتل) امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶ سید شاہ محمود۔ کراچی۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۷/ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب) (از نائب مفتی) اگر درحقیقت یہ شخص قتل کے جرم کا مرتکب ہے تو مقتول کے ورثہ کا حق قصاص کا یا دیات یعنی خون کا معاوضہ مالی ہو گا اور یہ سزا امر قوم کافی نہ ہوگی (۱) لہذا یہ شخص جب تک کہ ورثہ کے لئے حق خون کا ادا نہیں کرے گا یا معافی نہیں مانگے گا اور توبہ نہیں کرے گا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ (۲) فقط واللہ اعلم۔

اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ

الجواب صحیح۔ بندہ محمد یوسف عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جواب صحیح ہے مگر کسی شخص کو قاتل قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اقرار کرے یا کسی باقاعدہ شرعی عدالت میں اس کے اوپر شہادت شرعیہ سے جرم قتل ثابت ہو گیا ہو (۲) اور اگر یہ صورت نہ ہو تو عام مسلمانوں کو اس امر کا یقین کرنا کہ فلاں شخص قاتل ہے اور اس کے ساتھ قتل کی طرح معاملات کرنا درست نہیں۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ، دہلی

کیا قومی مفاد کے لئے خود کشتی گناہ کبیرہ ہے.....؟

(سوال) زید نے قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو بندوق چاقویاز ہر سے یا اپنی جان کو بھوک اور پیاس میں رک کر ہلاک کرنے کا ارادہ کیا یہ فعل عدا ہے کیونکہ لوگ اس کو روکتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا کیا ایسے شخص کو مرنے کے بعد شہید کہا جائے گا؟ المستفتی نمبر ۵۵۲ مولانا ابو الوفاق (ضلع ہزارہ) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۸۵) جو فعل براہ راست قتل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے اپنا گلا کاٹ لیا یا پیٹ پھاڑ ڈالا یا بندوق یا پستول سے گولی مار لی یا خود کو کنویں میں گرادیا یا تنور میں کود پڑا یہ تو خود کشتی ہے اور

(۱) وموجبہ القود عیناً فلا یصیر مالاً الا بالتراضی (تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار: کتاب الجنایات ۵۲۹/۶ ط سعید)

(۲) و تکرہ امامہ عبد و اعرابی و فاسق (تنویر الابصار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله: وفاسق) من الفسق وهو الخروج من الاستقامة و لعل المراد به من یر تکب الکبائر، کشارب الخمر والزانی و آکل الربوا و نحو ذلك (باب الامامة ۵۶۰/۱ ط سعید)

(۳) والطریق فیما یرجع الی حقوق العباد المحضہ عبارة عن الدعوی والحجة، وهي اما بالبینة او الاقرار (رد المحتار: مطلب الحكم الفعلي ۳۵۴/۵ ط سعید)

یقیناً گناہ کبیرہ ہے (۱) اور جو فعل کہ براہ راست قتل نہیں ہے بلکہ مفضی الی القتل ہو سکتا ہے مثلاً تنہا ہزاروں دشمنوں پر حملہ کر دیا ان کی صفوں میں گھس گیا یا کھانا ترک کر دیا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ ہوگا کھانا نہ کھاؤں گا ایسے افعال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں یعنی ان کو علی الاطلاق خودکشی قرار دینا اور بہر صورت حرام اور گناہ کہہ دینا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ

خودکشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورثہ صدقہ واستغفار کریں۔

(سوال) ایک شخص نے عدا اپنے نفس کو بذریعہ بندوق ہلاک کر دیا اور پوسٹ مارٹم ہونے کے بعد دفن ہوا۔ چونکہ آیت کریمہ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ الْبَالِحُ (۳) ہے اور دوسری جگہ فرمایا وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَاعْدَلَهُ عَذَابًا أَلِيمًا (۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ عذاب میں مبتلا ہوگا اب اس کی تلافی کے لئے اس کے پسماندگان کیا کریں؟ المستفتی نمبر ۸۹۳ نواب لئیق احمد خاں۔ پانی پت ۶ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۶) دوسری آیت کا مضمون اس شخص پر عائد نہیں ہوتا جس نے خودکشی کر کے اپنی جان کو ضائع کر دیا تاہم خودکشی ایک گناہ اور سخت گناہ ہے (۵) اور اب متوفی کے وارث اس کی مغفرت کے لئے استغفار اور صدقہ ہی کر سکتے ہیں ان کے اختیار میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے اس کے لئے دعائے مغفرت کریں حق تعالیٰ غفار و رحیم ہے اور جو ممکن ہو صدقہ کر کے ایصال ثواب کریں (۶) لیکن صدقہ ترکہ مشترکہ میں سے نہ کیا جائے اور اس کام کے لئے قرض بھی نہ لیا جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ومن قتل نفسه ولو عمداً يغسل ويصلى عليه به يفتى وان كان اعظم وزراً من قاتل غيره (تنوير و شرحه) قال المحقق في الشاميه (قوله به يفتى) لانه فاسق غير ساع في الارض بالفساد وان كان باغياً على نفسه كسائر فساق المسلمين (مطلب في صلوة الجنازہ ۲/۲۱۱ ط سعید)

(۲) بنی اسرائیل : ۳۳

(۳) النساء : ۹۳

(۴) لكن ذكر في شرح السير : انه لا باس ان يحمل الرجل وحده وان ظن انه يقتل اذا كان يصنع شيئاً بقتل او بجرح او بهرم فقد فعل ذلك جماعة من الصحابة بين يدي رسول الله ﷺ يوم احد و مدحهم (رد المحتار) مطلب اذا علم انه يقتل يجوز له ان يقاتل ۴/۱۲۷ ط سعید قال النبي ﷺ : انما الاعمال بالنيات وانما لامرء ما نوى (الحديث) (صحيح البخارى) باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ ۲/۱ ط قديمي كتب خانہ کراچی

(۵) ومن قتل نفسه ولو عمداً يغسل ويصلى عليه به يفتى وان كان اعظم وزراً من قاتل غيره (تنوير و شرحه) قال المحقق في الشاميه (قوله : وبه يفتى) لانه فاسق غير ساع في الارض بالفساد وان كان باغياً على نفسه كسائر فساق المسلمين (مطلب في صلوة الجنازہ ۲/۲۱۱ ط سعید)

(۶) صرح علمائنا في باب الحج عن الغير : بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوماً او صدقة او غيرها (رد المحتار) مطلب في القراءة للميت واهداء ثوابها له ۲/۲۴۳ ط سعید

قاتل جرم قتل پر پھانسی دی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے!
(سوال) متعلقہ توبہ قاتل

(جواب ۱۸۷) اگر قاتل کو اس کے جرم قتل میں پھانسی دی جائے اور پھانسی پانے والا پھانسی سے پہلے توبہ بھی کر لے تو امید ہے کہ وہ آخرت میں نجات کا مستحق ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذہلی

چھٹا باب سرقہ

چوری کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے۔

(سوال) ایک سیٹھ جس کا بیوپار پردیس میں ہے اس کے ہاں دو نوکر ہیں زید اور بکر سیٹھ کی دکان سے زید اور بکر نے مل کر پوشیدہ طریقہ پر روپیہ چوری کیا زید اپنی مدت ملازمت پوری ہونے پر روپیہ ساتھ لیکر وطن کی طرف روانہ ہوا راستے میں بمبئی ٹھہرا اور وہاں کسی دوکان پر چورایا ہوا روپیہ اپنے نام پر رکھنا چاہا شبہ ہونے پر اس سے روپیہ کی بابت سوال کئے گئے آخر اس نے قبول کیا کہ ایک تھائی روپیہ خود نے اور باقی روپیہ بکر نے سیٹھ کی دکان سے چرایا ہے بکر اس بات کا قطعی انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سراسر الزام ہے فی الحال وہ روپیہ سیٹھ کے پاس ہے اور وہ ایسا روپیہ کسی کار خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے از روئے شریعت ایسا روپیہ کن کن کاموں میں صرف کیا جاسکتا ہے اگر مسلمان میت خانہ تیار کرنے میں صرف کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۶ حاجی رحمت اللہ (بانٹوال کاٹھیاواڑ) ۷ ارنیٹ الاول ۱۳۵۳ مطابق ۳۰ جون ۱۹۳۲ء

(جواب ۱۸۸) جس قدر روپے کا زید نے اقرار کیا ہے کہ اس نے سیٹھ کی دکان سے چورایا ہے اس قدر روپیہ سیٹھ کی ملک ہے اور سیٹھ اس کو جس کام میں چاہے صرف کر سکتا ہے میت خانہ بنانے میں بھی صرف ہو سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایضاً.....

(سوال) جواب فتویٰ ملا۔ شکریہ بکر کو اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اس نے سیٹھ کی دکان سے روپیہ چرایا

(۱) لا تصح توبۃ القاتل حتی یسلم نفسه للقود (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله) لا تصح توبۃ القاتل ای لا تکفیه التوبۃ وحدها قال فی تبیین المحارم واعلم ان توبۃ القاتل لا تكون بالا ستغفار والندامة فقط بل یتوقف علی رضا اولیاء المقتول بان کان القتل عمدا لا بدان یمکنهم من القصاص منه (فصل فيما یوجب القود وما لا یوجبہ ۵۴۹/۶ ط سعید)

(۲) واذا قطع السارق و العین قائمة فی یدہ ردت علی صاحبها لبقائها علی ملکہ کذا فی الہدایۃ (عالمگیریہ الفصل الرابع فی کیفۃ القطع واثباتہ ۱۸۴/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

مگر چونکہ زید اس بات کی کہ اس نے چرایا ہے گواہی دیتا ہے اور بحر خود یہ منظوری دیتا ہے کہ دو تہائی چوری شدہ روپیہ (جو زید کہتا ہے کہ بحر نے چرایا ہے) کے لئے سیٹھ کو حق ہے چاہے جس طور پر استعمال کرے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بحر نے چرایا ضرور ہے مگر خود کو الزام سے بری رکھنے کے لئے انکار کرتا ہے فی الحال وہ دو تہائی چوری کردہ روپیہ بھی سیٹھ کے پاس ہے اور ایسی حالت میں جب کہ مشکوک بحر نے سیٹھ کو حق دیا ہے روپیہ کس طور پر استعمال کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۳۵۷ حاجی رحمت اللہ (بانٹوال کاٹھیاواڑ)

(جواب ۱۸۹) جب بحر اس دو تہائی روپیہ کی بابت خود مدعی نہیں یعنی اپنی ملک ہونا بیان نہیں کرتا تو گویا زید اور بحر دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ وہ روپیہ سیٹھ کی ملک ہے گو اس کے حاصل کرنے کی صورت میں باہم اختلاف ہے اس لئے وہ روپیہ بھی سیٹھ کی ملک ہے اور سیٹھ کو اس کے خرچ کرنے کا بھی اختیار ہے خواہ اپنے صرف میں لائے یا کسی کار خیر میں صرف کر دے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسروقہ مال مالک کو واپس کرنا یا اس سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے! (سوال) زید نے ڈاکہ اور چوریاں کیں جن لوگوں کا مال کھایا اب تک وہ لوگ یا ان کی اولادیں زندہ ہیں ان لوگوں سے مال مسروقہ خوردہ بخشوایا نہیں ایسی ہی سوکھی توبہ کی ہے تو کیا ایسی توبہ شرعاً مقبول ہے؟ ڈاکہ زن کا زور جب ڈاکہ اور چوری پر نہ ہو سکے بوجہ مجبوری توبہ کرے اور پیری مریدی کرے تو ایسا آدمی قابل بیعت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۱۴ فقیر محمد (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۹۰) جن لوگوں کا مال ڈاکہ اور چوری سے لیا ہے ان کا مال واپس کرنا یا ان سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے توبہ تو ہر وقت لازم ہے اگر طاقت کے وقت توفیق نہیں ہوتی تو جس وقت ممکن ہو اسی وقت کرے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بغیر اجازت سے کاٹی ہوئی سرکاری جنگلات کی لکڑیوں کا خریدنا درست نہیں۔ (سوال) زید ایک ریاست کا باشندہ ہے اور یہ ریاست مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کرتی ہے اور ہر طرح مذہبی آزادی دے رکھی ہے اس حالت میں زید سرکاری جنگلات کی ان لکڑیوں کو جن کا کاٹنا اور فروخت کرنا قانوناً ممنوع ہے چوروں سے کم قیمت پر خرید کر بیوپار کرتا ہے تو کیا اس قسم کی چوری کا مال

(۱) حوالہ بالا

(۲) وقسم یحتاج الی الراد وهو حق الادمی والراد مافی الدنیا بالا ستحلال او رد العین او بذلہ (مرقاۃ المفاتیح: باب الكبائر و علامات النفاق ۱/۲۲۱ ط امدادیہ ملتان)

خفیہ طریقہ سے خرید کر تجارت کرنا جائز ہے؟ اور کیا ایسی چوری کے مال کے تاجر کی امامت جائز ہے؟
المستفتی نمبر ۲۰۲۳ مفتی رکن الدین صاحب (میسور) ۱۱ رمضان ۱۴۳۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۹۱) قانونی چوری سے بچنا ناموس و حفاظت عزت کے لئے لازم ہے جو لوگ چوری سے
لکڑیاں کاٹ لاتے ہیں وہ سرکاری قانونی مجرم ہیں اور اگر وہ جنگل خود رو اور مباح الاصل نہ ہوں تو شرعی
جرم بھی ہے (۱) پس ایسی مشتبہ مال کو خریدنا درست نہیں (۲) تاہم کسی شخص خاص پر فرد جرم عائد کرنے
کے لئے بہت باتوں کی تحقیقات لازم ہوگی اس کے بعد کہیں امامت کے جواز یا عدم جواز کا معاملہ سامنے
آئے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

شرکاء سے چوری چھپے شرکت کا مال بچنے والے سے خریدنا جائز نہیں۔
(سوال) تین بھائی ہندو آپس میں شریک ہیں بڑا بھائی اہل در باہر کا مالک ہے چھوٹے بھائی نے اپنے
دونوں بھائیوں سے چھپا کر اٹھارہ روپے کی سرسوں بدست حافظ عبدالرحمن فروخت کر دی بعد خریدنے
کے حافظ صاحب موصوف کو خیال ہوا کہ یہ چوری کا مال ہے ہم پیسے بھی خرچ کریں اور پھر بھی حرام
کھائیں اب اس سے واپسی کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ ہمارے دونوں بھائی بھی ہم سے پوشیدہ طور پر
فروخت کرتے ہیں ہم نے بھی اپنا مال سمجھ کر فروخت کیا ہے یہ چوری نہیں ہے اب اگر اس سے زیادہ
اصرار واپسی پر کیا جاوے تو اس شرط سے واپس ہوگا کہ ہمارے ہی مکان پر کسی دوسرے بٹے کے ہاتھ
پوشیدہ طور سے فروخت کرے گا جب ہمارا روپیہ وصول ہوگا۔ المستفتی مولوی عبدالرؤف خان۔
جگن پور

(جواب ۱۹۲) اگر اس بات کا علم ہو کہ یہ شخص شرکت کا مال چوری سے پھتا ہے اور رقم خود اڑا لیتا ہے
تو خریدنا ناجائز ہے اور خرید اہوا مال واپس کرنا ضروری ہے اگر وہ واپس نہ کڑے تو اس سے کہا جائے کہ ہم
تیرے شرکاء سے کہہ کر واپس کرائیں گے اس مال کو لینا اور خود اس کی بیع کرنا یا اپنے کام میں لانا جائز
نہیں (۳) نیز اس کو موقع دینا کہ وہ خریدار کے مکان میں چوری سے بیع کرے ناجائز ہے (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(۱) اما ان يكون ضررها بذي المال او به وبعمامة المسلمين فالاول يسمى بالسرقه الصغرى والثاني
بالكبرى..... اي لان المعتر في كل منهما اخذ المال خفية لكن الخفية في الصغرى هي الخفية عن عين المالك
و من يقوم مقامه كالمودع المستعير وفي الكبرى عن عين الامام الملتزم حفظ طرق المسلمين و بلادهم
ردالمحتار: كتاب السرقه ۸۲/۴ ط سعید

(۲) الحرام ينتقل (الدرالمختار) قال المحقق في الشامية: اي تنتقل حرمة وان تداولته الا يدي وتبدل الاملاك
(باب المبيع الفاسد ۹۸/۵ ط سعید)

(۳) مرجع سابق

(۴) قال الله تعالى: "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان" (المائدة: ۲)

ساتواں باب بدکاری وزنا

محرم عورت سے زنا کرنے والا فاسق ہے، ایسے شخص سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے۔
(سوال) کوئی شخص اپنی محرمات یعنی بہن اور ماں اور خالہ وغیرہ سے مرتکب زنا ہو رہا ہے ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے کافر ہو گیا ہے یا مسلمان رہا؟ اس کے ذمہ کس درجہ کا گناہ ہے؟

(۲) ایک شخص ایک فاحشہ عورت سے مرتکب زنا ہے یعنی رنڈی سے۔ اس رنڈی کی ایک لڑکی ہے نہیں معلوم کہ اس شخص کے نطفے سے ہے یا اور کسی شخص کے نطفے سے۔ غرض کہ شخص مذکور رنڈی مذکورہ سے بھی اور اس کی بیٹی سے بھی مرتکب زنا ہے اس زانی کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا

(جواب ۱۹۳) گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا فاسق ہوتا ہے ہاں اگر ماں، بہن وغیرہ محرمات کے ساتھ زنا کو حلال بھی سمجھے تو کافر ہو جائے گا^(۱) لیکن یہ بات مسلمان کی طرف بلا کسی قوی دلیل کے منسوب نہیں کر سکتے اسی طرح دوسری صورت کا جواب ہے کہ ان دونوں صورتوں میں زانی مذکور فاسق ہے شریعت محمدیہ میں اس پر حد زنا لازم ہے لیکن اقامت حدود کا زمانہ نہیں ہے^(۲) اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ زجر او تو بیٹا ایسے شخص سے تعلقات اسلام کلام مخالفت وغیرہ ترک کر دیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اور اس کی توبہ کا خلوص قرائن سے معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے مجاہبت قائم رکھیں^(۳) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے، جانور بدکار کے حوالہ کر کے قیمت لی جائے۔
(سوال) ایک شخص نے ایک گائے اور ایک بکری سے زنا کیا اب اس گائے اور بکری کو کیا کیا جائے ان سے نفع حاصل کیا جائے یا نہیں اور زانی کے لئے کیا حکم ہے اور اس حیوان کا تاوان کس کو دینا پڑے گا؟
(جواب ۱۹۴) جس گائے بکری سے زنا کیا گیا اس کو ذبح کر ڈالنا چاہئے اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں اور زانی کو صرف زجر و توبہ کی جائے۔ ولا یحد بوطی بهیمة بل یعزر و تذبح ثم تحرق

(۱) من استحل حراماً قد علم فی دین النبی ﷺ تحریمہ کنکاح المحارم فکافر (رد المحتار) باب زکاة الغنم مطلب استحلال المعصیۃ کفر ۲/۲۹۲ ط سعید

(۲) فیشرط الامام لاستیفاء الحدود (رد المحتار) فصل فیما یوجب القود وما لا یوجبہ ۶/۵۴۹ ط سعید

(۳) فتبین هذا السبب المسوغ للهجر وهو عن صدرت منه معصیۃ علیہا لیکف عنها وقال المهلب غرض البخاری فی هذا الباب: ان یبین صفة الهجران الجائز وانه یتنوع بقدر الجرم فمن کان من اهل العصیان یتستحق الهجران بترك المکالمہ كما فی قصة کعب وصاحبه (فتح الباری بشرح صحیح البخاری) باب ما یجوز عن البحران لمن غصی ۱۰/۴۱۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

و یکره الانتفاع بها حیة و میتة (در مختار) قیمت کا تاوان زانی کے ذمہ ہوگا۔ قال فی الخانیة کان لصاحبها ان يدفعها الیه بالقیمة (رد المحتار) ۱۱ مگر یہ نہیں کہ مالک اپنے جانور کو خود ذبح کر دے اور زانی سے خواہ مخواہ قیمت لے لے اگر خود ذبح کر دے گا تو زانی پر اس کی قیمت دینا واجب نہیں بلکہ جانور کو اس کے حوالے کر کے اس سے قیمت لے لے۔

(جواب دیگر) ثبوت و طی بیہمہ کے لئے اقرار و طی کافی ہے اگر وہ اقرار نہ کرے اور مالک مدعی ہو تو شہادت سے اثبات ضروری ہو گا تاکہ واطی سے قیمت دلوائی جاسکے بیہمہ موطوءہ سے انتفاع مکروہ تحریمی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دار الحرب میں زانی اور زانیہ پر حد جاری نہیں ہو سکتی، ان سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے۔

(سوال) اگر محسن و محسنہ زنا کنند پس ثبوت رجم بحق شاہ بنی برکیست دلیلش چیست نیز صورت ہذا اگر بدار الحرب ہو قوی آمد کہ دریں دیار اجرائے حکم شرعی یک قلم سلب است پس بدیں ہنگام مجبوری علماء دین راجعہ حکم باید داد؟ المستفتی نمبر ۱۱۱۲ محمد عبدالحکیم صاحب (مالدہ) ۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۳۶ء

(ترجمہ) اگر شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو رجم کا ان پر نفاذ کس دلیل پر مبنی ہے؟ اور اگر دار الحرب میں ایسی صورت پیش آئے جہاں احکام شرعیہ کا اجرا ممکن نہیں تو علمائے دین کو کیا حکم نافذ کرنا چاہیے؟

(جواب ۱۹۵) تنفیذ حدود شرعیہ در دار الاسلام باشد۔ در دار الحرب بادشاہ اسلام نیز تنفیذ حدود شرعیہ نمی تواند کرد پس در ہندوستان کہ دار الحرب است امکان اقامت حدود معدوم (۳) علماء امت را لازم کہ زانی و زانیہ را ایں قدر زجر کنند کہ در استطاعت ایشان باشد و مصادم قانون حکومت نبود۔ مثلاً حکم بمقاطعہ کنند یعنی تا وقتیکہ زانی و زانیہ توبہ نکنند کسے با ایشان تعلقات معاشرت ندارد (۴)

(ترجمہ) حدود شرعیہ کی تنفیذ دار الاسلام میں ہو سکتی ہے دار الحرب میں بادشاہ اسلام بھی حدود شرعیہ کا نفاذ نہیں کر سکتا۔ پس ہندوستان جو دار الحرب ہے اس میں اقامت حدود ممکن نہیں ہے علمائے امت پر

(۱) باب الوطاء الذی یوجب الحدو الذی لا یوجبہ مطلب فی وطاء الدابة ۴/ ۲۶ ط سعید

(۲) حوالہ بالا

(۳) وزار الکمال فی دار الاسلام لانہ لاحد بالزنا فی دار الحرب (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار) مطلب الزنا شرعاً لا یختص بما یوجب الحد ۴/ ۵ ط سعید

(۴) قال المہلب غرض البخاری من هذا الباب: ان یبین صفة الهجران الجائر وانه یتنوع بقدر الجرم فمن کان من اهل العصیان یتحقق الهجران بترك المکالمہ کما فی قصۃ کعب وصاحبه (فتح الباری بشرح صحیح البخاری) باب ما یجوز من الهجران لمن عصی ۱۰/ ۱۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

لازم ہے کہ زانی وزانیہ کو اپنی طاقت بھر زجر کریں جو قانون وقت سے متصادم نہ ہو مثلاً مقاطعہ کا حکم دیں یعنی جب تک زانی وزانیہ توبہ نہ کریں اس وقت تک کوئی ان سے میل جول نہ رکھے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کیا زانی اور زانیہ کو قاضی کے فیصلے کے بغیر قتل کرنا جائز ہے؟
(سوال) زید نے اپنی بیوی کو دوسرے شخص سے زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا تو زید زانی وزانیہ کو بلا فیصلہ قاضی قتل کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں کر سکتا تو دونوں کو کیا سزا دی جائے اگر بیوی توبہ کرتی ہے تو کیا جائز ہے کہ توبہ کرنے پر اس کو معافی دے دی جائے؟ المستفتی نمبر ۱۲۷۳ عبدالمحیط خاں صاحب (سندھ) ۱۴ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۹۶) زانی کو اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھ لے تو اس کو خود قتل کرنا نہیں چاہیے کہ یہ قانون کا اپنے ہاتھ میں لینا ہے قاضی کے سامنے پیش کرے لیکن اگر جوش غضب میں خود قتل کر دے تو وہ عند اللہ قتل پر مانو نہ ہو گا ہاں قانوناً مجرم قرار دیا جائے گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھنے والا شخص فاسق ہے اس سے تا وقت توبہ قطع تعلق کیا جائے۔

(سوال) ایک شخص کا اپنے بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق ہے اب اس نے اس الزام سے بچنے کے لئے اس عورت کا نکاح بھی کر دیا ہے مگر شوہر کے پاس نہیں بھیجتا اس کے متعلق مسلمانوں کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے یعنی اس کے ساتھ تعلقات رکھیں یا منقطع کر دیں اور شوہر بھی گناہ گار ہو گیا نہیں کہ وہ جانتے ہوئے بھی نہیں لے جاتا۔ المستفتی نمبر ۱۹۳۵ حافظ غلام حسین صاحب (ریاست جنید) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۷) یہ شخص بدکار ہے جو بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھتا ہے لوگوں کو اس کا بایکاٹ کر دینا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) اختلاف فیمن قتل رجلاً وزعم انه وجد قدزنی با مراته فقال جمهور هم لا يقبل بل يلزمه القصاص الا ان تقوم بذلك بنية او تعترف به ورثة القتل والبينة اربعة من عدول الرجال يشهدون على نفس الزنا ويكون القتل محصناً واما فيما بينه وبين الله تعالى فان كان صادقاً فلا شئ عليه (عمدة القاری للعینی: کتاب التفسیر باب قوله عز وجل والذين يرمون ازواجهم الخ ۷۵/۱۹ ط ادارة الطباعة المنيرية بیروت) (۲) قال المهلب غرض البخاری من هذا الباب ان یبین صفة الهجران الجائز وانه یتنوع بقدر الجرم فمن كان من اهل العصیان یتحقق الهجران بترك المكالمة كما فی قصة كعب و صاحبه (فتح الباری بشرح صحيح البخاری باب ما يجوز من الهجران لمن عصی ۱۰/۴۱۵ ط مكتبة مصطفى مصر)

جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے؟
(سوال) ایک مسلمان بالغ نے ایک شیردار بھینس کے ساتھ زنا کیا ہے اسلامی حکومت ہو تو اس آدمی کو کیا سزا دی جائے اور اس بھینس کو کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد انعام الحق دہلی کینٹ ۸ رمضان ۱۳۵۶ھ

(جواب ۱۹۸) بھینس کے ساتھ حرام کاری کرنے والا گناہ گار ہے جانور تو غیر مکلف اور بے سمجھ ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے ہاں اس خیال سے کہ لوگ اس جانور کو دیکھ کر یہ کہا کریں گے کہ اس کے ساتھ فلاں شخص نے برا کام کیا تھا تو اس برے کام کا ذکر باقی رہے گا اس جانور کو ذبح کر کے دفن کر دینے کا حکم کیا گیا ہے، جانور کا مالک کوئی اور ہے تو اسکو پوری قیمت حرام کار سے دلوائی جائے گی اور یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنے جانور کو کام میں لاتا رہے گا (۱) حرام کار کو تعزیر کی جائے گی انگریزی حکومت میں تعزیر یہی ہو سکتی ہے کہ اس سے میل جول اور کھانا پینا بند کر دیا جائے یعنی لوگ اس کو کھانے میں شریک نہ کریں (۲)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ساس سے زنا کے اقرار سے بیوی حرام ہو جاتی ہے۔

(سوال) کالو نے مولوی محمد سعید سے کہا کہ مجھے معافی دو۔ مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ ہے کی معافی دوں؟ کالو نے کہا مجھے جو الزام لگایا ہوا ہے کہ میں نے ساس سے زنا کیا وہ جرم مجھ سے واقعی ہوا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں مجھے مسلمان کرو بعد ازاں اس نے تین بار کہا کہ راجو (منکوہ کالو) میری ماں بہن، مولوی صاحب نے کہا تین طلاق دے پھر کالو نے تین بار طلاق طلاق کہہ دیا۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۰ معرفت مولوی محمد انور پنجابی۔ ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۹) اقرار زنا سے ثبوت زنا کے لئے یہ شرط ہے کہ اقرار مجلس قاضی میں ہو اور مقرر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے مجلس قضا کے باہر اقرار ہو تو وہ معتبر نہیں اور اقرار پر شہادت مقبول نہیں۔ ولا يعتبر اقراره عند غير القاضي ممن لا ولاية له في اقامة الحدود ولو كان اربع مرات حتى لا تقبل الشهادة عليه بذلك كذلك في التبين ولا بدان يكون الاقرار صريحاً (عالمگیری) (۳) والاقرار ان يقر البالغ العاقل على نفسه بالزنا اربع مرات في اربعة مجالس المقر كذا في الهداية (عالمگیری) (۴) لیکن اقرار زنا کے لئے یہ شرائط ثبوت حد زنا کے لئے ہیں اور حرمت زوجہ یا ثبوت حرمت مصاہرہ کے لئے یہ شرائط نہیں ہیں بلکہ وہ ایک مرتبہ کے

(۱) ولا یحد بوطء بهیمة بل یعزر و تذبح ثم تحرق (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ: (قوله و تذبح ثم تحرق) ای لقطع امتداد التحدث به كلما رؤیت و لیس بواجب فان كانت الدابة لغير الواطی يطالب صاحبها ان يدفعها اليه بالقيمة ثم تذبح هكذا قالوا ولا يعرف ذلك الا سماعاً فيحمل عليه (باب الوطء الذي يوجب الحدود الذي لا يوجبها) مطلب فی وطء الدابة ۲۶/۴ ط سعید

(۲) فتح الباری لابن حجر المرجع السابق ۱۵/۱۰ ط مصر

(۳) (عالمگیری) الباب الثانی فی الزنا ۱۴۳/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) الباب الثانی فی الزنا ۱۴۴/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

اقرار سے بھی ثابت ہو جائے گی اور اس کے لئے مجلس قضا بھی شرط نہیں۔ قیل لرجل ما فعلت بام
امراتک قال جامعته قال ثبت حرمة المصاهرة قیل ان کان السائل والمسئول هازلین
قال لا يتفاوت ولا يصدق انه كذب كذا فی المحيط (عالمگیری ص ۹۲۴ ج ۱) (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

آٹھواں باب متفرقات

بے گناہ پر تہمت زنا لگانے والے مجرم ہیں / گناہ گار ہیں۔
(سوال) یہاں گو آ میں ایک افسوسناک واقعہ درپیش ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک جنازہ
گورستان پہنچنے پر بوقت نماز جنازہ شیخ یعقوب نامی ایک شخص نے جملہ حاضرین کے روبرو یہ اعلان کیا کہ
حاضرین میں سے ایک شخص بنام شیخ حسین زانی ہے اس لئے اگر وہ شخص نماز جنازہ میں شریک ہو تو ہم
نماز میں شریک نہ ہوں گے حاضرین میں سے اس کا ثبوت شیخ یعقوب سے طلب کرنے پر اس نے جواب
یہ دیا کہ قاضی محمود صاحب (جو اس وقت حاضرین میں شریک نہیں تھے) نے چار اشخاص کے روبرو
مذکور شیخ حسین زانی ہے ایسا کہا تھا ان چار اشخاص میں سے جو تین حاضرین میں شریک تھے ان سے
دریافت کئے جانے پر انہوں نے اس کی تائید کی اس پر شیخ حسین نے یہ ظاہر کیا کہ یہ لوگ ذاتی
اختلافات کی بنا پر مجھ پر یہ جھوٹا الزام عائد کر رہے ہیں آخر الامر جب طرفین میں سخت گفتگو شروع ہوئی
تو جھگڑے کا اندیشہ ہونے پر حاضرین نے شیخ حسین کو آئندہ فیصلہ تک صبر اختیار کرنے کے لئے
سمجھوتہ کرتے ہوئے اور تسلی دیتے ہوئے نماز جنازہ میں شریک ہونے سے روکا۔

بعد ازاں جب قاضی محمود صاحب سے دریافت کیا گیا کہ آیا انہوں نے مذکور شیخ حسین کو کبھی
زانی کہا تھا مگر جناب قاضی صاحب نے صاف طور پر انکار کئے کہ میں مذکور شخص کو کبھی ہرگز زانی نہیں
کہتا ہوں اس امر سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ شیخ یعقوب اور مذکورہ بالا گواہوں نے شیخ حسین کو تمام مسلمانوں
میں بدنام و رسوا کرنے کے لئے یہ جھوٹا الزام بذات خود اپنی ہی طرف سے اس پر عائد کئے ہیں جس کی
کوئی اصل یا تصدیق ثابت نہیں ہے۔

اور مدعی شیخ حسین جماعت المسلمین سے اس انصاف کا خواستگار ہے اس صورت میں اول
دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور شیخ یعقوب اور اس کی تائید کرنے والے تین اشخاص کے اس طرح
جھوٹے الزام کے عائد کرنے کے جرم میں ان کے ساتھ شرعی قانون سے کیا کیا جائے؟

ثانیاً امر دریافت طلب یہ ہے کہ مذکورہ اعلان پر شیخ حسین کو نماز جنازہ سے روکنا شرعی قانون سے کہاں تک درست ہو سکتا ہے چونکہ یہ فیصلہ آنجناب کے امر مبارک پر منحصر اور ملتوی رکھا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایک عجیب کشمکش پیدا ہوئی ہے تمام مسلمان آنجناب کے امر کے لئے سخت منتظر ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۴۸ شیخ ابراہیم شیخ محمود مجاور، نواگوا۔ ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) اگر کوئی شخص زانی بھی ہو جب بھی وہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یہ حکم نہیں ہے کہ زانی نماز میں شریک نہ ہو یا زانی شریک ہو جائے تو اور لوگ شریک نہ ہوں یہ بات جس نے کہی اس نے شریعت کا حکم صحیح نہیں بتایا شیخ حسین کو جماعت کے روبرو زانی بتانے سے شیخ حسین کی بے عزتی ہوئی اور جب کہ قاضی محمود نے انکار کر دیا کہ میں نے نہیں کہا تھا تو الزام بھی بے بنیاد اور بے اصل ثابت ہو گیا اب جماعت کے ان چاروں آدمیوں کو شیخ حسین سے معافی مانگنی چاہیے ورنہ جماعت کو چاہیے کہ وہ اعلان کر دے کہ شیخ حسین پر الزام زنا کا ثبوت نہیں ہوا اور یہ چاروں آدمی قوم کے سامنے شیخ حسین کے مجرم ہیں جب تک معافی نہ مانگیں ان کی کوئی بات قبول نہ ہوگی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

www.ahlehaq.org

(۱) وهو (حد القذف) لغة الرمي و شرعاً: الرمي بالزنا وهو من الكبائر (الدر المختار مع رد المحتار ۴/۳۴ ط سعید) وفي المرقاة: قسم يغفر بالتوبة وبدونها تحت المشيه وهو الكبائر من حق الله تعالى و قسم يحتاج الى التراد وهو حق الآدمي والتراد اما في الدنيا بالاستحلال اورد العين او بدله (مرقاة المفاتيح بشرح مشكوة المصابيح باب الكبائر ۱/۱۲۱ ط امداديه ملتان)

کتاب الاکراه والا ضرار

www.ahlehaq.org

پہلا باب

مجبوری میں ارتکاب کفر

حالت اکراه میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔

(سوال) کوئی مسلمان بوقت اکراه واضطرار بذریعہ شرک و کفر اپنی جان بچا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵ مولوی محمد حسن صاحب لاکل پور۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ جولاء ۱۹۳۳ء

(جواب) (از مولوی عبدالحلیم شاہ) قانون محمدی کی رو سے بوقت مجبوری شرک و کفر کے مرتکب ہونے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل مطمئن ہو۔ ملاحظہ ہو آیت من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا ما اکرہ و قلبہ مطمئن بالايمان (۱) (سورۃ نحل) شرک و کفر از قسم حرام ہے اور حرام سے بچنا چاہیئے مگر حالت اضطرار میں رخصت ہے ملاحظہ ہو آیت وقد فصل لكم ما حرم عليكم الا ما اضطررتم اليه (سورۃ انعام) بخاری شریف (۲) ص ۱۰۲۶ جلد ۲ میں ہے کہ مجبور ضعیف ہوتا ہے؟ اپنے ضعف کے باعث امر الہی کو ترک کرتا ہے (یعنی حرام کا مرتکب ہوتا ہے) لہذا ضعیف کو اللہ تعالیٰ نے معذور فرمایا ہے۔ مرقاۃ (۲) شرح مشکوٰۃ ص ۱۱۱ ج ۱ میں ہے کہ اما باعتبار اصل الجواز فيجوز لـ ان يتلفظ وان يفعل ما يقتضى الكفر كسب الاسلام و سجود الصنم اذا هدد ولو بنحو ضرب شديد واخذ مال له وقع كما افاد ذلك قوله تعالى من كفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالايمان الآیۃ یعنی اگر کسی شخص کو دھمکی دی جائے اگرچہ ضرب شدید اخذ مال کی ہو تو اس کے لئے کلمہ کفر کا تلفظ اور ایسے کام کا ارتکاب کہ جس سے کفر لازم آتا ہو جیسے کہ اسلام کو گالی دینا یا بت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول من کفر باللہ من بعد ایمانہ سے بھڑکی بات ثابت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ احقر عبدالحلیم شاہ۔ مقام بدھوانہ ڈاکخانہ قائم بھروان ضلع جھنگ

(جواب ۲۰۱) (از حضرت مفتی اعظم) محرمات شرعیہ کئی قسم کے ہیں ان میں سے بعض تو اکراه اضطرار میں جائز ہو جاتے ہیں اس طرح کہ اگر ان کو کام میں نہ لائے اور ہلاک ہو جائے تو گناہ گار ہو جیسے خنزیر یا میت کو بوقت اضطرار یا اکراه استعمال کرنا کہ اگر استعمال نہ کرے اور اپنے نفس کو ہلاک ہو جانے

(۱) النحل: ۱۰۶

(۲) قال ابو عبد اللہ فعذر اللہ المستضعفين الذين لا يمتنعون من ترك ما امر اللہ به والمکرہ لا يكون الا مستضعف غیر ممتنع من فعل ما امر به (صحیح البخاری: باب قول اللہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالايمان ۲/۱۰۲۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) باب الكبائر ۱/۱۳۱ ط امدادیہ ملتان

ے تو گناہ گار ہو۔ دوسری قسم وہ کہ اگر ان کو استعمال کر لے تو مباح ہو یعنی مواخذہ نہ ہو اور استعمال نہ رہے اور جان دے دے تو موجب اجر و ثواب ہو جیسے کلمہ کفر کہنے یا بت کو سجدہ کرنے پر مجبور کیا جائے تو نرطیکہ دل میں ایمان قائم رہے اور سجدہ میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی نیت کر لے کلمہ کفر زبان سے نہ دینا اور بت کے سامنے سجدہ کر لینا مباح ہو جاتا ہے لیکن اگر انکار کر دے اور قتل کر دیا جائے یا کوئی عضو کاٹ دیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے تیسری قسم وہ ہے جو کسی حال میں مباح نہیں ہوتی، جیسے کسی پر ن کا اکراہ کیا جائے کہ اپنے باپ یا بیٹے یا بیوی کو یا اور کسی محقق الدم انسان کو قتل کر دے تو اس کو ہرگز باح نہیں کہ اس کو قتل کر دے بلکہ اکراہ پر صبر کرے خواہ خود قتل کر دیا جائے قرآن مجید کی آیت ۱۷ من اکره دوسری قسم کے متعلق ہے اور فمن اضطر غیر باغ ولا عاد پہلی قسم کے متعلق ہے ان دونوں میں ایک جان (مکرہ) بچانے کیلئے شریعت مقدسہ نے امور کی اجازت دے دی ہے مگر تیسری قسم میں ایک جان بچانے کے لئے دوسری جان کو ہلاک کرنا لازم ہوتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

الت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے۔

(سوال) جب کسی تنہا مسلمان کو کفار گھیر لیں اور سر پر تلوار لے کر کھڑے ہو جائیں کہ کلمات کفر و رک زبان سے کہہ دو ورنہ ہم تجھے جان سے مار ڈالیں گے اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے دل کو ایمان قائم رکھ کر انکا کہا کر دے تو کیا وہ شرعاً کافر و مشرک ہو جائے گا بدلیل آیت الامن اکره و قلبہ مطمئن بالايمان اور بدلیل عبارت در مختار و رد المحتار جلد دوم کتاب الاکراہ ص ۹۲ و ۹۳ اور بحر الرائق لد پنجم احکام المرتدین۔ و تفاسیر وغیرہ المستفتی نمبر محمد اسحق دیوبندی ۵ / رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۰۲) ہاں اضطرار کی حالت میں زبان سے کلمہ کفر و شرک کہہ دینے کی رخصت ہے دل مطمئن بالايمان رہے صرف زبان سے کلمہ کفر و شرک ادا کر دیا جائے تو متلفظ کافر نہیں ہوتا اور نہ کہے اور راجائے تو یہ عزیمت ہے اور اس میں زیادہ ثواب اور شہادت کا اجر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(۱) فان اکره علی اکل میتة او دم او لحم خنزیر او شرب خمر (تنویر الابصار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله) فان لره علی اکل میتة) الاکراہ علی المعاصی انواع، نوع یرخص فعله و یثاب علی ترکہ کا جراء کلمة الکفر و شتم جی ﷺ و ترک الصلوة و کل ماثبت بالکتاب، و قسم یحرم فعله و یاثم باتیانہ کقتل مسلم او قطع عضوه و ضربہ رباً متلفاً او شتمه او اذیتہ والزنا، و قسم یباح فعله و یاثم ترکہ کالخمر و ما ذکر معہ (رد المحتار) کتاب اکراہ ۶/۱۳۳ ط سعید

(۲) وان اکره علی الکفر باللہ تعالیٰ و سب النبی ﷺ مجمع وقد وری یقطع او قتل رخص له، ان یطهر ما امر به علی مانہ ویودی و قلبہ مطمئن بالايمان ویؤجر لو صبر (تنویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ ای یؤجر اجر شہداء (کتاب الاکراہ ۶/۱۳۴، ۱۳۵ ط سعید)

الجواب صواب۔ عبدالغفور غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب صواب۔ خدائش عفی عنہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

حالت اضطرار کے سوا کسی حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں
(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک شخص نے کسی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کیا لیکن حقیقت میں اس
اسلام ترک نہیں کیا ہے صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا اور اسلام کے
ارکان پر عمل پیرا ہے؟

(جواب ۲۰۳) ترک اسلام یا اجرائے کلمہ کفر یا کوئی عمل کفر کرنا حالت اضطرار میں جب کہ جارا
خطرہ ہو جائز ہو جاتا ہے اس کے علاوہ کسی حالت میں جائز نہیں پس اگر شخص مذکور نے کسی اضطرار
حالت میں ایسا کیا ہے اور قلب میں ایمان و ایقان بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے (۱) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دوسرا باب بیچاری میں ارتکاب حرام

حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم

(سوال) سخت تکلیف پر کوئی مدد دینے والا نہ ہو اس وقت مجبوراً سود سے پیسے مارداڑیوں یا دیگر بھوکوں
ذریعے سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۰۰ مولوی محمد عبدالحفیظ (ضلع نیل گیری)
جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۰۴) اضطرار کی حالت میں جب کہ تین فاقے ہو چکے ہوں بقدر سدر مق سودی رقم حاصل
کرنا مباح ہے اس سے زیادہ رقم لینا یا اس سے کم ضرورت میں لینا جائز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) حوالہ بالا

(۲) قال اللہ تعالیٰ: فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ (الآیۃ) قال الحافظ عماد الدین فی تفسیرہ ای فی
بغی ولا عدوان وهو مجاوزۃ الحد ولا ینال الا العلقۃ و یحمل معہ ما ینلغہ الحلال (تفسیر ابن کثیر: البنا
۱۷۳/۱/۲۰۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

مسلمان ماہر معالج بیماری کا علاج شراب میں منحصر بتا دے
تو شراب سے علاج کی اجازت ہے۔

(سوال) اگر انگریزی ڈاکٹر یہ کہے کہ اس بیماری کا علاج سوائے شراب کے اور کوئی نہیں یا کسی بیماری کے متعلق جو کہ خطرناک درجے تک پہنچ گئی ہو انگریزی ڈاکٹر یہ کہے کہ آخری علاج یہ ہے کہ چند قطرے شراب کے دیں تو یہ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۳۹ ابراہیم کادیہ نیلسپر وٹ ایس افریقہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۰۵) شئی حرام نجس کے ساتھ علاج بالشراب کرنے کی اجازت اس شرط سے دی گئی ہے کہ کوئی مسلمان طبیب یا ڈاکٹر یہ کہے کہ بیمار کی شفا اسی میں منحصر ہے اور کوئی اور دوا اس کے لئے مفید نہیں غیر مسلم ڈاکٹر کا قول کافی نہیں۔ يجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذا أخبره طبیب مسلم ان شفاؤه فیہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه وهل يجوز شرب القلیل من الخمر للتداوی فیہ وجهان انتہی مختصراً (رد المحتار) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

كتاب اللقيط و اللقطه

www.ahlehad.org

پہلا باب پڑی ہوئی چیز پانا

ملی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معلوم ہو تو بھی واپس کرنا ضروری ہے۔
(سوال) رگنڈر پر اگر کوئی ایک پیسہ پائے تو اس کو خود اپنے مصرف میں لائے یا مالک کو تلاش کر کے دے دے؟ یہاں ایک مولوی صاحب سے معلوم ہوا کہ ایک پیسہ حلال ہے مالک کو دینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اس سے زیادہ رقم ہو تو مالک کو تلاش کرے۔

المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ صاحب - ضلع غازی پور - یکم شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۶) اگرچہ پائی ہوئی چیز ایک پیسہ ہی ہو اس کے مالک کو تلاش کیا جائے اور اگر مالک مل جائے تو اس کو دے دی جائے ہاں کم قیمت چیز کے مالک کی تلاش زیادہ دنوں تک ضروری نہیں ہے اگر مالک نہ ملے تو پانے والا اگر غریب ہو تو خود خرچ کر سکتا ہے غنی ہو تو کسی فقیر کو دے دے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مالک سے ناامیدی کے بعد ملی ہوئی چیز صدقہ کیا جائے۔
(سوال) دوکان پر جو بیوپاری مال خریدنے کے لئے آتے ہیں اور وہ بازار کا خریدہ ہوا مال لاتے ہیں ان میں سے وہ اکثر چیزیں بھول جاتے ہیں وہ چیزیں امانت کر کے رکھ لی جاتی ہیں یہ بھولی ہوئی چیزیں کب تک امانت کر کے رکھی جائیں اور ان بھولی ہوئی چیزوں کا کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۹ ایچ محمد اسماعیل۔ دہلی ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۷) اگر ان بھولی ہوئی چیزوں کا مالک معلوم ہو تو اسے اطلاع کر دینی ضروری ہے اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو پھر اتنے دنوں تک انہیں محفوظ رکھا جائے جتنے دن مالک کو اس کی تلاش و فکر رہنے کا ظن غالب ہو اور پھر اس کے بعد ان اشیاء کو اس نیت سے صدقہ کر دیا جائے کہ ان کا ثواب مالک کو پہنچے (۲) صدقہ کرنے کے بعد بھی اگر مالک معلوم ہو جائے اور وہ طلب کرے تو اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی (۲)

(۱) و یکفیه ان یقول من سمعتموه یشد لقطۃ فدلوه علی و عرف ای نادى علیہ حیث وجدھا و فی الجامع الی ان علم ان صاحبھا لا یطلبھا..... فینتفع الرافع بهالو فقیراً والا تصدق بها (تنویر الابصار و شرح الدر المختار کتاب اللقطہ ۴/۲۷۸، ۲۷۹ ط سعید)

(۲) حوالہ بالا

(۳) فان جاء مالکھا بعد التصدق خیر بین اجازۃ فعله و بعد هلاکھا وله ثوابھا او تضمینہ (تنویر الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار کتاب اللقطہ ۴/۲۸۰ ط سعید)

ملی ہوئی چیز کے اعلان کے بعد مالک نہ ملنے پر پانے والا
 محتاج ہو تو خود استعمال کر دے، ورنہ کسی فقیر کو دیدے
 (از اخبار الجمعیتہ سہ روزہ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) میری نابالغ بچی کو ایک کپڑے میں بندھا ہوا کچھ زیور نقرئی شارع عام پر پڑا ہوا ملا، جس کو وہ
 بچہ اٹھا کر لے آئی مالک کی تلاش ہے مگر اب تک کوئی مالک نہیں ملا اب کیا کیا جائے؟
 (جواب ۲۰۸) مالیت کے لحاظ سے اتنی مدت تک مالک کی تلاش جاری رکھی جائے جب تک اس
 بات کا گمان غالب ہو کہ مالک کو اسکی فکر ہوگی اس کے بعد اگر پانے والا خود حاجت مند ہو تو خود خرچ
 کر لے اور خود غنی ہو تو فقر پر صدقہ کر دے اور دونوں صورتوں میں اس کی مخصوص علامتیں یاد رکھنا
 ضروری ہے تاکہ اگر مالک آجائے اور مخصوص علامتیں بتا کر باور کرا دے کہ اس کی چیز تھی تو اس کو قیمت
 ادا کی جائے (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ

www.ahlehaq.org

كتاب اليمين والنذر

www.darlehq.org

پہلا باب عہد و پیمان اور حلف فصل اول۔ حلف کی تشریحات

دوسرے کے قسم دینے پر بیت قسم ”ہاں“ نہ کہے تو قسم نہیں ہوگی
(سوال) کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم ہوتی ہے یا نہیں؟ مثلاً زید نے عمرو سے یوں کہا کہ تم اپنے خدا کی قسم اس کام کو انجام دے دو تو اس زید کے قسم دلانے سے عمرو پر قسم آیا نہیں؟ بیٹو! تو جروا
(جواب ۲۰۹) اس طرح کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی لیکن اگر جس کو قسم دلائی گئی ہے اس نے حلف کی نیت سے ہاں یا اچھا کہہ دیا تو قسم ہو جائے گی فان نوى الاستحلاف فلا نشئ علی واحد منهما خانیہ و فتح ای لان المخاطب لم یحبه بقوله نعم حتی یصیر حالفاً انتھی

(ردالمحتار ص ۱۵۰ ج ۳) (۱) الخامس ان یرید المبتدی الاستحلاف والمجیب الحلف والمجیب حالف لا غیر (ایضاً) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

قرآن مجید کی قسم کھا کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا۔
(سوال) قرآن شریف کی قسم اگر کوئی شخص کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے تو اس کے ذمہ کفارہ واجب ہوگا یا نہیں اور یہ قسم ہے یا نہیں؟
(جواب ۲۱۰) جو شخص قرآن شریف کی قسم کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے وہ اپنی قسم میں حانت ہو جائے گا اور اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمیناً (در مختار) وقال محمد بن مقاتل الرازی انه یمین وبه اخذ جمہور مشائخنا (ردالمختار) (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

گھر کا کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد گھر کا کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا۔
(سوال) کسی شخص نے کہا کہ تیرے گھر کا کھانا اور پانی مجھ پر حرام ہے اور پھر خائف و نادم ہوا اس کہنے کے بعد اگر کھانا وغیرہ کھائے تو حانت ہوگا یا نہیں؟

(۱) کتاب الایمان مطلب قال لتفعّلن کذا فقال نعم ۸۴۹/۳ ط سعید

(۲) حوالہ بالا

(۳) کتاب الایمان مطلب فی القرآن ۷۱۲/۳ ط سعید

(جواب ۲۱۱) کسی کا یہ کہنا کہ تیرے گھر کا کھانا مجھے حرام ہے یمین ہے اب اگر اس کے بعد کھاپی لیگا تو اپنی اس یمین میں حاث ہوگا اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ حرم علی نفسہ شیئاً ثم فعلہ باکل او نفقة کفر لیمینہ (درمختار ملتقطاً) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایک جائز معاہدہ کے بعد دوسرا معاہدہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں۔ (سوال) زید نے عمرو سے کسی معاملے میں یہ عہد کیا کہ تم یہ کام کرو میں اس معاملے میں تمہاری پوری مدد کروں گا عمرو اچانک حادثہ کی وجہ سے مجبوراً کئی روز تک نہ مل سکا زید کے پاس عمرو کے مخالفین آئے اور اس پر زور ڈالا کہ تم ہماری مدد کرو زید نے مجبور ہو کر کہا کہ اگر عمرو نہ آیا تو میں تمہاری مدد کروں گا اور اگر عمرو آیا تو نہ تمہاری مدد کروں گا نہ عمرو کی مدد کروں گا اب عمرو زید کے پاس آیا اور اس نے اپنی غیر حاضری کی وجہ اچانک حادثہ بیان کی زید کہتا ہے کہ میں نے تمہارے مخالف سے غیر جانبدار رہنے کا عہد کر لیا ہے عمرو کہتا ہے کہ تم نے مجھ سے پہلے عہد کیا ہے میرا عہد پورا کرو اگر میرے عہد کے بعد دوسرا عہد کیا ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے لہذا زید علما سے دریافت کرتا ہے کہ مجھ پر کون سے عہد کی پابندی لازم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۵ امین الدین صاحب دہلی۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۲ء

(جواب ۲۱۲) معاہدہ جب کہ وہ کسی مصیبت اور خلاف شرع امر پر نہ ہو واجب الایفاء ہے اور ایک جائز معاہدہ کے بعد کوئی ایسا معاہدہ کرنا جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو صحیح نہیں اگر کسی شخص نے ایسے دو معاہدہ کئے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے معاہدہ کی نفی ہے تو اس کو لازم ہے کہ وہ پہلے معاہدہ کو جب کہ اس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو اور دوسرے معاہدہ کے مضمون سے پہلے معاہدہ کا مضمون خیر اور بہتر ہو پورا کرے اور بغیر عذر معقول شرعی کے اس سے انحراف نہ کرے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین عفی عنہ۔ نائب مفتی

قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے پھر جانا سخت گناہ ہے

(سوال) جو مسلمان لوگوں کے روبرو قرآن مجید کے ساتھ حلف اٹھانے کے باوجود اپنے معاہدے سے

(۱) کتاب الایمان، مطلب فی تحریم الحلال، ۷۲۹/۳-۷۳۰ ط سعید

(۲) لان المواعید قد تكون لازمة لحاجة الناس (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله: المواعید قد تكون لازمة) قال فی البرازیة فی اول کتاب الکفالة اذا کفل معلقاً بان قال: ان لم يؤذ فلان فلاناً ادفعه اليک و نحوه، یکون کفالة لما علم ان المواعید باکتساء صدر التعليق تكون لازمة (باب الصرف، مطلب فی بیع الوفاء ۵/۲۷۷ ط سعید)

پھر جائے اس کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کو دینی و دنیاوی تعلقات رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ المستفتی
نمبر ۲۸۹ منظور علی (دہلی) ۷ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۳) حلف کرنے کے بعد اس سے بغیر کسی عذر شرعی کے پھر جانا سخت گناہ ہے جن لوگوں
نے حلف بلا وجہ توڑا وہ گناہ گار ہیں (۱) اگر حلف کسی اہم امر کے متعلق تھا اور حلف شکنی سے مذہب یا قوم کو
کوئی ضرر پہنچا تو مسلمانوں کو حق ہے کہ حلف توڑنے والوں سے مقاطعہ کر لیں (۲) فقط محمد کفایت اللہ دہلی

”بیوی سے زندگی کروں گا تو اس کے نطفہ سے ہوں گا“ کا حکم

(سوال) زید کی بیوی اور زید کی والدہ ہر دو میں فساد ہوا زید کی والدہ نے زید سے شکایت کی۔ زید نے
سخت غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں کہا کہ ”اگر میں اس سے زندگی کروں گا تو اس کے
نطفے سے پیدا ہوں گا“ اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۴۲۰ عیسیٰ خان (ضلع امراتہ) ۱۹۔
رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۴) اس قسم کا حکم یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات اور خانہ داری
کے تعلقات رکھ سکتا ہے (۲) اور اس قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں
وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو پونے دو سیر گیہوں دیدے یا دس مسکینوں کو ایک ایک چادر
دے دے اس کی قدرت نہ ہو تو تین روزے متواتر پے درپے رکھ لے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان
اللہ، دہلی

گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو مرغ یا بٹیر کھانے سے حانث نہ ہوگا

(سوال) زید نے یہ لفظ کہہ کر قسم کھائی کہ اگر میں گوشت کھاؤں تو سؤر کھاؤں اور گوشت میں بھری
بھیر گائے بھینس اور مرغ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اب زید اس قسم کی وجہ سے ہر ایک حلال
جانور کا گوشت مطلق نہیں کھاتا ہے تو اس کا (زید کا) یہ فعل کیسا ہے اور شرعاً ایسے شخص کے واسطے کیا حکم

(۱) ونوع منها يجب اتمام البر فيها وهو ان يعقد على فعل طاعة امر به او امتناع عن معصية وذلك فرض عليه قبل اليمين
وباليمين يرداد وكادة (عالمگیریہ) الباب الاول في تفسيرها شرعاً وركنها وشرطها ۵۲/۲ ط ماجدیہ كونه
(۲) قال المهلب غرض البخاری فی هذا الباب ان يبين صفة الهجران الجائز وانہ يسوغ بقدر الجرم من كان من
اهل العصيان يستحق الهجران بترك المكالمه كما في قصة كعب وصاحبيه (فتح الباری بشرح صحيح البخاری)
باب ما يجوز من اصح ان لمن عصى ۱۵/۱۰ ط مكتبه مصطفى مصر

(۳) ونوع لا يجوز حفظهما وهو ان يحلف على ترك طاعة او فعل معصية (عالمگیریہ) الباب الاول في تفسيرها
شرعاً وركنها و صفتها ۵۲/۲ ط ماجدیہ كونه

(۴) وكفارتها تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم بما يستر عامة البدن وان عجز عنها وقت
الاداء (تنوير الابصار مع رد المحتار) مطلب كفارة اليمين ۷۲۵/۳ ۷۲۶ ط سعيد

ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۲ قطبی قصبہ لونی (ضلع میرٹھ) ۲۹ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۵) اگر زید مرغ بٹیر کھائے تو یہ اس کے لئے جائز ہے یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور گائے بھینس بھیر کا گوشت کھائے تو اس کو قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا (۱) قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو پونے دو سیر گیہوں دے دینے سے ادا ہو جائے گا (۲) ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کر دینا بہتر ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حلف بالقرآن جائز ہے، حانت ہونے پر کفارہ دینا لازم ہوگا۔

(سوال) حلف بالقرآن جائز ہے یا نہیں اور بصورت جواز کیا کفارہ ہے؟ المستفتی نمبر ۲۲۳۳

میاں سراج الدین (ضلع گوجرانوالہ) ۲۵ صفر ۱۳۵۷ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) (۱) حلف بالقرآن جائز ہے کیونکہ بمعنی کلام اللہ کے اللہ کی صفات میں سے ہے اور اس زمانے میں حلف بالقرآن متعارف بھی ہے۔ قال الکمال ولا يخفى ان الحلف بالقرآن متعارف فيكون يمينا (درمختار) اس کے علاوہ اسی کے متعلق علامہ شامی رد المحتار میں یہ لکھتے ہیں (قوله قال الکمال الخ) مبني على ان القرآن بمعنی کلام اللہ فيكون من صفاته تعالى كما يفيدہ کلام الهداية حيث قال ومن حلف بغير الله تعالى لم يكن حلفاً كالنبي والكعبة لقوله عليه الصلوة والسلام من كان منكم حالفاً فليحلف بالله او ليذروا كذا اذا حلف بالقرآن لانه غير متعارف اه فقوله وكذا يفيد انه ليس من قسم الحلف لغير الله تعالى بل هو من قسم الصفات ولذا علله بانه غير متعارف ولو كان من القسم الاول كما هو المتبادر من کلام المصنف والقدری لكانت العلة فيه النهی المذكور او غيره لان التعارف انما يعتبر في الصفات المشتركة لا في غيرها وقال في الفتح و تعليل عدم كونه يمينا بانه غير تعالى لانه مخلوق لانه حروف وغير المخلوق هو الكلام النفسى منع بان القرآن كلام الله منزل غير مخلوق الخ وفي آخر هذه القول "و نقل في الهنديه

(۱) ولا حنث في حلفه "لا ياكل لحماً" باكل مرقه او سمك الا اذا نواهما مع تسميتها في القرآن لحماً ودابة و اوتاراً للعرف و لحم الانسان والكبد والكروش والرمه والقلب والطحال والخنز لحم هذا في عرف اهل الكوفه اما في عرفنا فلا (تنوير الابصار و شرحه) قال المحقق في الشاميه (قوله لحم) ولا يخفى انه لا يسمى لحماً في عرف مصر ايضاً، فعلم ان مافى المختصر اى الكنز مبني على عرف اهل الكوفه وان ذلك يختلف باختلاف العرف (كتاب الايمان) مطلب حلف لا ياكل لحماً ۷۷۱/۳ ط سعيد

(۲) و كفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين الخ (ردالمحتار) مطلب في كفارة اليمين ۷۲۵/۳ ط سعيد

(۳) نوع يتخير بين الرد والحنث والحنث خير من البر فيندب فيه الحنث (عالمگیریه) الباب الاول في تفسيرها و ركنها و صفتها ۵۲/۲ ط ماجديه كوئته

عن المضممرات وقد قيل هذا في زمانهم اما في زماننا فيمين وبه نأخذ ونا مرو نعتقد وقال محمد بن مقاتل الرازی انه یمین و به اخذ جمهور مشائخنا اه فهذا مؤید لكونه معروف الحلف بها كعزة الله و جلاله (رد المحتار ص ۵۶ ج ۳) (۱)

(۲) بر تقدیر حادث ہو جانے کے وہی کفارہ اس پر لازم آئے گا جو حلف توڑنے والے پر لازم آتا ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس محتاجوں کو کھانا دو وقت کھائے یا دس محتاجوں کو پوشاک دے دیوے بجائے کھانا کھانے کے اگر دس محتاجوں کو ساڑھے سترہ سیر گیہوں ہر ایک محتاج کو پونے دو سیر گیہوں دے دے گا تو جب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا (۲) فقط واللہ اعلم۔ اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۱۶) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) اصل مذہب تو یہی تھا کہ حلف بالقرآن معتبر نہیں لیکن فقہائے متاخرین نے اس تاویل کے ساتھ کہ قرآن سے مراد کلام اللہ جو صفت ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کی حلف بالقرآن کو معتبر قرار دے دیا ہے متاخرین کے قول کے موافق حلف بالقرآن پر حنث کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا اور کفارہ یہی ہے جو جواب بالا میں تحریر ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قرآن کی قسم کھانے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزلہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی۔ (سوال) (۱) میں قرآن شریف کی قسم کھاتا ہوں اور میری مراد وہ حروف منظومہ اور الفاظ ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے گئے ہیں اور جو کہ حفاظ قرآن نماز تراویح میں ہمیں سناتے ہیں اور جو کلام اللہ الذی ہو صفة ازلیہ ہے وہ میری مراد نہیں ہے تو کیا یہ میری قسم ہو جائے گی یا نہیں؟ علامہ کاشانی نے بدائع ص ۸ ج ۳ میں اس کے متعلق کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟

(۲) زید کہتا ہے کہ یہ حروف منظومہ اور آیات کہ جو رسول اللہ ﷺ سے سنی گئی ہیں اور حفاظ قرآن ہمیں سنایا کرتے ہیں یہ کلام اللہ الذی ہو صفة ازلیہ ہیں اور بحر کہتا ہے کہ بے شک یہ کلام اللہ تو ہیں لیکن حادث ہیں خدائے تعالیٰ کی صفت ازلیہ نہیں ہیں اس لئے کہ علامہ تفتازانی نے شرح عقائد ص ۴۹ میں کلام اللہ کو مشترک لکھا ہے اور ان آیات اور حروف منظومہ کو مخلوق اللہ اور حادث کہا ہے اور صفت ازلیہ نہیں کہا ہے نیز بحر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونه (۴) (الایۃ) اور

(۱) کتاب الایمان، مطلب فی القرآن ۷۱۲/۳ ط سعید

(۲) و کفارته تحریر رقبۃ او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم بما یستر عامة البدن.... وان عجز عنها وقت الاداء صام ثلاثة ايام ولاء (تنویر الابصار مع رد المحتار، مطلب کفارة الیمین ۷۲۵/۳ ۷۲۶ ط سعید)

(۳) مرجع سابق رقم ۱-۲

(۴) البقرة: ۷۵

جو کلام اللہ کو خدائے تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے اور قائم بذاتہ تعالیٰ ہے اس کی تحریف اور اس پر تصرف ناممکن ہے تو آپ فرمائیں کہ ان میں سے کون حق پر ہے زید یا کہ بحر؟

(۳) آپ نے جو فتویٰ کے اندر کلام اللہ کا ذکر کیا ہے کہ (قرآن مجید سے مراد حالف نے کلام اللہ لی ہے تو یہ قسم ہو جائے گی) اس کلام اللہ سے آپ کی کیا مراد ہے وہ کلام جو صفت ازلیہ باری تعالیٰ کی ہے قائم بذاتہ یا کہ یہ حروف منظومہ اور آیات جو کہ حفاظ قرآن نماز تراویح میں سنایا کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے سنے گئے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۴۶ مولوی محمد فاروق صاحب (ضلع گوجرانوالہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۷) (۱) اگر کوئی حالف اس تفصیل سے قسم کھائے جو آپ نے فرض کی ہے تو وہ قسم نہیں ہوگی کیونکہ اس میں مخلوف بہ ایک ایسی متعین ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ نہیں ہے اور صاحب بدائع کی عبارت کا یہی مطلب ہے اور ان کی یہ تحقیق مذہب متقدمین کے مطابق ہے (۱)

(۲) زید کا یہ قول کہ قرآن جو ہم پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں یہ کلام اللہ ہے اس معنی سے صحیح ہے کہ یہ دال ہے اور اللہ کا کلام جو صفت ازلیہ ہے اس کا مدلول ہے اور عوام چونکہ دال و مدلول کا فرق نہیں سمجھتے اس لئے متاخرین نے قائل کے اس قول کو (میں قرآن کی قسم کھاتا ہوں) قسم قرار دیدیا ہے کیونکہ اس میں لفظ قرآن دال اور مدلول دونوں کا محتمل ہو سکتا ہے لہذا انہوں نے زجر او تغلیظ مدلول پر حمل کر کے قسم ہو جانے کا فتویٰ دے دیا ہے (۲) ”وہو الالیق للعوام“ ہاں اگر زید کا مطلب یہ ہو کہ یہ الفاظ اور حروف جو ہماری زبان سے ادا ہوئے اور یہ آواز جو ہمارے منہ سے نکلی یہی شخصہ اللہ کی صفت ہے تو یہ بات ظاہر البطلان ہے (۳) (یسمعون کلام اللہ) میں کلام اللہ کا اطلاق اس معنی سے کیا گیا ہے جس معنی سے میں کسی کی زبان سے بنام جہاں دار جان آفرین سن کر یہ کہتا ہوں کہ میں نے فلاں شخص کی زبان سے سعدی کا کلام یا سعدی کا شعر سنا۔

(۳) میں نے کلام اللہ کا لفظ اسی لئے لکھا ہے کہ عوام سے جب کہ وہ قرآن کی قسم کھاتے ہیں اگر دریافت کیا جائے کہ قرآن سے تمہارا کیا مطلب ہے اگر وہ جواب میں کہیں کہ ہماری مراد کلام اللہ ہے تو یہ لفظ

(۱) ولو قال بالقرآن او بالمصحف او بسوره کذا من القرآن فلیس یمین لانه حلف بغير الله تعالى، واما المصحف فلا شک فيه، واما القرآن سورة کذا فلان المتعارف من اسم القرآن الحروف المنظومة والا صوات المقطوعة تقطیع خاص لا کلام الله الذی هو صفة ازلیة قائمة بذاته منافی السکوت والاخر (بدائع الصنائع) فصل واما رکن الیمین ۸/۳ ط سعید

(۲) قال الکمال : ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیة (قوله قال الکمال) مبني علی ان القرآن بمعنی کلام الله فیکون من صفاته تعالیٰ (رد المختار مطلب فی القرآن) ۷۱۲/۳ ط سعید

(۳) وحاصله ان غیر المخلوق هو القرآن بمعنی کلام الله الصفته النفسیه به تعالیٰ لا بمعنی الحروف المنزله (رد المختار) مطلب فی القرآن ۷۱۲/۳ ط سعید

وال اور مدلول دونوں پر محمول ہو سکتا ہے اس لئے تغلیظاً اس کو قسم قرار دیا جائے گا اور اگر وہ جواب میں مصحف کو بتائیں کہ یہ مراد ہے تو اس کو قسم نہیں قرار دیا جائے گا کیونکہ مصحف یقیناً غیر اللہ اور حادث اور مخلوق ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مشروع کام کرنے کی قسم کا حکم

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) کسی اسلامی انجمن کے کام کو نہایت اخلاص سے کرنے کے لئے آپس میں بد ظنی کے خیال کو دور کرنے کے لئے کارکنوں کا حلف اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۸) کسی مشروع کام کرنے کا معاہدہ یا حلف کرنا ناجائز تو نہیں ہے لیکن بہتر نہیں ہے کیونکہ وہ کام اگر ضروری (فرض یا واجب) ہے تو خود شریعت کا حکم اس کے لئے کافی ہے اور مسنون یا مستحب ہے تو معاہدہ یا حلف سے ایک قسم کی پابندی اور سختی عائد ہو جاتی ہے اور در صورت خلاف عہد شکنی یا حلف شکنی لازم آتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

خدا کی قسم کھا کر توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ یکم جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) جو شخص جھوٹی قسمیں کھاتا ہو اور خدا اور رسول کی قسم کھا کر خلاف کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۹) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے (۳) اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے اکثر خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمہ کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا کپڑا پہنائے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے (۴) قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) حوالہ بالا رقم ۳۰۲

(۲) الیمین باللہ تعالیٰ لا تکرہ ولكن تقلیلہ اولیٰ من تکفیرہ (عالمگیریہ) الباب الاول فی تفسیر ہا شرعاً و رکعاً و صفتها ۵۲/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) حوالہ بالا

(۴) و کفارته تحریر رقبۃ او اطعام عشرہ مساکین او کسوتہم بما یستر عامة البدن..... وان عجز عنها وقت الاداء صام ثلثة ايام ولاء (تنویر الابصار مع رد المحتار) مطلب کفارة الیمین ۷۲۵/۳، ۷۲۶ ط سعید

(۵) لا یقسم بغير الله تعالى کالنبی والقرآن والکعبۃ (تنویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله لا یقسم بغير الله تعالى) بل یحرم کما فی القہستانی (رد المحتار قبیل مطلب فی القرآن ۷۱۲/۳ ط سعید)

”فلاں کے گھر کھانا کھاؤں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو“ قسم کا حکم! (از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید نے قسم کھائی کہ میں بحر کے یہاں کھانا پینا ہر گز نہیں کروں گا کیونکہ وہ برادری سے باہر ہے اگر کھاؤں تو مجھے حشر میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو (دونوں مسلمان ہیں) ایک ماہ بعد زید نے بحر کے یہاں کھانا کھالیا اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب ۲۲۰) ایسی قسم جس کا توڑنا شرعاً مطلوب ہو توڑ دینا جائز ہے اور اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ بحر کے یہاں کھانا پینا نہ کرنے کی قسم اگر کسی معقول وجہ پر مبنی نہ تھی تو اسے توڑ دینا بہتر تھا (۱) اور اس کا کفارہ دس مسکینوں کو فی مسکین پونے دو سیر گیہوں دے دینے سے ادا ہو جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

فصل دوم - قسم توڑنے کا کفارہ

قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے۔

(سوال) ایک آدمی نے قسم کھائی مگر یاد نہیں کہ کس کا نام لیکر قسم کھائی تھی کہ جب تک منکوحہ عورت یعنی اپنی بیوی سے فرمائش نہ کرے وہاں تک اس سے صحبت نہیں کروں گا بعد اس کے بغیر کئے عورت کے صحبت کر لی اور قسم کھاتے وقت طلاق کی نیت بھی نہیں کی تھی تو اس شخص پر کفارہ کیا لازم ہوگا؟ وہ ہمیشہ آج تک صحبت کرتا رہا اور کفارہ بھی نہیں دیا اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۲۱) اگر قسم خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات کے ساتھ کھائی ہو تو اس کا خلاف کرنے سے کفارہ لازم ہوگا ورنہ نہیں (۲) اور جب کہ طلاق کو معلق نہیں کیا تو طلاق بھی نہیں ہوگی کفارہ قسم یہ ہے کہ یا ایک غلام آزاد کیا جائے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا ایک ایک جوڑا کپڑا دیا جائے اگر ان تینوں میں سے کچھ نہ ہو سکے تو تین دن کے مسلسل روزے رکھے لیکن اگر کوئی شخص غلام کے آزاد کرنے یا دس مسکینوں کو کھانا کپڑا دینے پر قادر ہو اور پھر بھی روزے رکھ لے تو کفارہ ادا نہ ہوگا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) نوع يتخير فيه بين البر والحنث والحنث خير من البر فيندب فيه الحنث (عالمگیریہ) الباب الاول فی تفسیرھا ورکنھا و شرطھا ۵۲/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) انظر المرجع الرابع صفحہ گذشتہ (۳) والحاصل ان الیمین ما یكون باسم من اسماء الله او بالصفات ما كان متعارفاً (خلاصۃ الفتاویٰ) الجنس الاول فی الفاظ الیمین ۱۲۵/۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۴) و کفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم بما یستر عامة البدن.... وان عجز عنها وقت الیاء صام ثلاثة ايام ولاء (تنویر الابصار مع رد المحتار) مطلب کفارة الیمین ۷۲۵/۳ ۷۲۶ ط سعید

خدا کی قسم کھا کر توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ان کی طاقت نہ ہو تو مسلسل تین دن روزہ رکھنا واجب ہے۔

(سوال) ایک شخص ایک مجمع میں قسم کلام پاک کی کھا چکا کہ میں آئندہ آپ کے پاس نہیں آؤں گا اور پھر اس جگہ آجاتا ہے پہلے بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے یہ شخص جھوٹی قسمیں کھانے کا عادی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۷ چھوٹے۔ دہلی ۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۲۲) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے اکثر خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمے کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا کپڑا پہنائے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنے قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد لوگوں کے کہنے پر مسجد جانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا۔
(سوال) زید نے مسجد میں آنے سے قسم کھائی کہ میں اس مسجد میں نہیں آؤں گا بعد چند روز کے چند آدمی جا کر اس کو لے آئے تو اس صورت میں قسم کا کفارہ زید پر ہو گا یا لانے والوں پر کفارہ دس مسکینوں کو صبح و شام کھلانے سے ادا ہو گا یا اس طرح بھی گنجائش ہے کہ ایک غریب عاقل بالغ کو دس روز تک دونوں وقت کھلا دے اور بچوں کے کھلانے سے بھی ادا ہو گا کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر ۱) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۲۳) زید نے قسم کھائی تھی کہ میں فلاں مسجد میں نہ جاؤں گا پھر لوگوں کے کہنے سننے سے چلا گیا تو قسم کا کفارہ زید پر لازم ہو گا ان لوگوں پر لازم نہ ہو گا جو زید کو سمجھا بھگا کر مسجد میں لے گئے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بیچ بولنے کی قسم کھانے کے بعد جھوٹ بولنے سے کفارہ لازم ہوگا۔

(سوال) ایک شخص حاکم کی پیشی میں بحیثیت گواہ پیش ہوتا ہے حاکم اس کو قرآن مجید پر ہاتھ رکھوا کر ان الفاظ سے قسم لیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اس کے بعد وہ جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھتا ہے اور اسی مجلس میں وہ شخص گواہی بیان کرتا ہے اس صورت میں اگر وہ گواہ خلاف واقعہ کے شہادت دے اور اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے یا بعد میں وہ جھوٹ کا اقرار کرے

(۱) ومن فعل المحلوف علیہ مکرھا او ناسیاً فھو سواء (ہدایۃ) کتاب الایمان ۲/۴۷۹ ط مکتبہ شرکہ علمیہ ملتان
وفی العالمگیریہ فتصح من المکرہ وکذا الجدو العمد فتصح من الخاطئی والھازل (الباب الاول فی تفسیرھا شرعاً
ورکنھا و شرطھا و حکمھا ۵۱/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

تو آیا قسم مذکورہ بالا میں وہ حانت ہو جائے گا؟ یہ قسم منعقدہ کھائے گی یا غموس؟ ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ بالا قسم میں اور اس طرح قسم کھانے میں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم (بخدا) یا کسی زبان میں کہو کہ میں اس کام میں شریک تھا اور فلاں فلاں آدمی بھی موجود تھا اور بات دراصل غلط اور بناوٹی تھی جو شہادت بیان یہ دے رہا ہے سب خلاف ہے کیا فرق ہے یمین اول منعقدہ ہے اور ثانی غموس ہے یا دونوں غموس ہیں تو بہ لازم ہے یا دونوں لغو ہیں کیا فرق ہے اور ان کا کیا حکم ہے اور بصورت یمین غموس علاوہ تو بہ و نادانستہ کے کوئی تعزیر شرعی عادی جاسکتی ہے کہ اس نے بے باکانہ حلف کذب پر کی ہے تاکہ آئندہ اسے اور دیگر لوگوں کو عبرت اور تنبیہ ہو کہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے اور اپنی مذہبی قسم کو ہلکا اور معمولی کلام نہ سمجھے جس سے اغیار کی نظر میں حقارت ہو۔ المستفتی نمبر ۱۹۸۰ شریف احمد۔ نئی چھاؤنی۔ دہلی ۲۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۴) ہاں یہ قسم ہو جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولے تو کفارہ قسم ادا کرنا ہو گا یہ قسم آئندہ سچ بولنے یا جھوٹ بولنے کے حق میں منعقدہ ہے (۱) اور دوسری قسم جو سوال میں مذکور ہے وہ غموس ہے یمین غموس پر تعزیر و تنبیہ کی جاسکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ایک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہو گا۔
(سوال) ایک شخص کسی بارے میں قسم کھاوے تو اس کو قسم مذکور کا کیا کفارہ دینا چاہیے اور اسی بارے میں چند قسمیں کھاوے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب ۲۲۵) ایک امر پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہو جاتا ہے۔ وفي البغیة كفارات الايمان اذا كثرت تداخلت ويخرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع (كذا في الشامي ص ۵۶) (۳) اور کفارہ غلام کو آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور اگر ان تینوں چیزوں پر قدرت نہ ہو تو تین متواتر روزے رکھے کفارۃ الیمین عتق رقبة یجزئ فیہا ما یجزئ فی الظہار وان شاء کسا عشرة مساکین کل واحد ثوباً فما زاد وادناہ ما یجوز) فیہ الصلوۃ وان شاء اطعم عشرة مساکین کالا طعام فی کفارۃ الظہار فان لم یقدر علی حد الا شیاء الثلثة صام ثلثة ايام متتابعات (۴) واللہ اعلم بالصواب محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) و منعقدہ وهو ان یحلف علی امر فی المستقبل ان یفعلہ او لا یفعلہ و حکمہا لزوم الکفارة عند الحنث)

عالمگیریہ، الباب الاول فی تفسیرہا شرعاً و رکنہا و صفتہا ۵۲/۲ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

(۲) غموس : و هو الحلف علی اثبات شیء او نفيہ فی الماضي والحال یعمداً لکذب فیہ فہذہ الیمین یائم فیہا صاحبہا و علیہ الاستغفار و التوبۃ دون الکفارة (عالمگیریہ، الباب الاول فی تفسیرہا شرعاً و رکنہا و صفتہا ۵۲/۲ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

(۳) کتاب الايمان، مطلب تعدد الکفار بتعدد الیمین ۷۱۴/۳ ط سعید

(۴) ہدایہ، فصل فی الکفارة ۴۸۱/۲ ط مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان

دوسرا باب منت ماننا

بیماری سے صحت پر مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم
(سوال) ایک شخص شسمی زید نے مرض میں گرفتار ہونے کی وجہ سے نذرمانی کہ اگر شافی مطلق نے مجھے
کامل صحت مرحمت فرمائی تو میں مقابل کی مسجد یا فلاں مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلاؤں گا اب وہ ششی
منذورہ زید نے صحت پا کر یا قبل صحت تمام نمازیوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے سوال یہ ہے کہ امر او
اغنیاء جو نماز میں شامل ہوتے ہیں وہ اس نذر کی شیرینی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۲۶) فلاں مسجد کے تمام نمازیوں کو کھانا یا شیرینی کھانا اگر بطور ہبہ یا اباحت مقصود تھا تو یہ
قربت مقصودہ نہیں ہے اور اگر بطور صدقہ مراد تھا تو چونکہ نمازیوں میں غنی اور محتاج دونوں شامل ہوتے
ہیں اور تصدق علی الغنی صحیح نہیں ہوتا لہذا یہ نذر صحیح یعنی لازم نہیں ہوتی اب اگر وہ کھانا یا شیرینی کھلائے
تو تبرع ہو گا اور اس تبرع میں نیت تصدق نہ ہو تو اغنیاء اور فقراء کو کھانا جائز ہے۔ نذر التصدق علی
الاغنیاء لم یصح مالم ینو انشاء السبیل (درمختار) قلت و لعل وجه عدم الصحة فی الاول
عدم کونها قربۃ الخ (رد المحتار) (۱) ولو قال ان فعلت کذا فلله علی ان اضيف جماعة
قرباتی فحنت لا یلزمہ ششی الخ (ہندیہ) (۲) کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ

شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم۔

(سوال) ایک شخص نے یہ نذرمانی کہ میں بغداد میں حضرات پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار
پر ایک غلاف چڑھاؤں گا تو اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر یہ شخص اس غلاف پر جتنا روپیہ
لگتا ہے اتنا روپیہ حضرت پیران پیر کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں
صرف کرے تو درست ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ اس طرح کرے تو اس کی نذر ادا ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۲۷) اگر اس نذر سے نذر کرنے والے کا صاحب قبر کی نذر کرنا اور اس کی طرف تقرب
مقصود تھا اور ظاہری ہے تو یہ نذر بھی معصیت و حرام ہے اور ایسی صورت میں نذر منعقد و صحیح نہیں ہوتی
اس نذر کا معصیت ہونا تو عبارت ذیل سے واضح ہے۔

وقد نص العلامة قاسم بن قطلو بغافی شرح در البحار ان النذر الذی یقع من اکثر العوام
للاموات کان یقول یا سیدی ان رد غائبی او شفی مریضی فلك من الذهب والفضة کذا

(۱) کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ۳/۷۳۸ ط سعید

(۲) کتاب الایمان ومما یتصل بذلك مسائل النذر ۲/۶۶ ط ماجدیہ کوئٹہ

ومن الثیاب کذا او الطعام او الشمع والزیت کذا حرام و باطل لکونه نذر المخلوق و ما یؤخذ من الشمع والزیت والدرهم و نحوها الی الضرائح الاولیاء تقریباً الیهم حرام لا یحل اكله لا لغنی ولا لفقر ولا یجوز لخادم القبور اخذه انتهى (عمدة الرعایة (۱) و مثله فی الدر المختار) (۲) اور نذر معصیت کا صحیح نہ ہونا بھی اسی عبارت مذکورہ سے واضح ہو گیا نیز عبارات ذیل بھی ملاحظہ ہوں۔

لا یلزمه النذر الا اذا كان طاعة و ليس بواجب و كان من جنسه واجب علی التعین فلا یصح النذر بالمعاصی ولا بالواجبات الخ (الاشیاء والنظائر) (۳) اعلم انهم صرحوا بان شرط لزوم النذر ثلاثة كون المندور ليس بمعصية و كونه من جنسه واجب الخ (بحر الرائق) (۴) ہاں اگر نذر کرنے والے کا مقصود صاحب قبر کی نذر کرنا نہ تھا اور ان کی جانب تقرب منظور نہ تھا بلکہ غلاف کو صدقہ کرنا اور مجاوروں کو اس کی قیمت یا اس کے کپڑے سے نفع پہنچانا مقصود تھا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ جن پر تصدق مقصود ہے وہ غنی ہوں اس صورت میں بھی نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تصدق علی الاغنیاء قربت مقصودہ نہیں نیز اس کی جنس سے کوئی دوسرا واجب شرعی بھی نہیں ہے۔ نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح مالم ینو ابناء السبیل (رد المحتار) (۵) دوسری صورت یہ کہ وہ محتاج ہوں تو اس صورت میں نذر تو صحیح ہو جائے گی لیکن صرف اس طور سے کہ بقدر قیمت غلاف صدقہ کر دیا جائے گا اور اس صورت میں فقیر کی تعیین ضروری نہیں ہے (۶) اور غلاف چڑھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ فعل مندور اگر خود معصیت نہ ہو لیکن کوئی خارجی معصیت اسے عارض ہوتی ہو تو اس معصیت کا ترک لازم ہو جاتا ہے ولو نذر ذبح ولده یلزمه الشاة استحساناً (عالمگیری) (۷) قلت وجه لزوم الشاة ان النذر بالذبح قد صح والذبح قرابة مقصودة و من جنسه واجب شرعی وهو الاضحیة اما اضافة الذبح الی الولد فسلغة لکونها معصية وانما

(۱) باب موجب الافساد ۲۵۵/۱ ط سعید

(۲) کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ۴۳۹/۲ ط سعید

(۳) الفن الثانی، کتاب الصوم ۷۱/۲ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراتشی

(۴) فصل و من نذر صوم يوم النحر ۳۱۶/۲ ط بیروت لبنان

(۵) کتاب الایمان، مطلب فی احکام النذر ۷۳۸/۳ ط سعید

(۶) رجل قال مالی صدقة علی فقراء مكة ان فعلت کذا فحث و تصدق علی فقراء بلخ او بلد اخرى جاز و یخرج

عن النذر (عالمگیری) و مما یتصل بذلك مسائل النذر ۶۵/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۷) حوالہ بالا

لم تؤثر في ابطال النذر لكونها عارضة عن مفهوم المنذور وهو الذبح ولما بطلت الاضافة الى الولد حكمنا بوجوب الشاة التي هي ادنى الذبائح (كفايت الله) الحاصل اگر صورت مسئلہ میں مقصود نذر میں تقرب الی صاحب القبر ہو تو نذر صحیح نہیں اور اگر مقصود تقرب الی اللہ اور تصدق علی المجاورین ہو تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ مجاورین اکثر اغنیاء ہوتے ہیں ہاں اگر تقرب الی اللہ مقصود ہو اور فقراء پر تصدق تو نذر صحیح ہوئی اور ناذر کو جائز ہے کہ وہ قیمت غلاف فقراء و مساکین و طلبہ پر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد کفايت الله غفر له مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

یصح التضحیہ بالشاة المشترأة قبل ایام النحر بنية التضحیہ الواجبہ

(سوال) ما قول العلماء رحمهم الله تعالى في هذه المسئلة رجل موثر اشترى شاة قبل ایام النحر قال عند شرائها اذبح هذه الشاة في ایام النحر للتضحية التي اوجبها الله على عباده الموسرين ولم يقل لله على ان اضحي بها اي لا اوجبها على نفسه بل قال اضحي ما اوجب الله تعالى افي هذه الصورة ان ضحي بها في ایام النحر تؤدي عنه التضحية ام تصير نذراً فيذبح للتضحية شاة اخرى؟ بينوا توجروا

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک مال دار آدمی نے ایام نحر سے قبل ایک بکری خریدی اور خریدتے وقت یہ کہا کہ اس بکری کو میں ایام نحر میں اس قربانی کے طور پر ذبح کروں گا جو اللہ نے اپنے مالدار بندوں پر واجب کی ہے اور یہ نہیں کہا کہ اس کا قربان کرنا مجھ پر واجب ہے یعنی اس کو اپنے اوپر واجب نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ وہ قربانی کروں گا جو اللہ نے واجب کی ہے تو اگر اس نے اس بکری کو ایام نحر میں ذبح کیا اس کی واجب قربانی ادا ہو جائے گی؟ یا وہ بکری نذر ہو جائے گی؟ اور قربانی کی ادائیگی کے لئے اس کو دوسری بکری خریدنی پڑے گی؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۲۸) لو ضحي بهذه الشاة المشترأة بنية التضحية الواجبة عليه تتأدى بها فريضة الله و يصير فارغ الذمة ولا يجب عليه التضحية بشاة اخرى وذلك لانه لم ينو ولم يوجب على نفسه شاة مبتدأة لتصير نذراً وانما عين الشاة المشترأة لاقامة الواجب الشرعي الذي كان عليه قبل الشراء و بمثل هذا الكلام لا ينعقد النذر كرجل قال ان برئت من مرضي هذا ذبحت شاة فبرئ لا يلزمه شئ الا ان يقول ان برئت فله على ان اذبح شاة (كذا في الهندية ص ۷۱ ج ۲) (۱)

و علم منه ان النذر لا يصح حتى ياتي الناذر بصيغة الالتزام و الا يجاب عليه لله و هي غير موجودة في صورة السؤال والله اعلم

کتبہ محمد کفایۃ اللہ غفرلہ سنہری مسجد مدرسہ امینیہ دہلی ۹ محرم

۱۳۳۵ھ جری

(ترجمہ) اگر اس شخص نے اپنی واجب قربانی کی ادائیگی کی نیت سے اس خریدی ہوئی بکری کو قربان کیا تو اللہ تعالیٰ کا فریضہ اس سے ادا ہو جائے گا اور وہ شخص بری الذمہ ہو جائے گا اور دوسری بکری خرید کر قربانی کرنا اس پر واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے پہلی بکری خریدتے وقت اپنے اوپر خود واجب کرنے یا بطور خود اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو وہ نذر بن جاتی اور اس خریدی ہوئی بکری کو اس نے واجب شرعی کی ادائیگی کے لئے متعین کیا ہے جو خریدنے سے پہلے اس کے ذمہ تھا اور اس قسم کے کلام سے نذر منعقد نہیں ہوتی جیسے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں اپنی اس بیماری سے شفا یاب ہو جاؤں تو ایک بکری ذبح کروں گا پس اگر وہ شفا یاب ہو جائے تو اس پر ذبح کرنا ضروری نہیں ہاں اگر یہ کہے کہ اگر میں شفا یاب ہو جاؤں گا تو اللہ کے لئے ایک بکری قربان کروں گا تو وہ نذر ہوگی اور اس کی ادائیگی ضروری ہوگی

معلوم ہوا کہ نذر صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب اور لازم کرنے کے الفاظ نہ بولے جائیں اور اس قسم کے الفاظ صورت مسئلہ میں موجود نہیں ہیں۔

(رد الجواب) (از مولوی عبد الرحمن شکارپور۔ سندھ) در صورت مسئلہ بر غنی مذکور دو شاة لازم خواہد شد یکے بہ نذر و دیگر بہ ایجاب شرع چرا کہ نذر مختص بہ لفظ اللہ علی یا علی نیست بلکہ اگر گوید ایس شاة را اضحیٰ خواہم نمود یا ایس را اضحیٰ کردم تاہم نذر خواہد شد قال فی الکفایۃ (۱) تحت قول الماتن ان کان اوجب علی نفسه الخ ای شاة بعینہا بان فی ملکہ شاة فیقول اضحیٰ بہذہ الخ

وقال فی رد المحتار (۲) تحت قول الماتن ناذر لمعینۃ الخ فالمنذور بہ بان قال للہ علی ان اضحیٰ شاة او بدنة او ہذہ الشاة او البدنة او قال جعلت ہذہ اضحیۃ انتہی

باقی ماند اگر در ایام نحر ایس صیغہا وقت شرآ گوید در قصدش اخبار عن الواجب الشرعی نیست تاہم دو شاة واجب خواہد گردید۔ و اگر در قصدش اخبار عن الواجب بود پس یک شاة لازم خواہد شد و اگر قبل از ایام نحر ایس صیغہا گوید بہر حال بر او دو شاة واجب خواہد گردید بر ابراست کہ در قصدش اخبار عن الواجب بود یا نہ۔

قال فی رد المحتار (۳) باب الاضحیۃ و اعلم انہ قال فی البدائع ولو نذر ان يضحیٰ شاة و ذلک فی ایام النحر و هو موسر فعلیہ ان يضحیٰ شاتین عندنا شاة بالنذر و شاة بايجاب الشرع ابتداءً الا اذا عنی بہ الاخبار عن الواجب علیہ فلا یلزمہ الا واحدة ولو

(۱) کتاب الاضحیۃ ۸/۳۲ ط مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

(۲) کتاب الاضحیۃ ۶/۳۲۰ ط سعید

(۳) حوالہ بالا

قبل ایام النحر لزمه شاتان بلا خلاف لان الصیغة لا تحتمل الاخبار عن الواجب قبل الوقت انتهى وقال فی موضع آخر و قدمنا ان الغنی اذا قصد بالنذر الاخبار عن الواجب علیه و كان فی ایام النحر لزمه واحدة والا فشاتان (۱) انتهى

پس ازین عبارت واضح گردید کہ صیغہ نذر مختص بہ لله علی یا علی نیست و در صورت مسئلہ بر غنی مذکور دو شاة لازم خواهد شد و آنچه قبل الخ اخبار عن الواجب نمود قطعاً معتبر نیست پس آنچه مولانا مشتاق احمد صاحب و مولوی کفایت اللہ صاحب قلمی نموده اند کہ قول مذکور نذر نیست۔ و نہ بر غنی مذکور سوائے یک شاة مشترکہ لازم خواهد گردید در نظر فقیر از روایات فقہا معلوم نمی شود۔ کما عرفت۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر عبد الرحمن شکارپوری

(ترجمہ) صورت مسئلہ میں غنی مذکور پر دو بحریاں لازم ہو جائیں گی ایک نذر کی وجہ سے اور دوسری واجب شرعی کی وجہ سے کیونکہ نذر میں اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب و لازم کرنے کے الفاظ ضروری نہیں ہیں بلکہ اگر اس نے کہا کہ اس بحری کی قربانی کروں گا یا اس کی قربانی کروں گا تو نذر منعقد ہو جائے گی کفایہ میں ہے کہ اگر اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا یعنی ایک جانور کو بعینہ واجب کر لیا مثلاً ایک جانور پہلے سے اس کی ملک میں تھا اس نے اس کے متعلق کہا کہ میں اس کی قربانی کروں گا (تو وہ نذر ہو جائے گی) اور رد المحتار میں قول ماتن ناذر لمعینۃ کی تشریح میں کہا ہے کہ منذور بہ اس طرح ہو گا کہ اس نے کہا کہ اللہ کے لئے مجھ کو ایک بحری یا اونٹ کرنا ہے یا یہ خاص بحری یا اونٹ کہایا یہ کہا کہ میں نے اس کو قربانی کے لئے قرار دیا۔ انتہی

رہی یہ بات کہ اگر ایام نحر میں بوقت خرید الفاظ مذکورہ کہے اور اس کی نیت اخبار عن الواجب الشرعی کی نہ تھی تو بھی دو بحریاں واجب ہوں گی اور اگر بقصد اخبار عن الواجب کہے تو ایک بحری لازم ہوگی اور اگر ایام نحر سے قبل الفاظ مذکورہ کہے تو اس پر دونوں صورتوں میں دو بحریاں واجب ہوں گی خواہ اس نے اخبار عن الواجب کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

رد المحتار باب الاضحیہ میں بحوالہ بدائع منقول ہے کہ اگر اس نے ایام نحر میں منت مانی کہ ایک بحری کی قربانی کروں گا تو اگر وہ مالدار ہے تو اس پر دو بحریوں کی قربانی واجب ہوگی ایک منت کی اور ایک ایجاب شرعی کی لیکن اگر اس کی مراد اخبار عن الواجب تھی تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر ایام نحر سے قبل نذر مانی تو بلا اتفاق اس پر دو ہی قربانیاں واجب ہوں گی کیونکہ الفاظ میں قبل از وقت اخبار عن الواجب کا احتمال نہیں ہے انتہی دوسری جگہ لکھا ہے کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اگر نذر سے مراد اخبار عن الواجب ہو اور زمانہ قربانی کا ہو تو اس پر ایک بحری لازم ہوگی ورنہ دو بحریاں۔ انتہی

پس اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نذر کا صیغہ للہ علی یا علی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور صورت مسئلہ میں غنی مذکور پر دو بحریاں لازم ہوں گی اور ایام نحر سے قبل اخبار عن الواجب قطعاً غیر معتبر ہے۔

پس جو کچھ مولانا مشتاق احمد صاب اور مولانا کفایت اللہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ قول مذکور نذر نہیں ہے اور غنی مذکور پر ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہوگی فقیر کے خیال میں روایات فقہیہ کے مطابق نہیں ہے۔ کما عرفت۔ واللہ اعلم

(نوٹ) اس کا جواب الجواب معلوم نہیں کہ حضرت مفتی اعظمؒ نے لکھا تھا یا نہیں؟ مجھے دستیاب نہیں ہوا۔ (واصف عفی عنہ)

مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں۔

(سوال) زید نے حالت بیماری میں یہ منت مانی کہ بعد صحت تین کام انشاء اللہ کروں گا اول یہ کہ لڑکی کا عقد جہاں تک ممکن ہو گا جلد کر دوں گا دوم یہ کہ جائیداد کل وقف علی الاولاد کر دوں گا سوم یہ کہ مسجد کی تعمیر تنہا بذات خود کروں گا اب وہ مسجد تعمیر کر رہا ہے اور روپیہ بھی کافی ہے لیکن اثائے تعمیر میں بحر نے کہا کہ ایک سو روپے واسطے تعمیر مسجد ہمارا بھی جمع کیا جائے علاوہ ازیں ایک سو روپیہ اور بھی دیں گے ایسی صورت میں بحر کا روپیہ شامل تعمیر مسجد کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ منت والے کے پاس روپیہ بھی کافی ہے اور تنہا تعمیر کی منت بھی ہے؟

المستفتی نمبر ۷۶ احاجی عبدالرحمن، جونابلا سپور۔ ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۹) مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں ہوتی اس لئے زید کو جائز ہے کہ اپنے خالص مال سے مسجد بنادے یا دوسرے کو بھی شریک کر لے اگر وہ چاہے کہ اپنی منت کو اسی صورت سے پورا کرے جس صورت سے اس نے مانی ہے تو یہ بھی کر سکتا ہے کہ مسجد کی عمارت اپنے روپے سے بنادے اور بحر کے سو یا دو سو روپے لیکر اس کی تکمیل یعنی استرکاری وغیرہ میں صرف کر دے (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

نذر کی قربانی میں عید قربانی کے جانور کی شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

(سوال) کسی شخص نے منت مانی کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو قربانی کروں گا اس قربانی اور عید کی قربانی میں کیا فرق ہے؟

(۱) وفي البدائع من شروطه ان يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشيع الجنازة..... وبناء الرباطات والمساجد (رد المحتار) مطلب في احكام النذر ۳/۷۳۵ طر سعید

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس امام (ترکمان دروازہ دہلی) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۲۳۰) قربانی کے جانور کی صفات اور اس نذر سے واجب ہونے والے جانور کی صفات یکساں ہونی ضروری ہیں اور اگر اس نے عید اضحیٰ کے زمانہ میں ذبح کرنے کی نیت کی ہو تو ۱۰/۱۱/۱۲ ذی الحجہ کے اندر ہی ذبح کرنا لازم ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں۔

(سوال) زید نے یہ منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں کسی کو حج کراؤں گا زید کا کام ہو گیا زید اگر اتنا روپیہ جتنا کہ حج میں خرچ ہوتا ہو کسی ایسے شریف نادار کثیر الاولاد کو کام کاج کے لئے دے دے جس کی حالت ناگفتہ بہ ہو فاقوں پر نوبت ہو ایسے شخص کو روپیہ دینے سے زید کی منت ادا ہو جائے گی یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۰۹۸ محمد نذیر صاحب (دہلی) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۳۱) یہ منت اس طرح لازم ہو جاتی کہ میں خود حج کروں گا لیکن کسی کو حج کراؤں گا اس طریق پر لازم نہیں ہوئی اور اس لئے جائز ہے کہ زید بجائے حج کرانے کے یہ روپیہ کسی نادار تنگ دست شخص کی امداد میں دیدے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

حج کرانے کی نذر کی رقم محتاج کو دینا جائز ہے

(سوال) میری والدہ ماجدہ صاحبہ بیمار ہوئی تھیں میں نے خدا تعالیٰ سے یہ منت مانی تھی اگر یہ تندرست ہو جائیں گی تو میں ایک ایسے شخص کو حج کراؤں گا جس نے حج نہ کیا ہو اللہ پاک نے میری دعا قبول فرمائی اور میری والدہ ماجدہ صاحبہ کو تندرستی عطا کی اب میں نے ایک شخص کو تجویز کر کے یہاں سے دہلی لکھا مگر انہوں نے یہ جواب لکھا ہے کہ ایک ایسے شخص کثیر الاولاد ہیں بوجہ افلاس کے فاقوں تک نوبت رہتی ہے لہذا بجائے میرے حج کرانے کے انکو روپیہ دے دیجئے تاکہ اس رقم سے یہ کچھ کام کاج کر لیں اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکیں مگر میری دلی تمنا یہ ہے کہ میں حج کراؤں شرعی حیثیت سے مجھے کیا کرنا چاہیے؟

المستفتی نمبر ۱۱۲۸ سلطان احمد صاحب (کلکتہ) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(۱) ولو قال لله على ان اذبح جزوراً و اتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز ووجهه لا يخفى (الدر المختار) قال المحقق في الشاميه (قوله : وجهه لا يخفى) وهو ان السبع تقوم مقامه في الضحايا والهدايا (كتاب الايمان) مطلب في احكام النذر ۳/ ۷۴۰ ط سعید

(۲) ولم يلزم النادر ما ليس من جنسه فرض كعبادة مريض و تشيع جنازه و دخول مسجد (التنوير و شرحه) كتاب الايمان ۳/ ۷۳۶ ط سعید

(جواب ۲۳۲) اس منت کو آپ اس کی اصلی صورت میں بھی پورا کر سکتے ہیں یعنی کسی کوچ کرادیں اور دوسری صورت اختیار کرنا یعنی کسی حاجت مند کو اس قدر رقم دیدینا جس قدر حج کرانے میں خرچ ہوتی تو یہ بھی جائز ہے جو صورت آپ پسند کریں اس کی شرعی اجازت ہے اولیٰ اور بہتر دوسری صورت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نذر کی قربانی میں قربانی اور عقیقہ کے جانور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے!
(سوال) قربانی اور عقیقہ کی طرح نذر کے جانوروں میں عمر وغیرہ کی قیود و شروط ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے۔ (ضلع میمن سنگھ) ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۳) ہاں نذر کے جانور کے لئے بھی وہی شروط ہیں اور وہی عمر معتبر ہے جو قربانی کے جانور کے لئے (۲) الا یہ کہ نذر کسی خاص شخص جانور کے متعلق ہو تو پھر شرائط کا اعتبار نہ ہوگا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) بحری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے۔
(۲) پانچ سو روپے ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے۔
(سوال) (۱) اگر کسی دوکاندار نے اپنی بحری پر ۵ / سیکڑا مسجد میں دینا کر لیا اور اس نے کچھ دیکر پھر نہ دیا تو کیا ہوگا؟ (۲) اگر کسی شخص نے اپنے دل میں سوچ لیا کہ اگر مجھ پر پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو مسجد میں دو پیسے روز دیا کروں گا اگر اس پر پانچ سو روپے ہو جائیں اور وہ دو پیسے روز مسجد میں نہ دے اور وہ ایک سال میں زکوٰۃ دے تو کیا ہوگا۔ المستفتی نمبر ۱۲۹۸ منشی عظمت اللہ خاں صاحب ضلع بجنور۔ ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۴) (۱) اگر مسجد میں دینے کا ارادہ کیا تھا اور پھر نہ دیا تو مضائقہ نہیں لیکن اگر بطور نذر کے اپنے اوپر دینا لازم کر لیا تھا تو ادا کرنا واجب ہے (۲) (۳) یہ تو نذر ہو گئی جب پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو ہر

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) ولو قال لله على ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز ووجهه لا يخفى (الدر المختار) قال المحقق في الشاميه (قوله : ووجهه لا يخفى) وهوان السبع تقوم مقامه في الضحايا والهدايا (كتاب الايمان) مطلب في احكام النذر ۳ / ۷۴ ط سعید

(۳) وكذا لو قال لا هدين هذه الشاه والمسنلة بحالها يلزمه (عالمگیری) وما يتصل بذلك مسائل النذر ۲ / ۶۵ ط ماجديه (كوئثه) (۴) ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب اى فرض ووجد الشرط المعلق به لزم النادر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمي كصوم وصلوة و صدقة (التنوير و شرحه) كتاب الايمان ۳ / ۷۳۵ ط سعید

روز اس وقت تک دینا ہوں گے جب تک پانچ سو روپے رہیں اور جب پانچ سو روپے سے کم ہو جائیں تو پھر دینا لازم نہ ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والا روزہ اور فدیہ دینے سے عاجز ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جائے گا تو میں اپنی تمام زندگی کے اندر ہر جمعہ کا روزہ رکھا کروں گا مگر بعض مجبوریاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے اس کو پورا نہیں کر سکتا اس کی مالی حالت بھی بہت کمزور ہے کوئی معقول کفارہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔ المستفتی نمبر ۱۴۶۹ ممتاز جہاں نیگم نیجر مسلم گرلس اسکول۔ کرلا۔ بمبئی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۵) اگر نذر کی شرط پوری ہو گئی یعنی وہ کام پورا ہو گیا تھا تو وفائے نذر اس کے ذمہ لازم ہے (۲) روزہ رکھے یا بصورت مجبوری روزے کا فدیہ ادا کرے (۳) ہر جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہوا ہے جس جمعہ کو روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کا فدیہ پونے دو سیر گیہوں صدقہ کر دینا ہے اگر مہینے کے چار جمعے ہوں تو سات سیر گیہوں مہینہ بھر کا فدیہ ہو اگر نہ روزے پر قادر ہو اور نہ فدیہ دینے کی قدرت ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ وہ اس کی کوتاہی کو اپنی رحمت سے معاف کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں چراغ جلانے اور کھانا رکھنے کی نذر لازم نہیں۔

(از الجمعۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) اکثر لوگ یہ منت مانتے ہیں کہ اگر کوئی مراد پوری ہو جائے تو ہم مسجد میں چراغ جلائیں گے اور کچھ پکا کر مسجد کے اندر جا بجا رکھ دیں گے اور ایسا کر کے چلے جاتے ہیں صبح کو جو نمازی آتے ہیں وہ اٹھا کر کھا لیتے ہیں آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۶) یہ نذر کہ ہمارا فلاں کام ہو گیا تو مسجد میں چراغ جلائیں گے یا مسجد میں کھانا رکھ آئیں گے منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کا پورا کرنا لازم ہے اگر کوئی شخص اس کو پورا کرنا چاہے اور مسجد کی معمولی روشنی کے لئے تیل یا روپیہ دیدے اور اسی طرح مسجد میں کھانا دے آئے تو جائز ہے (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) (حوالہ بالا صفحہ گزشتہ)

(۳) ولو اخر القضاء حتى صار شيخا فانها او كان النذر لصيام الا بد فعجز لذلك او باشتغاله بالمعيشة..... فله ان يفطر و يطعم لكل يوم مسكينا على ما تقدم وان لم يقدر على ذلك لعسرتة يستغفر الله انه هو الغفور الرحيم عالمگیریہ

الباب السادس في النذر ۲۰۹/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) ولم يلزم الناذر ما ليس من جنسه واجب ای فرض..... كعيادة مريض و تشيع جنازة و دخول مسجد (التنوير و شرحه كتاب الايمان ۷۳۶/۳ ط سعید)

نذر کا بحر عقیقہ یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں
(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید نے ایک بحر اللہ واسطے کا چھوڑ رکھا ہے بعد ازاں زید کے ایک لڑکا پیدا ہوا اب زید اس بحرے کو اپنے لڑکے کے عقیقہ میں کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا قربانی کے دنوں میں اس بحرے کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۷) یہ بحر ا تو مستقل طور پر نذر کا ہو گیا اس کو عقیقہ میں یا اپنی واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اپنی نیت کے موافق قربان کرنا چاہیے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

عزیز کی سلامتی واپسی پر جانور کی نذر مانی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے۔
(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) کسی عزیز کی سلامت واپسی پر کسی جانور کو جو پانچ روپے کا ہو دینے کی نیت کر کے عزیز کی واپسی پر بجائے جانور کے ان روپیوں کی دیگر اشیاء مثلاً ایک نمازی عورت کے لئے چادر یا یتیم بچوں کے لئے کپڑے خرید کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۸) دینے سے اس عزیز کو دینا مراد ہے تو جو چاہے دے سکتے ہیں اور اگر جانور کا قربان کرنا مراد ہے تو یہ نذر ہو گئی اور نذر تو اسی طرح ادا کرنا چاہیے جس طرح مانی تھی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

بحر اذبح کرنے کی نذر کے بعد بھیڑ ذبح کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی۔

(سوال) ایک شخص نے نذر کی کہ اگر میں تندرست ہو جاؤں تو اللہ کے واسطے ایک بحر اذبح کر کے خیرات کرنا میرے ذمہ لازم ہے یہ شخص اگر تندرست ہونے کے بعد بجائے بحرے کے بھیڑ قربان کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۳۹) یہ تبدیلی جائز ہے کیونکہ قربانی اور نذر کا حکم ایک ہے۔ ولو قال لله علی ان

اذبح جزورا واتصدق بلحمه فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز (درمختار ص ۷۶ ج ۱) (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) ومن نذر ان یضحی شاة وذلك فی ایام النحر وهو موسر فعليه ان یضحی بشاتین عندنا شاة بالنذر و شاة بایجاب الشرع ابتداء الا اذا عنی به الاخبار عن الجواب علیه فلا یلزمه الا واحدة ولو قبل ایام النحر لزمه شاتان بلا خلاف (رد المحتار کتاب الاضحیۃ ۶/۳۲۰ ط سعید)

(۲) ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وکان من جنسه واجب ای فرض ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعلیه الوفاء بما سمي كصوم و صلوة و صدقة (تنویر الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار)

مطلب فی احکام النذر ۳/۷۳۵ ط سعید

(۳) کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ۳/۷۴۰ ط سعید

كتاب القضاء والافتاء

www.ablehaq.org

پہلا باب ثالث بنانا

فریقین کی رضامندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے

(سوال) شہر ساگر عملداری سرکار قیصر ہند (انگریزی) میں ایک پنچایت کے مجمع میں یہ پنچ لوگ برادری کے جھگڑوں زنا وغیرہ کے معاملات میں ڈنڈ یعنی جرمانہ وغیرہ کر دیتے ہیں اور موجودگی قاضی شہر (قاضی شہر یہ ایک ایسا شخص ہے جس کو کہ شہر کے مسلمانوں نے اپنی رضامندی سے بعد وفات اس کے والد کے معاملات نکاح خوانی و طلاق وغیرہ کے واسطے پگڑی باندھ کر قاضی مقرر کر لیا ہے اور نماز عیدین بھی اس کے پیچھے جماعت اہل اسلام ادا کرتی ہے) زید نے اپنی عورت مسماۃ ہندہ منکوحہ پر الزام زنا عمرو کے ساتھ لگایا اور چار مرتبہ روبرو حاضرین مجلس قسم کھا کر گواہی دی کہ میں نے اس کو عمرو کے ساتھ زنا کراتے دیکھا اور پانچویں مرتبہ کہا کہ لعنت خدا کی مجھ پر ہو اگر ہندہ سچی ہو اور ہندہ بھی اس پنچایت میں موجود تھی پھر ہندہ نے اسی طرح چار مرتبہ قسم کھا کر یہ کہا کہ خاوند میرا زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور لعنت خدا کی ہو مجھ پر اگر وہ سچا ہو دریافت پر معلوم ہوا کہ اس عورت پر کبھی تہمت زنا کی نہیں لگائی گئی (یہ پنچایت تاریخ وقوعہ کے چار پانچ روز بعد جمع کی گئی تھی اور زید نے ہندہ کو اپنے مکان سے وقت شب نکال دیا تھا اور اس وقت سے اب تک ہندہ اور زید میں علیحدگی ہے) اس واسطے قاضی مذکور الصدر نے مشورہ پنچان موجودہ باہم زید و ہندہ کے مجمع پنچایت میں تفریق کرا دی اب قابل استفسار یہ امر ہے کہ کیا حالت مندرجہ بالا میں جو تفریق کہ قاضی مذکور نے مشورہ پنچان کرا دی ہے وہ عملداری انگریزی میں جہاں کوئی شرعی حاکم نہیں ہے جائز قرار دی جائے گی یا ناجائز؟ اور قاضی مذکور کی یہ تفریق جو مجمع پنچایت میں کی اس قاضی کے حکم کے مطابق جس کا کتب فقہ میں تذکرہ ہے سمجھی جائے گی یا نہیں؟ اور اس کارروائی سے جو زید و ہندہ کے باہم ہوئی اور زید نے ہندہ کو اپنے مکان سے وقوعہ کے بعد سے نکال دیا ہے کیا باہم زید و ہندہ کے طلاق ہو گئی یا نہیں اور اب ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ کسی طریقے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو نکاح کہ ہندہ کا زید کے ساتھ ہوا کیا اس کارروائی سے فسخ ہو گیا؟

معاملات فسخ نکاح کے متعلق جناب مولانا مولوی ابوالکلام آزاد مدظلہ نے اخبار صداقت مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء پر یہ عبارت درج فرمائی ہے (اولاً تو جو عدالتیں آج موجود ہیں شرعاً ان کو قاضی و حاکم قرار نہیں دیا جاسکتا اور احکام شریعہ میں جہاں کہیں قاضی یا حاکم کا لفظ آتا ہے اس سے موجودہ عدالتیں مقصود نہیں ہو سکتیں پس بحالت موجودہ ہندوستان میں سوائے اس کے چارہ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے شرعی مقدمات کے لئے یا علما کی طرف رجوع کریں یا پنچایتی طریقے سے کام لیں) اور جناب مولانا مولوی عبدالرؤف صاحب نے اخبار مذکور الصدر تاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء میں مولانا ممدوح کی اس

طریقے پر تائید فرمائی ہے (لیکن اگر مسلمان ایک اجتماعی کوشش اس امر کی کریں کہ ایک قاضی اپنا یہاں مقرر کر لیں تو باتفاق فقہاء یہ صورت جائز ہوگی اور دوسرے ایسے ممالک میں جہاں مسلمان عیسائی سلطنتوں کے ماتحت آباد ہیں یہی صورت کی گئی ہے) تو کیا ان عبارات کا فائدہ دیگر ایسے ہی امور شرعی میں قاضی مذکور الصدر اور پنچان سے لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ان طریقوں سے مسلمان تفریق کرالیں تو کیا وہ تفریق جائز متصور ہوگی یا نہیں؟ جواب باصواب سے سر فراز فرمائیں خادم محمد عبدالسلام بر مکان قاضی محمد عبدالعزیز قاضی شہر ساگر۔ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء

(جواب ۲۴۰) یہ قاضی جو ہندوستان کے اکثر شہروں میں نکاح یا عیدین کی نماز پڑھاتے ہیں شرعاً وہ قاضی نہیں ہیں جو احکام اور قضا کے اختیارات رکھتے ہیں اس لئے ان کا کوئی فیصلہ قضا نہیں ہوگا۔ اور جن مسائل میں قضا کی ضرورت ہے ان میں ان کا حکم کافی نہ ہوگا جمعہ اور عیدین اور اسی قسم کے مسائل دینیہ میں تو مسلمان جسے قاضی بنالیں وہ قاضی ہو سکتا ہے اور اس کا فیصلہ معتبر ہے کیونکہ حکومت موجودہ نے مذہبی معاملات میں آزادی دے رکھی ہے۔ (۱) اور خود کچھ دست اندازی نہیں کرتی لیکن فصل خصومات کی عدالتیں خود اپنے قبضہ و اختیار میں رکھی ہیں اس لئے رعایا کا فصل خصومات کے لئے کسی کو قاضی بنانا اس وقت تک معتبر نہ ہوگا جب تک حکومت سے انہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو جائے۔ مگر صورت مسئلہ میں جب کہ زید و عابدہ نے اپنا فیصلہ کسی شخص کے سپرد کر دیا اور اس شخص کی تفریق پر فریقین راضی ہو گئے تو وہ شخص حکم ہو گیا اور اس کی تفریق صحیح اور معتبر ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ کا اللہ لہ

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پردہ دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے (سوال) زید و عابدہ زن و شوہر ہیں دونوں میں ناچاقی ہوئی اپنے نزاع کو رجوع ثالثی کیا گیا مگر ثالث نے گواہان طلاق کے بیان قلم بند کر کے واقعہ طلاق کو ثابت قرار دیا اور افتراق کا فیصلہ کر دیا بالآخر فیصلہ ثالثی منجانب عابدہ عدالت میں بدیں مضمون پیش ہوا کہ ”زید نے طلاق مغلطہ دیا تھا۔ فریقین نے باذخال اقرار نامہ جات اپنے نزاعات طلاق کو رجوع ثالثی کیا ثالث نے افتراق کا فیصلہ کر دیا لہذا فیصلہ ثالثی عدالتی قرار دیا جائے“ زید نے عابدہ کو طلاق دینے نیز ثالث کو طلاق کے تصفیہ کا اختیار تفویض کرنے سے انکار کیا فیصلہ ثالثی پر زید کے دستخط نہیں ہیں صرف اقرار نامہ پردہ دستخط ہیں اور اقرار نامہ پر بھی اقرار عابدہ

(۱) ولو فقد وال لغلبة کفار و جب علی المسلمین تعیین وال و امام للجمعة (الدر المختار کتاب القضاء مطلب

فی حکم تولیۃ القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۳۶۹/۵ ط سعید)

(۲) فحکم بیہما بیئۃ او اقرار او نکول و رضیا بحکمہ صح لو فی غیر حدود و دینۃ علی عاقلۃ (تنویر الابصار و

شرحہ الدر المختار مع رد المختار باب التحکیم ۴۲۸/۵ ط سعید)

نے بالجبر دستخط کروالینے کی نسبت ایک فوجداری کارروائی بھی کی خیر چونکہ یہ ایک شرعی معاملہ ہے جو ضابطہ کے تحت آگیا ہے عدالت نے مقدمہ ہذا میں بعد سماعت بحث یہ تنقیح برائے تصفیہ قائم کی ہے آیا قرار نامجات بنائے نالاش مورخہ گزٹ نمبر ۳۰۲ مابین فریقین شرعاً جائز و قابل نفاذ ہے؟ اور کیا ثالثی امر شرعی طلاق کے تصفیہ کی مجاز ہو سکتی ہے؟ بینوا تو جروا المستفتی نمبر ۳۱۴ محمد امیر (حیدر آباد کن) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ جون ۱۹۳۴ء۔

(جواب ۲۴۱) اگر اقرار نامہ میں اس امر کی تصریح ہو کہ ثالث کو طلاق کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے تو ثالث کا فیصلہ دربارہ طلاق صحیح نہ ہو گا اور اگر یہ تصریح نہیں اور جھگڑا یہی تھا کہ طلاق دینے نہ دینے میں اختلاف تھا اور یہ مقدمہ ثالث کے سپرد کیا گیا تھا تو اس کا فیصلہ باقاعدہ ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے
(سوال) دو اقرار نامہ جات منسلک استفتائے ہذا کی بنا پر ثالث نے گواہان طلاق کے بیانات قلم بند کر کے طلاق ثابت قرار دیا اور افتراق کا فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ ثالثی عدالت میں بدین مضمون منجانب النسا پیش ہوا کہ فریقین نے باداخل اقرار نامہ جات اپنے تنازعات طلاق کو رجوع ثالثی کیا ثالث نے افتراق کا فیصلہ کر دیا لہذا فیصلہ ثالثی عدالتی قرار دیا جائے عدالت نے حسب ذیل تنقیح برائے مقدمہ بعد سماعت قائم کی۔

آیا اقرار نامہ جات بنائے نالاش مورخہ ۲۶ مرداد ۱۳۴۱، گزٹ نمبر ۳۰۲ مابین فریقین شرعاً جائز و قابل نفاذ ہے؟ اور ثالثی امر فیصلہ طلاق کی مجاز ہو سکتی ہے واضح ہو کہ ہر دو اقرار نامہ جات پر فریقین کے دستخط ہیں اور فیصلہ ثالثی پر مدعا علیہ محمد امیر کے دستخط نہیں ہیں۔ المستفتی نمبر ۳۴۸ محمد امیر (حیدر آباد کن) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۴ء۔

(جواب ۲۴۲) اقرار نامہ جات منسلک کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں بالتصریح ثالثوں کو طلاق مہر جیز اور اخراجات زوجگی کے متعلق تصفیہ کرنے کا فریقین نے اختیار دیا ہے اس لئے ثالثوں کو حق تھا کہ وہ طلاق کے متعلق فیصلہ کریں اور ان کا فیصلہ متعلق طلاق ان کے حدود اختیارات کے اندر ہے (۲) اور فیصلہ ثالثی پر فریقین یا ان میں سے ایک فریق کے دستخط نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں اقرار ناموں پر دونوں

(۱) وصح اخبارہ باقرار احد الخصمین و بعد الہ الشاہد حال ولایتہ ای بقاء تحکیمہ (تنویر الابصار و شرح الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله و صح الاخبار الخ) ای اذا قال لاحد ہما اقررت عندی او قامت عندی بینہ علیک لہذا فعدلوہ عندی والزمتم بذلك و حکمت لہذا فانکر المقضی علیہ لایلتفت الی انکارہ (باب التحکیم ۴۳۰/۵ ط سعید)

(۲) فان حکم لزمہا ثم استثناء الثلاثہ یفید صحۃ التحکیم فی کل المجتہدات (تنویر الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار) باب التحکیم ۴۲۹/۵، ۴۳۰ ط سعید

فریقوں نے دستخط کئے ہیں جو ثالثی صحیح ہونے کے لئے کافی ہیں (۱) اقرار ناموں کی نقلوں پر میں نے سرخ روشنائی سے دستخط کر دیئے ہیں (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

- (۱) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے شوہر دو کا تو کیا حکم ہے؟
- (۲) دی ہوئی طلاقوں کی تعداد میں شوہر شک ظاہر کرے تو کیا حکم ہے؟
- (۳) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟
- (۴) ثالث مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے
- (۵) ثالث شرعی مسئلہ سے ناواقف ہو تو عالم سے مسئلہ معلوم کر کے اس کے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تین طلاق دی ہیں اور شوہر کہتا ہے کہ میں نے ہرگز نہیں دیا بلکہ صرف دو طلاق گواہ کسی کے پاس نہیں تو اس صورت میں کس کا قول معتبر ہو گا نیز شوہر رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

- (۲) اگر کوئی دوسری صورت ایسی ہی پیش آئے جس میں شوہر شک و تردد ظاہر کرتا ہو تو کیا حکم ہو گا؟
- (۳) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو تین طلاق دیتے ہوئے سنے اور شوہر منکر ہو تو اس عورت کو شوہر کے پاس رہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) فی زمانہ ہندوستان میں شرعی قاضی کہیں بھی موجود نہیں تو رفع نزاع کے لئے شرعی فیصلہ کی کیا صورت ہو گی؟ فریقین کسی کو حکم مقرر کر کے یا پنچایت سے اگر فیصلہ حاصل کریں تو معتبر ہو گا یا نہیں؟

(۵) اگر پنچ یا حکم مسئلہ شرعی سے ناواقف ہوں تو وہاں کا مفتی یا اور کوئی شخص قضا کا حکم بتا سکتا ہے یا نہیں؟

بینا تو جروالہ المستفتی نمبر ۳۸۳ عبد اللطیف قاسمی (ضلع اعظم گڑھ) ۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ

م ۱۴ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۳) اگر زوجہ تین طلاق کی مدعی اور شوہر تین کا منکر اور دو کا مقرر ہے تو اس صورت میں حکم دیانت (عند اللہ) یہ ہے کہ واقع میں تین طلاق دی ہیں تو طلاق مغلطہ ہوئی اور دودی ہیں تو حق رجعت ہے لیکن اگر فریقین حکم دیانت پر قانع اور عامل نہ ہوں تو حکم قضایہ ہے کہ یا تو عورت تین طلاقوں کا ثبوت (بینہ عادلہ) پیش کرے ورنہ شوہر سے حلف لیکر اسکے موافق دو طلاق کا حکم دیا جائے گا اور اس کو اس صورت میں ظاہر کے لحاظ سے رجعت کا اختیار ہو گا۔

(۱) ورنہ لفظہ الدال علیہ مع قبول الآخر (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله ورنہ لفظہ) ای رکن التحکیم لفظہ الدال علیہ ای اللفظ الدال علی التحکیم کا حکم بینا او جعلناک حکماً او حکمناک فی کذا (باب التحکیم ۵/۴۲۸ ط سعید)

(اگرچہ فی الحقیقت قسم جھوٹی ہونے کی صورت میں اسے رجعت کا کوئی حق نہیں رہا ہے) سوال دوم کا حکم بھی یہی ہے (۱)

(۳) اگر عورت نے خود شوہر کی زبان سے تین طلاقیں سنی ہیں تو اس کو شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں یعنی دیانۃً وہ اس کے لئے حلال نہیں رہی استخلاص نفس کی سعی کرے (۲)

(۴) حکم اور ثالث اس مقدمے کا فیصلہ کر سکتا ہے اور عدالت کا مسلمان جج بھی قاضی کے حکم میں ہو سکتا ہے (۲) اور جج یا سوال نمبر ۵ میں ذکر کئے ہوئے ثالث یا پنچایت جب خود مسئلہ سے ناواقف ہوں تو ان کا فرض ہے کہ کسی عالم سے دریافت کر کے اس کے موافق فیصلہ کریں اور عالم ان کو قضا کی صورت شرعیہ بتا دے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

پنچایت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہئے۔

(سوال) زید و بکر کے برادری ہے اور سب کام شادی غمی وغیرہ کے برادرانہ طریق پر انجام ہوتے ہیں قومی پنچایت بھی بنی ہوئی ہے اور شادی غمی زیر تحت رسومات مروجہ قبیلہ انجام پاتے ہیں مثلاً برادری میں کسی بچہ کی ختنہ ہیں تو اس میں علاوہ اور رسومات وغیرہ کے پاؤ پاؤ بھر گڑنی گھر تقسیم ہوتا ہے اور اس کی یہاں تک پابندی ہے کہ اگر وہ تقسیم نہ کرے تو اس جرم میں برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر اہل برادری میں سے کوئی شخص حصہ نہ لے تو اس کو بھی برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے اس قصور یعنی گڑ تقسیم نہ کرنے یا حصہ نہ لینے کی معافی چاہے تو برادری اس پر جرمانہ کرتی ہے اور زر جرمانہ وصول کر کے پھر ان کو برادری میں شامل کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ رسومات مروجہ کو ترک کر دو بری ہیں بکر کہتا ہے کہ اگر ان رسومات کو ترک کرتے ہیں تو برادری کا نظام بگڑتا ہے زید کہتا ہے کہ اگر نظام بگڑتا ہے تو بگڑنے دو بدعات سے تو بچیں گے بکر کہتا ہے کہ یہ حرام تو نہیں ہیں زید کہتا ہے کہ اس میں بوجہ

(۱) فان اختلفا فی وجود الشرط ای ثبوته لیعم العد می فالقول له مع الیمین لانکاره الطلاق (تنویر الابصار و شرحه) قال المحقق فی الشامیہ 'و فی البزازیہ' ادعی الاستثناء او الشرط فالقول له ثم قال و ذکر النفی ادعی الزوج لاستثناء وانکرت فالقول لها ولا یصدق بلا بینة 'وان ادعی تعلیق الطلاق بالشرط و ادعت الارسال فالقول له (کتاب الطلاق) باب التعلیق 'مطلب اختلاف الزوجین فی وجود الشرط ۳/۳۵۶ ط سعید

(۲) والمرأة کالقاضی اذا سمعته او اخبرها عدل لا یحل لها تمکینه (رد المختار) کتاب الطلاق 'مطلب فی قول لبحر الصریح یرتاج فی وقوعه الی النیة ۳/۲۵۲ ط سعید

(۳) ثم استثناء الثلاثه یفید التحکیم فی کل المجتہدات (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله فی کل لمجتہدات) ای لمسائل التي یسوغ فیها الاجتهاد من حقوق العباد کا لطلاق والعناق (باب التحکیم ۵/۴۳۰ ط سعید)

(۴) ویحرم علی غیر الاہل الدخول فیہ قطعاً من غیر تردد مر فی الحرمة (تنویر الابصار و شرحه) قال المحقق فی الشامیہ (قوله ویحرم علی غیر الاہل) بل المراد به مامر فی قوله و ینبغی ان یكون موثقاً آ فی عفافه و عقله و حتمل ان یراد به الجاہل (مطلب ابو حنیفہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فأبی ۵/۳۶۸ ط سعید)

بدعات قوم کی تباہی ہے بحر کتا ہے کہ ان کو ہم دین میں تھوڑا ہی داخل کر رہے ہیں۔ المستفتی نمبر ۴۲۴ منشی محمد اختر خاں (دہلی) ۲۸ رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۴) زید کا خیال صحیح ہے اور جس قوم کی پنچایت بنی ہوئی اور قائم ہے وہ بڑی خوش نصیب ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے کہ کسی جماعت کا شیرازہ بندھا ہوا ہو مگر یہ خوش نصیبی اور رحمت اسی صورت میں ہے کہ پنچایت قوم کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود پر نظر رکھے اور فیصلے شریعت کے موافق کرے بے شک فضول اور تباہ کن رسمیں اگرچہ فی حد ذاتہ مباح بھی ہوں مگر ان کے التزام کی وجہ سے قوم اور بالخصوص قوم کے بے مایہ افراد تباہ اور زیر بار ہوتے ہوں واجب الترمک ہیں قومی بہبود کے نقطہ نظر سے ان کو ترک کرنا ضروری ہے اور نظام کیوں بگڑنے لگا؟ جب پنچایت کا فیصلہ ہو کہ فلاں رسم نہ کی جائے اور قوم اس کے فیصلے کے ماتحت اس رسم کو ترک کر دے تو یہ تو نظام کی درستگی اور خوبی ہوگی اس کو نظام کا بگڑنا کون کہہ سکتا ہے؟ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

رضامندی سے بنایا گیا ثالث نکاح فسخ کر سکتا ہے۔

(سوال) ایک لڑکی کا نکاح حالت نلبانی میں ایک لڑکے کے ساتھ لڑکی کے باپ نے کر دیا عقد نکاح کے بعد لڑکا مجنون ہو گیا اور ڈھائی سال سے مجنون ہے لڑکے کا باپ کہتا ہے کہ اب وہ تزویج کے قابل نہیں لڑکی فسخ نکاح چاہتی ہے فریقین نے فسخ نکاح کے لئے ایک حکم مقرر کیا ہے کیا حکم بغیر تاجیل کے فسخ نکاح کر سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۳ مولوی محمد عظیم (ضلع میانوالی) ۲۷ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۵) حکم کو جب فریقین نے رضامندی سے حکم بنایا ہے اور اسکو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے اور زوج مجنون ہے تو حکم دونوں کا نکاح فسخ کر سکتا ہے اور تاجیل کی حاجت نہیں کیونکہ جنون جب کہ ڈھائی سال سے ہے تو جنون مطبق ہے اس میں تاجیل کی ضرورت نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی۔

(۱) استثناء الثلاثة يفيد صحة التحكيم في كل المجتهديات (الدر المختار) قال المحقق في الشاميه (قوله في كل المجتهديات) اي المسائل التي يسوغ فيها الاجتهاد من حقوق العباد كالطلاق والعناق والكتابة والشفعة بخلاف ماخالف كتاباً او سنة او اجماعاً (باب التحكيم ۵/۳۰ ط سعيدي)

(۲) فحكم بينهما بينة او اقرار او نكول و رضيا بحكمه صح (الدر المختار) باب التحكيم ۵/۲۸ ۴۲۹ ط سعيدي

دوسرا باب

عمدہ قضاء اور قاضی کے فرائض

(۱) مسلمانان ہند کے ذمہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کیسا ہے؟

(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے۔

(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے۔

(سوال) (۱) مسلمانان ہندوستان پر مسلمان قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں اور ہندوستان کے مسلمان اگر بطور خود قاضی مقرر کر لیں تو وہ قاضی شرعی ہو گا یا نہیں موجودہ صورت حالات میں کہ ہندوستان پر حکومت غیر مسلمہ تسلط ہے حکومت غیر مسلمہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں اور حکومت غیر مسلمہ کے مقرر کئے ہوئے قاضی شرعی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) جن مسائل میں شرعی قاضی کا فیصلہ ضروری ہے ان میں غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر قانون شریعت کے موافق بھی ہو کافی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) مثال کے طور پر چند مسائل جن میں مسلمان قاضی کا فیصلہ ضروری ہو بتا دیئے جائیں؟

(جواب ۶۴۶) (۱) مسلمانوں پر پہلا اہم اور مقدم فرض یہ ہے کہ وہ مسلمان والی مقرر کریں کیونکہ بغیر والی مسلم کے بہت سی اسلامی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔

ثم الاجماع على ان نصب الامام واجب والمذهب انه يجب على الخلق (شرح عقائد ص ۱۱۰) (۱)

والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم و سد ثغورهم و تجهيز جيو شهم و اخذ صدقاتهم و قهر المتغلبة والمتلصصة و قطاع الطريق واقامة الجمع والاعیاد و قطع المنازعات الواقعة بين العباد و قبول الشهادات القائمة على الحقوق و تزويج الصغار والصغائر الذين لا اولياء لهم و قسمة الغنائم و نحو ذلك من الامور التي لا يتولاها احاد الامة (العقائد النسفية ص ۱۱۰) (۲)

و نصہ اہم الواجبات فلذا قدموه على دفن صاحب المعجزات (در مختار) قوله

اہم الواجبات ای من اہمها التوقف کثیر من الواجبات الشرعية علیہ (رد المحتار ص

(۱) ص: ۱۵۳ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی

(۲) مع شرحها للتفتازانی ص: ۱۵۲، ۱۵۳ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی

(۴۰۴ ج ۱) (۱)

ولو فقد وال لغلبة کفار وجب علی المسلمین تعیین وال و امام للجمعة فتح

(در مختار) (۲)

(ترجمہ) اس بات پر اجماع ہے کہ امام مقرر کرنا فرض ہے اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ امام مقرر کرنا مخلوق (مسلمانوں) پر فرض ہے۔

مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امام ضروری ہے جو احکام جاری کر سکے اور حدود قائم کر سکے اور سرحدوں کا انتظام اور جیوش مسلمین کی تیاری کر سکتا ہو اور صدقات وصول کرے اور متغلب لوگوں کو دبا سکے چوروں اور ٹھگوں کو مقہور کر سکے جمعہ اور عیدین قائم کرے اور مقدمات کا فیصلہ کرے شہادتیں قبول کرے نابالغوں کا جن کے ولی نہیں ہیں نکاح کر دیا کرے غنائم تقسیم کرے اور اسی قسم کی بہت سی ضرورتیں ہیں جو افراد امت سے پوری نہیں ہو سکتیں۔

امام مقرر کرنا فرض میں سے اہم فرض ہے اسی وجہ سے صاحب رسالت کے دفن سے پہلے صحابہ کرام نے امام مقرر کر لیا کیونکہ بہت سے واجبات شرعیہ امام پر موقوف ہیں۔ اگر غلبہ کفار کی وجہ سے والی مسلم نہ ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک والی مسلم اور امام جمعہ مقرر کریں۔

قاضی مقرر کرنے کا اختیار بادشاہ اور امام کو ہے لوگ اگر خود قاضی مقرر کر لیں تو وہ قاضی نہ ہو گا کیونکہ ان کے مقرر کئے ہوئے قاضی کو تنفیذ احکام کا اختیار اور قدرت نہ ہو گی۔

واذا اجتمع اهل بلدة على رجل و جعلوه قاضياً يقضى فيما بينهم لا يصير قاضياً (عالمگیری) (۳)

اذا قلد السلطان رجلاً قضاء بلدة كذا لا يصير قاضياً في سواد تلك البلدة مالم يقلد قضاء البلدة ونواحيها (عالمگیری) (۴)

الا اذا كان لم يصلح له الا رجل واحد تعين هو لا قامة هذه العبادة فصار فرض عين عليه الا انه لا بد من التقليد فاذا قلد افترض عليه القبول (بدائع باختصار) (۵)

واذا لم يكن سلطان ولا من يجوز التقليد منه كما هو في بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار كقرطبة الآن يجب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم

(۱) مطلب شروط الامامة الكبرى ۵۴۸/۱ ط سعید

(۲) کتاب القضاء مطلب فی حکم تولیۃ القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۳۲۹/۵ ط سعید

(۳) الباب الخامس فی التقليد والعزل ۳۱۵/۳ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) مرجع سابق

(۵) فصل واما بیان من يفترض علیه قبول تقليد القضاء ۴/۷ ط سعید

يجعلونه والياً فيولى قاضياً ويكون هو الذي يقضى بينهم الخ (شامی ۱) نقلاً عن النهر
ناقلًا عن الفتح

(ترجمہ) جبکہ کسی شہر کے لوگ متفق ہو کر کسی کو قاضی بنالیں جو فیصلے کیا کرے تو وہ واقعی قاضی
نہیں بن جائے گا۔

جب کہ بادشاہ کسی شخص کو کسی شہر کا قاضی مقرر کرے تو وہ شخص مضافات شہر کا قاضی نہ
ہو گا جب تک کہ بادشاہ شہر اور مضافات کی قضا سپرد نہ کرے۔

جب کہ شہر میں قضا کے لائق ایک ہی شخص ہو تو فریضہ قضاء ادا کرنے کے لئے وہ متعین
ہے اور قضا اس پر فرض عین ہے مگر بادشاہ کی طرف سے قاضی بنایا جانا ضروری ہے تو جب کہ اسے
قاضی بنایا جائے تو قبول کرنا اس پر فرض ہے۔

اور جب کہ بادشاہ اسلام اور ایسا مسلم حاکم جو قاضی مقرر کر سکتا ہے نہ ہو جیسے کہ مسلمانوں
کے بعض شہروں میں جن پر کفار غالب ہو گئے ہیں مثل قرطبہ کے آج کل ہے تو مسلمانوں پر
واجب ہے کہ متفق ہو کر کسی مسلمان کو والی مقرر کریں اور وہ والی قاضی کا تقرر کرے اور قاضی
مسلمانوں کے فیصلے کیا کرے۔

☆ اگر بادشاہ مسلمان نہ ہو اور مسلمان بھی کوئی والی مسلم مقرر نہ کر سکیں تو بحالت مجبوری
مسلمانوں کو حق ہے کہ غیر مسلم بادشاہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کریں ایسی حالت
میں غیر مسلم بادشاہ کے مقرر کئے ہوئے مسلمان قاضی قاضی شرعی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ قاضی کو
تنفیذ احکام کا اختیار ہو اور مسائل شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے سے روکا نہ جائے۔

و يجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو كافراً (درمختار) فی
التارخانیۃ الاسلام لیس بشرط فیہ ای فی السلطان الذی یقلد (ردالمحتار) (۲) الا اذا
کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم (درمختار) (۳) ولكن انما يجوز تقلد القضاء من
السلطان الجائر اذا كان يمكنه من القضاء بحق ولا يخوض فی قضایاہ بشر ولا ینہاہ
عن تنفیذ بعض الاحکام کما ینبغی اما اذا کان لا يمكنه من القضاء بحق و يخوض فی
قضایاہ بشر ولا يمكنه من تنفیذ بعض الاحکام کما ینبغی لا یتقلد منه (الفتاوی
العالمگیریہ ص ۳۷۷ ج ۳) (۴)

لكن اذا ولی الكافر علیهم قاضياً ورضیه المسلمون صحت توليته بلا شبهة

(۱) مطلب فی تولیۃ حکم القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۳۶۹/۵ ط سعید

(۲) مطلب ابوحنیفہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فابی ۳۶۸/۵ ط سعید

(۳) ایضاً

(۴) کتاب ادب القاضی الباب الاول ۳/۳۰۷ ط ماجدیہ کونہ

(رد المحتار) (۱)

(ترجمہ) منصب قضا قبول کرنا سلطان عادل اور ظالم کی طرف سے جائز ہے اگرچہ بادشاہ کافر ہو (در مختار) تاتار خانہ میں ہے کہ قاضی مقرر کرنے والے بادشاہ کا مسلمان ہونا (صحت قضاء کے لئے لازمی) شرط نہیں ہے مگر جب کہ بادشاہ (خواہ غیر مسلم ہو یا ظالم) قاضی کو فیصلہ حق سے روکے تو حرام ہے لیکن بادشاہ ظالم (خواہ غیر مسلم ہو یا مسلم) سے منصب قضا ایسی حالت میں قبول کرنا جائز ہے کہ بادشاہ قاضی کو حق کے موافق فیصلے صادر کرنے کی قدرت دے دے اور اس کے فیصلوں میں ناحق دخل نہ دے اور اس کو بعض احکام کی تنفیذ مناسب سے نہ روکے اگر بادشاہ قاضی کو حق فیصلہ نہ کرنے دے دیا اس کے فیصلوں میں ناحق دخل دے یا بعض احکام کی تنقید مناسب نہ کرنے دے تو قضا قبول نہ کرنا چاہئے لیکن جب کافر بادشاہ کوئی قاضی مقرر کر دے اور مسلمان اس پر رضامندی ظاہر کر دیں تو یہ تقرر بلاشبہ درست ہے۔

(۲) غیر مسلم کو قاضی بنانا درست نہیں تھا کیونکہ قضا کے شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ قاضی مسلمان ہو پس غیر مسلم حکام قاضی شرعی کے قائم مقام نہیں ہو سکتے اور ان کا فیصلہ ضرورت شرعیہ کو پورا نہیں کر سکتا۔

ولا تصح ولاية القاضي حتى يجتمع في المولى شرائط الشهادة كذافي الهداية من الاسلام والتكليف والحرية الخ (عالمگیری) (۲) الصلاحية للقضاء لها شرائط منها العقل ومنها البلوغ ومنها الاسلام ومنها الحرية الخ (بدائع) (۳) قاضی کو قاضی بنانا صحیح نہیں جب تک اس میں شہادت کے شرائط نہ پائے جائیں یعنی مسلمان ہونا مکلف ہونا آزاد ہونا وغیرہ۔

صلاحیت منصب قضا کے لئے چند شرطیں ہیں ان میں سے عاقل ہونا اور بالغ ہونا اور مسلمان ہونا اور آزاد ہونا الخ ہے۔ (بدائع)

یوں تو مسلمانوں کے تمام نزاعات کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان حاکم ان کو فیصلہ کرے لانه لا ولاية لكافر على مسلم (۱) لیکن نزاعات کی ایک قسم تو ایسی ہے کہ ان کے لئے قاضی مسلم باختیار کا ہونا اشد ضروری ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی اسلامی ضرورتیں معطل ہی نہیں بلکہ مسلمان سخت مواخذات شرعیہ میں مبتلا ہوتے ہیں صرف مثال کے طور پر اس قسم کے

(۱) مطلب فی تولیۃ القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۵/۳۶۹ ط سعید

(۲) کتاب ادب القاضی الباب الاول ۳/۳۰۷ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) فصل واما بیان من یصلح للقضاء ۷/۳ ط سعید

(۴) رد المحتار مطلب شروط الامامة الكبرى ۱/۵۴۸ ط سعید

چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں :-

(۱) آج کل بسا اوقات کسی عورت کا خاوند مفقود ہو جاتا ہے اور عورت بھی نو عمر اور محتاج ہوتی ہے متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے موجب اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ اپنی طبعی اور مالی مشکلات سے گلو خلاصی کی سبیل بہم پہنچائے لیکن اس کی تکمیل بغیر قاضی مسلم کے فیصلے اور حکم کے نہیں ہو سکتی ہزاروں عورتیں اس مصیبت میں مبتلا ہیں اور موجودہ حکومت کا قانون ان کی مصیبت رفع کرنے کے لئے ناکافی اور قاضی مسلم کا نہ ہونا ان تمام مصائب کا ذمہ دار ہے (۱)

(۲) بہت سی نابالغ لڑکیوں کا نکاح ان کے ولی کر دیتے ہیں نکاح شرعاً درست ہو جاتا ہے مگر لڑکی کو بلوغ کے وقت اختیار ہوتا ہے کہ وہ نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے مگر فسخ کے لئے قاضی کا حکم ضروری ہے اور بغیر قاضی شرعی کے حکم کے نکاح منسوخ نہیں ہوتا موجودہ عدالتوں کے غیر مسلم حاکم اگر فسخ بھی کر دیں تو شرعاً ایسے فسخ کا اعتبار نہیں (۲)

(۳) بہت سے جاہل مسلمان اپنی بیوی پر بیجا زنا کی تہمت لگا کر اسے کس مہر سی کے عالم میں چھوڑ دیتے ہیں شریعت مقدسہ اسلامیہ نے ایسی صورت میں اس کا علاج لعان مقرر کیا ہے لیکن لعان کے لئے قاضی مسلمان ہونا ضروری ہے بغیر قاضی مسلمان کے لعان کرائے ہوئے اس مشکل کا کوئی حل نہیں (۳)

(۴) اسی طرح کوئی شریف اپنی بیوی کو بد چلنی میں مبتلا پائے اس کی سبیل بھی لعان ہے جس کے لئے قاضی مسلم ضروری ہے (۴)

(۵) اگر کوئی جاہل اپنی ساس کے ساتھ ناجائز حرکت کرے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے لیکن ان دونوں میں تفریق قاضی شرعی کر سکتا ہے اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات عورتیں سخت گناہ میں مبتلا رہتی ہیں اور کوئی چارہ کار نہیں پاتیں (۵)

(۶) بہت سی عورتوں کو ان کے خاوند معاقہ کر کے چھوڑ دیتے ہیں نان نفقہ نہیں دیتے اور

(۱) انما یحکم بموتہ بقضاء لانہ امر محتمل فما لم یظم الیہ القضاء لا یکون حجة (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله ' بقضاء) ان هذا ای ماروی عن ابی حنیفہ من تفویض موته الی رأى القاضی نص علی انه یحکم بموتہ بقضاء (مطلب فی الافتاء بمذهب مالک فی زوجة المفقود ' ۴ / ۲۹۷ ط سعید)

(۲) و حاصلہ انہ اذا کان الزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخيار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار ' باب الولی ' ۴ / ۷۰ ط سعید)

(۳) و صفة اللعان ان یتدانی القاضی بالزوج فیشهد اربع مرات واذا تعنا لا تقع الفرقة حتی یفرق القاضی بینہما (ہدایۃ ' باب اللعان ' ۲ / ۱۸۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۴) ایضاً

(۵) و تحریمہ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل بہا الزوج الا بعد المتارکۃ (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ و عبارة الحاوی الا بعد تفریق القاضی او بعد المتارکۃ وقد علمت ان النکاح لا یرتفع بل یفسد (باب المحرمات ' ۳ / ۳۷ ط سعید)

کسی طرح راہ راست پر نہیں آتے ایسے وقت شرعاً بعض ائمہ کے مذہب کے موافق قاضی تفریق کر سکتا ہے لیکن قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں عورتیں مبتلائے عذاب ہیں اگر غیر مسلم تفریق کا حکم بھی کر دے تاہم نکاح متفسخ نہیں ہوگا (۱)

(۷) اگر عورت کو مرد نے طلاق نہیں دی ہے مگر عورت نے طلاق دے دینے کا دعویٰ کر دیا اور گواہ پیش کر دیئے اور موجودہ عدالت نے طلاق تسلیم کر کے تفریق کا حکم کر دیا تو یہ حکم شرعی عدالت نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے البتہ شرعی عدالت ہوتی اور قاضی مسلم یہ حکم کرتا تو درست ہو جاتا اور عورت بعد عدت دوسرا نکاح کر لیتی تو زنا کے گناہ میں گرفتار نہ ہوتی (۲)

(۸) عین کے معاملے میں اور مجنون کے معاملے میں قاضی شرعی کا فیصلہ ضروری ہے غیر مسلم حاکم اگر نکاح کو فسخ بھی کر دیں جب بھی شرعاً وہ متفسخ نہیں ہوتا اور زوجین یا دونوں میں سے ایک گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں (۳)

(۹) رمضان شریف کے چاند دیکھنے عید کے چاند دیکھنے کی شہادت قبول کرنا اور صوم یا فطر کا حکم دینا قاضی مسلم کا کام ہے جس کے نہ ہونے سے بیٹ سے جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں (۴)
اسی طرح اور بہت سے مسائل ہیں جن کا شرعی فیصلہ مسلمان قاضی پر موقوف ہے۔ واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ غفرلہ

- (۱-۲) عمدہ قضا کے استحقاق کے لئے صلاحیت واستعداد شرط ہے
- (۳) قاضی مقرر کرنے کا حق مسلمان حاکم کو ہے وہ نہ ہو تو مسلمان جماعت کو ہے
- (۴) قاضی کن اوصاف کے آدمی کو بنانا چاہئے؟
- (۵) قاضی کی خدمات اجازت کے بغیر انجام نہیں دینی چاہئیں۔
- (سوال) قضاء تازروئے شرع شریف خاندانی حق یا ورثہ (ترکہ) ہے یا نہیں؟ (۲) اگر ورثہ ترکہ

(۱) والحاصل ان التفریق بالعجز عن النفقة جائز عند الشافعی حال حضرة الزوج و کذا حال غيبته مطلقاً.....
والحالة الاولى جعلها مشايخنا حكماً مجتهداً فيه فينفذ فيه القضاء (رد المحتار) مطلب في فسخ النكاح بالعجز عن النفقة وبالغيبه ۳/ ۵۹۰ ط سعید

(۲) وينفذ القضاء شهادة الزور ظاهراً وباطناً..... في العقود والفسوخ كما قاله و طلاق (تنوير الابصار و شرحه)
(قال المحقق في الشاميه) (قوله الفسوخ) ادعت انه طلقها ثلاثاً وهو ينكر و اقامت بينة زور فقضى بالفرقة
فزوجت بآخر بعد العدة حل له وطؤها عند الله وان علم بحقيقة الحال و حل لاحد الشاهدين ان يتزوجها ولا يحل
للاول وطؤها ولا يحل لها تمكينه (رد المحتار) مطلب في القضاء شهادة الزور ۵/ ۴۰۵ ط سعید

(۳) والا بانن بالتفریق من القاضي ان أبى بطلاقها بطلبها (تنوير الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار) باب
العین وغیرہ ۵/ ۴۹۸ ط سعید

(۴) و قبل بلا دعوی و بلا لفظ اشهد و بلا حکم و تجلس قضاء لانه خير لا شهادة للصوم مع علة غیم..... و
شرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة و لفظ اشهد (تنوير الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار
كتاب الصوم ۲/ ۳۸۵، ۳۸۶ ط سعید)

نہیں ہے تو شرعی قانون کے مطابق قاضی بنانے کا حق ہندوستان جیسے مقام میں کس کو ہے؟ (۳) کیا غیر مسلم حاکم بغیر رضامندی جماعت مسلمین قاضی کسی کو مقرر کر سکتا ہے؟ (۴) قاضی کیسے آدمی کو بنانا افضل ہے؟ اس کی افضلیت کے کیا کیا اوصاف ہیں (۵) شرعی قاضی کی موجودگی میں منصب امامت صلوٰۃ جمعہ وغیرہ واقامت جمعہ واعیاد وغیرہ دوسرے کو شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۶ عبد المجید صاحب (مدرس) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۷) (۱) عمدہ قضا کا استحقاق صرف وراثت کے طور پر نہیں ہو تا بلکہ صلاحیت و استعداد لازم ہے ہاں صلاحیت اور استعداد رکھنے والے متعدد شخصوں میں سے اس کو ترجیح دی جائے جو قاضی سابق کا فرزند یا قریب ہو لیکن قاضی سابق کے فرزند یا قریب میں صلاحیت اور اہلیت نہ ہو تو اجنبی کو جو صلاحیت اور اہلیت رکھتا ہو مقدم رکھا جائے گا (۱)

(۲) قاضی بنانے کا حق مسلمان حاکم کو ہے اور مسلمان حاکم نہ ہو تو مسلمان کی جماعت کو (۲) اگر غیر مسلم حاکم کسی کو بشرط رضامندی جماعت مسلمین قاضی بنادے تو یہ بھی درست ہے (۲) (۳) جماعت مسلمین کی رضامندی کے بغیر اگر غیر مسلم حاکم کسی کو قاضی بنادے تو وہ قاضی صحیح قاضی نہ ہو گا اگرچہ قانوناً قاضی قرار دے دیا جائے۔

(۴) ہندوستان میں قاضی اپنے اصلی مفہوم کے لحاظ سے قاضی نہیں بنائے جاتے بلکہ صرف نکاح پڑھانے اور عیدین کی امامت وغیرہ جیسے کام ان کے سپرد ہوتے ہیں اس لحاظ سے ہر نیک اور صالح پڑھا لکھا آدمی قاضی بنایا جاسکتا ہے (۴)

(۵) آج کل تو شرعی قاضی کی خدمات یہی ہیں اور جب ایسا شخص موجود ہو جو شرعی طور پر ان خدمات کی اہلیت رکھتا ہے اور یہ خدمات اس کو تفویض کی گئی ہیں تو دوسرے کسی شخص کو اس کی اجازت کے بغیر یہ کام نہ کرنے چاہئیں (۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی
الجواب صحیح۔ فقیر محمد یوسف دہلوی

(۱) الصلاحية للقضاء لها شرائط منها العقل و منها البلوغ و منها الاسلام و منها الحرية و منها البصر الخ (بدائع الصنائع كتاب آداب القاضي ۳/۷ ط سعید)

(۲) واما بلاد عليها ولاية كفار فيجوز للمسلمين امامة الجمع والاعیاد و يصير القاضي قاضياً بترضى المسلمين (رد المحتار قبل مطلب في حكم تولية القضاء في بلاد تغلب عليها الكفار ۳۶۹/۵ ط سعید)

(۳) اذا ولي الكافر عليهم قاضياً و رضيه المسلمون صحت توليته بلا شبهة (رد المحتار قبل مطلب في حكم تولية القضاء في بلاد تغلب عليها الكفار ۳۶۹/۵ ط سعید)

(۴) حوالہ بالا

(۵) واعلم ان صاحب البيت و مثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غيره مطلقاً (تنوير الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار باب الامامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

زوجین کے درمیان انگریز عدالت کے مسلم جج تفریق کر سکتے ہیں!

(سوال) اگر زوجین میں تفریق کی ضرورت ہو تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے؟ کیونکہ حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں ہے اور مسلمانوں کی تراضی و اتفاق سے بھی کسی کو منصب قضا نہیں ملا ہے بعض علما حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ کی عبارت واذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور موکلة الى العلماء و يجب على الامة الرجوع اليهم و يصرون ولا ة فاذا عسر جمعهم على واحد استقل كل قطر باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع اعلمهم فان استنوا اقرع بينهم سے ہر عالم کو قاضی تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر ذی علم اس وقت اس ملک میں تفریق کر سکتا ہے حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے جو جج یا مجسٹریٹ یا کسٹرا اسٹنٹ ہیں اگر یہ علوم شریعت سے واقف ہوں اور مسلمان ہوں تو قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

بیہ اتوجروا

(جواب ۲۴۸) ہاں ضرورت انگریزی عدالتوں کے مسلم جج یا منصف قائم مقام قاضی شرعی کے ہو سکتے ہیں کیونکہ انکو حکومت کی طرف سے معاملات مخصوصہ اہل اسلام مثل طلاق نکاح میراث وغیرہ میں احکام شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے (۱) حدیقہ ندیہ کی جو عبارت سوال میں مذکور ہے وہ یا تو دیانات پر محمول ہے کہ دیانات میں آج کل علماء بضرورت قائم مقام قاضی کے سمجھے جاسکتے ہیں لیکن فصل خصومات میں چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے علما کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے اس لئے خصومات میں ان کا کوئی فیصلہ معتبر نہیں یا اس عبارت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جہاں مسلمان حکام نہ ہوں وہاں کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے علماء کو اپنے فصل خصومات کے لئے والی بنالیں اور اگر مسلمان ایسا کر لیں تو پیشک ان علما کا فیصلہ معتبر ہوگا لیکن جب تک مسلمان ایسا نہ کریں اس وقت تک علما قائم مقام والا احکام نہیں ہو سکتے (۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کبار کامر تکب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں

(۲-۳) فاسق کے مکان کو محکمہ شرعیہ سمجھ کر اس میں شرعی امور کے تصفیہ کے لئے جانا جائز نہیں

(۱) يجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجار ولو كافراً (تنوير الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار) مطلب ابو حنیفہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فابی ۳۶۸/۵ ط سعید

(۲) ولو فقد وال لغلبة کفار وجب على المسلمين تعيين وال و امام للجمعة (الدر المختار) قال المحقق في الشاميه : و في الفتح واذا لم يكن سلطان ولا من يجوز التقليد منه كما هو في بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار كقرطبة الآن يجب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم يجعلونه والياً فيولى قاضياً و يكون هو الذي يفتي بينهم و كذا ينصبوا اماماً يصلى بهم الجمعة (مطلب في تولية القضاء في بلاد تغلب عليها الكفار ۳۶۹/۵ ط

- (۴) کبار کا مرتکب مردود الشہادۃ ہے
 (۵) حرام مجلس کے انعقاد کے لئے چندہ دینا موجب فسق ہے
 (۶) حق چھپانے والا مولوی بھی فاسق ہے
 (۷) متبع شرع عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے۔

(سوال ۱) جو ان پڑھ خاندانی قاضی کہ عیدین کی نماز کے لئے مع باجے کے گھوڑے پر سوار ہو کر عید گاہ جاتا ہو اور ڈاڑھی منڈاتا ہو اور احکام شرعی پر آبائی رواج کو مقدم رکھتا ہو اور مسائل دینیہ سے بالکل نابلد ہو اور تارک صوم و صلوٰۃ ہو اور بدعت کے کاموں کو رواج دیتا ہو اور تعزیہ کے سامنے لوہان وغیرہ جلاتا ہو اور تعزیہ داروں کا حامی ہو ایسے شخص کو قاضی سمجھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس سے نکاح پڑھوانا اور اس کی حمایت کرنا کیسا ہے؟ (۲) ایسے قاضی کے مکان پر علماء کو امور شرعیہ کے تصفیہ کے لئے جانا درست ہے یا نہیں (۳) اور اس کے مکان کو محکمہ شرعیہ سمجھنا کیسا ہے؟ (۴) جو شخص کہ باوجود ذی علم ہونے کے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہو اور محرم میں لونڈے نچانے والوں اور مرثیہ سنانے والوں کا معاون و مددگار ہو بلکہ خود اس مجلس میں شریک ہو تا ہو اور رنڈیوں کا ناچ دیکھتا ہو اور محرم الحرام میں عناصر الشہادۃ میں جیسی غیر معتبر کتاب کا واعظ ہو اور اسے خوب منہ بنانا کر پڑھتا ہو کہ سننے والے خوب روئیں اور یہ سمجھتا ہو کہ سامعین جتنا روئیں گے زیادہ ثواب ملے گا اور ہتک حرمت اہل بیت کا مرتکب ہو اور باوجود حکم شرعی دیکھ لینے کے بھی باز نہ آتا ہو اور علمائے محققین کے فتویٰ کو جو اہل شرعیہ کے موافق ہو محض اپنی ضد اور نفسانیت سے نہ مانتا ہو ایسے شخص کی گواہی شرعاً مقبول ہے یا نہیں (۵) جو مولوی کہ بزرگوں کے عرس مروجہ فی العوام میں جہاں رنڈیوں کا ناچ وغیرہ لہو و لعب ہوتا ہو چندہ دے اور لوگوں سے چندہ وصول کرائے اور ترغیب دے وہ کیسا ہے؟ (۶) جو مولوی بایں خیال کہ عوام مجھ سے بد ظن ہو جائیں گے میری بے قدری ہوگی اور روزی میں نقصان پہنچے گا حق بات کو چھپائے اور معلوم ہو کر فتویٰ نہ دے وہ کیسا ہے اور ایسے شخص سے فتویٰ پوچھنا کیسا ہے؟ (۷) ممنوعات شرعیہ سے روکنے والے علماء کو سخت ست کہنا اور ان کی ہتک عزت کے درپے ہونا کیسا ہے؟ المستفتی فقیر بلد ار خاں المقلب بہ نبی بخش چشتی عفی عنہ (مالی گاؤں)

(جواب ۲۴۹) جس شخص میں یہ باتیں ہوں کہ ڈاڑھی منڈاتا ہو اور ناجائز باجے کے ساتھ عید گاہ کو نماز کے لئے جاتا ہو احکام شرعیہ پر رواج کو مقدم رکھتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو تعزیہ پر لوہان جلاتا ہو تعزیہ داروں کی اس بدعت میں حمایت کرتا ہو وہ فاسق ہے اور ہرگز قاضی بننے کے لائق نہیں (۱) ہے (۲، ۳) ایسے شخص کو قاضی بنانا اور اس کے پاس فیصلے کے لئے جانا جائز نہیں اور اس کے مکان کو محکمہ

(۱) لکن لا ینبغی ان یقلد الفاسق لان القضاء امانة عظيمة وهي امانة الاموال والا بصاع والنفوس فلا یقوم بوفائها الا من کمل ورعہ ثم تقواه (بدائع الصنائع فصل واما بیان من یصلح القضاء ۷/۳ ط سعید)

شرعیہ سمجھنا خطا ہے (۱) (۴) یہ شخص بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہے (۲) (۵) ایسے عرسوں میں جہاں رندیوں کا ناچ ہو اور محرمات و منکرات کا مجمع ہو جیسا آج کل اکثر عرسوں میں ہوتا ہے جائے اور چندہ دے دلائے وہ بھی فاسق اور دین کو تباہ کرنے والا ہے (۳) (۶) ایسا مولوی بھی فاسق ہے (۷) عالم با عمل متبع شریعت کو برا کہنا اور اس کی توہین کرنا سخت گناہ ہے اور بسا اوقات یہ بات کفر تک پہنچا دیتی ہے (۸)

واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی
الجواب صحیح۔ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔ ۲۷ شعبان ۱۳۳۳ھ

تیسرا باب دعویٰ اور گواہی

ٹیلی فون پر عادل گواہوں کی شہادت بھی مقبول نہیں

(سوال) رمضان المبارک کی انتیس تاریخ کو ٹیلی فون پر چار معتبر عادل گواہوں نے شہادت دی کہ ہم نے ہلال فطر دیکھا ہے ان چار آدمیوں کو اور ان کی آوازوں کو میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں جب کہ تمام کاروباری اور خانگی امور میں ٹیلی فون پر ان لوگوں کا اعتبار کیا جاتا ہے تو چاند کی گواہی کیوں نہ معتبر سمجھی جائے اور اب تو یہ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ ٹیلی فون پر گفتگو کرنے والے کا فوٹو بھی سامنے آجایا کرے گا اگرچہ اب تک رائج نہیں ہے موجودہ شکل میں اور جو آئندہ آنے والی ہے کچھ فرق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۸ مولانا حکیم محمد ابراہیم صاحب راندیر ضلع سورت ۶ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۵۰) ٹیلی فون کی حیثیت اگرچہ ٹیلی گراف سے مختلف ہے لیکن شہادت کے موقع پر دونوں کا حکم شرعی ایک ہے جس طرح کہ تار کے ذریعے سے شہادت ادا نہیں کی جاسکتی اسی طرح ٹیلی فون بھی ادائے شہادت کے لئے مفید و مقبول نہیں قانونی عدالتیں بھی تار یا ٹیلی فون پر شہادت قبول نہیں کرتیں اگر آئندہ فون پر بات کرنے والے کا فوٹو بھی سننے والے کے سامنے آجائے جب بھی باب شہادت

(۱) والفساق اهلها فيكون اهلها لكن لا يقلد وجوباً و یا ثم مقلده كقابل شهادته به يفتى (تنوير الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار) مطلب في حكم القاضي الدرزي والنصراني ۳۵۵/۵ ط ۳۵۶ ط سعيد
(۲) اتفقوا على ان الاعلان بكبيرة يمنع الشهادة لا تقبل شهادة من يجلس مجلس الفجور والمجانة والشراب وان لم يشرب (عالمگیریہ) الفصل الثاني فيمن لا يقبل شهادته لفسقه ۴۶۶/۳ ط ماجدیہ کوئٹہ
(۳) قال السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفه في زماننا حرام (عالمگیریہ) الباب السابع عشر في الغناء وللهو و سائر المعاصي ۳۵۲/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ قال الله تعالى : ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (الآية) (المائدة: ۲)
(۴) و يخاف عليه الكفر اذا شتم عالماً او فقيهاً من غير سبب (البحر الرائق) باب احكام المرتدين ۱۳۲/۵ ط بیروت

میں وہ ناقابل اعتبار رہے گا تمام کاروبار کا اس پر مدار ہونا اور روزانہ لوگوں کا تجارتی اور نجی کاموں میں اسکو معتبر سمجھنا اس کے لئے کافی نہیں کہ شہادت میں بھی اس پر اعتبار کیا جائے جیسے کہ حکومت ہند کے اہم سے اہم کام تار کے ذریعے انجام پاتے ہیں لیکن ایگزیکوٹو (انتظامی) صیغہ میں تار پر بھروسہ کرنے کے باوجود جوڈیشل (عدالتی) صیغہ اس کو معتبر نہیں سمجھتا۔

ہاں جب کہ کثرت تار یا ٹیلی فون کی وجہ سے کسی کو خبر کا یقین ہو جائے تو وہ شخصی طور پر عمل کے لئے کافی ہو سکتا ہے لیکن حکم کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس پر رویت ہلال یا افطار یا عید کا عام حکم نہیں دیا جاسکتا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جس گواہی سے حقوق العباد ضائع ہوں اس کا چھپانا حرام ہے۔

(سوال) ایک قوم قلیل التعداد تمام واقعات صحیحہ کے معلومات ہونے کے باوجود شہادت حقہ کا کتمان کرتی ہے اقرار صحیحہ سے سبکدوش نہیں ہوتی اور ایک مظلوم جو کہ عالمانہ حیثیت میں ہے فریب و غلابازی سے مبرا اور پاک ہے اس کی مظلومیت محفوظ نہیں رکھتی ایسی قوم کے لئے عند اللہ کیا سزا ہے اور باشندگان شہر کو از روئے شریعت ایسی قوم کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھنا چاہئے؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۸ مولانا عبدالرحیم صاحب (چھاؤنی نیچہ) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۵۱) ایسی شہادت کا کتمان کرنا جس سے حقوق العباد ضائع ہوں حرام ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شرعی شہادت پر حکومت سے طلبانہ و خوراک نہیں لینا چاہئے

(۲) شہادت شرعی ہو تو آپدور رفت کا کرایہ لینا جائز ہے

(۳) عدالت میں موجود شخص چال چلن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا

(۴) رشوت کی تعریف

(۵) زبانی کوشش سے ہو سکے والے کام کی اجرت لینا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) گورنمنٹ کسی شخص کو کسی کام کے لئے بلاتی ہے تو اس کو طلبانہ یعنی خوراک و کرایہ دیتی

(۱) ولو سمعه من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره اذ النعمة تشبه النعمة الا اذا كان في الداخل وحده و دخل و علم الشاهد انه ليس فيه غيره ثم جلس على المسلك و ليس له مسلك غيره فسمع اقرار الداخل ولا يراه لانه يحصل به العلم و ينبغي للقاضي اذا فسر له لا يقبله (عالمگیریہ) الباب الثاني في بيان تحمل الشهادة ۴۵۲/۳ ط ماجديه كونه

(۲) و سبب وجوبها طلب ذی الحق او خوف فوت حقه بان لم يعلم بهاذو الحق و خاف فوته لزمه ان يشهد بلا طلب (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الشهادات ۵/۶۱ ۴۶۲ ط سعید)

ہے اس کا لینا عند الشرع جائز ہے یا نہیں اسی طرح اگر کوئی بھائی شہادت کے لئے لے جائے تو وہ بھی طلبانہ دیتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص کسی شخص کو شہادت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے دوسری جگہ ضلع یا تحصیل میں لے جائے تو اس شخص کو اپنے کام کے چھوٹے کا حرجانہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر لے سکتا ہے تو کس مقدار تک لے سکتا ہے؟ (۳) اگر کوئی نمبردار وہیں عدالت میں موجود ہو اور کوئی شخص اس سے چال چلن یا حیثیت کی تصدیق کرائے تو اس سے حیثیت یا چال چلن کی تصدیق کزائے کے عوض کرایہ خوراک لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) رشوت کی مفصل تعریف کیا ہے کہ جس سے رشوت وغیرہ رشوت میں امتیاز ہو سکے (۵) اگر کسی شخص کی صرف زبانی کوشش سے کسی کا کام ہو سکتا ہے تو اس کے عوض کچھ لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۰۰ عبد المجید خاں نمبردار روہتک ۷ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۲) (۱) گورنمنٹ سے طلبانہ و خوراک لینا جائز ہے شہادت اگر شرعی شہادت ہو تو اس پر اجرت و خوراک نہیں لینا چاہئے (۲) صرف کرایہ آمدورفت لے سکتا ہے بشرطیکہ شرعی شہادت ہو (۳) نہیں چاہئے (۴) جو کام کہ خود اس پر کرنا لازم ہے اس کے کرنے پر اجرت لینا یا حق کو رشوت لے کر ناحق کر دینا یہ رشوت ہے (۵) اس میں تفصیل ہے خاص صورت ظاہر کر کے اس کا حکم دریافت کرو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں

(سوال) ہندو کی شہادت شریعت میں معتبر ہے یا نہیں؟ از روئے شریعت ہندو کی گواہی ماننا چاہئے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۰۸ عبد الشکور صاحب (الہ آباد) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۵۳) ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہوگی (۵) مسلمان کے خلاف ہندو کی گواہی مقبول نہیں ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

- (۱) وكذا الكاتب اذا تعين، لكن له اخذ الاجرة لا للشاهد حتى لو اركبه بلا عذر لم تقبل، و به تقبل لحديث "اكرموا الشهود" وجوز الثانی الاكل مطلقا و به يفتی (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الشهادات ۵/ ۶۳ ط سعید)
- (۲) حوالہ بالا
- (۳) حوالہ بالا
- (۴) قال فی الشامیہ، وفي المصباح، الرشوة ما يعطه الشخص الحاكم، وغيره ليحكم له او يحمله على ما يريد (مطلب فی الكلام على الرشوة والهدية ۵/ ۳۶۲ ط سعید)
- (۵) تقبل من اهل الاهواء والذمی على مثله وان اختلفا ملتہ كالیهود والنصارى (تنویر الابصار مع رد المحتار، باب القبول و عدمہ ۵/ ۷۲ ط سعید)
- (۶) وفي الاشباه لا تقبل شهادة كافر على مسلم الاتبع (الدر المختار مع رد المحتار، باب القبول و عدمہ ۵/ ۷۵ ط سعید)

طلاق یا بیوی کو بچنے کی گواہی دینا جائز بعض صورتوں میں واجب ہے!
(سوال) اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو طلاق دے یا خرید و فروخت کرے تو اس کی طلاق کی یا بیع کی شہادت دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۳۹ محمد خاں صاحب (آگرہ) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۵۴) طلاق یا بیوی کو بچنے کی شہادت دینا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شرعی شہادت دینے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں۔
(سوال) گواہ کو اپنی گواہی دینے کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں یعنی طلبانہ جو دیا جاتا ہے یا اور کسی قسم کی چیز بطور مزدوری وغیرہ۔ المستفتی نمبر ۲۶۶۶ مولانا محمد یوسف صاحب فقیر دہلوی ۵ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۵۵) قانون شہادت انگریزی کے ماتحت جن گواہوں کے نام سمن نکلوائے جاتے ہیں اور عدالت میں طلب کر لیا جاتا ہے وہ سب شرعی طور پر شاہد نہیں ہوتے تو جو گواہ شرعی طور پر شہادت کے لئے طلب کیا جائے اس کو شہادت کی اجرت لینا جائز ہے لیکن وہ گواہ جس کو شرعی شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا بلکہ خواہ مخواہ انگریزی قانون شہادت کے بل پر طلب کر لیا گیا ہے وہ شرعاً شاہد نہیں اور وہ اپنے وقت کی اجرت لے سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

داڑھی منڈے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔
(سوال) داڑھی منڈانے والے کی شہادت یا وکالت شادی کے موقع پر جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح ایسے شخص کی رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی گواہی لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۵۶) داڑھی منڈانے والے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے مگر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو شاہد یا وکیل نہ بنایا جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) و يجب الاداء بلا طلب لو الشهادة في حقوق الله تعالى وهي كثيرة كطلاق امرأة (تنوير الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الشهادات ۵/۶۳ ط سعید) (۲) وكذا لكاتب اذا تعين لكن له اخذ الاجرة لا للشاهد حتى لو ار كبه بلا عذر لم تقبل و به تقبل لحديث "اكرموا الشهود" (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الشهادات ۵/۶۳ ط سعید) (۳) و شرط حضور شاهدين حرين او حر و حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً على الاصح فاهميين انه نكاح على المذهب يجوز مسلمين لنكاح مسلمة ولو فاسقين (تنوير الابصار و شرحه الدر المختار) قال المحقق في الشاميه (قوله ولو فاسقين) اعلم ان النكاح له حكمان حكيم الانعقاد و حكم الاظهار فالاول مذكوره والثاني انما يكون عند التجاحد فلا يقبل في الاظهار الا الشهادة من تقبل شهادته في سائر الاحكام قيل مطلب في عطف الخاص على العام ۳/۲۱ ۲۲ ۲۳ ط سعید

مدعی ایک اور مدعی علیہ دو ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔

(سوال) مشکور علی خاں بالغ بولایت اپنے باپ اسد علی خاں کے اپنا نکاح مسماۃ سلطان ز من بیگم نابالغہ کے ساتھ بولایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے ظاہر کرتا ہے اور محمد عبدالغنی خاں بولایت اپنے باپ حاجی عبدالوہاب کے اپنا نکاح مسماۃ سلطان ز من بیگم کے ساتھ بولایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے ظاہر کرتا ہے اور مسماۃ سلطان ز من بیگم کا باپ محمد ظہیر الدین خاں اپنے حلفیہ بیان میں روبرو عدالت بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ سلطان ز من بیگم کا نکاح محمد عبدالغنی خاں ولد حاجی عبدالوہاب کے ساتھ کیا ہے مشکور علی خاں کے ساتھ نہیں کیا۔

اب عبدالغنی خاں اثبات نکاح کا عدالت دہلی میں دعویدار ہے جس میں مشکور علی خاں مدعا علیہ ہے اور مشکور علی خاں اثبات نکاح کا عدالت ریاست رام پور میں دعویدار ہے جس میں محمد عبدالغنی خاں مدعا علیہ نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ عبدالغنی خاں کو از روئے شرع شریف مدعا علیہ بنانا چاہیے یا نہیں؟ کیونکہ خوف یہ ہے کہ عدم موجودگی عبدالغنی خاں میں اگر مشکور علی خاں کامیاب ہو جائے تو اس نکاح کا کیا حال ہوگا جس میں عبدالغنی خاں کو مدعا علیہ ریاست رام پور نے نہیں بنایا۔

(جواب ۲۵۷) مشکور علی خاں کے دعویٰ کا تعلق صرف سلطان ز من کے ساتھ نہیں بلکہ نکاح کے دوسرے دعویدار عبدالغنی خاں سے بھی ہے کیونکہ وہ بھی سلطان ز من کے نکاح کا مدعی ہے اس لئے مشکور علی خاں کو اپنے اثبات دعویٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عبدالغنی خاں کو بھی مدعا علیہ قرار دے اور اس کے ولی کے روبرو اپنی شہادت و ثبوت وغیرہ پیش کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو، میاں بیوی منکر ہوں تو کیا حکم ہے۔

(سوال) زید نے خالد کو یہ الزام دیا کہ اے خالد تو نے اپنی منکوحہ ہندہ کو میرے سامنے تین طلاقیں دیں اور خالد و ہندہ سراسر انکار کرتے ہیں زید اور خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا مگر ہندہ نے سراسر انکار کیا اور کہا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے زید و خالد فیصلے

(۱) ولا یقضی علی غائب ولا لہ ای لا یصح بل ولا ینفذ علی المفتی بہ بحر الا بحضور نائبہ او من یقوم مقام الغائب (تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله ولا یقضی علی غائب) ای بالبیئۃ سواء کان غائباً وقت الشہادۃ او بعضها و بعد التزکیۃ وسواء کان غائباً عن المجلس او البلد (کتاب القضاء مطلب فی ابر الامیر و قضائہ ۵/۴۰۹ ط سعید)

کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوئے زید نے بحیثیت مدعی ہونے کے دعویٰ کیا کہ خالد نے میرے روبرو اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاق دیں اور خالد نے اس دعویٰ سے انکار کیا قاضی صاحب نے مدعی سے شہادت کا مطالبہ کیا مدعی نے دو گواہ پیش کئے قاضی صاحب نے خالد سے سوال کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہو گا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں؟ خالد نے کہا کہ اگر فلاں گواہ مسمیٰ بحر حلف اللہ کہہ کر شہادت دے تو مجھے منظور ہے قاضی صاحب نے گواہ مسمیٰ بحر کو کہا کہ زید نے جو دعویٰ کیا ہے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے قسم اٹھا کر تو شہادت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ بحر گواہ نے کہا کہ پہلے خالد قسم اٹھائے کہ میں نے ہندہ کو تین طلاق نہیں دیں تب میں قسم اٹھاؤں گا لیکن قاضی نے بحر کو کہا کہ مدعا علیہ کا حق قسم کھانے کا نہیں ہے لہذا قسم تمہیں ہی اٹھانی پڑے گی بیان بحر ہے کہ واللہ باللہ تعالیٰ خالد نے میرے سامنے ہندہ منکوحہ کو تین طلاق دیں بیان گواہ مسمیٰ بحر کہ خالد نے میرے سامنے منکوحہ کو تین طلاق دیں اگر میری شہادت کا ذبہ ہو تو میری منکوحہ پر طلاق ہے قاضی صاحب نے فیصلہ سنایا کہ خالد کی منکوحہ ہندہ کو تین طلاق خالد پر حرام ہے۔

اب علمائے اسلام کا آپس میں اختلاف ہو گیا اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہوا۔ المستفتی نمبر ۷۵۰ امر زاحاں ۷ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۵۸) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعویٰ نہیں ہے کیونکہ دعویٰ اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اجنبی اس اخبار میں اپنا کوئی حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہ کی خبر دے رہا ہے جو حقیقت شہادت ہے پس اس کا یہ قول دعویٰ قرار نہیں دیا جاسکتا اور اس بنا پر اس کا یہ قول غیر مجلس قضا میں لغو ہے اور اس لغو قول کی وجہ سے یہ خصم نہیں بن سکتا اور جب یہ خصم نہیں ہوا تو اس کی اور زوج کی جانب سے تحکیم صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے اور صورت مسئلہ میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہوا پس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوئیں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر۔ (۱)

ہاں اس معاملے میں یہ اجنبی بھی ایک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعویٰ بھی شرط نہیں مگر شہادت ادا کرنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جا کر شہادت دیتا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی (۲) بشرطیکہ شاہد کی طرف سے ادائے شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری

(۱) التحکیم : هو لغة جعل الحكم فيما لك لغيرك و عرفاً تولية الخصمين حاکماً يحکم بينهما (تنویر الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار باب التحکیم ۵/۲۸ ط سعید)

(۲) ہی اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی (تنویر الابصار) مع رد المحتار : کتاب الشهادات ۵/۶۱ ط سعید

تاخیر نہ ہوئی ہوتی (۱) کیونکہ قاضی شرعی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے کارروائی کرے (۲) اور حکم اسی وقت قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے جب کہ خصمین اس کو اپنی طرف سے فیصلے کا حق دیں اور جب تک خصومت متحقق نہ ہو تحکیم متحقق نہیں ہو سکتی (۳) پس صورت مسئلہ میں لفظ قاضی صاحب سے مراد اگر حکم ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی عبث ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔ دوسرے علمائے متبحرین سے بھی تحقیق کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (نوٹ) مکمل استفتاء مذکورہ بالا کتاب الطلاق باب متفرقات میں بھی درج کیا گیا ہے وہاں اس کے ساتھ حضرت مولانا تھانوی کی رائے بھی تحریر ہے (وائف عنہ)

عورت کے غلط دعویٰ پر قاضی کا فسخ نکاح قضاء صحیح ہوگا

(سوال) ہندہ نے خلاف واقعہ باغوائے چند اشخاص جو بدعتی سے اپنے کسی عزیز کے ساتھ عقد کرنا چاہتے ہیں اپنے شوہر پر مظالم و عدم ادائے حقوق زوجیت کا دعویٰ عدالت منصفی میں کر کے فسخ نکاح کی درخواست کی ہے جب کہ عورت اس دعویٰ میں بالکل خلاف واقع اور جھوٹ کہتی ہو تو ایسی صورت میں کیا حکم حاکم فسخ نکاح ہو سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۶۶۳ چودھری عبدالعزیز امر وہہ۔ ۲۴ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۴۱ء۔

(جواب ۲۵۹) اگر عورت کا دعویٰ غلط اور خلاف واقع ہے تو شوہر کو لازم ہے کہ وہ حاکم پر یہ بات واضح کر دے اور عورت کے بیان کا غلط ہونا ثابت کر دے تاکہ حاکم عورت کو ڈگری نہ دے لیکن اگر حاکم پر عورت کے بیان کی غلطی واضح نہیں ہوئی اور اس نے عورت کو سچا سمجھتے ہوئے نکاح کو فسخ کر دیا تو قضاء یہ فسخ صحیح ہوگا مگر خدا کے نزدیک عورت اور جھوٹی گواہی دینے والے شخص سے نکاح کرے گی تو نکاح بشرط کفاءة و مہر مثل صحیح ہوگا۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) ومتی اخر شاهد الحسبة شهادته بلا عذر فسق فترد كطلاق امرأة (تنوير الابصار و شرح الدر المختار كتاب الشهادات ۵/۶۳ ط سعید)

(۲) وادب القاضي التزامه لمآئدب اليه الشرع من بسط العدل و رفع الظلم و ترك الميل و المحافظة على حدود الشرع و الجرى على سنن السنة (عالمگیریہ) الباب الاول في تفسير معنى الادب و القضاء ۳/۳۰۶ ط ماجدیہ كونہ (۳) تفسیره تصیر غیرہ حاکماً فیكون الحكم فیما بین الخصمین كالقاضی (عالمگیریہ) الباب الرابع والعشرون فی الحكم ۳/۳۹۷ ط ماجدیہ كونہ)

(۴) و بعد القضاء بشهادة الزور ظاهراً و باطناً فی العقود و الفسوخ كما قاله و طلاق (تنوير الابصار و شرح الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله و الفسوخ) ادعت انه طلقها ثلاثاً و هو ينكر و اقامت بینه زور فقضى القاضي بالفرقة فزوجت باخر بعد العدة حل له و طوھا عند الله وان علم بحقیقة الحال (رد المختار) مطلب فی القضاء شهادة الزور ۵۰۵ ط سعید (عن عبدالرحمن بن ابی بکره قال 'كنا عند رسول الله ﷺ فقال الا انبکم باکبر الكبائر ثلاثاً و شهادة الزور (صحيح الامام مسلم' باب الكبائر' و اکبرها ۱/۶۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

حسبت پر مبنی شہادت بلا وجہ تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے

(سوال) جناب کے حافظے اور مجموعہ فتاویٰ میں یہ سوال وجواب ہو گا کہ زید نے کہا ”میں نے زمین و آسمان پیدا کئے وغیر ذلک“ پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید کے دعویٰ خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ ”زید کا قول معتبر ہو گا ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس ماہ کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں ناقابل التفات ہے“

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دیکر شاہدین کی شہادت کا ناقابل التفات ہونے کی جو بنیاد ہے اور دلیل شرعی مع عبارات کتب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۳۱ محمد سجاد (بنارس) ۲ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۴۲ء

(جواب ۲۶۰) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہو گا اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبت یعنی للہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بلا وجہ معقول تاخیر کرنے سے نامقبول ہو جاتی ہے ومتی اخر شاهدة الحسبة شهادته بلا عذر فسق فترد (درمختار) (۱) اس کے علاوہ یہ شہادت ردۃ پر ہے اور اس میں جب مشہود علیہ انکار کر دے اور شہادتین کا اقرار کر لے تو شہادت شاہدین بے اثر ہو جاتی ہے۔ شہد و اعلى مسلم بالردة وهو منکر لا يتعرض له (درمختار) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) مرض الموت میں مملوکہ زمین ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔

(۲) خرید و فروخت پر گواہوں کی گواہی معتبر ہے

(۳) شہادت کے لئے لفظ اشد کافی ہے

(۴) عادل گواہ کی گواہی میں کذب کا عقلی احتمال شرعاً معتبر نہیں

(الجمعیتہ مورخہ ۱۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنا ایک قطعہ اراضی (جو اس کی ملکیت میں صرف وہی قطعہ تھا) اپنے مرض الموت میں اپنے چار بیٹوں میں سے ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا اور بیٹے نے بطور سند و حجت باپ سے ایک خط لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا اب اس بائع کی وفات کے بعد بقیہ تین فرزندوں نے اپنے چوتھے بھائی کیساتھ اس متروکہ قطعہ اراضی پر شرکت کا دعویٰ کیا ہے مگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ قطعہ زمین قیمتاً خریدا ہے جس کی شہادت میں وہی خط پیش کرتا ہے جو بطور سند باپ سے لکھوایا تھا مگر

قاضی اس خط کو حکم الخط یشبہ الخط رد کرتا ہے پھر وہی مشتری اپنی طرف سے دو گواہ پیش کرتا ہے ایک کاتب یعنی جس نے وہ خط لکھا تھا دوسرا گواہ جس کا نام بھی اسی خط پر مرقوم ہے اب مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں :-

(۱) مرض الموت میں ایک قطعہ اراضی کو اپنے دیگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے فروخت کر دینا جائز تھا یا نہیں جب کہ وہی ایک قطعہ اراضی کل ملکیت تھی (۲) جب کہ حکم الخط یشبہ الخط مرقوم شدہ بیع نامہ شرعاً رد کیا جاسکتا ہے تو پھر اس کا کاتب اور اس پر مرقوم شدہ گواہ کس طرح اور کس دلیل کی بناء پر شرعاً مقبول ہو سکتے ہیں (۳) اگر بفرض محال ان گواہوں کو شرعاً تسلیم کیا جائے تو پھر ان کی شہادت بغیر حلف کے معتبر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگرچہ قاضی ان کی شہادت بغیر حلف کے قبول کرتا ہو (۴) جب الخط یشبہ الخط کے اصول کے مطابق مدعا علیہ کے خط کو بوجہ احتمال مشابہہ الخط کے مسترد کیا جاتا ہے تو پھر اگر کاتب اور مرقوم شدہ گواہ کو تسلیم کیا جائے گا تو اس حالت میں ان ہر دو گواہوں کی زبانی شہادت میں احتمال کذب کا موجود ہے یا نہیں؟ اگر واقعی احتمال کذب موجود ہے تو پھر بروئے قانون اصولی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال مذکورہ صورت میں بطل الشواہد کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۶۱) (۱) بیع جائز ہے کیونکہ یہ تبرع نہیں ہے عقد معاوضہ ہے (۲) ان لوگوں کی گواہی مقبول ہو سکتی ہے کیونکہ خط کا رد کر دینا اس وجہ سے تھا کہ اس کا ثبوت نہ تھا تو اس کا ثبوت پیش کرنے اور ثابت کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں (۳) شہادت میں لفظ اشهد کافی ہے پس یہ لفظ ہی قائم مقام حلف کے ہے اس کے علاوہ مزید حلف ضروری نہیں ہے (۴) شہاد عادل کی زبانی شہادت میں کذب کا عقلی احتمال شرعاً عرفاً قابل اعتبار نہیں ورنہ باب شہادت ہی مسدود ہو جائے گا (۵) محمد کفایت اللہ غفرلہ

عورت یا مرد کے دعویٰ کے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں۔

(سوال) مسکمی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا اور یہ ہر

(۱) اما تعریفها فمبادلة المال بالمال بالراضی و اما رکنه فثبوت عان' احدهما الايجاب والقبول والثانی واما حکم فثبوت الملك فی البیع للمشتري و فی الثمن للبائع اذا كان البیع تاماً (عالمگیریہ' الباب الاول فی تعریف البیع و رکنه و شرطه و حکمه ۲/۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان لحق مالا او غيره كنكاح و طلاق و وكالة و اسهال صبی ولو للارث رجالان او رجل وامرأتان (تنویر الابصار و شرحه الدر المختار' کتاب الشہادات ۵/۴۶۵ ط سعید)

(۳) و رکنها لفظ اشهد لا غیر لتضمنه معنی مشاہدۃ و قسم و اخبار للحال (تنویر الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المختار' کتاب الشہادات ۵/۴۶۲ ط سعید)

(۴) والعدالة و هي شرط وجوب القبول على القاضي لا جوازه كذا في البحر الرائق (عالمگیریہ' الباب الاول فی تعریفها و رکنها و سبب ادائها ۳/۴۵۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

دو یعنی مسماۃ صاحبزادی اور حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح ہوا ہی نہیں امان خاں انعقاد نکاح کے دو گواہ پیش کرتا ہے بیان یہ ہے کہ مسماۃ صاحبزادی کا جس روز نکاح ہوا اس روز صرف جان محمد و نور محمد و اشخاص موجود تھے اور مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف تھے اور کوئی نہیں تھا حکیم نے کہا کہ میں اس سے نکاح کرتا ہوں اور مسماۃ صاحبزادی نے تین دفعہ کہا کہ میں نے تجھ کو اپنا تن بخشا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ امان خاں جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کیا باوجودیکہ مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف انکار کر رہے ہیں اس ثالث شخص کے پیش کئے ہوئے گواہوں کی شہادت سے نکاح ثابت ہو گیا نہیں؟

(جواب ۲۶۲) نکاح پر بغیر دعویٰ احد الزوجین شہادت مقبول نہیں پس جب تک زوجین میں سے کوئی نکاح کا مقرر نہ ہو کسی تیسرے شخص کا شہادت پیش کرنا غیر معتبر ہے جن چیزوں میں شہادت بغیر دعویٰ مسموع ہو جاتی ہے وہ خالص حقوق اللہ ہیں نکاح ان میں داخل نہیں (۱) واللہ اعلم۔

چوتھا باب منصب افتا اور مفتی کے فرائض

مطلقہ مغلطہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حلال نہیں ہوتی۔
(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو طلاق مغلطہ دی اور طلاق نامہ لکھ دیا چند روز کے بعد اس نے کہا کہ میں نے شرعی طلاق دی ہے اور جھوٹے گواہ لے جا کر مفتی سے فتویٰ لا کر اس کو حلال سمجھ کر اپنے تصرف میں لاتا ہے؟ المستفتی نمبر ۷۰۳ ینگ مسلم نورانی کلب ڈیگن۔ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۳) اگر شخص مذکور بلا شرط طلاق دے چکا ہے اور تین طلاقیں دی ہیں تو اس کی زوجہ اس کے لئے حرام ہو چکی ہے (۲) جن لوگوں نے جھوٹی گواہی دی وہ سخت گناہ گار اور فاسق ہوئے (۳) اور ان کی جھوٹی گواہی کی بناء پر اور مفتی کے فتوے سے وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں

(۱) و يجب ادائها بالطلب ولو حكماً كما مر لكن وجوبه بشروط سبعة مبسوطه في البحر وغيره منها عدالة قاض وقرب مكانه و طلب المدعى لو في حق العبد (تنوير الابصار و شرح الدر المختار كتاب الشهادة ۳۶۳/۵ ط سعید)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثاً في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره (هدايه فصل فيما تحل به المطلقة ۳۹۹/۲ ط مکتبہ شرکت علميہ ملتان)

(۳) عن عبدالرحمن بن ابی بکرۃ قال : کنا عند رسول اللہ ﷺ فقال : الا انبکم باکبر الکبائر ثلاثاً الاشرک باللہ و حقوق الوالدین و شهادة الزور (صحیح الامام مسلم باب الکبائر و اکبرها ۶۴/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

ہو جائے گی کیونکہ مفتی کا فتویٰ تو بیان سائل پر ہوتا ہے اگر بیان جھوٹا ہو تو مفتی اس کا ذمہ دار نہیں اور نہ اس کے فتوے سے حرام چیز حلال ہو سکتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے۔

(سوال) زید نہ فقہ حدیث صرف و نحو کی عبارت پڑھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں نہ قرآن صحیح پڑھ سکتے ہیں ناحق فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرتے ہیں گویا پیشہ ہی یہ ہے کسی سے قرض لیتے ہیں تو دینا نہیں جانتے جھوٹ بول کر دغا و مکر سے لوگوں کا مال غصب کرتے ہیں آیا ایسے لوگوں سے خلط مطا رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۳۲ عبدالرحمن (ضلع ناسک) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶۴) بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے (۲) اور لوگوں کے حقوق غصب کرنا جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب ۲۶۵) (۵۵۳) واقعہ مذکورہ فی السؤال کے متعلق دو فتوے میں پہلے لکھ چکا ہوں یہ تیسرا ہے اور افسوس کہ پہلے فتووں کی نقل بھی میرے پاس موجود نہیں رکھی گئی اگر جوابوں میں کچھ اختلاف نظر آئے تو وہ بیان سائل کے اختلاف پر مبنی ہوگا کیونکہ مفتی کے پاس اس بات کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ کون سا بیان سچا اور واقعہ کے مطابق ہے اور کون سا جھوٹا اور واقعہ کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء

یہ فیصلہ کرنا اہل شوریٰ کا کام ہے کہ فلاں کام دارالعلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں؟

(سوال) مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم جن کے رسالے (مساوات اسلامی) کی وجہ سے ہندوستان کی بہت بڑی مسلم آبادی کے قلوب مجروح ہوئے ہیں اور دارالعلوم کو ہزار باروپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے دارالعلوم میں رکھنے کے لائق ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۶۳ ناظم جمعیت الطلبة دارالعلوم دیوبند ۲ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶۶) دارالعلوم کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھنا جو اس کی حالت مالیہ و انتظامیہ اور وقار کے لئے

(۱) فالحاکم مخیر منفذ والمفتی محیر غیر منفذ والمفتی فحیر غیر منفذ (اعلام الموقعین) لا یفتی ولا یحکم الا بما ینکون عالماً بالحق فیہ ۱۳۳/۴ ط دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲) من افتی الناس و لیس باهل للفتویٰ فهو آثم وعاص (اعلام الموقعین) ۱۶۶/۴ ط دار الکتب العلمیہ بیروت

(۳) عن سلیمان بن عمر والا حوص عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فان دما نکم واموالکم واعراضکم بینکم حرام (جامع الترمذی باب ماجاء فی تحريم الدماء والاحوال ۳۹/۲ ط سعید)

مضر ہوں اہل شوری کا فرض ہے اور یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں امر دارالعلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں یہ بھی اہل شوری کا منصب ہے میں اشخاص کے متعلق اظہار رائے بھی مفتی کے منصب سے خارج سمجھتا ہوں چہ جائیکہ حکم شرعی لگانا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسئلہ پوچھنے پر عالم کا یہ کہنا جاؤ میں نہیں جانتا..... کیسا ہے؟

(سوال) امام صاحب سے اگر کوئی مقتدی شرعی مسئلہ دریافت کرے تو کیا امام صاحب کو ازروئے شریعت اسلام مقتدی کو یہ جواب دینا جائز ہوگا کہ جاؤ میں نہیں جانتا اگر مقتدی اس پر اصرار کرے تو امام صاحب کا یہ کہنا کہ مجھے تمہاری پرواہ نہیں خواہ میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۸۴۲ عبدالمجید خاں (شملہ) ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶۷) امام صاحب کو اگر وہ مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کا یہ کہنا کہ ”میں نہیں جانتا“ ناجائز مقتدی کو اصرار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے متعلق یہی جواب صحیح ہے کہ ”میں نہیں جانتا“ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مفتی پر زبانی جواب واجب ہے تحریری نہیں

(سوال) کسی مفتی صاحب سے شرعی فتویٰ دریافت کیا جائے اور وہ یہ کہہ دے کہ مجھ کو کتاب دیکھنے کی فرصت نہیں ہے اور نہ قوت کسی اور جگہ تحقیق کر لیا جائے نیز مستفتی اپنا پتہ لفافے پر لکھنا بھول گیا مفتی صاحب کو پتہ لکھنا پڑا اس پر ان کا یہ لکھنا کہ لفافے پر پتہ لکھنا ضروری تھا نا حق مجھ کو تکلیف دی ایسے مفتی کے لئے شرعاً کیا حکم ہے مفتی کھانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ کیونکہ مسلمان تو علمائے اسلام سے ہی فتویٰ حاصل کریں گے؟ المستفتی نمبر ۸۴۲ عبدالمجید خاں (کوہ شملہ)

(جواب ۲۶۸) بھائی صاحب! عالم اور مفتی کے ذمہ اتنی بات ہے کہ جو مسئلہ اس کے علم میں مستحضر ہو اور کوئی دریافت کرے تو بتادے اور مستحضر نہ ہو مگر کتاب دیکھ کر بتانے پر قدرت ہو اور اس میں ات کوئی کلفت نہ ہو تو دیکھ کر بتادے لیکن کسی حال میں تحریری جواب دینا اس پر لازم نہیں اور پھر مکتوب الیہ یعنی مستفتی کے نام کا خط اور لفافہ اور پتہ لکھنا کسی حال میں لازم نہیں جو علما کہ یہ سب کام کرتے ہیں یعنی تحریری جواب دیتے ہیں (حالانکہ مستفتی مقامی علما سے زبانی دریافت کر لینے پر قادر ہیں) وہ محض تبرعاً اور بہ نیت ثواب یہ کام کرتے ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر یہ بات فرض ہے حالانکہ خدا

(۱) و عن عبد اللہ قال : یا ایہا الناس من علم شیئاً فلیقل بہ ومن لم یعلم فلیقل اللہ اعلم (مشکوٰۃ المصابیح) و فی المرقاۃ : و ذکر الرّمحشری فی ربیع الاسرار ان علیاً کرم اللہ وجہہ سئل عن شیءٍ و هو علی المنبر فقال : لا ادری فقل : کیف تقول لا ادری وانت طلعت فوق المنبر فقال انما طلعت بقدر علمی و طلعت بقدر جهلی لیلقت السماء (کتاب العلم الفصل الثالث ۱/ ۳۱۴ ط امدادیہ ملتان)

نے یہ فرض نہیں کیا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مفتی کے لئے صاحب علم، ماہر احوال زمانہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔
 (۲) غیر عالم فتویٰ دینے کا اہل نہیں بلا تحقیق و تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے
 (۳) مفتی کا قصد کسی مسلمان کے خلاف نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ دینا سخت گناہ ہے
 (۴) تکبر اور نام و نمود کی نیت سے اپنی تعریف شائع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا گناہ ہے۔
 (سوال) (۱) زید نے کسی دارالعلوم دینی میں تعلیم دینیات باقاعدہ حاصل نہیں کی نہ درسی کتابیں پڑھنے کے بعد سند حاصل کی ہے نہ دستار فضیلت باندھی گئی ہے مگر دینی امور میں حیثیت مفتی فتوے صادر کرتا ہے کیا ایسی ناقابل اطمینان صورت میں زید فتویٰ شرعی صادر کرنے کا مجاز ہے اور کیا زید کا فتویٰ قابل اعتماد ہے؟

(۲) کیا بصورت مذکور الصدر زید کے فتوؤں پر مسلمانوں کو صحیح سمجھ کر عمل کرنا چاہیے؟
 (۳) اگر کوئی مفتی غلطی سے عمداً کسی جلیل القدر مستند عالم مفتی بزرگ امام کے خلاف غلط فتویٰ صادر کر دے جس سے عالم موصوف کی عزت و حرمت خطرہ میں پڑ جائے اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد جنگ و جدل کی آگ بھڑک جائے ایسے مقتضی مفتی کے لئے کیا حکم ہے؟
 (۴) اگر کوئی نماز پڑھانے والا اجیر امام جاہل مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں کی بوسہ بازی کرانے سے منع نہ کرے اور کبر و عنوت سے دیگر بزرگان دین کی عظمت و علوم مرتبت کا لحاظ و ادب نہ کرے اور اپنی شہرت و نمود کے لئے پوسٹروں اور اخبارات میں جاہل سازشی اشخاص کی طرف سے بڑے بڑے القاب اور خطاب جو انبیاء کرام و اولیاء اللہ کی شان کے لائق ہوں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوں طبع کر اکر عوام الناس کو اپنے دام تزویر میں لائے اور ایسی دھوکہ بازی و فریب کاری کے جال میں نادان مسلمانوں کو پھانسنے گمراہ کرے ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۴۹۵ مولوی موسیٰ خان صاحب مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۹) فتویٰ دینے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ عالم، صاحب بصیرت، کثیر المطالعہ و وسیع النظر، احوال زمانہ سے واقف ہو جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ افتاکا اہل نہیں اور اس کے فتوے پر بدون تحقیق و تصدیق کے عمل جائز نہیں اور خود اس کو فتویٰ دینا جائز نہیں (۲)

(۱) لان الواجب علیہ الجواب باللسان دون الكتابة بالبنان (الدر المختار مع رد المحتار) مطلب فی اجرة صلت الفاضی و المفتی ۹۲/۶ ط سعید (۲) لا ینبغی لاحد ان یفتی الا من کان ھکذا ویرید ان یکون المفتی عدلاً عالماً بالکتاب والسنة واجتهاد الراى الا ان یفتی بشئ قد سمعه (عالمگیریہ: الباب الاول فی تفسیر الادب والقضاء: ۳۰۸/۳ ط ماجدیہ کوئٹہ) وفی الشامیہ: ان المفتی فی الوقائع لا بدله من ضرب اجتہاد و معرفة باحوال الناس (باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده مطلب منهم ۳۹۸/۲ ط سعید)

اگر کوئی مفتی قصد اور عدا کسی مسلمان کے خلاف اس کے نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ صادر کر دے اور مقصود اس کو رسوا اور بدنام کرنا ہو تو ایسا مفتی سخت گناہ گار اور مفتری ہوگا (۱) اور اگر فتوے میں کسی نام کی تصریح نہ ہو بلکہ فرضی نام کے ساتھ مثلاً زید و عمر کے نام سے سوال کیا گیا ہو اور مفتی واقعات مندرجہ فی سوال پر حکم شرعی بتائے اور حکم شرعی صحیح ہو تو مفتی پر کوئی الزام نہیں اس میں مجرم وہ لوگ ہوں گے جو اس فتویٰ کو کسی خاص شخص پر چپکائیں گے حالانکہ اس شخص میں وہ باتیں موجود نہ ہوں جو سوال میں مذکور ہیں اور جن پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگر ریا و نمود کی نیت سے کوئی شخص اپنی تعریف خود شائع کرے یا کرائے تو وہ گناہ گار ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دینی مسئلہ بغیر علم کے بتانا سخت گناہ ہے۔

(سوال) متعلقہ ذمہ داری، مفتی

(جواب ۲۷۰) مذہبی مسئلہ بغیر علم کے من گھڑت بتانا بڑا گناہ ہے اس سے لوگوں کو مسئلہ نہیں پوچھنا چاہیے اور اس کے بتائے ہوئے مسئلہ پر جب تک کوئی عالم تصدیق نہ کر دے عمل نہیں کرنا چاہیے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فتویٰ کو بلا وجہ نہ ماننا موجب فسق اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے

(سوال) جو شخص فتویٰ کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۷۱) جو شخص بلا وجہ فتویٰ کو نہ مانے وہ فاسق ہے اور اگر وہ کوئی معقول وجہ بیان کرے تو پھر اس وجہ پر غور کیا جاسکتا ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

ایضاً.....

(الجمعیتہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص علمائے اہل سنت والجماعۃ کے فتوے سے انکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۱) عن ابی ہریرۃ قال : قال رسول اللہ ﷺ : من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ (سنن ابی داؤد، باب التوقی فی الفتیا ۱۵۹/۲ ط امدادیہ، ملتان)

(۲) قال النبی ﷺ من سمع سمع اللہ بہ ومن یرای یرا اللہ بہ (صحیح البخاری، باب الریاء والسمعہ ۹۶۲/۲ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(۳) من افتی الناس ولیس باهل للفتویٰ فهو آثم وعاص (اعلام الموقعین ۱۶۶/۴ ط دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(۴) اذا جاء احد الخصمین الی صاحبہ بفتویٰ الائمة فقال صاحبہ : لیس کما افتوا لو قال لا نعمل بهذا کان علیہ التعزیر (عالمگیریہ، منها ما یتعلق بالعلم والعلماء ۲۷۲/۲ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

(جواب ۲۷۲) فتویٰ سے بغیر وجہ انکار کرنا فسق اور بسا اوقات موجب کفر ہو جاتا ہے (۱) ہاں اگر انکار کی کوئی وجہ ہو مثلاً فتویٰ غلط ہو تو غلط فتویٰ کا انکار ہی کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر علم کے مسئلہ بتانا گناہ ہے

(اجمعیۃ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) جو شخص بغیر علم کے مسئلہ بتائے اس کا حکم ماننا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۲۷۳) بغیر علم کے مسئلہ بیان کرنا گناہ ہے (۲) اور لوگوں پر بھی ایسے شخص کی بات ماننا ضروری نہیں اگر صحیح مسئلہ بتائے تو مان لینا چاہئے لیکن صحت میں شک ہو تو کسی عالم سے تصدیق کر لینی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جواب کے آخر میں ”واللہ اعلم“ لکھنا علماء کا طریقہ مسلوک ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا

(اجمعیۃ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) اگر کوئی عالم صاحب کسی ایسے مسئلہ کا جواب جس کو اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے بخوبی واضح کر دیا ہو، لکھیں اور آخر میں واللہ اعلم بالصواب لکھ دیں یا زبانی جواب بتا کر آخر میں یہ کلمہ کہہ دیں تو کیا یہ سمجھا جائے کہ عالم صاحب کو اس مسئلے میں شک ہے۔

(جواب ۲۷۴) واللہ اعلم بالصواب لکھنا یا کہنا علمائے ربانین کا طریقہ مسلوک ہے اور اس سے ان کے لکھے ہوئے یا بتائے ہوئے مسئلے میں کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوتا نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود عالم صاحب کو اس میں شک ہے بہر حال یہ فقرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز اور ہر صواب بات پر محیط ہے اور اس کا اقرار مؤمن کا وظیفہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر قاضی کا فیصلہ قضاء نہیں

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور اس کے بعد اس کی زوجہ نے ایک مولوی صاحب کے پاس گواہ قائم کئے کہ مجھے زوج نے پہلے ہی سے طلاق دی ہوئی ہے لیکن ان کی گواہی سے پہلی طلاق ثابت نہ

(۱) رجل عرض علیہ خصمہ فتویٰ الانمۃ فردھا..... قبل یکفر لانه رد حکم الشرع (عالمگیریہ) منها ما يتعلق بالعلم والعلماء ۲/۲۷۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) من افتی الناس و لیس باهل للفتویٰ فهو آثم عاص (اعلام الموقعین ۴/۱۶۶ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۳) واذا اجاب المفتی ینبغی ان یکتب عقیب جوابہ واللہ اعلم او نحو ذلک (عالمگیریہ) الباب الاول فی تفسیر معنی الادب والقضاء ۳/۳۰۹ ط ماجدیہ کوئٹہ

ہو سکی اس لئے مولوی صاحب نے فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں اس لئے جب تک عدت نہ گزرے نکاح جائز نہیں اس فیصلے کے بعد اسی عورت نے اور گواہ اسی مولوی صاحب کے پاس پیش کئے کہ زید نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اس کے بعد اسی مولوی صاحب نے دوبارہ یہ فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت ہے اور مدت جدا رہنے کی بھی درمیان میں موجود ہے لہذا اب جدید عدت کی ضرورت نہیں وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اس پر دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ یہ ثانی فیصلہ غلط ہے کیونکہ پہلے ایک دفعہ قضاء ہو چکی اب ثانی فیصلہ سے قضاء اول کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں اور در مختار (۱) کی اس عبارت کو پیش کیا :- قضی القاضی ببینۃ فی حادثۃ ثم قال رجعت عن قضائی او بداعیر ذلك او وقعت فی تلبیس الشہود او ابطلت کما لا یقع تو کیا اب مولوی صاحب کا فیصلہ صحیح ہے یا ثانی کا اعتراض صحیح ہے اور اس عورت کا نکاح بغیر عدت جدید کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور کیا موجودہ زمانہ کے علماء کے فیصلوں کو فقہ میں بیان کردہ احکام قضاۃ پر قیاس کر سکتے ہیں؟ اور اگر زوج خود بھی اس صورت میں بعد الطلاق جدید اقرار کرے کہ میں نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اور اس کی عدت گزر چکی تو کیا اس کے قول کا بھی اعتبار ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۰۴ حافظ محمد خلیل صاحب مدرس مدرسہ ہاشمیہ سجاول (ضلع کراچی)

(جواب ۲۷۵) اول تو مولوی صاحب قاضی نہیں کہ ان کے فیصلے کو قضا قرار دیا جائے دوسرے یہ کہ محض عورت کے گواہوں کو ناقابل اعتماد قرار دیکر یہ فیصلہ کر دینا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں کیونکہ گواہوں کے نہ ہونے یا قابل اعتماد نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ یعنی زوج کی یمین پر فیصلہ کرنا تھا (۲) اس کا سوال میں ذکر نہیں پس مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں قضا نہیں ہے اور دوسری بار یہ کہنا کہ پہلی طلاق ثابت ہے یہ بھی قضا نہیں کیونکہ مولوی صاحب قاضی نہیں ہیں پس یہ دونوں فیصلے محض ان کے خیال اور مشورے ہیں عورت دیانتہ جس امر کو حق سمجھے اس پر عمل کر سکتی ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ایک شخص مدعی نکاح ہو، عورت اور اس کے والد منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟
(سوال) ایک استفتا اور اس کا جواب غلام مصطفیٰ شاہ ساکن راولپنڈی نے شائع کیا ہے اس میں مسماۃ شاہ جہاں بیگم دختر منشی عبدالرحمن نے اپنے نکاح کا جو ذکر مستفتی غلام مصطفیٰ شاہ نے کیا ہے اس کی صحت

(۱) مطلب لا یصح رجوع القاضی عن قضائہ الا فی ثلاث ۲۳/۵ ط سعید

(۲) فان اختلفا فی وجود الشرط ای ثبوته لیعم العدمی فالقول له مع الیمین لانکاره الطلاق (التنویر و شرحہ) باب التعليق مطلب اختلاف الزوجین فی وجود الشرط ۳۵۶/۳ ط سعید

(۳) واذا جتمع اهل بلده علی رجل وجعلوه قاضیا یقضی فیما بینہم لا یصیر قاضیا (عالمگیریہ) الباب الخامس فی التقليد والعزل ۳۱۵/۳ ط ماجدیہ کوئٹہ

سے شاہ جہاں بیگم اور اس کا والد منشی عبدالرحمن دونوں انکار کرتے ہیں چنانچہ ان کے تحریری بیانات شائع ہو کر عوام الناس میں تقسیم ہو چکے ہیں کیا شاہ جہاں بیگم کا کسی دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا؟

(جواب ۲۷۶) اس استفتا کی حیثیت بھی وہی ہے جو اس استفتا و فتویٰ کی تھی جو غلام مصطفیٰ شاہ کی طرف سے شائع کیا گیا تھا اور باہر کے علما کے لئے اس کی بھی صحت معلوم کرنے کا وسیلہ مسدود ہے اور شخصی ناموں سے استفتا کرنا اور شخصیات کے متعلق جواب دینا آداب استفتا و افتاء کے خلاف ہے لہذا ہم غلام مصطفیٰ شاہ اور شاہ جہاں بیگم کے معاملے کے متعلق کوئی جواب نہیں دے سکتے صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر غلام مصطفیٰ شاہ کا بیان صحیح ہے تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر منشی عبدالرحمن اور شاہ جہاں بیگم کا بیان صحیح ہے تو غلام مصطفیٰ شاہ کی طرف سے بہتان ہے اور عزت و ناموس کی توہین کی گئی ہے اس کا فیصلہ کسی ثالث مسلم فریقین کے سامنے ہو سکتا ہے کہ کس کا بیان صحیح اور کس کا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

كتاب الطهارة

www.ahlebaq.org

پہلا باب

حوض اور کنویں کے احکام

بحری کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) ایک بحری کنویں میں گرتے ہی مر گئی اور اس کی ناک سے خون وغیرہ بھی نکلا آدھ گھنٹے کے بعد نکالی گئی اب کنویں میں سے کس قدر پانی نکالنا چاہیے۔ بینوا بالدلیل

(جواب ۲۷۷) یہ کنواں ناپاک ہو گیا اس کا تمام پانی نکالنا چاہیے بحری کا مر جانا ہی کنویں کی ناپاکی کے لئے کافی تھا پھر خون کا نکلنا اور پانی میں مخلوط ہو جانا اور دوسرا سبب بھی ناپاکی کا جمع ہو گیا (۱) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ سنہری مسجد دہلی۔

کنویں میں بحری یا اونٹ کی کتنی میٹگنیاں گر جائیں تو ناپاک ہو گا۔

(سوال) کنویں میں بحری یا اونٹ کی میٹگنیاں گر جائیں اور ٹوٹ نہ جائیں تو کتنے عدد تک پانی پاک رہے گا اور کب ناپاکی کا حکم دیا جائے گا؟ بینوا تو جروا

(جواب ۲۷۸) کنویں میں اونٹ کی میٹگنی گری ہو یا بحری کی۔ ٹوٹی ہو یا نہیں، سارا پانی نکالنا چاہیے۔
واکثرہم علی انہ و فیہ ضرورۃ و بلوی لا یتنجس والا نجس (رد المحتار) (۲) البتہ اگر کسی جگہ ضرورت اور ابتلائے عام ہو جس سے حفاظت مشکل ہو تو وہاں دو چار میٹگنیاں ثابت نکلنے سے ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا (۳) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو بھی موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) مولانا الوری نے اپنی کتاب ”رکن دین“ میں لکھا ہے کہ جو کنواں سوت دار ہو کہ جس کا پانی کبھی ٹوٹتا نہ ہو اس کا تمام پانی نکالا جائے جو عالم اس کا یہ فتویٰ دے کہ اس کا پانی دو سو سے تین سو ڈول تک نکالا جائے وہ بڑی غلطی پر ہے کیونکہ یہ فتویٰ امام محمدؒ نے خاص کر بغداد کے کنوؤں کے بارے میں لکھا تھا بغداد کے کنوؤں میں عموماً دو سو سے تین سو ڈول تک پانی تھا آیا مولانا الوری صاحب کا یہ حکم صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) وان مات فیہا شاة..... نزع جمیع ما فیہا من الماء (ہدایۃ: فصل فی البئر ۴۳/۱ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان)

(۲) فصل فی البئر مطلب فی تعریف الاستحسان ۲۲۱/۱ ط سعید

(۳) وان کان صلباً نحو بعر الابل والغنم ذکر فی الاصل ان القیاس ان ینجس الماء قل الواقع فیہ او کثر و فی الاستحسان ان کان قلیلاً لا ینجس وان کان کثیراً ینجس ولم یفصل بین الرطب والیا بس والصحیح والمنکسر (بدائع الصنائع واما بیان المقدار الذی یصیر بہ المحل نجساً ۷۶/۱ ط سعید)

(جواب ۲۷۹) صحیح یہی ہے کہ تمام پانی نکالا جائے دو تین سو ڈول نکالنا کافی نہیں ہے (۱) واللہ اعلم

کنویں میں پیشاب کا ڈھیلا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔
(سوال) پیشاب کا ڈھیلا مسجد کے کنویں میں گر گیا اور کنویں مذکورہ میں پانی ۲۵ گز نمبری ہے اور عرصہ ۴ ماہ سے بند پڑا ہے نمازیوں کو سخت تکلیف ہے۔

(جواب ۲۸۰) صورت مسئلہ میں کنویں کا تمام پانی نکالنا ضروری ہے (۲) اور پانی توڑ دینا ضروری نہیں بلکہ موجودہ پانی نکل جانا چاہیے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک خاص کیفیت سے ایک گھنٹہ اس کا پانی نکال کر دیکھا جائے کہ کتنا کم ہوا پھر اسی کیفیت سے اتنے گھنٹوں تک پانی نکالیں کہ ۲۵ گز پانی اس حساب سے نکل جائے (۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟
(سوال) کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۵۶۵ مولوی رضی الحسن (ضلع بلیا) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۲۸۱) کنویں میں پاک جوتا گر جائے تو کنواں پاک ہے اور یقینی طور پر یا بظن غالب ناپاک ہو تو کنواں ناپاک ہو گیا جوتا نکلے یا نہ نکلے کنواں حسب قاعدہ پاک ہو سکتا ہے (۴) تمام موجودہ پانی نکال دیا جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

- (۱) وان تعذر نزع کلها لکونہا معیناً فقد ر ما فیہا وقت ابتداء النزع قالہ الحلبي (تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار فصل فی البئر ۱/ ۲۱۴ ط سعید)
- (۲) ولو وقع فی البئر خرفة او خشبة نجسة نزع کل الماء (الفتاوی الخانیہ علی هامش الفتاوی الہندیہ) واما ما یفسد ماء البئر ۹/ ۱ ط ماجدیہ کوئٹہ
- (۳) وان كانت البئر معینة بحيث لا یمکن نزعها اخر جوا مقدار ما کان فیہا من الماء و طریق معرفتہ ان تحفر حفر مثل موضع الماء من البئر و یصب فیہا ما ینزع منها الی ان تمتلئ او ترسل فیہا قصبة و تجعل المبلغ الماء علامة ثم ینزع منها مثلاً عشر دلوا تعاد القصة فتتظر کم انقص ینزع لكل قدر منها عشر دلوا (ہدایہ فصل فی البئر ۱/ ۴۳ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)
- (۴) ولو وقعت فی البئر خشبة نجسة او قطعة ثوب نجس و تعذر اخر اجها و تغیت فیہا طہرت الخشبۃ والثوب تبعاً لطہارۃ البئر (عالمگیریہ الباب الثالث فی المیاء ۱/ ۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)
- (۵) اذا وقعت فی البئر نجاسة نزع و کان نزع ما فیہا مامن الماء طہارۃ لها (ہدایہ : فصل فی البئر ۱/ ۴۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

کنویں کے قریب نجس پانی ہو تو جب تک کنویں کے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) ایک مسجد کے قریب ایک کنواں ہے اس کے قریب سٹا ہوا ایک گڑھا ہے جس میں سب جائے ضرورت بھی کرتے ہیں اور اسی کے مٹا ہوا برسات کے زمانے میں بہہ کر اسی گڑھا میں جمع ہوتا ہے جب زیادہ بارش ہوتی ہے تو گڑھے سے جب زیادہ پانی ہوتا ہے تو تھوڑا بہت بہہ جاتا ہے ورنہ سب اسی گڑھے میں جمع رہا کرتا ہے بلکہ سیاہ پانی ہو جاتا ہے اور گندگی پھیلتی ہے اور کنواں پٹا ہوا ہے جو اس کے اندر بھی اس کا سوت جاتا ہے اس حالت میں اس کنویں کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض آدمی کہتے ہیں کہ مزہ میں بھی فرق معلوم ہوتا ہے؟ المستفتی نمبر ۶۰۶ عبد الغنی خاں (ضلع موٹھیر) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۲) اگر اس گڑھے کا نجس پانی کنویں میں جاتا ہے یا نجاست کا رنگ 'بو' مزہ پانی میں ظاہر ہوتا ہے تو کنواں ناپاک ہے اور اگر پانی کنویں میں نہیں جاتا یا نجاست کا رنگ 'بو' مزہ پانی میں ظاہر نہیں ہوتا تو کنواں پاک ہے (۱) گڑھے کا کنویں کے قریب ہونا یا پانی کے مزے میں کچھ فرق معلوم ہو مگر وہ فرق ایسا نہ ہو کہ اس کو نجاست کا مزہ قرار دیا جاسکے تو اس سے کنویں کی ناپاکی کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو محض ہندو کھٹیک کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔
(سوال) جہاں ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو کھٹیک وغیرہ پانی بھرتے ہوں جو نجاست کا کوئی خیال نہیں رکھتے ایسے کنویں سے مسلمان پانی بھریں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

(جواب ۲۸۳) جہاں ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو کھٹیک وغیرہ بھی پانی بھرتے ہوں تو وہاں بوجہ ضرورت اور عموم بلوئی کے مسلمان بھی پانی بھر سکتے ہیں اور جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک پانی استعمال کر سکتے ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) بئر الماء اذا كانت بقرب البئر النجسة فهي طاهرة ما لم يتغير طعمه اولونه او ريحه كذا في الظهيره (الباب الثالث في المياه ۱/۲۰ ط ماجديه كونه)

(۲) ولا يقدر هذا بالذر عان حتى اذا كان بينهما عشرة اذرع وكان يوجد في البئر اثر البالوعة فماء البئر نجس وان كان بينهما ذراع واحد ولا يوجد اثر البالوعة فماء البئر طاهر (عالمگیریۃ الباب الثالث في المياه ۱/۲۰ ط ماجديه كونه)

(۳) ولو ادخل الكفار او الصبيان ايديهم لا يتنجس اذا لم يكن تملی ايديهم نجاسة حقيقة (حلبی کبیر فصل فی احکام الحياض ص ۱۰۳ ط سهیل اکیدمی لاہور)

دہ دردہ کنواں جو تا کرنے سے ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) ریاست دو جانہ میں ایک باؤلی ہے جس کا طول ساڑھے گیارہ ہاتھ اور عرض ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے (ہاتھ انگریزی گز کا نصف ۱۸ انچ کا مانا گیا ہے یعنی کہنی کی ہڈی سے وسطی کے ناخن تک) گہرائی پانی کی بہت ہے یعنی ۱۵ ہاتھ کے قریب۔ تو یہ پانی مسلمان یا کسی غیر قوم کی جوتی گر جانے سے ناپاک ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس پیمائش کے باؤلی حوض کبیر کی حد سے بھی زیادہ ہے یا نہیں مکرر عرض ہے کہ باؤلی چوکور ہے گول نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۱ مرزا محمد حمید الدین صاحب (رہنگ) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی مولوی حبیب المرسلین) اس باؤلی مذکور کی مقدار دہ دردہ حوض سے بھی زیادہ ہے لہذا باؤلی بوجہ گر جانے ناپاک جوتی وغیرہ کے ناپاک نہیں ہوگی بلکہ بدستور سابق پاک ہی رہے گی (۱) فقط واللہ اعلم۔ اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

محضور اقدس عالی جناب مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند دامت فیوضہم السلام علیکم۔ اس خطا کار سے گزارش کرنے میں بوجہ بیان ایک شخص کے صرف یہ غلطی ہوئی ہے کہ اس باؤلی کو چوکور لکھ دیا ہے حالانکہ یہ باؤلی گول ہے جس کا قطر ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے حوض کبیر کا رقبہ ۱۰ اور ۱۰ کے حساب سے ۱۰۰ ہاتھ ہوتا ہے اور گول $\frac{1}{4}$ ہاتھ قطر کے حساب سے $\frac{1}{8}$ ہاتھ رقبہ ہوتا ہے یعنی سطح پانی کی تو اس صورت میں بھی باؤلی مذکورہ بالا حوض کبیر کی حد سے زیادہ ہوگی اور پاک ہی رہے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جب پانی کی سطح کا رقبہ سو ذراع (ایک ذراع ۱۹ انچ کا) سے کم نہ ہو تو وہ باؤلی دہ دردہ یعنی حوض کبیر کے حکم میں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ہشت پہلو حوض کا رقبہ دہ دردہ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض کبیر کے حکم میں ہے! (سوال) ایک حوض وضو کرنے کے لئے ہشت پہلو بنایا گیا ہے جس کا اندرونی رقبہ بھی پانی کا حصہ ساٹھ فٹ ہے اور دہ دردہ حوض کا بھی پیمائش کی رو سے پانی کا حصہ ساٹھ فٹ ہی ہوا کرتا ہے غرض پانی کا حصہ اس ہشت پہلو حوض کا مربع حوض کے بالکل برابر بلکہ کچھ زائد ہے ہشت پہلو حوض کا ہر پہلو ساڑھے سات فٹ طولا اور مربع دہ دردہ حوض کا ہر ضلع پندرہ پندرہ فٹ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس ہشت

(۱) واذا كان الحوض عشراً في عشر فهو كبير لا يتنجس بوقوع النجاسة..... اذا لم ير لها اثر (حلبی کبیر :

فصل فی احکام الحياض ص ۹۸ ط سهیل اکیڈمی لاہور

(۲) الحوض اذا كان عشراً في عشر ای طوله عشرة اذرع وعرضه كذلك فيكون وجه الماء مائة ذراع (حلبی

کبیر : فصل فی احکام الحياض ص ۹۷ ط سهیل اکیڈمی لاہور)

پہل حوض سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۸۰ حافظ محمد یعقوب پل بنگش۔ دہلی ۱۵ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب) (از نائب مفتی مولوی حبیب المرسلین) حوض مربع دہ درودہ کے سوا اور اشکال کے حوض اگر مقدار میں حوض مربع دہ درودہ کے برابر ہوں تو ان کا حکم بھی مربع دہ درودہ کا ہی ہوتا ہے لہذا بہشت پہلو حوض مرقوم سے وضو کرنا جائز ہوگا اور وقوع نجاست سے یہ حوض ناپاک نہ ہوگا و لولہ طول لا عرض لکنہ يبلغ عشرأ فی عشر جاز تیسیراً (درمختار) فتاویٰ شامی میں اس کے متعلق یہ ہے (قولہ جاز تیسیراً) ای جاز الوضوء منه بناءً علی نجاسة الماء المستعمل او المراد جاز وان وقعت فيه نجاسة الخ (ردالمحتار) (ج ۱ ص ۱۴۱) اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۸۵) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) جب کہ حوض کا رقبہ دہ درودہ حوض کے رقبہ کے برابر ہو تو اس کا حکم دہ درودہ کے موافق ہوگا خواہ شکل کچھ بھی ہو مربع حوض جب کہ اس کی ہر جہت ۱۵ فٹ ہو تو اس کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ ہوتا ہے اتنا ہی رقبہ جس شکل میں پورا ہو جائے اس کا حکم اس مربع حوض کے حکم کے موافق ہوگا (۲۰) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

- (۱) کنویں میں عورت گر کر زندہ نکال لی جائے تو کنواں پاک ہے۔
 - (۲) کنویں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔
- (سوال) (۱) ایک عورت حاملہ ہے اور حمل قریب آٹھ ماہ کا ہوا کہ اسی عرصہ میں بچہ پیٹ میں مر گیا جس کے صدمہ سے وہ زیادہ بیمار ہو گئی یہاں تک کہ اس کے ہوش و حواس نادرست ہو گئے رات کے وقت اسے دروزہ شروع ہوا وہ جا کر ایک کنویں میں گر پڑی معلوم ہونے پر وہ زندہ کنویں سے نکال لی گئی کنویں سے نکالنے کے بعد ۲۴ گھنٹے کے درمیان میں مر اہوا بچہ پیدا ہوا اور عورت مذکورہ تقریباً ۳۶ گھنٹے کے بعد انتقال کر گئی ایسی حالت میں کنویں کا پانی کس طریق پر پاک ہوگا؟
- (۲) اسی کنویں میں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ایک دوسرا شخص جو دیوانہ اور پاگل ہے پاگل پن کی حالت میں اس نے کنویں میں پیشاب کر دیا اور آج قریباً آٹھ نو ماہ کے بعد جب وہ کچھ اچھا ہو گیا تو بتلاتا ہے کہ میں نے کنویں میں پیشاب کر دیا ہے تو ایسی حالت میں کنواں کس طریق پر پاک ہوگا؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۹ بہادر خاں صاحب۔ یکم رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۲۸۶) (۱) عورت کے گرنے اور زندہ نکال لینے سے تو کنواں ناپاک ہی نہیں ہوا (۱)
 (۲) ہاں پیشاب کرنے کی وجہ سے (اگر پیشاب کرنا ثابت ہو) کنواں ناپاک ہو اور سارے پانی نکال دینے سے پاک ہو جائے گا یعنی موجودہ تمام پانی نکل جانا کافی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کنواں چھپکلی کے گر کر مرنے یا پھولنے پھٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔
 (سوال) جس چاہ میں چھپکلی مر جائے تو کتنے ڈول نکالنے چاہئیں اور اگر پھٹ جائے یا پھول جائے تو کل پانی نکالا جائے گا یا نہیں کیونکہ صاحب قدوری (۲) یوں فرماتے ہیں فان ماتت فیہا فارة او عصفورة او صعوة او سودانية او سام ابرص (جس کے معنی سراج اللغات میں چلپاسہ و بہندی ٹکٹکی و چھپکلی کے لکھے ہیں) نرح منها ما بین عشرين دلواً الى ثلثین یہ صرف اس کے لئے ہے جو مر جائے اور اگر پھٹ جائے یا پھول جائے اس کے لئے صاحب مذکور یوں فرماتے ہیں وان انتفح الحيوان او تفسخ نرح جميع ما فیہا من الماء صغر الحيوان او کبر (۳) اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بعض لوگ چھپکلی میں دم سائل نہیں بتاتے جب دم سائل نہیں تو چھپکلی کو چوہا اور چڑیا کے حکم میں کیوں رکھا نیز چھپکلی میں اگر دم سائل نہیں تو نجس ہونے میں تو کوئی کلام نہیں کیونکہ سابق علما کیا محقق نہ تھے نیز جو سلف کے اقوال کو (جن کی بدولت ہم تک یہ علم پہنچا ان کے قول کو) یوں کہیں کہ ان کا قول اتمام حجت نہیں یہ الفاظ ان کی شان میں بجنا گستاخی و توہین ہے یا نہیں نیز توہین و گستاخی کرنے والے کا کیا حکم ہے کیونکہ وہ یوں کہتے ہیں کہ حدیث میں دکھاؤ امید ہے کہ مدلل و مفصل جواب سے مستفیض فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے کہ اس صورت میں چاہ کا کیا حکم ہوگا۔ المستفتی نمبر ۲۶۰۵ محمد احمد ولد نیاز احمد (دہلی) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۸۷) چھپکلی میں دم سائل نہیں ہے اس لئے اس کے پانی میں مرنے یا پھولنے پھٹنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا اس کی دلیل بھی فقہ کی کتابوں میں صاف طور پر لکھی ہے۔ و موت ما لیس له نفس سائلة لا ینجس الماء (۴) یعنی ایسے جانور کا پانی میں مر جانا جس میں دم سائل نہیں پانی کو ناپاک نہیں کرتا پس اس قاعدے کے ماتحت سام ابرص سے کوئی ایسا جانور مراد ہو سکتا ہے جس میں دم سائل ہو مثلاً

(۱) وکل حیوان سوى الحنزیر والکلب علی ما ذکرہ اذا اخرج حیاً من البئر بعد الوقوع والحال انه قد اصاب الماء فمہ فانه ینظر ان کان سورہ طاهراً ولم یعلم ان علیہ نجاسة لا ینجس الماء (حلبی کبیر فصل فی البئر ص ۱۵۹ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) وان بالت شاة او بقرة او غیر ہما مما یؤکل لحمہ فی البئر تنجس (حلبی کبیر فصل فی البئر ص ۱۶۲ ط

سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) ص ۱۱ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

(۵) ہدایۃ باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء وما لا یجوز بہ ۳۷/۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

گرگٹ جس میں دم سائل ہوتا ہے سام ابرص میں گرگٹ چھپکی دونوں شامل ہیں جوہرہ نیرہ شرح قدوری میں سام ابرص کی تفسیر میں الوزغ الكبير اسی لئے لکھا ہے یعنی بڑا گرگٹ جس میں دم سائل ہوتا ہے (۱)

جن جانوروں میں دم سائل نہیں وہ اگرچہ حرام ہوں مگر ناپاک نہیں جیسے مکھی جھینگڑ کہ اگر یہ پانی میں 'شوربے' میں گر جائیں 'مر جائیں تو پانی یا شوربانا پاک نہیں ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حوض دہ دردہ ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں! (سوال) بمبئی جیل روڈ کھدباری میں ایک چھوٹی مسجد بہت پرانی ہے جسکے بعض حصے بوسیدگی کی وجہ سے گر گئے تھے اب دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے اس کے حوض کی حالت یہ ہے کہ چوڑائی میں بارہ فٹ اور لمبائی میں ۲۵ فٹ اور گہرائی میں ساڑھے چار فٹ ہے اس پر بعض لوگوں نے اس وقت اعتراض کیا کہ یہ حوض دہ دردہ کے خلاف ہے ۱۵ فٹ عرض میں اور ۱۵ فٹ طول میں ہونا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ ساڑھے سترہ فٹ عرض میں اور ساڑھے سترہ فٹ طول میں ہونا چاہیے پس از روئے شرع شریف حوض مذکورہ بالا کی نسبت کیا حکم ہے آیا اس میں وضو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۲۸ فتح محمد صاحب بمبئی نمبر ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۸۸) ۱۵ فٹ طویل ۱۵ فٹ عریض حوض دہ دردہ ہوتا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حوض کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے یہ لازم نہیں کہ پندرہ فٹ سے ۱۵ فٹ ضرور ہو یعنی اگر ایک جانب ۱۵ کے بجائے ۲۵ فٹ اور دوسری طرف صرف ۹ فٹ ہو تو یہ دہ دردہ ہوگا کیونکہ رقبہ ۲۲۵ ہو گیا (۳)

پس صورت مسئلہ میں جو حوض کہ بارہ فٹ سے پچیس فٹ ہے اس کا رقبہ ۳۰۰ فٹ ہوتا ہے جو دہ دردہ کے مطلوب رقبہ ۲۲۵ سے ۷۵ فٹ زیادہ ہے تو اس کے جائز حوض ہونے میں کوئی شبہ نہیں موجودہ مقدار تو ساڑھے سترہ سے بھی تقریباً ۲ فٹ زیادہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

غیر مسلم کو نہلا دھلا کر کنویں میں داخل کیا جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) کوئی غیر مسلم نہلا دھلا کر اور پاک کپڑا پہنا کر اگر کسی کنویں میں کسی ضرورت سے داخل کیا

(۱) (قوله او سام ابرص) و فی الجوہرۃ بتشدید المیم الوزغ الكبير (الجوہر النیرہ: ۱/۱۸ ط امدادیہ ملتان)
(۲) و موت ما لیس له دم سائل لا ینجس الماء ولا غیرہ اذا وقع فیہ فمات او مات ثم وقع فیہ و ذلك کالبق ای البعوض والذباب والزنا بیر بجمیع انواعہا (حلی کبیر، فصل فی البصر ص ۱۶۴ ط سہیل اکیڈمی لاہور)
(۳) ولولہ طول لا عرض لکنہ یبلغ عشرين فی عشر تیسیراً (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله) لکنہ یبلغ (کان یکون طولہ خمسين وغرضہ ذراعین مثلاً فانہ لوربع صار عشرين فی عشر (رد المختار) باب المیاء ۱۹۳/۱ ط سعید

جائے تو اس سے کنواں نجس تو نہ ہوگا؟ المستفتی نمبر ۲۶۷۶ نجم الحسن رضوی سیتاپور۔ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۱ء
(جواب ۲۸۹) غیر مسلم کا بدن ناپاک نہیں اور صورت مسئلہ میں کنواں ناپاک نہیں ہوگا (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے۔

(سوال) شرعی گز کتنا ہوتا ہے؟

(جواب ۲۹۰) شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ہندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا!

(سوال) ایک مسجد کے صحن میں ایک کنواں ہے چونکہ اس کا پانی نہایت خوشگوار اور صاف ہے اس لئے چھ سات برس سے تقریباً دو سو ہندو مسلم اس کا پانی استعمال کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ اس کنویں کے پانی سے مسلمانوں کا وضو نہیں ہوتا ہندوؤں کے لئے اس کا استعمال ممنوع کرنا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۲۰۳۴ منشی سید الطاف حسین (ضلع گننور) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۹۱) مسلمانوں کا وضو نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہندوؤں کو پانی سے بند کر دینا ٹھیک نہیں ہاں ان کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ احتیاط سے پانی بھرا کریں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

دہ دردہ رقبہ یا اس سے زیادہ رقبہ کے تالاب میں نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس سے غسل اور وضو جائز ہے۔

(از اخبار الجمعیتہ مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) موضع پالی میں ایک ناڈی بنام پانچولائی شہرہ سے ڈھائی سو قدم اور حلال خوروں کے مکانات اور پانخانے کی ٹٹیوں سے ڈیڑھ سو قدم کے فاصلے پر واقع ہے جس میں برسات کا پانی شہر کی گلیوں سے بہہ کر آتا ہے اور جنگل سے زیادہ مقدار میں پاک پانی اس میں نہیں آتا البتہ کسی قدر راستوں اور قبروں کا

(۱) حتی لو اغتسل (ای الکافر) فوق فیہا من ساعتہ لا ینزع منها شیء (رد المحتار) فصل فی البئر ۱/۲۱۴ ط (سعید)

(۲) المعتبر فی الذراع ذراع الکرباس وهو سبع قبضات (حلبی کبیر) فصل فی احکام الحيض ص ۹۸ ط سہیل اکیڈمی (لاہور)

(۳) ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیہم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسة حقیقة (حلبی کبیر) فصل فی احکام الحيض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی (لاہور)

پانی اس ناڈی میں ضرور آتا ہے اور حلال خوروں کے مکانات کے پاس کوڑا اور غلاظت وغیرہ کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور اس ڈھیر میں مردار جانور مثلاً کتے سور وغیرہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں اس کا پانی بھی اسی ناڈی میں جاتا ہے اور رقبہ ناڈی کا وہ درہ سے بہت زیادہ ہے ایسے پانی سے وضو غسل وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ (جواب ۲۹۲) اگر اس تالاب کا رقبہ وہ درہ سے زیادہ ہے اور اس کے پانی میں نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے صاف شفاف پانی ہے تو اس سے وضو اور غسل جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔
(از اخبار الجمعية مورخہ ۵ جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک کنواں جس کا اسکوائر یعنی ایریا سولہ فٹ دواچ ہے اس میں ایک ڈھیلا جسکو کھڑو کہتے ہیں وہ بجائے اینٹ کے خشک تھا گر گیا جس کی وجہ سے کنواں ناپاک ہو گیا کنویں میں پانی کی آمد بہت ہے ٹوٹ نہیں سکتا اس میں اٹھارہ فٹ پانی ہے جگہ نہیں ہے مگر پھر بھی دو کوس جوتیں تو بھی چار فٹ پانی رہتا ہے ہم نے تین سو ڈول نکال کر پانی کو استعمال کر لیا ہے۔

(جواب ۲۹۳) جب کہ پانی ٹوٹ نہ سکے تو موجودہ پانی نکال دینا کافی ہے یعنی جتنا پانی موجود ہے وہ نکل جائے اور نیا پانی آتے رہنے کی وجہ سے نہ ٹوٹے تو مضائقہ نہیں صرف تین سو ڈول نکالنا کافی نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

اوپر سے تنگ اندر سے کشادہ حوض میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کا حکم۔
(از اخبار الجمعية مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) حوض اوپر سے تنگ ہے اور اندر سے کشادہ ہے ڈاٹ کھلی نہیں نظر آتی بلکہ ڈھلی ہوئی ہے پانی اوپر ہے تو اس حوض میں وضو ہو سکتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۲۹۴) اگر کھلا ہو پانی مقدار شرعی سے کم ہے تو اس سے وضو اس وقت تک کیا جاسکتا ہے جب تک کوئی نجاست اس میں نہ پڑے نجاست پڑنے سے وہ حوض ناپاک ہو جائے گا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

- (۱) واذا كان الحوض عشراً في عشر فهو كبير لا يتنجس بوقوع النجاسة..... اذا لم ير لها اثر (حلبی کبیر فصل فی احکام الحيض ص ۹۸ ط سهیل اکیڈمی لاہور)
- (۲) وان تعذر نزع کلها لکونها معیناً فبقدر ما فیها وقت ابتداء والنزع قاله الحلبي (تنویر الابصار و شرحه الدر المختار مع رد المختار فصل فی البئر ۱/۲۱۴ ط سعید)
- (۳) وان كان اعلى الحوض اقل من عشرة في عشرة واسفله عشر في عشر او اكثر فوقع فيه نجاسته في اعلى الحوض حکم بنجاسة الاعلى ثم انتقص الماء و انتهى الى موضع هو عشر في عشر فلا صح انه يجوز التوضؤ به والاغتسال فيه (عالمگیریہ الباب الثالث فی المیاء ۱/۱۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

کنویں میں مرا ہوا کتا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔
(از اخبار الجمعیتہ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک کتا زہر کی گولی ڈالنے سے مر گیا اس کو کسی لڑکے نے مسجد کے کنویں میں ڈال دیا تین روز کامل وہ کنویں میں پڑا رہا اور پھول گیا کسی کو خبر نہ ہوئی تین روز بعد وہ کتا کنویں سے نکالا گیا مسجد کے پیش امام صاحب نے صرف پچاس ڈول جس میں چھ سیر پانی آتا ہے نکلوا دیئے پانی مسجد کے حمام وغیرہ میں اور محلے میں استعمال ہو تا رہا پانچ روز بعد جب مولوی صاحب سے استفسار کیا گیا کہ صرف پچاس ڈول نکلوانے سے کنواں کیونکر پاک ہو گیا؟ تو انہوں نے اسی ڈول اور نکلوا دیئے اس کنویں کا پانی برابر استعمال ہو رہا ہے؟

(جواب ۲۹۵) صورت مسئلہ میں کنویں کا تمام موجودہ پانی نکالنا ضروری تھا پچاس ڈول اور اس کے بعد اسی ڈول نکالنا کافی نہیں ہوا (۱) ہاں اگر کنویں میں مثلاً دو سو ڈول پانی ہو تو ایک سو تیس ڈول جو نکالے جا چکے ہیں محسوب کر لئے جائیں گے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

(سوال) کنویں میں اگر مینڈک گر جائے تو کنواں ناپاک ہو گا یا نہیں؟ اگر ناپاک ہو جاوے تو کتنا پانی نکالا جاوے؟ المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں۔ جگن پور ضلع فیض آباد۔

(جواب ۲۹۶) مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ اس میں دم سائل نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) کنویں سے زندہ یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنا پانی نکالا جائے؟

(۲) بچوں کے گرائے ہوئے پتھروں کے ناپاکی کا جب تک یقین نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) (۱) کنویں میں اگر سانپ زندہ یا مردہ نکلے تو کتنا پانی نکالا جاوے؟ (۲) بچے کھیتے کھیتے کنویں میں ڈھیلے یا ٹھیکری پھینک دیتے ہیں اور اس ڈھیلے یا ٹھیکری کے پاک یا ناپاک ہونے کا علم نہیں ہوتا ایسی صورت میں کتنا پانی نکالا جاوے؟

(جواب ۲۹۷) (۱) سانپ اگر زندہ نکلے تو کنواں پاک ہے اور مردہ نکلے اور سانپ آبی نہ ہو تو

(۱) وان ماتت فیہا شاة او آدمی او کلب نزع جميع ما فیہامن الماء (ہدایہ فصل فی البئر ۱/۴۳ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۲) ولو نزع بعضہ ثم زاد فی الغد نزع قدر الباقي فی الصحيح (الدر المختار فصل فی البئر ۱/۲۱۳ ط سعید)

(۳) و موت مالا دم له کالسملی و نحوہ کما لا یفسد الماء لا یفسد غیرہ کالعصر و نحوہ و فی روایۃ عن ابی یوسف و کذا الضفدع (فتاوی القاضی خاں علی ہامش الہندیہ فصل فیما یقع فی البئر ۱/۱۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

کنواں ناپاک ہے (۱) اور اس کا حلم مرغی مردہ نکلنے کا ہے (۲) (۲) ڈھیلے یا ٹھیکری کے ناپاک ہونے کا علم ہو تو کنواں ناپاک ہوگا اور نجاست غلیظہ (پیشاب اور پاخانے) کی ناپاکی ہو تو سارے پانی نکالنا ہوگا (۳) اور اگر کرنے والی چیز کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک رہے گا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وہ دردہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے۔

(سوال) وہ دردہ حوض کی گہرائی کم از کم کتنی ہونی چاہیے؟

(جواب ۲۹۸) گہرائی صرف اسی قدر کافی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پانی اٹھایا جائے تو زمین یعنی پانی کے نیچے کی تہ نہ کھلے (د) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دوسرا باب

انسان اور اس کے عوارض
فصل اول۔ بول و براز کے احکام

شیر خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے۔

(سوال) اگر چھ ماہ کی بچی کپڑے پر پیشاب کر دے تو وہ پاک ہے یا ناپاک اور اگر شیر خوار لڑکا چھ یا سات ماہ کا پاک کپڑے پر پیشاب کر دے تو پاک سمجھا جائے یا ناپاک بعض کہتے ہیں کہ اگر شیر خوار لڑکا پیشاب کر دے تو اس کپڑے پر پاک پانی کا چھینٹا دینے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۳ حافظ محمد رفیق صاحب ضلع کھیڑا (بمبئی) ۳ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ دسمبر

۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۹) حنفیہ کے نزدیک شیر خوار لڑکے اور شیر خوار لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے ہاں

(۱) اما الحیۃ البریۃ الی لا تعیش فی الماء اذا ماتت فی الماء فانہا تفسدہ (حلبی کبیر: فصل فی البئر ص ۱۶۶ ط

سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) ماتت فیہا حمامۃ او دجاجة..... او ماقار بہا فی الجثۃ نزع منها اربعون دلواً او خمسون (حلبی کبیر

فصل فی البئر ص ۱۵۷ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) ولو وقع فی البئر خرقة او خشبة بنجسة یزح کل الماء (فتاویٰ القاضی خاں علی ہامش الہندیہ) واما ما یفسد

ماء البئر ۱/۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۴) الیقین لا یزول بالشک الاصل بقاء ماکان علی ماکان (الاشباہ والنظائر: القاعدة الثالثة ص ۵۷ ط بیروت)

(۵) والمعتبر فی عمقہ ان یکون بحال لا ینجس بالاعتراف هو الصحیح (عالمگیریہ: الباب الثالث فی المیاء ۱/۱۸ ط

ماجدیہ کوئٹہ)

لڑکے کے پیشاب کو زیادہ مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری نہیں پانی بہا دینا اور نچوڑ دینا کافی ہے (۱) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم۔

(از اخبار الجمعۃ دہلی مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) آبدست کے پانی کی چھینٹ اڑ کر دو ایک قطرے اگر جسم پر یا کپڑے پر پڑ جائے تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہوگا؟

(جواب ۳۰۰) آبدست کرتے وقت پانی کے قطرے کپڑوں پر گرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک وہ پانی جو نجاست دھلنے اور نجس ہونے کے بعد گرتا ہے وہ تو ناپاک ہے دوسرا وہ پانی جو لوٹے یا ہاتھ پر سے گر جاتا ہے قبل اس کے کہ نجاست سے مخلوط ہو وہ پاک ہے پہلی صورت میں ایک درہم کی مقدار تک عفو اور اس سے زیادہ واجب الغسل ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

پیشاب کی پاکی کے لئے ڈھیلا اور پانی دونوں کا استعمال افضل ہے۔

(از اخبار الجمعۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

(سوال) پیشاب کی پاکی کے لئے کلوخ کالینا سنٹ ہے یا پانی کالینا؟

(جواب ۳۰۱) کلوخ (پتھر / ڈھیلا) لینا اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ہے اور اگر صرف پانی سے استنجا کر لے تو یہ بھی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم۔ حیض و نفاس

ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان پر ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

(سوال) اگر ایسے ایام ہوں جس میں حرام ہے کہ عورتیں ہاتھ لگائیں کلام پاک کو کیا ایسی حالت میں

(۱) وهذا هو قولنا معشر الحنفیہ انہ یجب غسل بول الغلام کما یجب غسل بول الجاریۃ الا انہ لا یبالغ فی الاول کما یبالغ فی الثانی الخ (اعلاء السنن) باب وجوب غسل الثوب من بول الصبی الرضیع ۱/۲۹۱ ط اداره القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

(۲) وقال محمد: هو طاهر فان اصاب ذلك الماء ثوباً ان كان ماء الاستنجاء واصابه اكثر من قدر الدرهم لا تجوز فيه الصلوۃ (فتاوی القاضی خاں علی ہامش الہندیہ) فصل فی الماء المستعمل ۱/۱۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) ثم اعلم ان الجمع بین الماء و الحجر افضل و یلیہ فی الفضل الاقتصار علی الماء (رد المحتار) فصل فی الاستنجاء ۱/۳۳۸ ط سعید

ایسی کتاب کو بھی ہاتھ لگانا پڑھنا جائز ہے جس میں دس بارہ یا ایک دو آیات قرآن پاک کی ہوں؟
 المستفتی نمبر ۱۰۸ امیر عبدالغفور صاحب سابق حج شملہ۔ ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء
 (جواب ۳۰۲) حیض کی حالت میں قرآن مجید کو چھونا اور ایسی کتاب جس میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوں
 ان آیات کے ورق پر ہاتھ لگانا جائز ہے (۱) کتاب کو چھونا اٹھانا جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار کو پڑھ سکتی ہے۔
 (سوال) جس عورت کو حیض آتا ہو وہ درود شریف و لائیل الخیرات پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی
 نمبر ۱۱۸۰ سید جلال الدین (ضلع آرہ شاہ آباد) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء
 (جواب ۳۰۳) ہاں سوائے قرآن مجید کے تمام اذکار پڑھنا مباح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا تو گناہ نہیں۔

(سوال) ایک عورت کو ہمیشہ مہینہ کے آخری ہفتہ میں حیض ہوا کرتا تھا اس کی شادی مہینے کے دوسرے
 ہفتے میں ہوئی اول شب کو ہم بستر ہونے سے اسے حیض شروع ہو گیا لیکن بے خبری کی وجہ سے خاوند
 دوبارہ بستر ہوا ایسی حالت میں دونوں میں سے کسی پر گناہ ہوا یا نہیں؟ اگر گناہ ہوا تو اس کا کفارہ وغیرہ کتنا
 دینا چاہیئے شادی کے بعد سے حیض مہینہ کے دوسرے ہفتے میں ہونے لگا ہے؟ المستفتی حاجی محمد داؤد
 صاحب تاجر چٹاؤ کمر بند۔ بازار بلیماران۔ دہلی

(جواب ۳۰۴) بے خبری سے ایسا ہو گیا تو دونوں میں سے کسی پر گناہ نہیں ہوا (۲) محمد کفایت اللہ کان
 اللہ لہ، دہلی

نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنے والا اور دیگر حرام افعال کا
 مرتکب شخص سرداری کے لائق نہیں۔

(سوال) نفاس والی عورت جب کہ تلویت کا ڈرنہ ہو اس کے چھوئے ہوئے مٹی کے ظروف کو عقیدۃ
 ناپاک سمجھنا۔ رسومات کافرہ کی پابندی کرنا مثلاً لڑکے کے کان کسی بزرگ کے نام پر چھدوانا۔ حقوق العباد

(۱) و يمنع قراءۃ قرآن بقصدہ و مسہ ولو مکتوباً بالفارسیہ فی الاصح الا بغلافہ المنفصل کما تر و کذا
 يمنع حملہ کلوح و ورق فیہ آیۃ (تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار: باب الحيض ۱/۲۹۳ ط
 سعید)

(۲) قال فی البحر و فی شرح الدر و الغرر رخص المس بالید فی الکتب الشرعیہ (البحر الرائق) باب الحيض
 ۱/۲۱۲ ط بیروت

(۳) ولا باس لحائض و جنب بقراءۃ ادعیۃ و مسہا و حملہا و ذکر اللہ تعالیٰ و تسبیح الخ (تنویر الابصار و شرحہ
 الدر المختار مع رد المحتار: باب الحيض ۱/۲۹۳ ط سعید)

(۴) ثم هو کبیرۃ لو عامداً مختاراً عالماً بالحرمة لا جاهلاً او مکرباً او ناسیاً (الدر المختار مع رد المحتار: باب
 الحيض ۱/۲۹۷ ط سعید)

کو تلف کرنا اور کھا جانا۔ بطلب حقوق شدت اور سختی سے پیش آکر مخلف انکار کرنا یہ فاسد عادتیں ایک سردار قوم کے اندر پائی جائیں تو ایسے شخص کو سردار از روئے شریعت تصور کرنا چاہیے یا نہیں۔ اور ایسے شخص سے مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۸ مولانا عبدالرحیم صاحب (چھاؤنی شمع) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۵) حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ جب کہ ان پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو پاک ہیں اور ان کے لگنے چھونے سے مٹی تانبے وغیرہ کے برتن ناپاک نہیں ہوتے (۱) کسی بزرگ کے نام پر پنچوں کے کان چھیدنا حرام ہے کسی کا حق مارنا اور کھا جانا بھی حرام ہے ایسا شخص سرداری کے لائق نہیں جو لوگوں پر ظلم کرے اور ان کے مال مارے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چالیس دن سے زیادہ آئے تو چالیس دن نفاس کے ہوں گے۔

(سوال) ایک عورت کو ۳۶ دن نفاس کا خون آیا اور بعد کی حالت یہ ہے کہ تین دن طہر پھر ایک دن خون پھر تین دن طہر پھر دس دن خون پھر ایک دن طہر پھر ایک دن خون پھر نو دن طہر نو دن خون اور اس کے بعد سے اب تک طہر ہے اس عورت کو پہلے ایک نفاس ہو چکا ہے جو ۳۵ یوم کا تھا پہلے عموماً اس کو آٹھ یوم کا حیض آتا تھا مگر تاریخیں یاد نہیں تو اب صورت مسئلہ میں اس کے نفاس کے یوم کتنے اور طہارت کے یوم کتنے اور حیض کے یوم کتنے شمار ہوں گے اگر خدا نخواستہ آئندہ ایسی ہی گڑبڑ کی حالت رہی تو طہارت و حیض کے دن کس طرح شمار کئے جائیں گے اس کے لئے قاعدہ بتا دیں نفاس اور حیض کے درمیان طہارت کم از کم دن کتنے ہوتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۱۴ سلیمان موسیٰ حافظ جی یار ڈولی ضلع سورت۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

(جواب ۳۰۶) نفاس کے چالیس دن ہوں گے اس کے بعد طہارت کا حکم ہوگا (۲) اور کیا اس کو ایام رضاعت میں پہلے بھی خون حیض کا آتا رہا ہے یا رضاعت کے ایام میں حیض نہیں آتا تھا اس کا جواب دیا جائے تو آئندہ کا حکم بتایا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) ولا یکرہ طبخها ولا استعمال مامستہ من عجین او ماء او نحوہما (رد المحتار) باب الحيض ۱/۲۹۲ ط (سعید)

(۲) لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغير سبب شرعی (عالمگیریہ) فصل فی التعزیر ۲/۱۶۷ ط (ماجدیہ) کوئٹہ

(۳) اقل النفاس لاحد له واكثره اربعون يوماً والرائد علیہ استحاضہ (ہدایہ) فصل فی النفاس ۱/۷۰ ط مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان

تمتہ سوال۔ جواب میں جو بات دریافت فرمائی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں پہلے بھی ایام رضاعت میں اس کو حیض کا خون آتا رہا ہے اور یہ وہی ہے جو سوال میں لکھا گیا ہے کہ اس کو پہلے عموماً آٹھ یوم کا حیض آتا تھا مگر اس کی تاریخیں یاد نہیں ہیں تو اب باقی ایام میں طہارت کے دن کتنے اور حیض کے دن کتنے؟

حضرت والا! یہی مسئلہ میں نے جامعہ ڈابھیل کے مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ العالی پر بھی لکھا تھا مگر سوال میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس آپ کے سوال میں آخری طہر ۱۹ دن کا ہے اور ان کے سوال میں پانچ دن کا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان پر سوال لکھا اور اس کا جواب آیا اور پھر آپ پر سوال لکھا تو یہ جو ایام طہر کے گزرے وہ زیادہ کر دیئے گئے۔

انہوں نے جواب دیا ہے کہ حد فاصل دوم کے درمیان میں طہارت کے جو پندرہ دن ہونے چاہیئے وہ کہیں نہیں ہیں لہذا اس کی نفاس کی عادت کے ۳۵ یوم نفاس شمار کر کے باقی ایام استحاضہ میں شمار ہوں گے جس میں نماز روزے ادا کرنے ہوں گے لہذا اس کو جن تاریخوں میں پہلے آٹھ یوم حیض آتا تھا عادت کا وہ اب ان تاریخوں میں آٹھ یوم حیض شمار ہو گا اور باقی کا استحاضہ۔

حضرت والا! میرے ناقص مطالعہ کے لحاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں اگر چالیس دن نفاس کے شمار کئے جائیں تب بھی دو خون کے درمیان کی اقل مدت طہر پندرہ یوم وہ نہیں آتی لہذا آخری طہر جو ۱۹ یوم کا ہے اور اس وقت ۲۸ یوم کا ہوا ہے اس کے علاوہ سب ایام استحاضہ کے ہیں لہذا اس کی نفاس کی سابقہ عادت جو ۳۵ یوم کی ہے وہ عود کر آئے گی تو اس کا یہ نفاس بھی ۳۵ یوم کا ہو گا اس کے بعد احتیاطاً ۱۵ دن کا طہر ہو گا اس کے بعد اس کی سابقہ عادت کے مطابق آٹھ دن حیض کے ہوں گے اور اس کے بعد اب تک کے ایام طہر کے ہوں گے اگر خدا نخواستہ ان کو پندرہ دن کا طہر نہ آتا تو پھر ان کو بائیس دن طہر کے ہوتے پھر آٹھ دن حیض کے پھر بائیس دن طہر کے پھر آٹھ دن حیض کے اور ایسے ہی حکم چلتا رہتا اس لئے کہ عورتوں کو عموماً مہینے میں ایک بار دم حیض آتا ہے ایام رضاعت میں حیض نہ آنے کو اس مسئلہ سے کیا نسبت ہے وہ بھی ارشاد فرمائیں؟

(جواب) (از مولانا مفتی عبدالغنی صاحب۔ صدر مفتی دارالافتادہ مدرسہ امینیہ۔ بعد وفات حضرت مفتی اعظم) جب کہ نفاس کی ۳۵ دن کی پہلی عادت تھی لیکن اس دفعہ خلاف عادت ۳۶ دن خون آیا لیکن تین دن بند رہ کر پھر چالیسویں دن بھی خون آگیا اس کے بعد کچھ دن بند رہا اس صورت میں نفاس کے چالیس دن شمار ہوں گے البتہ اگر خون مستمر رہتا یہاں تک کہ چالیس یوم سے متجاوز ہو جاتا تو بے شک عادت سے زائد کو استحاضہ میں شمار کیا جاتا درمختار میں ہے اما المعتادہ فترہ لعادتہا و کذا الحیض شامی (۱) میں ہے اذا کان عادتہا فی النفاس ثلاثین یوماً فانقطع دمہا علی راس عشرين یوماً و طہرت

عشرۃ ايام تمام عاداتها فصلت و صامت ثم عاودها الدم فاستمر بها حتى جاوز الاربعين ذكر انها مستحاضة فيما زاد على الثلاثين دوسری جگہ ہے صورتہ فی النفاس كانت عاداتها فی کل نفاس ثلاثين ثم رات مرة احدى و ثلثين ثم طهرت اربعة عشر ثم رات الحيض فانها ترد الى عاداتها وهي الثلاثون و يحسب اليوم الزائد من الخمسة عشر التي هي طهر (۱) کیونکہ دم نفاس اور دم حیض میں کم از کم پورے پندرہ یوم کا فاصلہ ضروری ہے۔ اقل الطهر بين الحيضتين او النفاس والحيض خمسة عشر يوماً ولها ليها اجماعاً (۲) اگر عادت بھول گئی یعنی ایام حیض کے عدد یاد ہیں لیکن یہ بھول گئی کہ مہینے کے پہلے عشرہ میں حیض آیا ہے یا دوسرے عشرہ میں یا تیسرے عشرہ میں تو تحری کر کے ظن غالب پر عمل کرے گی۔ و من نسيت عاداتها اما بعد او بمكان او بهما انها تتحري (۳) الخ فقط محمد عبدالغنی غفرلہ (ذیقعدہ ۳۷۳ھ)

فصل سوم۔ آدمی کا جسم اور جھوٹا

بھنگی یا چمار نہلا دھلا کر پاک کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں (سوال) بعض مسلمان عیسائیوں چماروں بھنگیوں وغیرہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال نہیں کرتے خواہ اپنا جسم و لباس پاک صاف رکھیں برخلاف اس کے بعض ہندو اقوام مثلاً برہمن، راجپوت، مہاجن مالی بڑھی، کمار وغیرہ کے ہاتھ کا کایا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال کرتے ہیں ان مسلمانوں کا یہ فعل از روئے قرآن و حدیث جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۲۸۵ اللہ دیا صاحب ماسٹر (ضلع سہارنپور) ۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۰۷) شریعت مطہرہ نے غیر مسلم کے بدن کو پاک قرار دیا ہے، خواہ وہ بھنگی ہو یا چمار یا اور کوئی کام کرنے والا ہو اس میں کسی ذات یا پیشہ کی تخصیص نہیں ہے (۴) ہاں بھنگی یا چمار یا ایسے لوگ جو نجاست کے کاموں میں رہتے ہیں ان کا بدن یا لباس ظاہر کے لحاظ سے اکثر ناپاک رہتا ہے اس لئے اس ناپاکی کے غلبہ ظن کی بنا پر ان کا حکم ایسے لوگوں سے مختلف ہے جو نجاست سے ایسا تعلق نہیں رکھتے مگر جب کہ کسی بھنگی یا چمار کو نہلا دھلا کر پاک صاف کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیز اور کسی برہمن کے

(۱) المرجع السابق ۱/۳۰۰

(۲) المرجع السابق ۱/۲۸۵

(۳) المرجع السابق ۱/۲۸۶

(۴) فسور آدمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً طاهر (تنویر الابصار: و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار

مطلب فی السور ۱/۲۲۲ ط سعید)

ہاتھ کی چیزیں کوئی فرق نہیں رہے گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں

(۲) بھنگی سے مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے؟
(۲) ایک غیر مذہب بھنگی کو بلا کر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ عبدالغفور صاحب۔ دہلی ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۸) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس میں بھنگی اور چھار کا بھی سوال نہیں ہے (۲) سوال میں غیر مذہب بھنگی کی تصریح کی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مسلم بھنگی کو نہلا دھلا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کر لئے جائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بنا پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے ناپاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کر لئے گئے ہیں رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھنگی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصالح کے لحاظ سے بدل سکتی ہے اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھلانے کی ہو تو پھر کوئی الزام اور اعتراض نہیں (۳) اور کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بلا وجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینے کا الزام ہو گا مگر ناپاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہو گا (۴) احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھنگی سے جھاڑو دلوائی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھاڑو دلوائی جاسکتی ہے کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) حتی لو اغتسل (ای الکافر) فوق فیہا من ساعتہ لا ینزع منها شیء (رد المحتار، فصل فی البئر) ۱/۲۱۴ ط سعید

(۲) فسور آدمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً طاهر (تنویر الابصار) و شرح الدر المختار مع رد المحتار ۱/۲۲۲ ط سعید

(۳) وفي التفاریق لا باس بان یضیف کافراً لقراۃ او لحاجة (عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الذمہ والا حکام التي تعود الیہم ۳۴۷/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) ان ابتلی بہ المسلم مرة او مرتین فلا باس بہ واما الدوام علیہ فیکره کذا فی المحيط (عالمگیریہ) : الباب الرابع عشر فی اهل الذمہ والا حکام التي تعود الیہم ۳۴۷/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۵) لا باس بدخول اهل الذمۃ المسجد الحرام و سائر المساجد وهو الصحیح (عالمگیریہ) : الباب الرابع عشر فی اهل الذمۃ والا حکام التي تعود الیہم ۳۴۶/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اسکے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے، تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل قابل تحسین ہے۔

(سوال) اگر کوئی شخص خاکروب (بھنگی غیر مسلم) کے ہاتھ دھلوا کر اور خوب صاف کر کے اس کے ساتھ کھانا کھائے تو جائز ہے؟ سوال مذکور کی صورت اس وجہ سے پیش آئی کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار سنبھل کے ایک بیان میں اسلام کی رواداری غیر مذاہب کے لوگوں پر واضح کرتے ہوئے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک جگہ میں نے خود بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اس کے منہ کا آدھا کٹا ہوا آلو بھی میں نے کھالیا اب ایک صاحب نے شاہ صاحب موصوف کی تقلید میں ایک بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیا ہے کچھ لوگ اس خیال پر چراغ پا ہو رہے ہیں براہ مہربانی اگر ممکن ہو تو دو چار دلیل بھی جواب کے ساتھ ارقام فرما کر ممنون فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۲۷ مولانا طاہر الانصاری صاحب فاضل دیوبند (سنبھل مراد آباد) ۲۷ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۹) اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے اور انسان کا جھوٹا پاک ہے خواہ مسلم ہو یا کافر (۱) اس اصول پر جب کہ کسی انسان کے ہاتھ پاک ہوں (۲) اور کھانا بھی حلال ہو (۳) برتن بھی پاک ہوں (۴) اور مسلمان اس کے ساتھ کھانا کھالے، تو اس میں کوئی اصولی غلطی نہیں ہے اور اگر کسی موقع پر اسلامی اصول کی حقیقت واضح کرنے کے لئے کوئی شخص یہ کام کرے تو وہ قابل تحسین ہے نہ کہ محل الزام (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے
تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل مستحسن ہے۔

(سوال) انجمن خدام اسلام جگراؤں کے زیر اہتمام ایک تبلیغی ہفتہ اوائل ستمبر میں منایا گیا جس میں علمائے کرام میں سے ایک نے اسلامی مساوات پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام سب بنی نوع انسان

(۱) فسور الآدمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً طاہر (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار) مطلب فی السور ۲۲۲/۱ ط سعید

(۲) ولو ادخل الکفار والصبیان ایدیہم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسة حقیقة (حلبی کبیر) فی احکام الحيض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) لا باس بطعام المجوس کله الا الذبیحة فان ذبیحتہم حرام (عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الذمہ الخ ۳۴۷/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) ویکره الا کل و الشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل (ایضاً)

(۵) وفي التفاریق : لا باس بان یضیف کافراً لقراءة او لحاجة کذا فی التمر تاشی ولا باس بالذهاب الی ضیافة اهل الذمہ (عالمگیریہ) نفس المكان) ان فعل ذلك لیمیل قلبه الی الاسلام فلا باس به (عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الذمہ ۵ / ۳۴۸ ط ماجدیہ کوئٹہ

کو یکساں سمجھتا ہے حتیٰ کہ ایک مسلمان ایک کافر کا جھوٹا کھاپی سکتا ہے بلکہ اپنے دین کو ضرر پہنچائے بغیر ان کے گھر کا بھی کھاپی سکتا ہے اچھوتوں میں سے ایک نے جو سب اجلاسوں میں حاضر رہا اور جو ماکل بہ اسلام تھا اور اب بھی اس دعوے کی صداقت کو آزمانے کے لئے علماء و دیگر معززین کی دعوت کر دی جو قبول کر لی گئی کھانا تیار کرنے میں یہ اہتمام مد نظر تھا کہ مسلمان سے گوشت خریدنے کے بعد مسلمان ہی پکائے چنانچہ بریانی مسلمان نائی نے پکائی اور حلو اچھوتوں نے تیار کیا البتہ کھانا مہمانوں کے آگے رکھنے والے اچھوت تھے علماء و اکابر کے اس فعل پر جو محض بنظر تالیف قلوب و بمقصد تبلیغ اس طور سے عمل میں لایا گیا کہ کھانا کھانے سے قبل محاسن اسلام پر ایک مبسوط تقریر اسی اچھوت کے گھر کی گئی اور اس میں دعوت اسلام دی گئی۔ بعض معاندین نے بفحوائے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم هذا (۱) بطور استدلال پیش کیا اور مشہور اہل سنت کا متفقہ مذہب کہ ان کے بدن نجس نہیں اعتقادات نجس ہیں، نظر انداز کر دیا گیا اس شور و غل کی وجہ سے بہت سے اچھوت جو دائرہ اسلام کے بہت قریب آگئے تھے اب خاموش ہو گئے ہیں آپ از روئے شریعت ظاہر فرمادیں کہ طرفین میں سے کون حق پر ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۹۴ جناب صفی عبداللہ ایم اے صدر انجمن خدام اسلام جگہ ۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۰) اسلامی اصول کے بموجب کافر و مشرک کا بدن نجس نہیں بلکہ جب بدن پر کوئی نجاست نہ ہو تو بدن پاک ہے (۲) اور ان کے ہاتھ کا کھانا بھی جائز ہے (۳) اور تبلیغی مقصد کے پیش نظر جن مسلمانوں نے اچھوتوں کے ہاتھ کا کھانا کھایا وہ مستحق اجر ہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کافر کا بدن پاک ہو تو اس کا جھوٹا اور پکایا ہوا کھانا کھانا جائز ہے، تبلیغی مقصد سے یہ عمل موجب اجر ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب کچھ عرصہ سے فقہ شریف کا مسئلہ اپنی وعظوں میں اس طرح بیان فرماتے رہے ہیں کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے چوہڑے بھی ہندوؤں کی مانند ہیں لہذا چوہڑوں کا کھانا بھی جائز ہے چنانچہ اب کی وعظ پر یعنی کل ۶/۳ کو ایک چوہڑے نے جو کہ اپنے آپ کو مذہبی سکھ کہلا رہا ہے اس نے مولوی صاحب کی معہ چند احباب دعوت کر دی مولوی صاحب نے نہایت خوشی

(۱) التوبة : ۲۸

(۲) ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیہم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسة حقیقة (حلبی کبیر فصل احکام

الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) ولا باس بالذہاب الی ضیافة اهل الذمة (عالمگیریہ : الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والا حکام الی تہود

الیہم ۳۴۷/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۴) ینظر ان فعل ذلک لیمیل قلبہ الی الاسلام فلا باس بہ (عالمگیریہ : نفس المكان ۳۴۸/۵)

سے بے چون و چرا منظور فرمائی اور یہ وقت روانگی یعنی جب دعوت کھانے کیلئے جانے پر تیار ہوئے اس وقت نعرہ اللہ اکبر بلند آواز سے لگایا بعدہ مولوی صاحب معہ ایک جماعت کثیر کے نعیتیں پڑھتے ہوئے اس چوہڑے کے گھر پہنچے اور چوہڑوں نے بدست خود ان کو کھانا اتارا اور اپنے گھر کا پانی وغیرہ بھی پینے کو دیا اور مولوی صاحب نے نہایت فراخ دلی سے مع اپنے رفقاء کے دعوت کو نوش فرمالیا۔

دعوت کے اہتمام کی کیفیت حسب ذیل ہے :-

حلوے کو تو خود ان چوہڑوں نے اپنے گھر کے پانی وغیرہ سے تیار کیا اور پلاؤ کو ایک حجام نے تیار کیا حجام کہتا ہے کہ بجز پکانے کے باقی سب کام پانی وغیرہ کا ڈالنا غرض کہ سب اہتمام ان چوہڑوں ہی کا رہا ہے ہاں گوشت جو پلاؤ میں ڈالا گیا ہے ان کے ہمراہ میں نے قصاب کی دکان سے خرید کیا تھا جب کہ انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا میں بازار چلا گیا دو گھنٹے کے بعد میں بازار سے سودا سلف خرید کر کے جب ان چوہڑوں کے گھر پہنچا تو میں نے ان کے گھر سے منگو کر دیگ میں پکا دیا عالجی باہم نہایت ہی ادب سے التماس کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کے اس مسئلہ نے ہمارے یہاں ہر ایک مسلمان کے دل میں بے چینی پیدا کر دی ہے لہذا معروض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات سے آگاہی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) کیا فقہیہ کتب میں مذکور ہے کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے اور اس کے یہی معنی ہیں جس پر مولوی صاحب نے عمل کیا ہے؟

(۲) کیا فقہاء عظام کے مسائل مستطب من القرآن والاحادیث نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا فقہاء عظام کے مسائل کی مطابقت قرآن مجید و احادیث شریف سے ضروری نہیں؟

(۳) اللہ جل جلالہ ایک جگہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ مشرک تو نرے گندے ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مسلمانوں تمہارے لئے اہل کتاب کا کھانا حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے کیا قرآن شریف کی ان آیات کی رو سے یہ نہیں پایا جاتا کہ فقہائے کرام نے جو کافر کا لفظ بیان فرمایا ہے اس سے اہل کتاب مراد ہیں جو کہ عیسائی یہودی وغیرہ ہیں۔

(۴) کیا کفار کی دعوت کو قبول کرنا خلاف امر جناب رسول اللہ ﷺ نہیں ہے آنحضور ﷺ تو مشکوٰۃ شریف میں فاسقین کی دعوت سے بھی منع فرماتے ہیں۔

(۵) ذبیحہ کا گوشت جو تقریباً دو گھنٹے چوہڑوں کے گھر انکے قبضے میں رہا کیا شرع شریف ایسے گوشت کے کھانے کی اجازت دیتی ہے؟

(۶) اگر مولوی صاحب کی شرعاً اس میں کچھ گرفت ہو تو ان کے متعلق حکم شرع تحریر فرمایا جائے۔ المستفتی نمبر ۲۱۱۲ مستری نذیر احمد (ضلع لودھیانہ) ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۱) مسئلہ شرعیہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ کافر کا بدن پاک ہے جب کہ اس

پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو (۱) کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے پس اگر اس کا اطمینان کرنے کے بعد کہ کھانے میں کوئی ناجائز و ناپاک چیز نہ تھی (۲) اور پکانے والے اور کھلانے والوں کے ہاتھ بھی کسی نجاست سے ملوث نہیں تھے تو ان کے ہاتھ کے کھانے میں کوئی شرعی جرم نہیں ہے (۳) اور اگر تبلیغی ضرورت یا اسلامی مساوات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے (۴) آیت ”انما المشرکون نجس“ میں نجاست سے اعتقادی نجاست مراد ہے نہ کہ جسمانی (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نجاست کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے
(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے جان بوجھ کر کافر کا حقہ اپنا ہاتھ لگا کر پی لیا یہ فعل کیسا ہے؟ کافر و مشرک کا جھوٹا کھانا پینا کیسا ہے؟
(جواب ۳۱۲) جب کہ ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو تو اس صورت میں کوئی مواخذہ نہیں فی حد ذاتہ جائز ہے جب کہ نجاست کا ظن غالب نہ ہو (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ
(جواب ۳۱۳) کافر کے ہاتھ سے تر اور سیال چیز لینا فی حد ذاتہ جائز ہے لیکن اگر کافر کی بے احتیاطی کی وجہ سے ملوث بالنجاست ہونے کا گمان ہو تو پینا بہتر ہے اور غالب گمان ہو تو لینا جائز ہے اور پاک ہونے کا یقین ہو تو بلا کراہت جائز ہے (۲) کیونکہ انسان کا بدن فی نفسہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک قرار دیا گیا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (از اخبار الجمعیتہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

- (۱) ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیہم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسة حقیقة (حلبی کبیر ص ۱۰۳ سہیل اکیڈمی لاہور)
- (۲) فسور الآدمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً طاهر (رد المحتار مطلب فی السور ۱/۲۲۲ ط سعید)
- (۳) لا باس بطعام المجوس کله الا الذبیحہ فان ذبیحتہم حرام ولا باس بالذہاب الی ضیافۃ اهل الذمۃ (عالمگیریہ الباب الرابع عشر فی اهل الذمۃ والا حکام الی تعود الیہم ۵/۳۴۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)
- (۴) ینظر ان فعل ذلک لیمیل قلبہ الی الاسلام فلا باس بہ (عالمگیریہ الباب الرابع عشر فی اهل الذمۃ والا حکام الی تعود الیہم ۵/۳۴۸ ط ماجدیہ کوئٹہ)
- (۵) فالمراد بقولہ تعالیٰ: انما المشرکون نجس النجاستۃ فی اعتقادہم (رد المحتار مطلب فی السور ۱/۲۲۲ ط سعید)
- (۶) فسور الآدمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً طاهر (رد المحتار مطلب فی السور ۱/۲۲۲ ط سعید)
- (۷) ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیہم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسة حقیقة (حلبی کبیر فصل فی احکام الحيض ص: ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)
- (۸) فسور الآدمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً طاهر (رد المحتار مطلب فی السور ۱/۲۲۲ ط سعید)

فصل چہارم۔ وضو غسل اور تیمم

اعضاء تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے، کوئی عضو رہ جائے تو تیسری ضرب کی ضرورت نہیں

(سوال) تیمم میں اعضا کو گرد لگانا فرض ہے؟ یا صرف ہاتھ پھیرنا فرض ہے؟ نیز یہ کہ تیمم دو ضرب سے ہوتا ہے اب اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب لگائی جائے یا نہیں؟ بیوا تو جروا (جواب ۳۱۴) تیمم میں اعضائے تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے، یہ ضروری نہیں کہ اعضا پر بھی غبار نظر آنے لگے (۱) تیمم میں اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب کی ضرورت نہیں ویسے ہی اس جگہ ہاتھ پھیر دینا کافی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

ٹخنوں سے نیچے پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(سوال) پا جامہ اگر ٹخنوں سے نیچا ہو تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ بعض آدمی کہتے ہیں کہ مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ پا جامہ ٹخنوں سے نیچے پہننے سے وضو باطل ہو جاتا ہے لہذا یہ حدیث شریف ہو تو اس سے مطلع فرمائیں؟

(جواب ۳۱۵) اس امر کی کوئی معتبر دلیل نہیں کہ ٹخنے سے نیچا پا جامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ ٹخنے سے نیچا پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے (۲) لیکن ایسا کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور جو حدیث کہ ابو داؤد شریف (۴) میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جو ٹخنے سے نیچے کپڑا پہنے ہوئے تھا وضو کرنے کا حکم دیا اول تو اس میں ایک راوی ابو جعفر ہے جو مجہول ہے (۵) دوسرے اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے حکم دیا تھا ممکن ہے کہ اس کے گناہ کے کفارہ کے لحاظ سے یہ حکم دیا ہو کیونکہ وضو سے اعضاء کے گناہ جھڑ جاتے ہیں (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) ثم عندہما ای عند ابی حنیفہ و محمد الشرط فی صحة التیمم مجرد المس ولا یشرطان علق شیئ منہما (حلبی کبیر، باب التیمم ص ۷۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) امار کنہ فضر بتان الخ (حلبی کبیر، باب التیمم ص ۶۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال، ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار (صحیح البخاری، باب ما اسفل من الکعبین ففی النار ۸۶۱/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) باب ماجاء فی ارسال الازار ۵۶۵/۲ ط امدادیہ ملتان

(۵) و فی اسنادہ ابو جعفر رجل من اهل المدينة لا یعرف اسمہ (معالم السنن لا بی سلیمان الخطابی، باب ما اسفل من الکعبین ففی النار ۵۱/۶ ط انصار السنۃ المحدثہ)

(۶) یحتمل واللہ اعلم انہ امرہ باعادة الوضوء دون الصلوۃ لان الوضوء مکفر للذنوب کما ورد فی الاحادیث الکثیرہ (بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی اسبال الازار ۵۴/۵ ط معہد الخلیل الاسلامی، کراچی)

غسل جنابت میں سونے کے دانت کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں:

(سوال) اگر سونے کا دانت لگوا لیا ہو تو کیونکر اس کے اندرونی حصہ یعنی جڑ اور براہوں میں غسل جنابت کے وقت پانی پہنچایا جاسکتا ہے اور نہ پہنچے تو غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۶، ۱۵ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۶) اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا اس لئے ضروری نہیں کہ اب وہ دانت بوجہ لازم اور ثابت ہونے کے اصلی دانت کے حکم میں ہو جاتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (جواب ۵۵۸) (از نائب مفتی صاحب) جب اصلی و خلقی دانت پر سونے کا پترہ چڑھا دیا جائے تو یہ سونے کا خول بوجہ شدت اتصال کے کا لجز ہی ہو جائے گا اور اس کے نیچے اصلی دانت کا غسل واجب نہ ہو گا تو یہ الابصار و در مختار میں ہے (غسل ما فیہ حرج کعین) وان اکتحل بکحل نجس (و ثقب انضم و) لا (داخل قلفة) الخ علی هامش رد المحتار (۲) جلد اول ص ۱۱۳ سونے کا دانت ضرورتاً لگوا لیا ہو یا زینت دونوں صورتوں میں حکم مختلف نہ ہو گا۔ فقط حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے وضو کے لئے چار اعضاء کو خاص کرنے کی وجہ۔

(سوال) ہر نماز کے لئے بیچ وقت وضو کیا جاتا ہے اگر ایک ہی دفعہ وضو کر لیا جائے اور چار وقت نہ کیا جائے تو عقل سلیم طہارت کا حکم نہیں لگا سکتی اور طہارت ظاہری کا اثر طہارت باطنی پر پڑتا ہے یا نہیں؟ اور طہارت کے لئے ان اعضاء کو کیوں خاص کیا گیا؟ اگر ان اعضاء کے دھونے کے بجائے غسل کر لیا جائے تو کیا وضو ہو جائے گا؟ المستفتی نمبر ۴۷۶ ابو محمد عبد الجبار (رنگون) ۱۰ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۷) نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے طہارت کے لئے ان اعضاء کو اس لئے خاص کیا گیا کہ یہ اعضاء اکثر حالات میں خارجی موثرات سے متاثر ہوتے رہتے ہیں اور تلویت کا اثر ان اعضاء پر بہ نسبت باقی اعضاء کے زیادہ ہو سکتا ہے اس لئے انہیں اعضاء کو دھونے کے لئے مخصوص کیا گیا وضو کی جگہ غسل کر لینا بدرجہ اتم کافی ہے اور غسل کے اندر وضو خود بخود ہو جاتا ہے (۲) لیکن اگر ہر نماز کے لئے غسل کا حکم عام دیا جاتا تو مسلمانوں پر اس کی تعمیل دشوار اور قریب قریب ناممکن ہو جاتی اس لئے حکم تطہیر میں لوگوں کی آسانی کا لحاظ بھی خدائے علیم و حکیم و خبیر کے احکام میں موجود ہے طہارت ظاہر کا اثر

(۱) الاصل وجوب الغسل الا انه سقط للخرج (رد المحتار) مطلب فی ابحاث الغسل ۱/۱۵۳ ط سعید

(۲) مبحث ابحاث الغسل ۱/۱۵۲ ط سعید

(۳) عن عائشہ قالت: قال النبی ﷺ: لا يتوضؤ بعد الغسل (جامع الترمذی) باب الوضو بعد الغسل ۱/۳۰ ط

طہارت باطن پر بیشک پڑتا ہے اس لئے نماز جو طہارت باطن کا ذریعہ ہے اس کے لئے طہارت ظاہری شرط کر دی گئی (۱) اور طہارت ظاہری میں مکلفین کی آسانی کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے کیونکہ بفحوائے الدین یسر اعمال دینیہ کا بنہ آسانی پر رکھا گیا ہے واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دانتوں پر سونے کا چڑھایا ہوا خول مانع غسل اور وضو نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص بھت و سلامتی اپنے دانتوں پر بغرض زینت سونے کا پترہ اس طرح چڑھائے کہ دو یا چار دانتوں پر یا ساری ہتھیلی پر سونے کا خول منڈھا دے کہ جس سے دانت اور مسوڑھے سب بند ہو جائیں تو وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں فقہائے کرام نے باب الغسل میں لکھا ہے کہ بدن کے جس حصے میں آٹا چپک کر سوکھ جائے یا چکنا میل ناخن کے اندر ہو جس کی وجہ سے پانی اس کے اندر نہ پہنچ سکے تو غسل نہیں ہوگا۔ المستفتی نمبر ۵۳۹ مولوی ظہور احمد (کاٹھیاواڑ) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۸) دانتوں کی کسی خرابی کی وجہ سے سونے کا خول چڑھوانا جائز نہیں اور محض زینت کے لئے چڑھانا مکروہ ہے اور ضرورت چڑھایا ہو ایلا ضرورت بہر صورت غسل وضو کے لئے وہ مانع نہیں کیونکہ وہ ایک جزء لازم کی حیثیت رکھتا ہے (۲) مخالف آئے اور چکنے میل کے کہ وہ جزء لازم نہیں (۳) ہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ولا یشد سنہ المتحرک بذهب بل بفضۃ وجوزہما محمد تنویر الابصار و درمختار (۴) جلد ۵ / الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی -

حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھاپی لیا جائے۔ (سوال) حالت جنابت میں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۹) جنابت میں کھانا پینا درست ہے بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے کھائے پئے اور بغیر وضو کئے صرف ہاتھ منہ دھو کر کھاپی لے تو یہ بھی ناجائز نہیں خلاف اولیٰ ہے (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وقیل سبھا الحدث فی الحکمۃ وهو وصف شرعی یحل فی الاعضاء یزیل بالطہارۃ (رد المحتار) کتاب الطہارۃ ۸۵/۱ ط سعید (۲) الاصل وجوب الغسل الا انه سقط للخرج (رد المحتار) مطلب فی ابحاث الغسل ۱۵۲/۱ ط سعید (۳) والعجین فی الظفر یمنع تمام الاغتسال (عالمگیریہ) الباب الثانی فی الغسل ۱۳/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ (۴) کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس ۳۶۱/۶-۳۶۲ ط سعید (۵) وفی الشامیہ: قال فی الخلاصۃ اذا اراد الجنب ان یاکل فالمستحب له ان یغسل یدیه و یتضمنض او تامل و ذکر فی الحلیہ عن ابی داؤد وغیرہ: انه علیہ الصلوۃ والسلام اذا اراد ان یاکل وهو جنب غسل کفیه وفی رواۃ مسلم یتوضا وضوہ للصلوۃ باب الحيض ۲۹۳/۱-۳۹۴ ط سعید

دانت صاف کرنے کے برش میں اگر خنزیر کے بال ہوں تو اس کا استعمال ناجائز ہے!
 (سوال) انگریزی برش جو دانتوں پر استعمال ہوتا ہے اس میں اگر سور کے بال ہوں تو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی)
 (جواب ۳۲۰) اگر خنزیر کے بالوں کا برش ہو تو اس کا استعمال قطعاً ناجائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہیے۔

(سوال ۱) وضو میں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال گٹوں تک ہاتھ دھونے میں کرے یعنی شروع وضو میں یا کہنیوں کے دھوتے وقت کرے؟ سیدھی طرف سے یا الٹی طرف سے؟
 (۲) چوتھائی سر کا مسح یا تمام سر کا مسح کرتے ہیں؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی ۲۷ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
 (جواب ۳۲۱) وضو میں انگلیوں کا خلال ابتداءً وضو میں ہاتھ دھوتے وقت کرنا چاہیے (۲)
 (۲) حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے (۲) اور پورے سر کا مسح سنت ہے پورے سر کا مسح کرنا چاہیے تاکہ فرض اور سنت دونوں ادا ہو جائیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے۔

(سوال) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے یا محض سنت؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی
 (جواب ۳۲۲) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ

دانت صاف کرنے کے برش میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو تو اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

(سوال) دانت صاف کرنے کا برش خنزیر کے بالوں کا ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

(۱) خلا جلد خنزیر فلا یطهر (تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله فلا یطهر) ای لانه نجس العین بمعنی انه ذاته بجمیع اجزائه نجسة حیا و میتا (الطہارۃ مطلب فی احکام الدباجة ۱/۲۰۴ ط سعید)

(۲) ان التخلیل انما یكون بعد التلیل لانه سنة التلیل (رد المحتار ۱/۱۱۷ ط سعید)

(۳) ومسح ربع الرأس مرة (تنویر الابصار مع رد المحتار) او كان الوضوء اربعة ۱/۹۹ ط سعید

(۴) ومسح کل راسه مرة مستوعبة (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله مستوعبة) هذا سنة ایضا کما جزم به فی الفتح (ارکان الوضوء اربعة ۱/۱۲۱ ط سعید)

(۵) والمسواک سنة مؤکدة (تنویر الابصار و شرحہ الدر المختار) کتاب الطہارۃ ۱/۱۱۳ ط سعید

المستفتی نمبر ۸۳۱ محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۳) ولایتی برش جس میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو استعمال نہیں کرنا چاہیے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ناک اور آنکھ سے آنے والے پانی کا حکم

(سوال) زکام کے وقت میں جو پانی ناک سے جاری ہوتا ہے ابتداءً سفید ہوتا ہے بعد میں زرد اور بدبودار ہو جاتا ہے یا آنکھوں میں درد ہونے کی صورت میں آنسو آتے ہیں یہ ناقض وضو ہیں یا نہیں؟
(جواب ۳۲۴) ناک سے آنے والا پانی جب تک متغیر اللون والرتح نہ ہو اسی طرح آنکھ سے آنے والے آنسو جب تک پانی کی طرح صاف ہوں نواقض وضو میں نہیں ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سونے کا لگایا ہوا دانت مانع غسل نہیں۔

(سوال) سونے کا دانت جیسا کہ آج کل لوگ بنواتے ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ دوسرے دونوں طرف کے دانتوں پر بھی خول چڑھ جاتا ہے غسل کی حالت میں خولوں کے اندر پانی نہیں پہنچ سکتا اور نہ یہ خول اتر سکتے ہیں ایسے دانت لگوانے شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟ غسل ہو جائے گا یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳۵ شیخ محمد ابراہیم (مانڈلے برما) ۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۵) ضرورت کی بناء پر یہ دانت لگوانا جائز ہے محض زینت کے لئے لگوانا مکروہ ہے (۲) غسل دونوں حالتوں میں درست ہو جائے گا کیونکہ یہ دانت لگنے کے بعد جسم کا حکم لے لیتے ہیں (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سبیلین سے خارج ہونے والا مطلقاً ناقض وضو ہے۔

(سوال) عاجز بہت ضعیف ہونے کے علاوہ اور مختلف امراض میں بھی مبتلا رہتا ہے یواسیر کا بھی خون اور کبھی کبھ اور مادہ کبھی کم کبھی زیادہ نکلتا ہے اور کپڑا ملوث ہو جاتا ہے فتاویٰ شامی جلد ۱ ص ۱۲ میں ایسے عذر

(۱) خلا جلد خنزیر فلا یطہر (تنویر الابصار و شرح الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله فلا یطہر) ای لا نجس العین بمعنی ان ذاته بجميع اجزائه نجسة حیاً و میتاً (مطلب فی احکام الدباغة ۱/ ۲۰۴ ط سعید)
(۲) کما لا ینقض لو خرج من اذنه و نحوها کعینه و ثدیہ قیح و نحوہ کصدید (تنویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ قال فی البحر و فیہ نظیر بل الظاهر اذا کان الخارج قیحا او صدیداً النقص سواء کان مع و جمع او بدونہ لا نہما لا یخرجان الا عن علة (مطلب فی نواقض الوضوء ۱/ ۱۴۹ ط سعید)
(۳) لو تحرکت سن رجل و خاف سقوطها فشدھا بالذهب او بالفضة لم یکن به باس (عالمگیریہ الباب العاشر فی استعمال الذهب و الفضة ۵/ ۳۳۶ ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۴) الاصل وجوب الغسل الا انه سقط للخرج (رد المحتار مطلب ابحاث الغسل ۱/ ۱۵۲ ط سعید)

کی حالت میں کپڑے کے ناپاک نہ ہونے کو مفتی بہ بتایا گیا ہے مگر سبیلین سے خارج ہونے کو شرح منیتہ المصلیٰ کے ص ۱۱۸ میں اس قاعدے سے مستثنیٰ کیا ہے کہ سبیلین کے خارج ہونے میں جو سیلان خون و پیپ ہو یا سیلان نہ ہو مجرد ظہور سے ناقض وضو قرار دیا ہے غالباً نجس ہی ہوگا میری نظر بہت ضعیف ہو گئی فتاویٰ پڑھا نہیں جاتا میرا خیال یہ ہوتا ہے کہ سبیلین سے بول و براز کا اگر ظہور ہو تو یقیناً ناقض وضو اور نجس ہے اور اگر علاوہ بول و براز کے خون یا پیپ نکلی تو موافق پہلے قاعدہ مرقومہ کے شاید نجس اور ناقض وضو نہ ہو جواب تحریر فرمائیں آپ کی تحریر مجھے اطمینان دہ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۳۲۳

(مولوی) محمد مشتاق احمد صاحب (ضلع کرنال) ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء (جواب ۳۲۶) مخدوم مکرم حضرت مولانا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ نے ممنون و مشکور فرمایا حق تعالیٰ آپ کے سایہ مکرمت و فیوض کو تادیر مبسوط رکھے آمین آپ کا وجود باعث برکات و خیرات ہے سبیلین سے ہر خارج نجس و ناقض وضو ہے، کم ہو یا زیادہ سائل ہو یا نہ ہو اور رطوبت دیر بہر صورت نجس ہے و کذا الدود والحصاة اذا خرج من احد هذين الموضعين لاستتباع الرطوبة وهی حدث فی السبیلین وان قلت (غنیۃ المستملی) (۱) اور کسی زخم سے خون یا پیپ کا تھوڑا تھوڑا نکلتا رہنا اور کپڑے کو لگتا رہنا بے شک بقول مفتی بہ نہ ناقض وضو ہے اور نہ اس سے کپڑا ناپاک ہوتا ہے مگر یہ حکم سبیلین کا نہیں ہے ہاں بواسیر میں مخرج سے باہر سے اور مسوں کی جڑ میں قروح ہو جاتے ہیں ان میں سے جو خون یا رطوبت نکلتی اور کپڑے پر لگتی رہتی ہے اس کا حکم دوسرے زخموں کا ہے کیونکہ اس سے نکلنے والی رطوبت خارج من السبیلین میں داخل نہیں ہے خارج من السبیلین میں وہی رطوبت داخل ہے جو مقعد کے اندر سے باہر آئے اور جو حوالی مقعد کے بیرونی مسوں یا زخموں سے نکلے، اس کا حکم مثل دیگر اجزاء جسم سے نکلنے والی رطوبت یا خون و ریم کے ہوگا (۲) امید کہ دعائے خیر میں خادم کو یاد فرماتے رہیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو لینا کافی ہے، خواہ باقی اعضا خشک ہوں یا نہ ہوں۔

(سوال) وضو یا غسل میں کوئی عضو یا جگہ بھولے سے خشک رہ جائے تو اسی عضو یا جگہ کو دھوئے یا دوبارہ وضو کرے اگر اسی جگہ کا دھونا کافی ہے تو آیا یہ حکم جب تک ہے جب تک اعضا تر ہیں یا اعضاء کے خشک ہونے کے بعد بھی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (متھرا) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(۱) فصل فی نواقض الوضوء ص ۱۲۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور پاکستان
(۲) ثم المراد: بالخروج من السبیلین مجرد الظہور و فی غیر ہما عین السیلان (الدر المختار مع رد المحتار) مطلب فی نواقض الوضوء ۱/۱۳۵ ط سعید

(جواب ۳۲۷) صرف خشک رہ جانے والے عضو کو دھولینا کافی ہے خواہ باقی اعضا کے خشک ہونے سے پہلے دھوئے یا خشک ہونے کے بعد (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دخول حشفہ سے بیوی پر بھی غسل واجب ہوگا۔

(سوال) زوجہ پر جو کہ (بوجہ خامی کے) حظ مجامعت سے مبرا ہے، غسل جنابت لازم ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۵۷۹ محمد خاں صاحب (ملک مالوہ) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۸) بقدر دخول حشفہ موقع ہو اور دخول حشفہ ہو جائے تو عورت پر بھی غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جنازے کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض و نوافل پڑھنا جائز ہے
(سوال) جنازہ کے لئے جو وضو کیا ہو کیا اس سے دوسرے فرض اور نفل نمازیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۳۹ ولی محمد صاحب (کاٹھیاواڑ) ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ انومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۲۹) جنازہ کے لئے جو وضو کیا ہو اس سے فرض اور نفل ہر نماز پڑھی جاسکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا جائز ہے، زینت کے لئے مکروہ
(۲) دانتوں پر سونے کا چڑھا ہوا سونے کا خول مانع غسل و وضو نہیں۔
(سوال) (۱) آج کل عام طور پر دانتوں پر سونے اور چاندی کے خول پہنائے جاتے ہیں جو پورے دانت کو ڈھانک لیتے ہیں اور پورا دانت خول میں پوشیدہ ہو جاتا ہے اس طرح مرد کے لئے دانتوں پر چاندی اور سونے کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

(۱) ولوتر کھا ای ترک المضمضۃ والا مستنشق او اللمعة من ای موضع کان من البدن ناسیاً فصلی ثم تذکر ذلك يتمضمض او يستنشق او يغسل اللمعة و یعید ماصلی الخ (حلبی کبیر) فرائض الغسل ص ۵۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۲) الا یلاج فی احد السبیلین اذا تواترت الحشفة یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول بہ انزل اولم ینزل وهذا هو المذهب لعلمائنا (عالمگیریہ) الفصل الثالث فی المعانی الموجبہ للغسل ۱/۱۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) تیمم لصلوة الجنازہ او السجدة التلاوة اجزاء ان یصلی بہ المکتوبۃ بلا خلاف (عالمگیریہ) الفصل الاول فی امور لا بد منها فی تیمم ۱/۲۶ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) یہ چاندی اور سونے کا خول غسل کے تو مانع نہیں ہوتا غسل میں کلی کرنا فرض ہے خول شدہ دانت کی حالت میں غسل کا یہ فرض (کلی کرنا) ادا ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۵ سکریری صاحب محمدن ایجوکیشنل سوسائٹی (کولہا پور اسٹیٹ) ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۳۰) دانتوں پر چاندی یا سونے کے خول بلا ضرورت چڑھانا مکروہ ہے لیکن اگر ضرورت کی وجہ سے چڑھائے جائیں تو مکروہ نہیں (۱) اور بہر صورت چڑھانے کے بعد یہ خول وضو اور غسل کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوتے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خلال کا کوئی ثبوت نہیں۔

(سوال) وضو میں سر اور گردن کے مسح کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبدالشکور فیض آباد ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

(جواب ۳۳۱) سر اور گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خلال کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اسے ترک کر دیا جائے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

جنبی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کا پکایا ہوا کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(سوال) متعلقہ احکام جنابت

(جواب ۳۳۲) جس کو جنابت یعنی غسل کی حاجت ہو اس کو ناپاک کہہ سکتے ہیں مگر یہ ناپاکی ایسی نہیں ہے کہ اس کے بدن پر ناپاکی کے احکام جاری ہوں۔ یہ ناپاکی حتمی ہے یعنی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہونے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں تو وہ ناپاک ہے (۴) مگر کھانے پینے میں اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) لو تحرکت سن رجل وخاف سقوطها فشدھا بالذهب او بالفضة لم یکن به باس (عالمگیریہ: الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة ۵/۳۳۶ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

(۲) الاصل وجوب الغسل الا انه سقط لخرج (رد المحتار، مطلب فی ابحاث الغسل ۱/۱۵۲ ط سعید)

(۳) ان التحلیل انما یكون بعد التلیث لانه سنة التلیث (رد المحتار، کتاب الطہارۃ ۱/۱۱۷ ط سعید)

(۴) ویمنع دخول مسجد - وقراءة قرآن و مسہ الا بغلافه و کذا حملہ ولا باس بقراءة ادعیۃ و مسہا و حملہا و ذکر اللہ تعالیٰ و تسبیح و اکل و شرب بعد مضمضہ و غسل یدہ (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار، باب الحيض ۱/۱۹۳، ۱۹۴ ط سعید)

(۵) ولا یکرہ طبعها ولا استعمال ما مسته من عجین او ماء و نحوہما (رد المحتار، باب الحيض ۱/۲۹۲ ط

سعید)

کمزور بوڑھے کو پانی کے استعمال سے سخت بیماری کا اندیشہ ہو تو
غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے

(سوال) متعلقہ تیمم بوجہ ضعف و مرض

(جواب ۳۳۳) بوڑھا کمزور آدمی جسے خوف ہو کہ اگر غسل کرے گا تو سخت بیمار ہو جائے گا اسے جائز ہے کہ غسل کے بجائے غسل کا تیمم کر کے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے پھر دھوپ کے وقت غسل کر لے
(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

حنفیہ کے نزدیک بھی تیمم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا فرض ہے

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم عن ابن عباس انہ سئل عن التیمم فقال ان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ حین ذکر الوضوء فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وقال فی التیمم فامسحوا وجوهکم وایدیکم منه وقال والسارق و السارقة فاقطعوا یدیهما فكان السنۃ فی القطع الکفین انما هو الوجه و الکفین (۲)

مذہب حنفیہ این است کہ مر فغان داخل است در غسل و عند الشافعی داخل نیست هذا القیاس فی التیمم و در قطع یدین مذہب حنفیہ این است کہ قطع تار سفین باشد۔

از ابن عباس کسے سوال کرد کہ در تیمم کدام حکم مقرر است آیا قیاس بروضو است یا بر قطع ایدی یعنی اگر قیاس بروضو شود تا مر فقیں مسح لازم می آید و اگر بر قطع قیاس شود تا رسغین لازم می آید۔

الحال اگر قیاس بروضو شود بالکل موافق باشد با مذہب حنفیہ و اگر قیاس بر قطع شود چنانچہ از فکان السنۃ فی القطع الکفین الخ معلوم میشود بظاہر از مذہب حنفیہ مخالف باشد تا ہم مضر نیست زیرا کہ

ایں اجتہاد حضرت ابن عباس باشد دیگر ایں است کہ مخالف از حدیث صریح است کہ در باب تیمم ذکر شدہ ضربتین فرمودہ یک للوجه و دیگر للذراعین دیگر این کہ تیمم خلف وضو است۔ چنانچہ در وضو مر فقیں داخل است در تیمم نیز داخل شود۔

امام الدین ۱۹۲۸ء

(ترجمہ) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ان سے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وضو کے متعلق فرمایا ہے کہ پس تم اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ اور تیمم کے متعلق فرمایا پس تم اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو اور فرمایا چوری کرنے والے مرد اور

(۱) و يجوز التيمم اذا خاف الجنب اذا اغتسل بالماء ان يقتله البرد او يمرضه (عالمگیریہ) الفصل الاول فی امور لا بد منها فی التیمم ۲۸/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) جامع الترمذی باب ماجاء فی التیمم ۳۸/۱ ط سعید

عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو تو قطع میں مسنون طریقہ کفین کا قطع ہے تو تیمم میں بھی چہرہ اور کھین کا مسح ہے۔

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ دونوں کہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں اور امام شافعی کے نزدیک داخل نہیں ہیں یہی قیاس تیمم میں بھی ہے اور قطع یدین کے باب میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قطع کلائی تک ہے۔

ابن عباس سے کسی شخص نے پوچھا کہ تیمم میں کون سا حکم مقرر ہے؟ آیا وضو پر قیاس کیا جائے گا یا قطع ایدی پر؟ یعنی اگر وضو پر قیاس ہو تو کہنیوں تک مسح ضروری ہوتا ہے اور قطع قیاس ہو تو صرف کلائیوں تک ہوتا ہے۔

اب اگر وضو پر قیاس کیا جائے تو مذہب حنفیہ کے موافق ہو گا اور قطع پر قیاس کیا جائے جیسا کہ فکان السنۃ فی القطع الکفین الخ سے معلوم ہوتا ہے تو اگرچہ بظاہر حنفیہ کے مخالف ہے مگر مضر نہیں کیونکہ یہ حضرت ابن عباس کا اجتہاد ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث صریح کے مخالف ہے جو تیمم کے بارے میں آئی ہے کہ دو ضربیں ہیں ایک چہرے کے لئے دوسری ذرا عین کے لئے۔

پھر یہ کہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے تو جیسے وضو میں کہنیاں داخل ہیں تیمم میں بھی داخل ہوں گی۔ (نوٹ) یہ امتحان کے پرچہ کا جواب ہے حاصل کردہ نمبر ۵۰/۴۰ و اصف

(جواب ۳۳۴) مطلب جواب ابن عباس نہ این است کہ مجیب فہمید بلکہ ابن عباس تیمم راتار بسغین ثابت می کنند و گویند کہ اگر تا مر فقیین بودے حق تعالیٰ الی الموافق ذکر نمودے چناں کہ در آیہ وضو ذکر فرمود و چناں کہ در آیہ قطع ذکر غایت نیست و ازیں وجہ درال قصر برر سغین سنت شدہم چنیں عدم ذکر غایت در تیمم مستلزم قصر برر سغین است۔

اما جواب حنفیہ پس قدرے ازاں ذکر کردید و قدرے ترک نمودید۔ محمد کفایت اللہ ۷ صفر

۱۳۲۸ھ

(ترجمہ) ریمارک ممتحن۔ حضرت ابن عباسؓ کے جواب کا مطلب یہ نہیں ہے جو مجیب نے سمجھا ہے بلکہ ابن عباس تیمم کو کلائیوں تک ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تیمم مر فقیین تک ہوتا تو حق تعالیٰ الی المرافق بھی فرماتا جیسا کہ آیہ وضو میں ذکر فرمایا ہے اور جس طرح آیہ قطع میں غایت کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے کلائیوں پر قصر کرنا مسنون ہوا اسی طرح تیمم میں عدم ذکر غایت قصر برر سغین کو مستلزم ہے۔

لیکن حنفیہ کا جواب تم نے کچھ لکھا اور کچھ چھوڑ دیا۔ محمد کفایت اللہ ۷ صفر ۱۳۲۸ھ

دانت صاف کرنے کے لئے ایسے برش کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرام ہے۔ (ازالۃ جمعیتہ دہلی مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) دانتوں میں انگریزی دوائی لگانے کے لئے ان برشوں کا استعمال ہوتا ہے جن کے ڈبوں پر ”برسلز“ لکھا ہوتا ہے جس کے معنی ”موئے خنزیر“ ہیں اور تجربہ کار واقف حضرات کہتے ہیں کہ اگر یہ برش بالوں کے ہیں تو ضرور خنزیر کے بال ہیں کیونکہ وہی سخت ہوتے ہیں ان کو جلایا جائے تو بال کی طرح سکڑ جاتا ہے اور بدبو دیتا ہے۔

(جواب ۳۳۵) اگر برش کے متعلق یقین یا گمان غالب ہو کہ وہ خنزیر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں تو ان کا استعمال مسلمانوں کے لئے حرام ہے اور جب کہ ان پر ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا ترجمہ ”موئے خنزیر“ ہوتا ہے تو بہر صورت ان کا استعمال اسلامی غیرت و حمیت کے بھی منافی ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے برشوں کو جن پر لفظ ”موئے خنزیر“ کے ہم معنی الفاظ لکھے ہوئے ہوں اور ایسے برش جن میں خنزیر کے بالوں کا ہونا متیقن یا مظنون ہو ہرگز استعمال نہ کریں (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

سخت اونی یا سوتی موزے جن پر سے پانی نہ چھنے اور چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے۔ (از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) موزہ اگر پہنے ہو رات کو یا صبح کو نماز کے وضو کی ضرورت ہو تو بوجہ سردی کے موزہ اتار نہ سکے اس پر تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ موزہ سوت یا ریشم یا اون کا ہے؟

(جواب ۳۳۶) چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے (۲) اگر اونی یا سوتی موزے بھی اس قدر دیر اور موٹے ہوں کہ ان پر سے پانی نہ چھنے تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی

حالت جنابت میں تیل لگا کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا۔ (از اخبار الجمعیتہ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) جنابت کی حالت میں پاک تیل لگا کر غسل کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) ہاں غسل درست ہو جائے گا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) خلا جلد خنزیر فانہ لا یطہر (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله ' فلا یطہر) ای لانه نجس العین بمعنی ان ذاته بجمیع اجزائه نجسہ حیاً و میتاً (مطلب فی احکام الدباغۃ ۱/ ۲۰ ط سعید)

(۲) المسح علی الخفین جائز والاخبار فیہا مستفیضة (ہدایہ) باب المسح علی الخفین ۱/ ۵۶ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۳) او جوربہ ولو من غزل او شعر الثمینین بحیث یمشی فرسخاً و یثبت علی الساق بنفسہ ولا یری ما تحته ولا یشف الا ان ینفذ الی خف قدر الفرض (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار) باب المسح علی الخفین ۱/ ۲۶۹ ط سعید)

(۴) واذا ادهن فامر الماء فلم یصل یجزئ (عالمگیریہ : الفصل الاول فی فرائضہ ۱/ ۱۴ ط ماجدیہ کوئٹہ)

مسواک سے دانتوں کو صاف کرنا مسنون ہے، برش اگر پاک ہو تو اس کا استعمال مباح ہے۔ (الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) دانت صاف کرنے کے لئے کئی قسم کے برش ملتے ہیں کیا ان سے دانتوں کا صاف کرنا جائز ہے؟

(جواب ۳۳۸) دانتوں کو مسواک سے صاف کرنا مسنون ہے (۱) برش اگر پاک ہو تو اس کا استعمال اگرچہ طریقہ مسنونہ کے موافق نہیں تاہم مباح ہوگا (۲) مگر سنا ہے کہ دانت مانجھنے کے برش خنزیر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں اگر یہ صحیح ہو یا اس کا شبہ بھی ہو تو ایسے برش کا استعمال قطعاً ناجائز ہے (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ

تمباکو نوشی اور نسوار رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء)

(سوال) تمباکو نوشی اور نسوار کشی سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۹) تمباکو نوشی اور نسوار کشی سے وضو نہیں ٹوٹتا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ

یو اسیر میں مبتلا شخص جس کے کپڑے ہمیشہ ناپاک رہتے ہوں کیسے نماز پڑھے؟

(سوال) ایک شخص مرض یو اسیر میں مبتلا ہے ہر وقت سے باہر نکلے رہتے ہیں گھڑی گھڑی انگلی سے دبا کر اندر کرتا رہتا ہے اور نیز فوطہ پر پھوڑا نکالتا تھا جو ٹوٹ گیا ہے ایک سوراخ نیچے ہوا ہے اور دوسرا اوپر ہے دونوں ہر وقت جاری رہتے ہیں اور جب ہوا کھلتی ہے تو نیچے والے سوراخ سے بھی نکلتی ہے لونگی بدل کر نماز پڑھتا ہے جب بھی نجاست سے کچھ نہ کچھ کپڑے آلودہ ہو جاتے ہیں اور مریض کے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو ہر وقت کپڑے دھو سکے ایسی صورت میں مریض نماز کس طرح ادا کرے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جلن پور۔ ضلع فیض آباد

(جواب ۳۴۰) مریض کے پاس اگر کوئی آدمی نہیں ہے تو وہ جہاں تک خود صفائی اور پاکی پر قادر ہو وہاں تک کرے اس کے بعد خدا تعالیٰ کے عفو و کرم پر نظر رکھے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) والسوالک سنة مؤکدة (تنویر الابصار و شرحہ ۱/۱۱۳ ط سعید)

(۲) و عند فقده او فقد اسنانه تقوم الخرقۃ او الخشبۃ او الا صبع مقامہ (الدر المختار مع رد المحتار مطلب فی منافع السواک ۱/۱۱۵ ط سعید)

(۳) خلا جلد خنزیر فانہ لا یطہر (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله فلا یطہر) ای لانه نجس العین بمعنی ان ذاته بجمیع اجزائه نجسۃ حیا و میتا (مطلب فی احکام الدباغۃ ۱/۲۰۴ ط سعید)

(۴) والمعانی الناقضۃ للوضو کل ماخرج من السبلین والدم والقیح والصدید والقی اذا کان ملء الفم والنوم الخ (مختصر القدوری کتاب الطہارۃ ص ۶ ط سعید) (۵) فاذا فاتت القدرة سقط التكلیف فهذا جملة ما

یتعلق من المسائل بأیة الوضو (التفسیر الكبير المائدة: ۶/۱۱۶ ط دار الکتب العلمیۃ تہران)

بدن سے نجاست زائل کئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

(سوال) ایک شخص وجع مفاصل کی بیماری میں مبتلا ہے اور اس کو پانی نقصان کرتا ہے اگر اس کو احتلام ہو جائے تو وہ بلاد ہوئے نجاست حقیقہ کے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور

(جواب ۳۴۱) نجاست لگی رہے تو نماز نہیں ہوگی نجاست زائل کرنا ضروری ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل پنجم۔ حد بلوغ

لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے

(سوال) لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتی ہے؟

(جواب ۳۴۲) جب لڑکی کو حیض آنے لگے یا پندرہ سال کی پوری ہو جائے بالغہ ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱-۳-۷) لڑکی حیض آنے یا احتلام یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے۔

(۲) موئے زیر ناف کا ظاہر ہونا علامت بلوغ نہیں

(۳) حیض آنے کے بعد بھی لڑکی باکرہ کہلائے گی

(۵) لڑکے کی علامات بلوغ

(۶) مراہق و مراہقہ کی پہچان

(سوال) (۱) لڑکی کے شرعی بالغہ ہونے کا قطعی معیار اور یقینی پہچان کیا ہے؟ (۲) کیا صرف موئے زیر

ناف کا ظاہر ہونا لڑکی کے شرعی بالغہ ہونے کا کافی ثبوت ہے؟ (۳) اگر حیض کا آنا بالغہ ہونے کی دلیل ہو

تو شبہ یہ ہے کہ بعض لڑکیوں کو محض آٹھ نو برس کے سن میں جب کہ نہ موئے زیر ناف کا پتہ ہوتا ہے نہ

کسی اور علامت کا مگر حیض کا آنا شروع ہو جاتا ہے پھر کیا ایسی لڑکیوں کو ہم بالغہ کہیں گے؟ (۴) یہ ظاہر

ہے کہ بالغہ لڑکیوں کو اپنے نکاح میں اختیار ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا تو

معاملہ نکاح میں لڑکی کے بالغہ یا نابالغہ ہونے کی پہچان کیا ہے؟ (۵) خون حیض آنے کے بعد لڑکی باکرہ

(۱) تطہیر النجاسة واجب من بدن المصلی و يجوز تطہیرها بالماء وبكل مائع طاهر (ہدایہ، باب انجاس و تطہیر، ۷۱/۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

(۲) بلوغ الجارية بالا احتلام والحیض والحبل فان لم يوجد منهما فحتى يتم بكل منهما خمس عشرة سنة به یفتی (تنویر الابصار مع رد المحتار، فصل بلوغ الغلام بالا احتلام ۱۵۳/۶ ط سعید)

کمائے گی یا نہیں؟ (۶) مراہق اور مراہقہ کی پہچان کیا ہے؟ (۷) معاملات میں شہادت بالغ ہونا شرط ہے تو اس وقت علامت بلوغ کون سی چیز قرار پائے گی؟ (۸) لڑکوں کے بالغ ہونے کی کیا کیا علامتیں ہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳۰ محمد حسین ضلع پٹنہ ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۴۳) (۱) حیض احتلام حمل علامات بلوغ ہیں یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو جانا (۲) نہیں (۳) اگر نو سال کی عمر والی لڑکی کو باقاعدہ حیض آنے لگے تو وہ بالغہ قرار دی جائے گی (۴) باقاعدہ حیض یا پندرہ سال کی عمر پوری ہونا (۵) احتلام یا حمل حیض کے بعد ہی واقع ہوتے ہیں (۶) ہاں باکرہ کمائے گی یعنی حیض آنے سے بکارت زائل نہیں ہوتی (۷) (۸) قریب البلوغ کو مراہق کہتے ہیں لڑکیوں میں اس کی پہچان چھاتیوں کا ابھار وغیرہ ہے (۹) (۱۰) وہی علامتیں جو اوپر مذکور ہوئیں (۱۱) احتلام یا انزال یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو جانا (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیسرا باب برتنوں اور کپڑوں کی پاکی

معذورین کے کپڑے کب تک پاک شمار ہوں گے
(سوال) درمختار صفحہ ۲۱۳ پر ایک مسئلہ معذورین کے بیان میں آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے (و حکمہ الوضوء لا غسل ثوبہ و نحوه الخ اس میں شبہ یہ باقی رہا کہ غسل ثوب کا بالتفصیل کوئی عرصہ نہیں بتایا کہ کب تک نہ دھویا جائے اور ثوب معذورین کب تک پاک ہی کے حکم میں رہے گا۔ المستفتی نمبر ۴۳۳ وصی الحسن (کنچپورہ ضلع کرنال) ۱۶ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء
(جواب ۳۴۴) آپ نے درمختار کی عبارت و حکمہ الوضوء لا غسل ثوبہ کے متعلق دریافت

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) مفادہ: انه لا اعتبار لبناات العانة (رد المحتار 'فصل فی بلوغ الغلام' ۱۵۳/۶ ط سعید)

(۳) بلوغ الجارية بالا احتلام والحیض والحبل وادنی مدته لها تسع سنین (تنویر الابصار مع رد المحتار 'فصل فی بلوغ الغلام' ۱۵۳/۶ ط سعید)

(۴) حوالہ بالا

(۵) واذا زالت بکارتها بوثبة او حیضة فہی فی حکم الابکار (ہدایہ باب الاولیاء واکفاء ۳۱۵/۲ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۶) واما نھود الندی فلا یحکم بہ البلوغ فی ظاہر الروایۃ (رد المحتار 'فصل فی بلوغ الغلام' ۱۵۳/۶ ط سعید)

(۷) بلوغ الغلام بالا احتلام والا حبال والا نزال والجارية بالا احتلام والحیض والحبل فان لم یوجد منھما فحتی یتم لكل منھما خمس عشرة سنة (تنویر الابصار مع رد المحتار 'فصل بلوغ الغلام بالا احتلام' ۱۵۳/۶ ط سعید)

(سعید)

فرمایا ہے کہ کپڑا کب تک نہ دھویا جائے اس میں تین قول ہیں اول یہ کہ اگر دھونے کے بعد دوبارہ نجس ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر دوبارہ نجس ہونے کا اندیشہ ہو تو دھونا واجب نہیں دوسرا قول یہ ہے کہ اگر دھو کر ادائے نماز کا موقع مل سکتا ہے یعنی دوبارہ ناپاک ہونے سے پہلے نماز ادا کر سکتا ہے تو دھونا واجب ہے ورنہ نہیں تیسرا قول یہ ہے کہ دھونے کے بعد نماز کے وقت کے اندر ناپاک ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور نماز کے وقت کے اندر دوبارہ ناپاک ہو جائے تو دھونا واجب نہیں درمختار نے قول ثانی کو مختار للفتویٰ کہا ہے اس کی تصریح و حکمہ الوضوء کے پانچ سطر کے بعد وان سال علی ثوبہ میں موجود ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

خرید اہوا کوٹ یا واسکٹ کا پلید ہونا یقینی نہ ہو تو دھونا واجب نہیں۔
(سوال) جو کوٹ یا واسکٹ مستعمل شدہ نیلام میں خریدے جاتے ہیں جن کے اصلی استعمال کرنے والے کا کچھ پتہ نہیں اس کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۴۵) ان کو دھو کر پہننا بہتر ہے اگرچہ جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے دھونا واجب نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔
(سوال) پانی سے بھرے ہوئے مٹی کے مٹکے میں کتے نے منہ ڈال دیا تو پانی کے ساتھ اگر برتن بھی ناپاک ہو گیا تو اس کی پاکی کی کیا شکل ہوگی؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۴۶) مٹی کے پانی سے بھرے ہوئے مٹکے میں کتا منہ ڈال دے تو اس کا پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور مٹکا بھی ناپاک ہو جائے گا پانی پھینک دیا جائے اور مٹکا تین مرتبہ دھولیا جائے ہر مرتبہ دھو کر

(۱) وان سال علی ثوبہ فوق الدرہم جاز لہ ان لا یغسلہ ان کان لو غسلہ تنجس قبل الفراغ منها ای الصلوۃ والا یتنجس قبل فراغہ فلا یجوز ترک غسلہ ہو المختار للفتویٰ وکذا مریض لا یسط ثوباً الا تنجس فوراً لہ ترکہ (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قولہ وهو المختار للفتویٰ) وقیل لا یجب غسلہ اصلاً وقیل ان کان مقیداً بان لا یصیبہ مرۃ اخرى یجب وان کان یصیبہ المرۃ بعد الاخری فلا..... لکن فیہا من الزاہدی ایضاً عن قاضی صدر: انه لو یبقی طاهراً الی ان تفرغ من الصلوۃ ولا یبقی الی ان یشترک الوقت مقتضیاً یصلی بدون غسلہ خلافاً للشافعی لان الرخصة مقدرة عنه بخروج الوقت (مطلب فی احکام المعذور ۱/۳۰۶، ۳۰۷ ط سعید)

(۲) وفي التتارخانیہ من شک فی اناثہ او ثوبہ او بدنہ اصابته النجاسة اولاً فهو طاهر مالم یستیقن..... وکذا ما تتخذہ اهل الشوک او الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والا طعمة والثياب (رد المحتار) قبیل مطلب فی ابحاث الغسل ۱/۱۵۱ ط سعید

اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے (۱)

کفار کو حرام گوشت پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکیں دے سکتے ہیں، جھٹکے کے واسطے
بحری ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے
(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) جھٹکے اور خنزیر کھانے والے مشرکوں کو جھٹکے پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکیں برتن وغیرہ
دے دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے ہاتھ جھٹکے کے واسطے بحر فروخت کرنا کیسا ہے؟ جس برتن میں
جھٹکے پکایا جائے وہ پاک کس طرح کیا جائے؟

(جواب ۳۴۷) کفار کو مسلمان اپنے تانبے پیتل لوہے کے برتن عاریتہ یا کرایہ پر دے سکتے ہیں اور
اگر مشرکین و کفار ان برتنوں میں جھٹکے یا پیٹ یا خنزیر کا گوشت پکائیں تو یہ برتن دھونے سے پاک ہو جائیں
گے (۲) البتہ مٹی کے برتن نہیں دینے چاہئیں کہ ان میں یہ چیزیں پکنے کے بعد (اگرچہ شرعاً وہ بھی پاک
کئے جاسکتے ہیں) مسلمان کی طبیعت میں نفرت پیدا ہو جائے گی اور ان کا استعمال کرنے پر قلب مطمئن نہ
ہو سکے گا اسی طرح مسلمان کسی مشرک و کافر کے ہاتھ جانور فروخت کر سکتا ہے بیع میں کوئی گناہ نہیں
جھٹکے کرنا اس کا فعل ہے اس فعل کا گناہ اس مسلمان بائع کے ذمہ نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کافر کے دھلے ہوئے کپڑوں کے ناپاک نہ ہونے کا غالب گمان ہو تو ان میں نماز جائز ہے
(از اخبار الجمعیت مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) کمرل پر اور کفار کے ہاتھ کے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۴۸) کفار کے دھوئے ہوئے کپڑے جب تک کہ ان کے ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو
پاک قرار دیئے جائیں گے اور ان میں نماز جائز ہوگی (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) وقد ثبت جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیرہ ای غیر منعصر مما یشرب النجاسة (تنویر الابصار و شرحہ
الدر المختار مع رد المحتار: باب الانجاس ۳۳۲/۱ ط سعید)
(۲) فاما اذا علم فانه لا يجوز ان یشرب و یا کل منها قبل الغسل (عالمگیریہ: الباب الرابع عشر فی اهل الذمہ و
الاحکام التي تعود اليهم ۳۴۷/۵ ط ماجدیہ: کوئٹہ)

(۳) و جاز بیع عصیر غنم ممن يعلم انه يتخذہ حمراً لان المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره (تنویر الابصار و
شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله لا تقوم المعصية بعينه) يؤخذ منه ان المراد بما تقوم المعصية بعينه ما يحدث
له بعد البيع وصف آخر يكون فيه قيام المعصية (رد المحتار: کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۳۹۱/۶ ط
سعید)

(۴) وفي التارخانيه من شك في امانه او ثوبه او بدنه اصابته النجاسة ۱ ولا فهو طاهر مالم يستيقن كذا
ما يتخذہ اهل الشرك والجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والاطعمة والشباب (رد المحتار: قبل مطلب اباحت
الغسل ۱۵۱/۱ ط سعید)

تانے، پیتل اور لوہے کے برتن جائز تقاریب کے لئے
غیر مسلموں کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔

(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں سنی مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جس میں کھانا پکانے کا دیگچہ وغیرہ برتن اور کئی قسم
کا دیگر اسباب ہے وہ مسلمانوں کو کرایہ پر دیا جاتا ہے یہ سامان ہندوؤں اور احمدی یا قادیانی جیسے لوگوں کو
کرایہ پر دینا اور اس کی اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۹) تانے، پیتل لوہے وغیرہ ایسی دھات کے برتن جس میں جذب کی صلاحیت نہیں
ہے، مسلموں غیر مسلموں کو کرایہ پر دینے سے ان برتنوں کے ناپاک ہو جانے کا شبہ نہیں ہو سکتا اگر
جائز تقاریب میں کرایہ پر برتن دے دیئے جائیں تو مضائقہ نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

جنسی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت دہلی مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۳ء)

(سوال) حالت جنابت میں کپڑا جو ناپاک ہو گیا اس کو غسل جنابت کے بعد پاک کرنا چاہیے یا غسل
جنابت سے پہلے؟ اور حالت جنابت میں کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں؟

(جواب ۳۵۰) حالت جنابت میں ناپاک کپڑے کو دھو کر پاک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لوگوں کا
یہ خیال ہے کہ جنابت کی حالت میں ناپاک کپڑا دھونے اور پاک کرنے سے کپڑا پاک نہیں ہو تا غلط ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

دھونی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(الجمعیت مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) کیا دھونی کے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

(جواب ۳۵۱) دھونی کے دھوئے ہوئے کپڑوں سے نماز جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) و جاز اجارۃ بیت - لیتخذ بیت نار او کثیمۃ او بیعة (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار) کتاب الحظر والا

باحۃ، فصل فی البیع ۳۹۲/۱ ط سعید

(۲) ولا یکرہ طبخها واستعمال ما مستہ من عجین او ماء او نحو ہما (رد المحتار) باب الحيض ۲۹۲/۱ ط سعید

(۳) و کذا (ای طاہر مالم یتبقن نجاسة) ما یتخذہ اهل الشوک و الجہلہ من المسلمین کالسمن والخبز والا طعمۃ

والثياب (رد المحتار) قبل مطلب اباحت الغسل ۱۵۱/۱ ط سعید

چوتھا باب صابون

ولایتی صابون جس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے، کے استعمال کا حکم
(سوال) آج کل ولایتی صابون عموماً استعمال کیا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں خنزیر کی چربی
پڑتی ہے اس وجہ سے اس کے استعمال میں تردد پیدا ہو گیا ہے شرعی حکم سے مطلع فرما کر ممنون فرمایا جائے
واجزکم علی اللہ

(جواب ۳۵۲) اول تو یہ امر محقق نہیں کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے اگرچہ نصاریٰ کے
نزدیک خنزیر کا استعمال جائز ہے اور انہیں اس سے کوئی پرہیز و اجتناب نہیں ہے، لیکن پھر بھی یہ ضروری
نہیں کہ صابون میں اس کی چربی ضرور ڈالی جاتی ہو ظاہر ہے کہ یورپین کارخانے تجارت کی غرض سے
صابون بناتے ہیں اور ایسے ذرائع مہیا کرتے ہیں جن سے ان کی مصنوعہ اشیاء کی تجارت میں ترقی ہو۔
آپ نے اکثر یورپین چیزوں کے اشتہاروں میں یہ الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ ”اس چیز
میں بنانے کے وقت ہاتھ نہیں لگایا گیا اس چیز میں کسی مذہب کے خلاف کوئی چیز نہیں ڈالی گئی اس چیز کو
ہر مذہب کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں“ وغیرہ وغیرہ ان باتوں سے ان کا مقصود کیا ہوتا ہے؟ صرف یہی
کہ اہل عالم کی رغبتیں اس چیز کی طرف مائل ہوں اور ان کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات ان اشیاء کے
استعمال میں مزاحم نہ ہوں اور ان کی تجارت ہر قوم میں عام ہو جائے اور یہی ہر تجارت کرنے والے کے
لئے پہلا مہتمم بالشان اصول ہے کہ وہ اپنی تجارت کو پھیلانے کے لئے ان لوگوں کے مذہبی جذبات اور
قومی خیالات کا لحاظ کرے جن میں اس کی تجارت فروغ پذیر ہو سکتی ہے اور اس کے مال کی کھپت ہے
اہل یورپ جو ہندوستان اور اکثر اطراف عالم میں اپنا مال پھیلانا چاہتے ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ
مسلمان ہر حصہ عالم میں بکثرت موجود ہیں اور یہ کہ مسلمان خنزیر اور اس کے اجزاء کے استعمال کو حرام
مطلق سمجھتے ہیں پس موافق اصول تجارت ان کا اولین فرض یہ ہے کہ اشیاء تجارتی میں جن کی اشاعت و
ترویج ان کا مطمح نظر ہے ایسی چیزیں نہ ڈالیں جن کی خبر ہو جانے پر مسلمان ان چیزوں کے استعمال کو
حرام سمجھیں اور ان کی تجارت کو ایک بڑا صدمہ پہنچے میرا یہ مطلب نہیں کہ یورپین اشیاء میں ایسی
چیزوں کا استعمال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں غیر ممکن ہے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ یقینی طور پر
معلوم نہ ہونے کی صورت میں گمان غالب یہ ہے کہ اصول تجارت کے موافق وہ ایسی چیزیں نہ ڈالتے
ہوں گے پس صرف اس بنا پر کہ یہ چیزیں یورپ سے آتی ہیں اور اہل یورپ کے نزدیک خنزیر حلال ہے
یہ خیال قائم کر لینا کہ ان میں ضروری طور پر خنزیر کی چربی پڑی ہوگی یا پڑنے کا گمان غالب ہے، صحیح نہیں
ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثری تجارت کی باگ ہے بہت سی ناپاک چیزوں کو پاک اور پوتر

سمجھتے ہیں گائے کا گوہر اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک بلکہ متبرک بھی ہے باوجود اس کے ان کے ہاتھ کی بنی مٹھائیاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور استعمال کرنا شرعاً جائز بھی ہے یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ چونکہ ہندو دوکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خرید ہندو مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوہر اور پیشاب کو ناپاک سمجھتے ہیں اس لئے وہ تجارتی اشیاء کو ایسی چیزوں سے علیحدہ اور صاف رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تامل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔

یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے اور نہ صرف صابون بلکہ یورپ کی تمام مصنوعات کی طہارت و نجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے ولایتی کپڑے اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے لیکن قاعدہ مذکورہ کی بنا پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یا گمان غالب یہ ثابت نہ ہو کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے ناپاکی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طہارت و نجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ماہرین کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے (۱)۔
ثانیاً۔ اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابون کا استعمال جائز ہے کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابون بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے روایات ملاحظہ ہوں۔

ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابوناً بہ یفتی للبلوی کتنور رش بماء نجس لا باس بالخبز فیہ (درمختار) (۲) یعنی روغن زیتون ناپاک ہو جائے تو صابون بنالینے سے پاک ہو جاتا ہے اسی پر عموم بلوی کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں روٹی پکانے کا مضائقہ نہیں۔ جعل الدھن النجس فی صابون یفتی بطہارۃ لانہ تغیر والتغیر یطہر عند محمد و یفتی بہ للبلوی اہ (مجتبى کذا فی رد المحتار) (۳) یعنی ناپاک تیل صابون میں ڈال دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت پلٹ جاتی ہے اور حقیقت کا پلٹ جانا امام محمد کے نزدیک پاک کر دیتا ہے اور عموم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ ہے۔

(۱) وفي التتارخانيه من شك في انائه و ثوبه او بدنه اصابته النجاسة اولا فهو طاهر مالم يستيقن وكذا ما يتخذہ اهل الشرك والجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والا طعمة والشياب (رد المحتار) قبيل مطلب ابحاث الغسل ۱/۱۵۱ ط سعید (۲) باب الانجاس ۱/۳۱۵ ط سعید (۳) باب الانجاس ۱/۳۱۶ ط سعید

قد ذکر هذه المسئلة العلامة قاسم فی فتاواه و کذا ما سیاتی متنا و شرحا من مسائل المتطهیر بانقلاب العین و ذکر الادلة على ذلك بما لا مزيد علیه و حقق و دقق کما هو دابه رحمه الله فلیر اجمع ثم هذه المسئلة قد فرعوها على قول محمد بالطهارة بانقلاب العین الذی علیه الفتوی و اختاره اکثر المشائخ خلافاً لابی یوسف کما فی شرح المنیة والفتح و غیرهما (رد المحتار) (۱) یعنی اس مسئلہ کو علامہ قاسم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح وہ مسائل جو متن و شرح میں آگے آتے ہیں جن میں انقلاب عین پر پاکی کا حکم دیا گیا ہے اور علامہ قاسم نے اس کے دلائل نہایت تحقیق و تدقیق سے بیان فرمائے جیسا کہ ان کا طریقہ ہے خدا تعالیٰ ان پر باران رحمت نازل فرمائے پھر سمجھنا چاہیے کہ یہ مسئلہ فقہانے امام محمد کے قول پر متفرع کیا ہے کہ ان کے نزدیک انقلاب عین سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور اسی کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے امام ابو یوسف کا اس میں خلاف ہے جیسا کہ شرح منیہ اور فتح القدیر (۲) میں مذکور ہے المرتب علیہا (رد المحتار) یعنی فتح القدیر میں ہے کہ بہت سے مشائخ نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہی مذہب مختار ہے کیونکہ شریعت نے وصف نجاست اس حقیقت پر مرتب کیا تھا اور حقیقت بعض اجزاء کے منثی ہو جانے سے منثی ہو جاتی ہے تو بالکل پلٹ جانے سے کیوں منثی نہ ہو کیونکہ نمک گوشت اور ہڈی سے مغائر ہے پس ہڈی اور گوشت جب کہ نمک بن جائیں تو ان کو نمک ہی قرار دیا جائے گا اور اس کی نظیر شریعت میں یہ ہے کہ نطفہ ناپاک ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر مضغ یعنی گوشت بن کر پاک ہو جاتا ہے اور شیرہ انگور پاک ہے پھر شراب بن کر ناپاک ہو جاتا ہے پھر سرکہ بن کر پاک ہو جاتا ہے اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا پلٹ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس حقیقت پر مرتب تھا یجوز اکل ذلك الملح (رد المحتار) (۳) الحمار والخنزیر اذا وقع فی المملحة فصار ملحا او برء بالوعدة اذا صار طیناً يطهر عندهما خلافاً لابی یوسف کذا فی محیط السرخسی (فتاویٰ عالمگیری) (۴) اس نمک کا کھانا جائز ہے۔ اھ۔ گدھایا خنزیر کا نمک میں گر کر نمک بن جائیں یا نجاست کا کنواں بالکل کیچڑ ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا مذہب ہے اور امام ابو یوسف کا خلاف ہے اھ۔ ولو احرق العذرة او الروث فصار کل منهما رماداً او مات الحمار فی المملحة و کذا ان وقع فیها بعد موته و کذا الکلب والخنزیر لو وقع فیها فصار ملحا طهر عند محمد و اکثر المشائخ اختاروا قول محمد و علیه الفتوی لان الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة و قد زالت بالکلیة فان الملح غیر

(۱) حوالا بال (صفحہ گزشتہ)

(۲) باب الانجاس و تطهیر ۱/۲۰ ط مصر

(۳) باب الانجاس ۱/۳۱۷ ط سعید

(۴) الباب السابع الفصل الاول فی تطهیر الانجاس ۱/۵۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

العظم واللحم فاذا صارت الحقيقة ملحاً ترتب حکم الملح حتی لو اکل الملح جاز و نظيره النطفة نجسة و تصیر علقۃ و هی نجسة و تصیر مضغۃ فتطهر و کذا الخمر تصیر خلا و علی قول محمد فرعو اطہارۃ صابون صنع من دهن نجس و علیہ یتفرع ما لو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً لتبدل الحقيقة انتهى مختصراً (غنیۃ (۱) المستملی شرح منیۃ المصلی) (ترجمہ) اگر پاخانہ یا گوبر جلا کر راکھ کر دیا جائے یا گدھا کان نمک میں گر کر مر جائے یا مر کر گر جائے اسی طرح کتیا یا خنزیر گر جائے اور نمک بن جائے تو امام محمد کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے اور اکثر مشائخ نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لگایا تھا جو بالکلیہ زائل ہو گئی کیونکہ نمک اور چیز ہے ہڈی گوشت اور چیز ہے پس جب کہ حقیقت نمک بن گئی تو نمک کا حکم اس پر لگ گیا یہاں تک کہ اس کا کھانا بھی جائز ہو گیا اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ ناپاک ہے پھر خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر گوشت کا او تھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے اسی طرح شراب کہ نجس ہے سرکہ بن کر پاک ہو جاتی ہے اور امام محمد کے اس قول پر اس صابون کی طہارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تیل سے بنایا جائے اور اسی قول پر یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ انسان یا کتا صابون کی دیگ میں گر کر صابون بن جائے تو پاک ہو جائے گا کیونکہ حقیقت بدل گئی ان روایات منقولہ سے امور ذیل بصر احت ثابت ہو گئے۔

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔
(۲) یہ حکم طہارت بانقلاب حقیقت امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صابون میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے (در مختار اور مجتبیٰ کی مذکورہ بالا عبارتیں دیکھو)

پس اب سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ صابون خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے صابون بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی چربی اور روغن روغن نہ رہا بلکہ صابون ہو کر پاک ہو گیا جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے پس ولایتی صابون کے استعمال کے لئے اس تحقیقات کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس کے اجزاء کیا ہیں؟ وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ کیونکہ حقیقت صابون نہ اس کی طہارت کی کفیل ہے جیسے کہ حقیقت مسیحہ اس کی طہارت کی ضامن ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ روایات مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابون کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص کیونکہ اصل اس کی پاک ہے ناپاکی باہر سے اسے

عارض ہوئی ہے پس اس سے خنزیر کی چرنی کے صابون کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ خنزیر اور اس کے اجزاء نجس العین ہیں تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے خون بھی نجس العین ہے مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے :-

ولاملح کان حماراً او خنزیراً ولا قدر وقع فی بثر فصار حماة لانقلاب العین به یفتی (در مختار) (۱) یعنی وہ نمک پاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کچڑ بن جائے ناپاک نہیں کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا اسی پر فتویٰ ہے قوله لا انقلاب العین علة للکل وهذا قول محمد و ذکر معه فی الذخیرۃ والمحیط ابا حنیفۃ (حلیہ) (۲) یعنی مصنف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے، یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کچڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ذخیرہ اور محیط میں امام ابو حنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے قال فی الفتح (۳) و کثیر من المشائخ اختاروه وهو المختار لان الشرع رتب و صف النجاسة علی تلك الحقیقة و تنتفی الحقیقة بانتفاء بعض اجزاء مفہومها فکیف بالکل فان الملح غیر العظم واللحم فاذا صار ملحا ترتب حکم الملح و نظیرہ فی الشرع النطفۃ نجسة و تصیر علقۃ وھی نجسة و تصیر مضغۃ فتطهر والعصیر طاهر فیصیر حمراً فینجس و یصیر خلاً فیطهر فعرفنا ان استحالة العین تستتبع زوال الوصف - ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

- (۱) گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں کچھ تفاوت نہیں۔
 - (۲) یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔
 - (۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر و میتہ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الا انتفاع ہو جاتے ہیں جب کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔
 - (۴) کان نمک میں گرنے اور صابون کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحت مذکور ہے۔
- ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتہ یا کتے کی چرنی سے بنے ہوئے صابون

(۱) باب الانجاس ۱/ ۳۲۶ ط سعید

(۲) رد المحتار، باب الانجاس ۱/ ۳۲۷ ط سعید

(۳) باب الانجاس و تطہیر ۱/ ۲۰۰ ۲۰۱ ط مصر

کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے۔

اور یہ شبہ کچھ وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے پس صابون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معارضہ نہیں نص قرآنی نے خنزیر یا میتہ کو نجس بتایا ہے لیکن نمک یا صابون بن جانے کے بعد وہ خنزیر یا میتہ ہی کہاں رہے دیکھو شراب بنص قرآنی حرام اور نجس ہے اور سر کہ بن جانے کے بعد باتفاق وہ پاک اور حلال ہو جاتی ہے پس جس طرح کہ شراب منصوص النجاستہ پر سر کہ بن جانے کے بعد طہارت و حلت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ نہیں اسی طرح خنزیر کے صابون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم نص قرآنی کا معارضہ نہیں۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا وہ حقیقت ہی نہیں رہی اور بعد انقلاب جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی ہے نہ غیر۔

تنبیہ اول۔ یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگرچہ خنزیر و میتہ وغیرہ کی چربی سے بنے ہوئے صابون کا استعمال جائز ہے لیکن کسی مسلمان کو یہ حلال نہیں کہ وہ خنزیر و غیرہ کی چربی سے صابون بنائے کیونکہ قصد ان چیزوں کو صابون بنانے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں اور یہ بات ہے کہ غیر مسلموں کے بنانے اور صابون بن جانے کے بعد استعمال جائز ہو جائے۔

تنبیہ دوم۔ انقلاب حقیقت سے حکم بدل جانے کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں اتنی بات تو یقیناً ثابت ہے اور فقہاء کی تصریحات بھی اس کے متعلق آپ ملاحظہ فرما چکے کہ جب انقلاب حقیقت ہو جائے تو حکم بدل جاتا ہے لیکن یہ بات ابھی تک قابل تحقیق ہے کہ انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے تو واضح ہو کہ انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے جیسے شراب سر کہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لو تھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ مقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سر کہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔

بعض آثار کا زائل ہو جانا یا وجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک

ہے (۱) یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب ملا دیا جائے تو وہ پانی ناپاک ہے (۲) حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا وجہ قلت اجزاء کے ہے چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے اجزاء زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اسی طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا منع انقلاب نہیں جیسے شراب کے سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یا صابون میں قدرے دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔ واللہ الموفق

تنبیہ سوم۔ اس انقلاب و اختلاط کے اشتباہ کا ہمارے اس مسئلہ صابون پر کوئی اثر نہیں ہے کیونکہ ہم نے تصریحات فقہاء سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ کسی چیز کا صابون بن جانا انقلاب حقیقت ہے نہ کہ اختلاط۔ اس لئے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں واللہ اعلم و علمہ اتم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ محمد کفایۃ اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ الامینیۃ الواقعۃ بدھلی ۲۵ شعبان

۱۳۳۴ھ

هذا التحقيق صحيح عزيز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۲۴ ذی الحجہ
الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند

۱۳۳۴ھ

پانچواں باب متفرقات

مستعمل جاری پانی سے وضو کا حکم۔

(سوال) (۱) مین کی سوٹ کی نالی ہے جس پر بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ اپنے اپنے لوٹوں سے وضو

(۱) قلت: لكن قد يقال: ان اندیس لیس فیہ انقلاب حقیقۃ لانه عصیر جمد بطبخ و کذا بسمسم اذا درس واختلط دهنه باجزاءه ففيه تغير وصف فقط کلبن صار جبناً و بر صار صحیناً و طحین صار خبزاً بخلاف نحو خمر صار خلا (رد المحتار باب الانجاس ۱/۳۱۶ ط سعید)

(۲) اذا وردت النجاسة على الماء تنجس الماء اجماعاً (الدر المختار مع رد المحتار باب الانجاس ۱/۳۲۶ ط سعید)

کر رہے ہیں اب اسکا پانی بہتا ہوا نالی کے باہر جاتا ہے اگر کوئی شخص نالی کے اخیر میں بیٹھ کر وضو کرنے لگے اس خیال سے کہ یہ ماء جاری ہے تو کیا اس شخص کے لئے یہ فعل جائز ہوگا کہ نہیں؟
(۲) اگر اس پانی کے علاوہ دوسرا پانی بھی نہ ہو تو دوسرے لوگ کیا کریں؟ آیا وضو اور تیمم دونوں کریں یا صرف وضو اور تیمم؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۴ کریم اللہ خاں صاحب (ضلع بلاس پور) ۷ ارجب ۱۳۵۵ھ
م ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۳) اگر اس نالی میں صرف وہی پانی بہہ کر جاتا ہے جو لوگوں کے استعمال سے گرتا ہے تو وہ سارا پانی غیر مطہر ہے اس سے وضو جائز نہیں لیکن اگر پانی میں وضو کے استعمالی پانی کے علاوہ اور پانی بھی آتا ہو اور وہ غیر مستعمل پانی مقدار میں مستعمل سے زیادہ ہو تو وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے اس سے وضو جائز ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بیلوں کے پیشاب سے غلہ کو پاک کرنے کے لئے غلہ کی کوئی مقدار نکال دینا۔
(سوال) زمیندار جو دانہ و غلہ نکالنے کے وقت تھوڑے سے دانے دانوں کے انبار میں سے اللہ واسطے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیل جو پیشاب پاخانہ غلہ کو روندتے وقت کرتے ہیں ان کو یہ نکالے ہوئے کم و بیش دانے پاک کر دیتے ہیں جیسے کہ زکوٰۃ، تحریر فرمائیں کہ نکالنے چاہئیں یا نہیں؟ اگر نکالنے چاہئیں تو نکالنے کا کیا اندازہ ہو؟

(جواب ۳۵۴) جو غلہ زمیندار اس نیت سے نکالتے ہیں کہ روندتے وقت بیلوں نے جو پیشاب پاخانہ کر دیا تھا اس کی طہارت ہو جائے تو زمینداروں کا یہ فعل درست اور ٹھیک ہے اس ترکیب سے سارا غلہ پاک ہو جاتا ہے جو سائل کو دیا ہے اور جو باقی بچا ہے اور غلہ کی اتنی مقدار نکالنا چاہیے جتنا کہ اندازاً بیلوں کے پیشاب پاخانے سے خراب ہوا تھا ولو بالت حممر علی الحنطة حال الدوس فذهب بعض الحنطة فالباقي طاهر و کذا الذاهب ایضاً (کبیری (۲) مجتہبائی ص ۲۰۳) کما لو بال حممر علی نحو حنطة تدوسها فقسم او غسل بعضه او ذهب بهبة او اکل او بيع حيث يطهر و کذا الذاهب لا احتمال وقوع النجس فی کل طرف (درمختار مختصراً) (۳)

(۱) او مماثلاً کمستعمل فبالا جزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطهر بالکل والا لا وهذا یعم الملقى الملاقى ففی الفساقی یجوز التوضؤ ما لم یعلم تساوی المستعملین علی ما حققه فی البحر والنهر (الدر المختار مع رد المحتار) باب المیاء ۱/۱۸۲ ط سعید

(۲) فروع مشتی ص ۲۰۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) باب الانجاس ۱/۳۲۸ ط سعید

راستوں کی کچڑ اور پانی میں آثار نجاست نہ ہو تو پاک ہیں

(سوال) راستوں کی کچڑ اور ناپاک پانی محاف ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۵) راستوں کی کچڑ پر مواضع ضرورت میں پاکی کا حکم کیا جائے گا بشرطیکہ اس میں آثار

نجاست ظاہر نہ ہوں (۱)

جنبی شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھائے۔

(سوال) رمضان شریف میں سحری کے وقت کسی آدمی کو احتلام ہو اور اسے یقین ہے کہ غسل کرنے

کے بعد کھانے کا وقت باقی رہے گا مگر اس نے کاہلی کی وجہ سے غسل نہیں کیا اور کھانا کھالیا تو اس کا روزہ

ہوگا؟ یا نہیں اور حالت جنابت میں کھانا کھانے سے گناہ گار ہو گیا نہیں اور حالت جنابت میں کھانا جائز ہے

یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس طرح کھائے وضو کر کے یا ہاتھ دھو کر کھائے؟

(جواب ۳۵۶) حالت جنابت میں بغیر منہ دھوئے ہوئے یا وضو کئے ہوئے کھانا پینا خواہ رمضان میں

ہو یا غیر رمضان میں خلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ ہاتھوں پر کسی قسم کی نجاست نہ لگی ہو سحری کھاتے ہوئے تو

مناسب یہ ہے کہ غسل کر ڈالے یا وضو کر لے یا کم از کم ہاتھ دھو ڈالے (۲) واللہ اعلم

(۱) مشرکوں میں نجاست اعتقادی ہے اور ان کا جھوٹا پاک ہے۔

(۲) بلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔

(سوال) اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں رسول خدا ﷺ کے آخر عہد میں مشرک کو نجس

العیین فرمایا ہے لہذا ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد

کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

(۲) بلی کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۴ نذیر احمد۔ ضلع بلیا۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ

مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۷) قرآن شریف میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے اعتقادی نجاست مراد ہے ورنہ

انسان کا جسم ناپاک نہیں ہے (۳) قرآن مجید میں نصاریٰ کو مشرک قرار دیا ہے باوجود اس کے طعام الذین

(۱) وفي الفيض ' طين الشوارع عفو وان ملاء الثوب للضرورة - والعفو مقيد بما اذا لم يظهر فيه اثر النجاسة

(رد المحتار) مطلب في العفو عن الشوارع ۳۲۴/۱ ط سعيدي (۲) وفي الشاميه: قال في الخلاصة اذا اراد الجنب

ان ياكل فالمستحب له ان يغسل يديه و يتمضمض ا تامل وذكر في الحليه عن ابى داؤد وغيره انه عليه الصلوة

والسلام اذا اراد ان ياكل وهو جنب غسل كفيه وفي رواية مسلم متوضا وضونه للصلوة (باب الحيض

۲۹۳-۲۹۴ ط سعيدي (۳) فسور آدمي مطلقاً ولو جنباً او كافراً - طاهر (تنوير الابصار و شرحه) قال المحقق في

الشاميه (قوله كافراً) لانه عليه السلام انزل بعض المشركين في المسجد على ما في الصحيحين فالمراد بقوله

تعالى ' انما المشركون نجس ' النجاسة في اعتقادهم (مطلب في السور ۲۲۲/۱ ط سعيدي)

اوتوالکتاب حل لکم (۱) کا حکم بھی موجود ہے۔

(۲) بی کا جھوٹا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر اشیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں۔
(سوال) آپ نے عنایت نامے میں ہر چند شرح و بسط کے ساتھ مسئلہ مستفسرہ پر روشنی ڈالی ہے لیکن افسوس کہ ایک اہم ٹکڑا نظر انداز ہو گیا جس کی وجہ سے مسئلے کا جواب نامکمل رہ گیا۔
میں نے عرض کیا تھا کہ علاوہ نجاست بدنی کے غیر مسلم (اہل ہنود) اشیائے خوردنی کے تیار کرنے میں ایسے اجزاء استعمال کرتے ہیں جو شرعی نقطہ خیال سے پاکیزہ نہیں ہو سکتے الجواب ”لازمی طور پر نہیں بلکہ امکانی طور پر کبھی کر گزرتے ہوں گے“

مثلاً ایک کنویں میں چوباکر مر گیا شریعت کی رو سے اس کنویں کا پانی پاک نہیں رہا اور ظاہر ہے کہ جب یہ پاک نہیں رہا تو کھانے پینے کے کام میں کیسے لایا جاسکتا ہے اس کی نجاست حکمی ہی سہی عینی نہ سہی۔ الجواب ”حکمی نہیں بلکہ حقیقی ہے“

اس پانی کو پیا تو نہیں جاسکتا۔ الجواب ”پینا کھانا وضو کرنا سب ناجائز“
شریعت نے اسے پاک کرنے کا طریقہ تجویز کر دیا لیکن اس میں بالتحقیق یہ معلوم ہے کہ غیر مسلم اس کنویں کو اس طریقہ سے پاک نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ اس جانور کو نکال کر باہر پھینک دیں گے الجواب ”پیشک وہ خود پاک کرنے کی فکر نہ کریں گے لیکن اس کنویں سے مسلمان بھی پانی بھرتے ہیں تو مسلمان اس کو پاک کر لیں گے اور ہندو مزاحم نہ ہوں گے“

کلمہ شریف پڑھنا نہ سہی۔ الجواب ”یہ تو پاکی کا طریقہ شرعیہ نہیں“
پانی نکالنا تو ضروری ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرتے سوال یہ ہے کہ جن چیزوں میں یہ پانی پڑا ہوا ان کا کھانا کیسا ہے الجواب ”اگر مسلمانوں کو اس کا علم ہو جائے تو اس کا کھانا ناجائز ہے“

نجاست بدنی کے لئے تو کہہ دیا کہ خود دیکھ لیجئے کہ اس کے ہاتھوں کی نجاست تو یہیں تک ہے لیکن ایسے پانی کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں کہ ایسے کنویں کا یا برتن کا ہے جو شرعی طور پر پلک نہیں ہے۔ الجواب ”جب تک کسی پانی کا ناپاک ہونا معلوم اور یقین نہ ہو جائے اس وقت تک وہ پاک ہے“ جیسے تل کا پانی اور تمام ان کنوؤں کا پانی جو غیر مسلم بستیوں میں ہوں اور وہاں مسلمان پہنچیں اور خود کنویں سے نکالیں۔

اس میں قیاس و ظن کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چیز ہمارے تحقیقی علم میں ہے کہ یہ لوگ پانی کو اس طرح سے پاک نہیں کرتے اس طرح کتے کا جھوٹا ہمارے یہاں ناپاک ہے لیکن وہ اس کے استعمال سے کراہت بھی نہیں کرتے یہی چیزیں وہ ان اشیاء کے تیار کرنے میں استعمال کرتے ہیں تو یہ چیزیں مسلمانوں کے نزدیک کس طرح کھانے کے قابل ہو سکیں گی اس میں ظن اور قیاس کو دخل نہیں بلکہ مشاہدہ اس کا شاہد ہے۔ کم از کم ایک مسلمان جب پانی یا دودھ یا گھی استعمال کرے گا تو وہ خود کتنا ہی غلیظ کیوں نہ ہو، لیکن ایسی چیزیں ہرگز استعمال نہیں کرے گا جو شرعی معیار کے مطابق ناپاک ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ ”نجاست بدنی کو پانی سے صاف کر لیں تو کافرو مسلم دونوں پاک ہو جائیں گے“ بالکل درست اور بجا لیکن نجاست کو صاف کرنے کے لئے پانی بھی تو پاک ہونا چاہیے نہ یہ کہ ظاہری نجاست کو تو پانی سے دھو دیا لیکن جو نجاست پانی کے اندر خود موجود تھی وہ سارے بدن پر چپک کر رہ گئی اتنا فرق ضرور ہے کہ پہلی نجاست سامنے نظر آتی تھی یہ دوسری نظر نہیں آتی میں یہ نہیں کہتا کہ ایک غیر مسلم محض اس لئے نجس ہے کہ وہ غیر مسلم ہے بلکہ یہ کہ غیر مسلم ان چیزوں کو بلا تکلف استعمال کرتا ہے جو مسلمانوں کے نزدیک نجس ہیں جن میں سے بعض تو دیکھی جاسکتی ہیں لیکن اکثر دیکھی نہیں جاسکتیں ان کا استعمال محض اس لئے تو جائز ہو نہیں سکتا کہ وہ نظر نہیں آتیں جب کہ ہمارا تمدنی تجربہ اور عملی مشاہدہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ان چیزوں کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے جو مسلمان کے نزدیک نجس ہیں الجواب ”یشک دریغ نہیں کرتے لیکن یہ لازم نہیں کہ روزانہ ان کا استعمال یہی ہے“

المستفتی نمبر ۸۸۲ چودھری غلام احمد خاں (شملہ) ۲۷ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۳۵۸) اگرچہ آپ کے سوالات میری گزشتہ تحریروں پر عرض کرنے سے حل ہو جاتے ہیں تاہم مزید وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

کنویں میں گر کر چوہا مر جائے یا مرا ہوا چوہا گر جائے تو یہ پانی اسلامی احکام کی رو سے ناپاک ہو گیا اور جب کسی مسلمان کو علم یا ظن غالب ہو جائے کہ کسی ہندو (بلکہ مسلمان) نے اس پانی سے کوئی چیز بنائی ہے تو اس کا اس کو استعمال کرنا جائز نہیں مگر یہ ناپاکی ایک ناپاک چیز کے ذریعہ سے پانی میں آئی ہے اس میں کفر و اسلام کا تفاوت نہیں ہے یہ صحیح ہے کہ ہندو اسے ناپاک نہیں سمجھتا اور اس لئے وہ اس کنویں کے پانی کو بے تامل استعمال کرے گا لیکن ایسے واقعات کہ کنویں میں چوہا گر کر مر جائے کثیر الوقوع اور غیر مسلموں کے کنویں کے لئے لازم نہیں ہیں اس قسم کے معاملات میں ظن غالب پر عمل کیا جاتا ہے اور کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

(۱) وفي التارخانيه من شك في انائه او ثوبه او بدنة اصابته نجاسة اولاه فله طاهر مالم يستيقن وكذا ما يتخذاه اهل الشرك والجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والا طعمة والشياب (رد - نيل مطلب ابحاث الغسل)

اس کے علاوہ اگر غیر مسلم کے ہاتھ کی بنائی ہوئی مٹھائی وغیرہ کے استعمال سے اس بنا پر پرہیز کیا جائے کہ وہ اس قسم کی ناپاکیوں سے احتراز نہیں کرتے گویا ایسے واقعات شاذ و نادر ہی وجود میں آتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ اصل مسئلہ پر اس سے کوئی زد نہیں پڑتی اور یہ کہ اسلام نے غیر مسلم کے جسم کو (جب کہ اس پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے اور جب کہ ہم کسی ہندو کو اپنے سامنے بلا کر اپنے پاک پانی سے اس کے ہاتھ دھلوا کر اپنے سامنے اس پانی سے آٹا گوندھوا کر یا قند کا قوام بنا کر اس کے ہاتھ سے روٹی پکوائیں یا مٹھائی بنوائیں تو وہ مٹھائی یا روٹی پاک ہے محض غیر مسلم کے ہاتھ سے تیار ہونے کی بنا پر وہ ناپاک نہیں (۱) میری سابقہ تحریرات کا مطلب اسی قدر تھا۔

جب کہ مسئلہ کی یہ نوعیت صاف ہو گئی کہ انسانی جسم پاک ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر تو اب صورت مسئلہ آپ کی اس تحریر کے بموجب یہ ہوئی کہ جسم انسانی بحیثیت جسم انسانی ہونے کے پاک ہے مگر چونکہ غیر مسلم بہت سی ایسی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں جو اسلامی احکام کی رو سے ناپاک ہیں اور وہ انہیں ناپاک نہیں سمجھتے بلکہ پاک اور مقدس خیال کرتے ہیں (مثلاً گائے کا پیشاب) تو ان حالات میں مسلمانوں کو ان کی بنائی ہوئی چیزوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ بعض مرتبہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہندو مسلمانوں کے ہاتھوں کو ناپاک سمجھ کر ان کے ہاتھ کی تر چیزوں کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنی چیزوں میں مسلمانوں کا ہاتھ نہیں لگنے دیتے اور لگ جائے تو اسے پھینک دیتے ہیں اور مسلمانوں کو کوئی چیز دیتے ہیں تو نہایت ذلت آمیز طریقے سے اوپر سے ان کے ہاتھوں میں ڈال دیتے ہیں ان کے اس سلوک کو دیکھتے ہوئے اسلامی غیرت کس طرح اجازت دے سکتی ہے کہ ان کے ہاتھ کی مٹھائی یا پوریاں کچوریاں مسلمان استعمال کریں۔

میں اسکے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک ہندوؤں کے عقیدے اور اس سلوک کا تعلق ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان بھی قومی غیرت اور خودداری پر عمل کریں اور جو ہندو ان کے ہاتھ کو ناپاک قرار دیتے ہیں اور ان کے ہاتھ کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں وہ بھی بہ تقاضائے غیرت و خودداری ان سے پرہیز کریں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کے ماتحت گرفت نہیں مگر یہ یاد رہے کہ اگر مسلمانوں کے نزدیک ہندوؤں کا یہ فعل غلط اور خلاف عقل اور ذلیل ہے تو وہ خود اپنے اس فعل کو فی حد ذاتہ صحیح اور موافق عقل و شریعت قرار نہ دیں۔ بلکہ یہی کہیں کہ انسانوں کے درمیان اس قسم کا طرز عمل جاری کرنا غلط اور خلاف عقل اور مبتذل تو ضرور ہے مگر ہم صرف مجازاً کرتے ہیں نہ یہ کہ یہ طرز عمل ہمارے نزدیک مستحسن ہے۔

(۱) فسور الادمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً - طاهر (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار) مطلب فی السور ۲۲۲/۱ ط سعید) ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیہم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسة حقیقة (حلبی کبیر) فی احکام الحيض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

اب رہی یہ بات کہ ہندوؤں کا ناپاکیوں سے احتراز نہ کرنا اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جب کہ کسی قوم یا جماعت کے متعلق یہ یقین یا ظن غالب ہو کہ وہ ناپاکی کا استعمال ضرور کرتی ہے تو اس سے احتراز لازم و فرض ہے مگر محض کسی قوم کا یہ عقیدہ کہ چوہا گرنے سے کنواں نپاک نہیں ہوتا یا کتے کا جھوٹا پاک ہے اس سے احتراز کرنے کو لازم نہیں کرتا مثلاً مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو منی کو نپاک قرار نہیں دیتے (۱) ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں (۲) تو محض اس وجہ سے ہم ان کے ہاتھ کے کھانے سے پرہیز کرنے لگیں کہ ممکن ہے جو پانی انہوں نے استعمال کیا ہے اس میں بکری کا پیشاب پڑ گیا ہو اور انہوں نے اسے پاک قرار دے کر وہی پانی استعمال کر لیا ہو اسلئے ہم استعمال نہیں کر سکتے یہ حکم عام طور سے صحیح اور قابل عمل نہیں کوئی شخص بنا بر زہد و تقویٰ اپنے نفس کے لئے یہ طرز عمل اختیار کرنے تو مضائقہ نہیں مگر حنفی مسلمان عام طور پر اس کے پابند کر دیئے جائیں کہ شوائع و مالمیہ کے کھانے وغیرہ سے اس بنا پر احتراز کرو کہ ان کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے یہ درست نہیں۔

بہر حال دیکھنا یہ ہے کہ غیر مسلم اگرچہ اس کنویں کے پانی کو استعمال کر لیں گے جس میں چوہا یا شراب گر جائے مگر کیا روزمرہ کے واقعات میں یہ چیز کثیر الوقوع ہے؟ کیا ان کے پانی میں جسے وہ روزانہ استعمال کرتے ہیں غالب گمان یہی ہے کہ ضرور وہ چوہا گرے ہوئے کنویں کا پانی ہوگا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا التزام آپ بھی نہ کر سکیں گے۔ اور اگر التزام کر لیں تو میرا جواب یہ ہوگا کہ ہاں اگر روزانہ استعمال کے پانی میں نجس شے کی آمیزش کا گمان غالب ہے تو بیشک احتراز لازم ہے مگر میں اس نظریہ کو تسلیم نہیں کرتا کہ ایسا گمان غالب ہے بالخصوص ایسی حالتوں میں کہ اب اکثری طور پر شہروں میں نلوں کا پانی استعمال کیا جاتا ہے اور نلوں کے پانی کا خزانہ یعنی وہ حوض جن میں سے ٹل میں پانی آتا ہے اکثری طور پر غیر مسلموں کی نگرانی میں ہوتے ہیں اور ان میں چوہے گھونس ملی کتے گر کر مر جانے کا اور نکال پھینکنے کا احتمال موجود ہے اور اس بنا پر نلوں کے پانی کے استعمال میں بھی عدم جواز کا پہلو ہے جس سے احتراز عمومی آج کل تقریباً ممکن ہے۔

اس اصول کے موافق سلف صالحین میں بہت سے نظائر موجود ہیں بخاری (۳) میں حضرت عمرؓ کا یہ اثر کہ ”انہوں نے ایک سفر میں ایک نصرانیہ کے گھر سے پانی لیکر وضو کیا“ اسی سلسلے میں لایا گیا ہے کہ غیر مسلم کے گھر کا پانی وضو کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جب کہ خاص اس پانی کے نپاک ہونے

(۱) قال الشافعی: المني طاهر الخ (هدایۃ باب الانجاس و تطہیرھا) ۷۳/۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

(۲) وبول ماکول اللحم نجس نجاسة خفيفة و طهره محمد (تنویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار) قبیل مطلب فی التداوی بالمحرم ۲۱۰/۱ ط سعید

(۳) و تو ضا عمر بالحمیم و من بیت نصرانیة (صحیح البخاری) باب وضو الرجل مع امراته و فضل وضو المرأة ۲۳/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

کا ظن غالب نہ ہو اگرچہ یہ بات قطعی تھی کہ نصرانی خنزیر اور شراب عام طور پر استعمال کرتے تھے مگر یہ عام استعمال اس خاص پانی کے ناپاک قرار دینے کے لئے کافی نہ تھا امید ہے کہ اس گزارش کے بعد کوئی شبہ باقی نہ رہے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تولیہ یار و مال سے پاؤں یا جوتا جھاڑنے کے بعد چہرہ پونچھنا یا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔
(سوال) ایک صاحب کی عادت ہے کہ پیدل سفر کر کے کسی مقام پر پہنچ کر تولیہ یار و مال جو ان کے پاس موجود ہو جوتے اور پیر پر مار کر جھٹک کر گرد صاف کر دیتے ہیں اور پھر اسی پر نماز پڑھتے اور وضو کر کے ہاتھ اور منہ پونچھ لیتے ہیں اگر اعتراض کیا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ خشک چیز ہے جو شرعاً پاک ہے اور جائز ہے دوسروں کا خیال ہے کہ وہ پاک سہی مگر مکروہ ضرور ہے۔ المستفتی نمبر ۱۵۷۹ محمد خاں صاحب (ملک مالوہ) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۵۹) تولیہ یار و مال سے جوتی اور پاؤں جھاڑنے کے بعد منہ پونچھنا یا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے اور جب کہ رومال یا تولیہ پر غبار کا اثر نہ رہے تو کوئی کراہت بھی نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مقعد میں تھرما میٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

(سوال) یہاں پر ایک اسپتال ہے جس میں مخصوص طور پر تپ دق اور سل کا علاج ہوتا ہے اس اسپتال میں بخار کے درجہ کو ناپنے کے لئے تھرما میٹر بجائے منہ یا بغل میں رکھنے کے مقعد میں رکھا جاتا ہے وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ منہ یا جسم کے کسی اور جگہ کی گرمی قابل اعتبار نہیں ہے بخار کا درجہ روزانہ اس طور سے کم سے کم چار دفعہ صبح، دوپہر، شام اور رات کو ناپا جاتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی حالت میں مریض نماز کس طرح ادا کرے اور قرآن شریف کو کس طرح چھوئے کیونکہ مریض دن میں چار چھ دفعہ کیسے نہائے امید کہ جواب سے سرفراز فرمائیے گا۔

المستفتی نمبر ۲۴۳۵ محمد یونس صاحب۔ مدن پال۔ ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۷ھ ۹ جنوری ۱۹۳۹ء
(جواب ۳۶۰) مقعد میں تھرما میٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا (۲) پس مریض اس عمل کے بعد صرف وضو یا تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید کو چھو سکتا ہے (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وفي التارخانيه من شك في انانه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر مالم يستيقن (رد المحتار) قبيل مطلب في ابحاث الغسل ۱/ ۱۵۱ ط سعید

(۲) والمعاني الموجه للغسل انزال المني على وجه الدفع والشهوة من الرجل والمرأة والتقاء الختنين من غير انزال والحيض والنفاس (مختصر القدوري ص ۷ ط سعید)

(۳) وكذا لو ادخل اصبعه في دبره ولم يغيبها فان غيبها او ادخلها عند الاستنجاء بطل وضوئه (الدر المختار مع رد المحتار) مطلب في نواقض الوضوء ۱/ ۱۴۹ ط سعید

دری یاٹاٹ جو نچر نہ سکے کے پاک کرنے کا طریقہ۔

(سوال) مسجد کی جانماز دری کی یاٹاٹ کی جو نچر نہ سکے ناپاک ہو گئی وہ کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ عبدالحکیم (نارنول) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۱) دری یاٹاٹ کو دھو کر ڈال دو جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوسری بار دھوؤ اور پھر جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو تیسری بار دھوؤ پاک ہو جائے گی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جلتے تنور میں کتا گرے اور جل کر مر جائے تو تنور کا کیا حکم ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) اگر جلتے ہوئے تنور میں کتا گرے اور جل کر مر جائے تو اس تنور کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۶۲) جلتے ہوئے تنور میں کتا گر کر مر جائے تو جب کتا جل کر راکھ ہو جائے یا اس کو نکال کر

پھینک دیا جائے اس کے بعد تھوڑا سا توقف کر کے روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) وقد ر ثلث جفاف ای انقطاع تقاطره فی غیرہ ای غیر منعصر مما یشرب النجاسة (تنویر الابصار و شرح الدر المختار باب الانجاس ۱/۳۳۲ ط سعید)

(۲) کتنور رش بماء نجس لا باس بالخیز فیہ - یتطهر ان لم یتطهر فیہ اثر النجس بعد الطبخ ذکرہ الحلبي (تنویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ بخلاف - عذرة صارت رماداً (قوله ذکرہ الحلبي) وعلله بقوله لا ضمحلل النجاسة بالنار و زوال اثرها (رد المختار باب الانجاس ۱/۳۱۵-۳۱۶ ط سعید)

كتاب الختان وخفض

www.ahleaq.org

بے ختنہ بالغ شخص دوسرے سے ختنہ کرا سکتا ہے۔

(سوال) زید کے موضع اور نواح میں بوجہ نہ ہونے رواج سنت نبوی (ختنہ) اکثر معمر و جوان آدمی بے ختنہ ہیں جب کہ وہ لوگ اس کوتاہی سے آگاہ ہوئے ہیں اس کئی کو پورا کرنا چاہتے ہیں لیکن اول تو بہت سے لوگ بوجہ کمزوری دل خود ختنہ کرنے سے قاصر ہیں دوم اگر موافق سنت شریف لونڈی سے کراویں تو اس زمانے میں معدوم ہیں اب یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو وہ تارک فرض ہو کر کسی تجربہ کار شخص سے ختنہ کراویں یا تارک سنت رہیں اگر کوئی صورت امکان کی ہو تو مطلع فرمائیں؟

(جواب ۳۶۳) صورت مسئلہ میں اگر ایسے شخص خود ختنہ نہیں کر سکتے اور آج کل باندیاں بھی نہیں ہیں جو ختنہ کر سکیں تو وہ اپنا ختنہ کرا سکتے ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا ضروری نہیں۔

(سوال) اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کے ختنے میں کسی کو دعوت نہ دے نہ کھانا کھلائے تو کیا حکم ہے؟ ایک شخص نے ایسا کیا تو لوگوں نے اس کا بایکٹ کر دیا پھر اس نے قربانی کی تو لوگوں نے قربانی کا گوشت لینے سے انکار کر دیا اور دوسرے لوگوں کو بھی روکا وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس نے ختنہ کی تقریب میں ہم کو دعوت نہیں دی تھی۔ المستفتی نمبر ۲۶۹ شاہ محمد صاحب ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ مطابق یکم مئی ۱۹۳۴ء (جواب ۳۶۴) ختنے کی تقریب میں دعوت دینا اور بستی کے لوگوں کو کھانا کھانا لازم نہیں ہے اگر کسی کو وسعت ہو اور وہ اپنی خوشی سے دعوت دے دے تو اسے اختیار ہے لیکن لوگوں کو اس سے زبردستی دعوت لینے کا کوئی حق نہیں ہے (۲) اور نہ دینے کی وجہ سے اس کا بایکٹ کر دینا اور قربانی کا گوشت نہ لینا اور دوسروں کو بھی لینے سے باز رکھنا یہ سب ناجائز باتیں ہیں (۳) یہ لوگ شریعت سے ناواقف ہیں ان کو نرمی اور آہستگی سے تبلیغ کر کے واقف کرانا چاہیے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا عورتوں کا ختنہ بھی سنت ہے؟

(سوال) زید کہتا ہے اور ایک کتاب کا بھی ثبوت پیش کرتا ہے کہ عورتوں کی ختنہ ہونا چاہیے شرع

(۱) قيل في ختان الكبير اذا امکن ان یختن نفسه فعل والا لم یفعل الا ان یمکنه ان یتزوج او یشتری ختانة فتختنه و ذکر الکرخی فی الجامع الصغیر و یختنه الحمامی (عالمگیریہ : الباب التاسع عشر فی الختان ۵/۳۵۷ ط ماجدیہ کونہ)

(۲) لا ینبغی التخلف عن اجابة الدعوة العامه کدعوة العرس والختان و نحوهما - وان لم یاکل فلا بأس (عالمگیریہ : الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات ۵/۳۴۳ ط ماجدیہ کونہ)

(۳) عن عائشه ان رسول الله ﷺ قال : لا یكون لمسلم ان یمجر مسلماً فوق ثلثة فاذا لقيه سلم علیه ثلاث مرار کل ذلك لا یرد علیه فقد باء بائمه (سنن ابی داؤد : باب فی هجرة الرجل احاه ۲/۳۲۵ ط امدادیہ ملتان)

شریف میں کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۳۲۹ محمد لال شاہ (ضلع مظفر) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۵) عورتوں کا ختنہ جس کو عربی میں خفاض کہتے ہیں، عرب میں اس کا رواج تھا اور ایک حدیث میں یہ ذکر آیا ہے کہ ایک عورت سے جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس میں مبالغہ نہ کیا کرو بلکہ بہت تھوڑی سی مقدار قطع کیا کرو کہ اس میں مرد اور عورت دونوں کا فائدہ ہے (۱) اور عورتوں کے ختنے کو بعض فقہانے سنت اور بعض نے مکرمات یعنی ایک اچھی اور شرافت کی بات بتایا ہے، لیکن یہ سنت مؤکدہ اور ضروری نہیں ہے اگر کیا جائے تو اچھا ہے نہ کیا جائے تو کوئی شرعی الزام اور مواخذہ نہیں ہے خلاف لڑکوں کے ختنے کے کہ وہ سنت مؤکدہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کیا بے ختنہ مسلمان کا ختنہ ضروری ہے؟

(۲) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔

(۳) بے ختنہ مسلمان کی اولاد کا نکاح با ختنہ مسلمان کی اولاد سے جائز ہے۔

(۴) بالغ نو مسلم کا ختنہ کر دینا بہتر ہے۔

(۵) کیا بے ختنہ بالغ مسلمان پر ختنہ کے لئے سختی کی جاسکتی ہے؟

(۶) بے ختنہ کے پیشاب کی پاکی اور نماز درست ہو سکتی ہے۔

(۷) بے ختنہ بالغ مسلمان کا ختنہ جائز ہے۔

(۸) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔

(۹) بے ختنہ بالغ مسلمان طہارت میں احتیاط کرے تو با ختنہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے

(سوال) (۱) بے ختنہ بالغ مسلمان کی ختنہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) بے ختنہ بالغ مسلمان کا نکاح جائز

ہے یا نہیں؟ (۳) بے ختنہ بالغ مسلمان کی اولاد سے با ختنہ بالغ مسلمان کی اولاد کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(۴) ایک بالغ ہندو مسلمان ہو کر ختنہ کرانا چاہتا ہے کیا اس کا ختنہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) بے ختنہ

بالغ مسلمان کا نکاح اگر جائز ہے تو قریہ یا شر کے غفلتی لوگ ختنہ سے بے پروا ہو جائیں گے؟ (۶) سنا گیا

ہے کہ بے ختنہ بالغ مسلمان کی پیشاب کی پاکی نہیں ہوتی اور اس وجہ سے اس کی نماز بھی درست نہیں

ہوتی؟ (۷) بالغ ہونے کے بعد بے ختنہ مسلمان کا ختنہ کرنا حرام ہے تو اگر ختنہ کر لیا تو اس کی سزا کیا

(۱) عن ام عطیۃ الانصاریۃ ان امراۃ کانت تختن بالمدينة فقال لها النبی ﷺ لا ینہکی فان ذلك احظی للامراۃ و احب للبغل (سنن ابی داؤد باب فی الختان ۳۶۸/۲ ط امدادیہ ملتان)

(۲) اختلفت الروایات فی ختان النساء ذکر فی بعضها انها سنة هکذا فی المحيط عن بعض المشایخ و ذکر شمس الانمہ فی ادب القاضی للخصاف ان ختان النساء مکرمۃ (عالمگیریہ الباب التاسع عشر فی الختان ۳۵۷/۵ ط

ماجدیہ کونہ)

ہے؟ (۸) بے ختنہ بالغ مسلمان کا نکاح اگر جائز نہیں ہے تو کیا وہ ہمیشہ بے نکاح ہی رہے گا؟ (۹) بے ختنہ بالغ مسلمان باختہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۹۷ محمد حیات (ضلع بیجاپور) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۶) غیر مختون بالغ مسلمان کی ختنہ کرانا اگر کسی وجہ سے ضروری ہو جائے تو جائز ہے مثلاً وہ ختنہ کی اہمیت سے عملاً محترز ہو یا اس کی وجہ سے دوسرے کے لئے یہ رسم قائم ہو جانے کا احتمال ہو (۱) (۲) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے (۲) (۳) بے ختنہ مسلمان کی اولاد کا نکاح ختنہ والے مسلمان کی اولاد کے ساتھ جائز ہے (۲) (۴) اگر بالغ غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو اس کا ختنہ کر دینا بہتر ہے کہ اس سے خوف ارتداد نہیں رہتا یا کم ہو جاتا ہے (۴) (۵) اتفاقی طور پر کوئی مسلمان غیر مختون رہ جائے تو اس کے لئے ختنہ کی اتنی سختی برتنی مناسب نہیں (۵) ہاں اگر کوئی عناداً ختنہ نہ کرائے تو اس کو ختنہ کے لئے مجبور کرنے میں مضائقہ نہیں (۱) (۶) بے ختنہ مسلمان کے ناپاک رہنے کا شبہ ضرور رہتا ہے لیکن یہ مطلب نہیں کہ وہ پاک ہو نہیں سکتا اور یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ غیر مختون ہمیشہ بے نماز ہی رہتا ہے (۷) (۸) بتایا گیا ہے کہ ضرورت اور مصالح شرعیہ کی بنا پر بالغ کا ختنہ کرانا جائز ہے (۸) مطلقاً حرام نہیں ہے (۸) نمبر ۳ ملاحظہ ہو (۹) اگر وہ استنجا اور طہارت میں احتیاط کرتا ہو تو وہ ختنہ والے مسلمان کی امامت بھی کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو (۹) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) واذا اجتمع اهل مصر على ترك الختان قاتلهم الامام كما يقا تلهم كما في ترك سائر السنن (فتاوی القاضی خان علی هامش الہندیہ: فصل فی الختان ۳/۹۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) لانه يمكن ان يتزوج امرأة او يشتري امة تختنه..... لان الختان سنة للرجال (رد المحتار: فصل فی المس والنظر ۶/۳۷۱ ط سعید)

(۳) ایضاً

(۴) قيل في ختان الكبير اذا امكن ان يختن نفسه فعل والا لم يفعل الا ان يمكنه ان يتزوج او يشتري ختانة فتختنه و ذكر في الجامع الصغير و يختنه الحمامي (عالمگیریہ: الباب التاسع عشر فی الختان ۵/۳۵۷ ط ماجدیہ کوئٹہ) (۵) واختلفوا فی الختان قيل انه سنة وهو الصحيح (عالمگیریہ: الباب التاسع عشر فی الختان ۵/۳۵۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۶) اذا اجتمع اهل مصر على ترك الختان قاتلهم الامام كما يقا تلهم في ترك سائر السنن (فتاوی القاضی خان علی هامش الہندیہ: فصل فی الختان ۳/۹۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۷) الا قلف..... ولو تؤضاً ولم يوصل الماء تحت الجلد جاز (فتاوی القاضی خان علی هامش الہندیہ: فصل فی الختان ۳/۹۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۸) قيل في ختان الكبير اذا مكن ان يختن نفسه فعل الخ (عالمگیریہ: الباب التاسع عشر فی الختان ۵/۳۵۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۹) فان قالوا: هو على خلاف ما يمكن الا ختان فانه لا يشدد عليه ولا يتعرض بل يترك ويكون ذلك غدرًا والواجبات تسقط بالا عذار فالسنة اولی (فتاوی القاضی خان علی هامش الہندیہ: فصل فی الختان ۳/۹۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

ختنہ کی تقریب میں ناجائز کام نہ ہو تو شرکت جائز ہے۔

(سوال) میرا نواسہ ہے اور اس کی ختنہ ہو گئی ہے اس کے دادا کہتے ہیں کہ میں اس کا کھانا کروں گا اس میں اگر مجھے بلایا جائے تو میں شریک ہو جاؤں یا نہیں؟ کیونکہ میں فی الحال تو ختنے میں شریک نہیں ہوتا جب سے مجھے معلوم ہوا ہے لیکن کھانے کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۸۵۷ محمد حیات (ضلع علی گڑھ) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۷) ختنہ کی تقریب میں شریک ہونا اور کھانے میں شریک ہونا فی حد ذاتہ جائز ہے بشرطیکہ ریاد شہرت کے لئے یہ کام نہ ہو اور قرض ادھار لیکر یہ کام نہ کیا جائے اور کوئی ناجائز کام مثلاً گانا بجانا نہ ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا عورت کا ختنہ بھی مسنون ہے؟

(سوال) زید کا بیان ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور بلکہ زواج ہندی آدم فی الحدیث میں یہ مسئلہ تحریر ہے لیکن عمر و اس مسئلہ کے خلاف ہے اور کہتا ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول اللہ ﷺ نہیں ہے اور نہ زواج ہندی آدم فی الحدیث کو مانتا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۴۲۳ مسماۃ فاطمہ بائی صاحبہ (بمبئی) ۲۱ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۸) عورت کے ختنے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسے کہ شامی (۲) جلد خامس ص ۵۲۲ میں مذکور ہے بعض فقہاء اس کو سنت بعض مستحب کہتے ہیں اور اس پر سب متفق ہیں کہ اس کی کوئی تاکید نہیں ہے ختنہ نہ کرانے میں کوئی گناہ یا ملامت نہیں ہے ابو داؤد (۲) میں حدیث ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی تو حضور ﷺ نے اس کو فرمایا تھا لا تنھکی یعنی ختنہ میں کھال زیادہ نہ کاٹا کرے۔ اور شامی (۲) میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ختان الرجال سنة و ختان النساء مکرمۃ یعنی مردوں کا ختنہ سنت ہے اور عورتوں کا ختنہ مکرمۃ یعنی مردوں کی خوشنودی کے لئے ہے مطلب یہ کہ مردوں کے ختنے کی طرح سنت مستقلہ مؤکدہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) لا ینبغی التخلف عن اجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان ونحوهما..... واما اذا علم قبل الحضور فلا يحضره لانه لا يلزمه حق الدعوة (عالمگیریہ: الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات ۳/۵ ط ماجدیہ کونہ)

(۲) و فی کتاب الطہارۃ من السراج الوہاج اعلم ان الختان سنة عندنا للرجال والنساء وقال الشافعی واجب وقال بعضهم سنة للرجال مستحب للنساء (رد المحتار مسائل شتی ۷۵۱/۶ ط سعید)

(۳) باب فی الختان ۳۶۸/۲ ط امدادیہ ملتان

(۴) مسائل شتی ۷۵۱/۶

ختنہ کی دعوت جائز ہے

(سوال) ختنہ میں دعوت کرنی درست ہے یا نہیں؟ حدیث طبرانی الخرس والا عذار والتوکیرافت فیہ بالخیار سے گنجائش معلوم ہوتی ہے اور حدیث مسند احمد ولیمۃ الختان لم یکن یدعی لہا سے ممانعت و بدعت ثابت ہوتی ہے پس اس بارے میں کیا توجیہ ہوگی؟ المستفتی نمبر ۲۳۶۶ محمد یسین صاحب اعظم گڑھ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۹) ولیمۃ الختان لم یکن یدعی لہا کا مفہوم اسی قدر ہے کہ یہ معمول نہ تھا ولیمہ کا لفظ اس کو شامل ہے اس لئے فی حد ذاتہ لباحث ہے (۱) ہاں آج کل کے مصالح اسلامیہ اس کے مقتضی ہیں کہ ایسی دعوتیں جس قدر کم ہوں بہتر ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ختنہ کرنا سنت اور مسلمانوں کا شعار ہے۔

(سوال) ایک شخص اپنے لڑکوں کی ختنہ نہیں کراتا اور اس بات سے بھی انکار کرتا ہے اور اس کے چار لڑکے ہیں جن میں ایک لڑکے کی عمر تینیس سال اور دوسرے کی چھبیس سال اور تیسرے کی انیس سال اور چوتھے کی تیرہ سال ہے مگر اس نے کسی کی ختنہ نہیں کرائی تمام ویسے ہی ہیں اب لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں کیا وہ اس سے قطع تعلق کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۱۹ محمد اسلوب (بلند شہر) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۷۰) ختنہ سنت ہے مگر مسلمانوں کے لئے اسلامی شعار ہے یہ شخص کسی وجہ سے ختنہ نہیں کراتا چار بچوں کا ختنہ نہ کرانا بظاہر کسی عذر پر مبنی نہیں ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اسے بچوں کے ختنے کرانے پر مجبور کریں اور نہ مانے تو اس کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ سمجھائیں یہاں تک کہ وہ اپنی ضد سے باز آجائے اگر مناسب حد تک اس کے ساتھ سختی بھی کی جائے تو مضائقہ نہیں (۲) سختی سے صرف یہ مراد ہے کہ مسلمان اس کو اپنی تقریبات شادی و غمی میں شرکت کی دعوت نہ دیں۔ اس کے یہاں تقریبات میں شریک نہ ہوں (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) لا ینبغی التخلف عن اجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان ونحوهما (عالمگیریہ: الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات ۳۴۷/۵ ط ماجدیہ کونہ)

(۲) والا صل ان الختان سنة كما جاء في الخبر وهو من شعائر الاسلام وخصائصه فلو اجتمع اهل بلدة على تركه حاربهم الامام فلا يترك الا لعذر (تنوير الابصار و شرحه مع رد المحتار مسائل شتى ۷۵۱/۶ ط سعید)

(۳) قال المهلب غرض البخاری فی هذا الباب ان یبین صفة الهجران الجائر وانہ یتنوع بقدر الجرم فمن كان من اهل العصیان يستحق الهجران بترك المكالمه كما فی قصة كعب و صاحبيه (فتح الباری شرح صحیح البخاری باب ما يجوز من الهجران لمن عصی ۱۰/۱۵ ط مكتبة مصطفى مصر)

غیر مسلم ماہر ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے۔

(الجمعیتہ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) غیر مسلم ڈاکٹر (سکھ یا ہندو) سے لڑکے کی ختنہ کرانی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) واقف کار غیر مسلم ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

www.ahlehaq.org

(۱) وافار فی النہر تبعاً للہجر، جواز التطیب بالکافر فیما لیس فیہ ابطال عیادۃ (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله : وافار فی النہر) - و فیہ اشارۃ الی ان المریض یجوز لہ ان یتطیب بالکافر فیما عدا ابطال العیادۃ (ردالمحتار) فصل العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ۴۲۲/۲ - ۴۲۳ ط سعید (الحمد للہ الذی تم بنعمتہ الصالحات)

دَارُالاشَاعَتِ < کی مطبوعہ فقہی کتب ایک فہرست

مہشتی زیور مدلل مکمل	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رقیبہ اردو ۱۰ حصے	مولانا مفتی عبد الرحیم لاچپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے	" " "
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی	اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد	مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل	مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظم و انضام	" " "
مسائل معارف القرآن (تفہیم القرآن میں ذکر قرآنی احکام)	" " "
انسانی اعضا کی پیوندکاری	" " "
پراویڈنٹ فنڈ	" " "
نوائین کے لیے شرعی احکام	اہلیہ ظریف احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی	مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیقی سفر سفر کے آداب احکام	" " "
اسلامی قانون نکاح طلاق وراثت	فضیل الرحمن لہلال عثمانی
علم الفقہ	مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب احکام	انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت	مولانا مفتی رشید احمد صاحب
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ	مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل مہشتی زیور	مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل	مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی	شیخ محمد خضریٰ
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق	مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں	مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح	" " "

سیرۃ اوسوانح پر دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ حلبیہ اردو اعلیٰ ۶ جلد (کمپوز)
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ ۲ جلد
رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۲ حصے یکجا (کمپوز)
محسن انسانیت اور انسانی حقوق
رسول اکرم کی سیاسی زندگی
شمالی ترمذی
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین
دور تابعین کی نامور خواتین
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین
ازواج مطہرات
ازواج الانبیاء
ازواج صحابہ کرام
اسوۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اسوۃ صحابہ ۲ جلد کامل یکجا
اسوۃ صحابیات مع سیر الصحابیات
حیۃ الصحابہ ۳ جلد کامل
طبیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم
سیرۃ خاتم الانبیاء
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سیرۃ خلفائے راشدین
الفساروق
حضرت عثمان ذوالنورین

سقر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
تاریخ اسلام ۴ حصہ ۲ جلد کامل
اخبار الانبیاء
حالات مصنفین و درس نظامی
نقش حیات
جہنم کے پروانہ یافتہ

سیرۃ النبی پر نہایت مفصل و مستند تعریف

اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تعریف مستشرقین کے جواہر کے ہر
عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب
خطبہ حجة الوداع سے استناد اور مستشرقین کے اعتراضات کے جواب
دعوت و تبلیغ سے سرشار حضور کی سیاست اور ملی تعلیم
حضور اقدس کے شان و عادات مبارک کی تفصیل پر مستند کتاب
اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل
تابعین کے دور کی خواتین

ان خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضور کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ
انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب
صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حالات و کارنامے

ہر شعبہ زندگی میں آنحضرت کا اسوۂ حسنہ آسان زبان میں
حضور اکرم سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوۂ
صحابیات کے حالات اور اسوۂ پر ایک شاندار علمی کتاب
صحابہ کرام کی زندگی کے مستند حالات مطالعہ کے لئے راہ نمائے کتاب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر مبنی کتاب
۰۰۰ کے حالات اور عربی قصائد مع تراجم پر مشتمل عشق و ادب میں دینی تعریف
بچوں کے لئے آسان زبان میں سندیت، مدارس میں داخلہ لے کر
مشہور کتاب سیرۃ النبی کے معنی کی بچوں کے لئے آسان کتاب

مختصر انداز میں ایک جامع کتاب
حضرت عمر فاروقؓ کے حالات اور کارناموں پر مستند کتاب
حضرت عثمانؓ

امام برہان الدین حبلی

علامہ شبلی نعمانی

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

ڈاکٹر حافظ محمد عثمانی

ڈاکٹر محمد حنیف اللہ

شیخ اکبریت حضرت مولانا محمد زکریا

احمد خلیل جمعہ

۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰

ڈاکٹر حافظ حفصانی میاں قادری

احمد خلیل جمعہ

عبد العزیز الشناوی

ڈاکٹر عبد الحی عارفی

شاہ معین الدین ندوی

۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰

مولانا محمد یوسف کاندھلوی

امام ابن قسیم

مولانا محمد اشرف علی تھانوی

مولانا مفتی محمد شفیع

سید سلیمان ندوی

مولانا عبد الشکور لکھنوی

علامہ شبلی نعمانی

معراج الحق عثمانی

مختصر آسان زبان میں حضرت شاہ ولی اللہ پیرائے نبی کی پیاری صحابہ اویاں ڈاکٹر حفصانی میاں

شاہ معین الدین ندوی

شیخ عبد الحی محمد صلی

مولانا محمد حنیف گنگوہی

مولانا حسین احمد مدنی

احمد خلیل جمعہ

آغازا اسلام سے آخری غلیفہ کے زوال تک کی مستند تاریخ
ہندو پاک کے مشاہیر صوفیہ کا مستند تذکرہ
پورا درس نظامی تعریف کرنے والے ائمہ و علماء کے مستند حالات
مولانا سید حسین احمد مدنی کی خود نوشت سوانح
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے والے ملعون کفار کے ملکا

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان
فون و فیکس (۰۲۱) ۳۲۱۸۶۱۱
دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں بیرون ملک بھیجئے گا انتظام ہے / فرست کتب مفت ڈاک میں بھیج کر دیتے ہیں۔
فرمان پاک

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بجز تفسیر معراج منان تہذیب ۱ جلد	ملائیہ عثمانی "اسلامیہ" جناب مولائی داری
تفسیر مظہری اردو ۱۲ جلدیں	قاضی محمد اسلم ہانی جی
قصص القرآن ۳ حصے در ۲ جلد کامل	مولانا محمد الرحمن سیوہاروی
تاریخ ارض القرآن	ملائیہ سید سلیمان ندوی
قرآن اور ماحولیات	انجینئر شفیع میر دانش
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن	ڈاکٹر حفیظ میاں قادری
لغات القرآن	مولانا عبد الرشید نعمانی
قاموس القرآن	قاضی زین العابدین
قاموس الفاظ القرآن الکریم (مربی انگریزی)	ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
ملک الہیان فی مناقب القرآن (مربی انگریزی)	حبیب ہنریس
امسال قرآنی	مولانا اشرف علی تھانوی
قرآن کی بآیں	مولانا امجد سعید صاحب

حدیث

تفسیر البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد	مولانا امجد سعید صاحب
تفسیر مسلم	مولانا زکریا اقبال
جامع ترمذی	مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابوداؤد شریف	مولانا سر احمد صاحب
سنن نسائی	مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۳ جلد، حصے کامل	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد	مولانا عبد الرحمن کاندھلوی
ریاض الصالحین مترجم	مولانا خلیل الرحمن نعمانی صاحب
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح	از امام حسن علی
مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ۵ جلد کامل	مولانا عبد اللہ عبد الباقی صاحب
تقریر بخاری شریف ۳ حصے کامل	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
تجربہ بخاری شریف	مولانا حسین بنی ہاشم زبیدی
تتکیم الاشتات	مولانا الحسن صاحب
شرح اللمعین نووی	مولانا مفتی عاشق الہی البرنی
قصص الحدیث	مولانا محمد زکریا اقبال

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ لاہور
کلیں پاکستان، فون (۰۱۱) ۷۸۸۱۱۱
دیگر لوگوں کی کتب دستیاب ہیں، لیکن مکمل طور پر ان کے کتب خانوں میں
موجود نہیں ہیں۔